

ISLM DS 485 J44 G48

1866

SHASTRI INDO-CANADIAN INSTITUTE

156 Golf Links,
New Delhi-3, India

1823423

TARĪKH JHAJMAR

G-48

G-48

G-48

ساح ارشد

۶۰۳

ہزار شکر و سپاس افریدگا

کہ حسب ارشاد

جناب حمیس نمٹ صاحب درگشت حصا کے

نقد و ثناء

تیار پنجہ

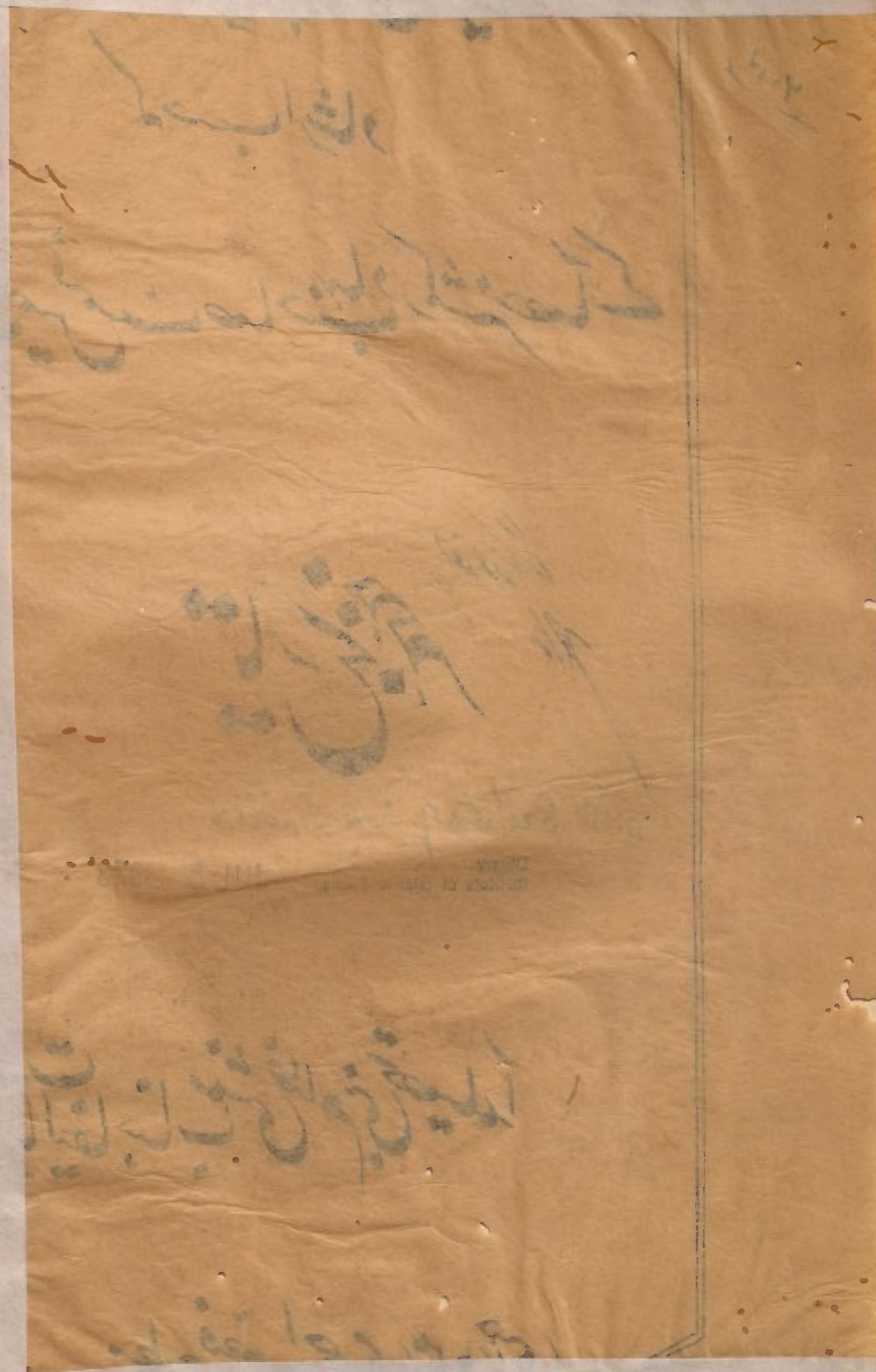
Dist. Ruhyaq in India

Library
Institute of Islamic Studies

JUL 5 1973

از االیقا جناب منشی غلام نبی تحصیلدا

مطبع فیض احمدی مین چپی



فہرست خلاصہ مطالب جلد اول موسوم بتاریخ جہر

لبرفتہ	خلاصہ مضمون	لبرفتہ	خلاصہ مضمون
	مقدمہ	۶	تہدید تحریر حالات بادشاہان دہلی
۳	تہذیب کا مقولہ کہ قصہ جہر کوراجہ		سن ابتدای شہاب الدین غوری
	جو بن فی آباد کیا تھا اور نام اوسکا		فضل اول سلطنت غوریوں اور غلاموں
	جارج نگر کہا تھا کہ بگڑتے بگڑتے		بیان میں
	جہر سو گیا	۷	ذکر سلطنت شہاب الدین غوری
۲	اکثرون کی روایت کہ قصہ جہر دہر	۸	ذکر قطب الدین ایبک ترکی
	یعنی شیعہ قیام گاہ آب من آباد ہوا تھا	۹	ذکر آرام شاہ ترکی
	اس واسطی نام اوسکا جہر منہ سو گیا	۱۰	ذکر حبیب سلطان شمس الدین لہتمش
۳	دسکان لوگ کہتی ہیں کہ جہر کو جو جا	۱۱	وجہ تسمیہ لہتمش
	جاٹ نے آباد کر کے نام اوسکا	۱۲	ذکر سلطنت شمس الدین لہتمش
	اپنی نام پر رکھا تھا کہ انجام کو گھر	۱۳	ذکر رکن الدین فیروز شاہ ترک
	بول جاں سے تخفیف پاکر جہر سو گیا	۱۴	ذکر ضیہ سلطان بیگم دختر شمس الدین لہتمش
۴	شاہ سہری من شاہزادہ عالی	۱۵	ذکر مغر الدین بہرام شاہ ترک
	فی قصہ جہر میں ایک قلعہ خام بنانا	۱۶	ذکر سلطان علاؤ الدین مسعود شاہ ترک
	سرو کر کے نام اوسکا مبارک آباد	۱۷	ذکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ ترک
	عرف جہر رکھا	۱۸	ذکر الف خان ملقب بنبیث الدین
	باب اول	۱۹	بلبن ترک

لمبرفت	خلاصہ مضمون	پرہفت	خلاصہ مضمون
۲۲	ذکر مغزالدین کیتباد ترک	از ۱۷ تا ۱۹	ذکر ناصرالدین محمود شاہ بن محمد
	فصل دوم خلجیوں کی بیان میں		بن فیروز شاہ ترک مع تذکرہ لغز
از ۲۰ تا ۲۱	ذکر جلال الدین فیروز شاہ خلجی		واقبال خان امیر تیمور
از ۲۱ تا ۲۲	ذکر سلطان علاء الدین خلجی	۵۰	ذکر دولت خان قوم لودھی
۲۲ تا ۲۳	تذکرہ عشق رائی بدماوت زوجہ		فصل چہارم سلطنت سلوٹ
	راجہ رتن سین والی جتوڑ		بیان میں
۳۳	ذکر شہاب الدین عمر خلجی	۵۱	ذکر خضر خان ولد سلیمان خان سہ
۳۴	ذکر قطب الدین مبارک شاہ خلجی	۵۲	ذکر مغزالدین ابوالفتح مبارک شاہ
۳۵	ذکر حسن خان الملقب سلطان	۵۳	ذکر سلطان محمد خان بن فرید خان بن
	ناصر الدین خسرو خان برہادر	۵۴	ذکر علاء الدین عالم شاہ
	فصل سوم خاندان تغلق کی بیان میں		فصل پنجم قوم دسویں کی بیان میں
از ۲۶ تا ۲۸	ذکر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	۵۵	ذکر سلطان بہلول لودھی
	ترک مع تذکرہ فات حضرت شاہ	۵۶	ذکر سلطان سکندر لودھی
	نظام الدین اولیا اور امیر خسرو کی	۵۷	ذکر ابراہیم شاہ لودھی
از ۲۹ تا ۳۱	ذکر سلطان محمد عادل تغلق شاہ		فصل ششم سلطنت مغلیہ یعنی خاندان
	عرف الف خان		تیموری اور افغانہ یعنی خاندان سور
از ۳۲ تا ۳۶	ذکر فیروز شاہ ترک مع بعض ہدیت		کی بیان میں مثل اوپر و شقون کی
	اوسکے کے		خاندان تیموری کی بیان میں

مذہب و مکتب	خلاصہ مضمون	لمبر وقت	خلاصہ مضمون
۵۸	ذکر ظہیر الدین محمد بابر شاہ بادشاہ	۷۱	بیان عبدالرحیم خان خانان
۵۹	ذکر سلطنت مرتبہ اولیٰ جہا یون بادشاہ	۷۲	بیان اجرای طریقہ رشتہ دارے اکبر بادشاہ
	بیان جہا یون بادشاہ کا ولایت کو بجات		کاراجہ ہای ہندسیہ
	لا جاری	۷۳	بیان خوش عقیدگی اکبر بادشاہ کا
	شوق دوم خاندان سوریان	۷۴	بیان تعمیر قلعہ اور آبادی شہر اکبر آباد کا
۶۰	ذکر فرید خان الملقت شیر شاہ سو	۷۵	بیان تعمیر قلعہ اور آبادی شہر اکبر آباد کا
۶۱	ذکر جلال خان الملقت بسلام شاہ	۷۶	بیان شیخ ابوالفضل تخلص فیضی
۶۲	ذکر فرید شاہ و مبارز خان دیگر	۷۷	بیان شیخ ابوالفضل
	اقوام سورج و مدعی سلطنت کے ہوئے	۷۸	بیان تان سین کلا نونت کا
	شوق سوم خاندان سموریہ از جہا یون	۷۹	بیان اجہ ٹور مل کا اوقضیل کارناموں
	تیا فرج سیر		اوسکی کی موجب ضمن ہای مرقومہ ذیل
۶۳	ذکر مستطیع ہوئی جہا یون بادشاہ کا		ضمن اولیٰ کر ترتیب قرقاری ضمن دوم
	بار دوم		ذکر جہا یون نامی ملک اور تقریب جمع امی ضمن
۶۴	ذکر تخت نشینی ابوالفتح محمد جلال الدین		سوم ذکر تقریب و بجات و سرکار و دستور
	اکبر بادشاہ		و محال و پرگنہ و خدمت کر و رمی ضمن
۶۵	بیان شورش سمیون بقال اور		چہارم ذکر ذراغ سپہا بیان ضمن پنجم
	ماری جہا یون اوسکے کا		ذکر اجرای سن فصلے ضمن ششم ذکر تقریب
۶۶	بیان احمد اور عبادت بہرام خان کا		ہواریان ضمن ہفتم ذکر انتظام تقریری

لمبرفت	خلاصہ مضمون	لمبرفت	خلاصہ مضمون
	واقعہ نگاران		نورجہان بیگم اور وفات جہانگیر شاہ کا
۸۰	بیان اجرای کارخانہ تجارت اہل فرنگک ہندوستان میں	از ۹۱ تا ۹۳	ذکر خلافت شہلب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ
۸۱	بیان عادات و فضایل وغیرہ محمد اکبر بادشاہ	۹۴	بیان شوق علم موسیقی شاہجہان بادشاہ کا
۸۲	بیان مذہب اکبر بادشاہ	۹۵	بیان روضہ تاج بی بی کا
۸۳	مدت سلطنت و وفات اکبر بادشاہ	۹۶	بیان تخت طاؤسی کا
۸۴	ذکر ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ	۹۷	بیان احداث باغ و کوٹاہی نیرلاپور کا
از ۸۵ تا ۸۶	بیان کیفیت حال نورجہان بیگم زوجہ جہانگیر بادشاہ	۹۸	بیان لعل قلعہ کا
۸۷	بیان سکے مختلف جہانگیر بادشاہ	۹۹	بیان آبادی شاہجہان آباد کا
۸۸	ذکر طیار کئی جاں نثارہ ہای عکالت کوس وغیرہ کا عہد جہانگیر بادشاہ میں	۱۰۰	بیان جامع مسجد شاہجہان آباد کا
۸۹	ذکر تعمیر کوئی تجارت فرگیان شہر سورت میں	۱۰۱	بیان اختراع زبان اردو کا
۹۰	بیان بغاوت مرزا خورم و مناقشہ بامدادگر مہابت خان وزیر اور	۱۰۲	بیان تعمیر بعض کوئی ہای فرگیان
		از ۱۰۳ تا ۱۰۷	بیان اولاد زرنیہ شاہجہان کا
		از ۱۰۸ تا ۱۱۰	بیان نوال حلیطنت شاہجہان بادشاہ اور دفعہ جنگ جہانگیر بیگم بیگم بیگم کا
		از ۱۱۱ تا ۱۱۰	ذکر جلوس اول محمد اور رنگ زیب تخت خلافت پر معہ مصروفیت بعض مہبت برادران

جلد و صفحہ	خلاصہ مضمون	جلد و صفحہ	خلاصہ مضمون
۱۱۱ تا ۱۱۵	بیان جلوس ثانی ابو المظفر محی الدین نیرنگ بیگم گیر بادشاہ مع کیفیت اختتام مناسبتہ برادران اور وفات شاہ جهان	۱۱۲ تا ۱۱۴	کیفیت عملداری اور حکام متفرق کا ضرور فضل اول عملداری نواب روشن الدولہ اور عاقل خان افغان چچہ اور نواب جبار خان بلوچ فرخ نگر کے بیان میں
۱۱۶	بیان بستامیہ عورت کا	۱۱۷ تا ۱۱۸	فضل دوم عملداری میر تقی خان ایرانی کے بیان میں
۱۱۹	ذکر جوئی برگتہ چچہ کا جاگیر مرزا کا نم خلف عالم گیر بادشاہ میں	۱۱۹ تا ۱۲۱	فضل سوم عملداری بلوچون کی بیان میں ذکر نواب کامگار خان بلوچ فرخ نگر
۱۲۰	ذکر عادات و سکنات وغیرہ عالمگیر بادشاہ اور وفات او کی کا	۱۲۱ تا ۱۲۲	ذکر عملداری نواب موسیٰ خان بلوچ فضل چہارم عملداری جالوگی بیان میں
۱۲۱	ذکر سلطنت محمد مظفر الملک شاہ عالم بہادر ذکر سلطنت مغیر الدین جہاندار شاہ	۱۲۲ تا ۱۲۳	جگونگی حال تسلط جہان ریاست فرخ نگر اور پکڑا جانا موسیٰ بلوچ رئیس فرخ نگر کا لشکر جہان میں
۱۲۲	ذکر سلطنت جلال الدین محمد فرخ بیادشاہ کیفیت اجمالی گروہی فرقہ سکنان	۱۲۳ تا ۱۲۴	ذکر عملداری کنور جواہر سنگھ خلف راجہ سویج مل جات بہرت پور والہ
۱۲۳	ذکر نشو و نما انگریزی عملداری کا ذکر وفات فرخ سیر بادشاہ کا	۱۲۴ تا ۱۲۵	ذکر عملداری راجہ رتن سنگھ خلف راجہ سویج مل بہرت پور والہ
۱۲۴	باب دوم ذکر اوس مہید کا جبکہ سب سے سلسلہ	۱۲۵ تا ۱۲۶	ذکر عملداری راجہ نول سنگھ سب راجہ تحریر ان مشاہیر کا قطع ہو کر لکھا جاتا
۱۲۵	ذکر اوس مہید کا جبکہ سب سے سلسلہ	۱۲۶ تا ۱۲۷	ذکر عملداری راجہ نول سنگھ سب راجہ

لمبرفت	خلاصہ مضمون	لمبرفت	خلاصہ مضمون
۱۸۲	سورج مل جات بہت پور والہ ذکر علداری راجہ خست سنگہ خلف جہ	۱۹۶ ۱۹۸	فضل ششم علداری آبا کہا نڈہ راو اور جارج طامس صاحب او یک ملازم کنیا میں
۱۸۳ ۱۸۴	سورج مل جات بہت پور والہ بیان دلیابی موسی خان بلوچ کاریا فرخ نگر پرانی پامردی ہی لوبہ گشت دینی عامل راج بہت پور	۹۹۹ ۲۰۲۵	ذکر آبا کہا نڈہ راو مرٹہ مفتی اجہ شمشیر بہادر ذکر جارج طامس صاحب انگریز عرف ہماز صاحب کا
۱۸۵	فضل ششم علداری سمر و صا الیمان اور سب النساء سکیم زوجہ و سکی کنیا میں ذکر سمر و صاحب الیمان کا	۲۰۵ ۲۰۸	خلاصہ کیفیت حال مادہ سوجی بسندہ میل جسمین ضمتا ذکرہ مکہ امی غلام قادر روسیہ کا ہی اہل یہ
۱۸۶ ۱۹۰	ذکر سماء زب النساء سکیم زوجہ سمر صاحب فضل ششم علداری خفت قلینان و اسمعیل بیگ خان و صاحب سنگہ سکہ کی بیان میں	۲۰۹	ذکر انتظام طامس صاحب کے بہت برکات تجارہ وغیرہ اور ورہ اطراف جھپڑ کا
۱۹۱ ۱۹۲	ذکر خفت قلینان جلیہ مرزا خفت خان بیان نواب اسمعیل بیگ خان اور زوہ محمد بیگ خان جدانی	۲۱۰ ۲۱۲	پوچھنا طامس صاحب کے مکہ آبا کہا نڈہ راو برجیکہ وہ قلعہ کوٹ پوتلی میں محصور رہا اور مقرر ہونا برکات جھپڑ اور سمر اور مانڈوی
۱۹۳ ۱۹۴	بیان نواب اسمعیل بیگ خان اور زوہ محمد بیگ خان جدانی	۲۱۳	اور باٹوڈہ کا اسکی صلہ میں بجاکر طامس صاحب کے کرنا طامس صاحب کے بیوات میں برادر زادہ گنگا شن زمیندار سے
۱۹۵ ۱۹۶	بیان صاحب سنگہ و بھاسنگہ وغیرہ سکھان	۲۱۴ ۲۱۵	گرو دی رکنا آبا کہا نڈہ راو کا ایک بہتر حصہ نبی ملک کے پاس باو پھر نو میں ملازم

نمبر قضا	خلاصہ مضمون	نمبر قضا	خلاصہ مضمون
	سرکار یونانی بعض ادای باقی محاصل		اور آلات و سامان ضرب طامس صاحب کا
	بادی جی سندھیہ کے	۲۳۰	ذکر آبادی موضع حاج گڑھ جی ہار گڑھ برکنہ جیہ کا
۲۱۶	ذکر کرائی طامس صاحب کا ساکن قصبہ سیری	۲۳۱	بکر اجانا والی خان وغیرہ کے نفر سکنی
۲۱۷	ذکر بعض معاملات عہد گری آپا کھانڈا		جیہ کا بعلت غارتگری اعوایہ نامی محلو کھانڈا
۲۱۸	طامس صاحب		سر پرون صاحبین بقام قصبہ کول اور پھر پونا
۲۲۱	ذکر وفات آپا کھانڈہ راو کا اردو		طامس صاحب اوکھو بادای موے سرار و بیہ
۲۲۲	اشفاق دریائی جمن کی		مصائب کے جو او نیسے قصبہ جیہ سولی کر کے
۲۲۳	بیان منہ نشینی باون اور مرثہ اور قوج		پیرون صاحب کی ہاں اغل کرایا ہوتا
۲۲۵	مناسبتہ سینیان اسکی اور طامس صاحب	۲۳۲	مونا در خواست انزع اضلاع جیہ وغیرہ کا
	کئی اور آخر الامر میں دھما جو باطامس کا	۲۳۳	جانب پیرون صاحب جنرل فوج دولت ام سندھ
۲۲۶	ذکر ملک گیری طامس صاحب بعد فتح		سی تمقر پچاس سرار و بیہ خواہ ما شیا کے اور
	موضع کانہو کے تانولج ہانسی جیہ		نامنطور کرنا طامس صاحب کا اور جاڑ ناما ملہ
	وغیرہ		کا اور جنگ جہل کی
۲۲۷	تشریح حدود و عرض و طول ملک فتح	۲۳۹	بیان محاربات طامس صاحب کا فوج لوہی
۲۲۸	طامس صاحب کے بقید اسامی مقامات	۲۴۰	سرگروہ فوج جنرل فوج پیرون صاحب سے بقا
	مشہورہ کی اور قرار بانا قصبہ ہنسی		موضع ہار گڑھ اور قصبہ ہانسی اور آخر کا
	خاص دارالریاست اوسکا		نہر مت کہا کر ہیاگ جانا اوسکا عملداری
۲۲۹	ذکر اجرائی کسان اور تفصیل سپاہ		سرکار انگریزی تین

برفت	خلاصہ مضمون	برفت	خلاصہ مضمون
۲۵۰	فصل ششم عملداری جنرل بیرون صاحب علی	۲۸۹	بیان تقرری شہزادہ اب جو عملداری
	فوج و لت رام سندھ کی بیان میں		سرکل میں بلفظ کمریت کی نامزدی
۲۵۱ ۲۵۲	فصل ہفتم عملداری متفرق راجہ فوج سنگہ	۲۹۰	بیان انتظام عدالت کا
	رئیس بلکبہ و نجابت علی خان پیرچ علی	۲۹۱ ۲۹۲	ذکر شق عدالت دیوانی کا
	سرکار انگریزی اور برطانوی اور مراٹھا	۲۹۱ ۲۹۲	ذکر شق عدالت فوجداری کا
	علمان جہونٹ راو سوکر کے بیان میں	۲۹۳	بیان انتظام شہزادہ مال
	باب سوم	۳۱۱	بیان تقرری شہزادہ نج
۲۵۳ ۲۵۴	فصل اول متضمن ذکر اجمالی خاندان	۳۱۲	ذکر تقرری خزانہ
	بہر بچان اور دواو کارکردگی اور حصول	۳۱۳	ذکر فدیو پوانی کل ریاست کا
	جاہ و منصب اور نیک کے	۳۱۴	بیان کارگذاری فوج کا
۲۵۳ ۲۵۴	فصل دوم متضمن ذکر ریاست نواب	ضمنی	ذکر مہم جی پور
	نجابت علی خان پیرچ کے	ضمنی	ذکر مہم بیان موضع ورڈہ منہادار علی بیگانہ
۲۵۵ ۲۵۶	فصل سوم متضمن ذکر ریاست نواب	ضمنی	ذکر مہم بہرت پور
	فیض محمد خان پیرچ و ذکر علی گئی فیض خان	ضمنی	ذکر بغاوت لالیار سیدار جی پرگنہ داندی
	کا مختاری ریاست جھجری اور تفرکنا	ضمنی	ذکر لڑائی موضع کھوڈانہ کا
	نواب فیض محمد خان کا کشمیر قوم کا تہم	ضمنی	ذکر لڑائی موضع ڈالہ بہاری پور علاقہ
	کو اوپر چھبہ دیوانی کل کے	جی پور	
۲۵۷ ۲۵۸	ترتیب وار شنگے فوج کا بیان	۳۱۵	بیان برہانگی چاؤنی لشکر بہر بچان کا

لبرفت	خلاصہ مضمون	لبرفت	خلاصہ مضمون
	قصہ اداری ہی اور تقسیم بنواؤ کا مقام چھٹین		مضمون اور مضمون کی مذکورہ
	اولیٰ قسم برکتہ داری اور بدخواہ کا قیام	۳۳۷	بیان غیوری نواب فیض محمد خان
	نواب فیض محمد خان شین جہر اور بہادر خان	۳۳۸	ذکر ازواج و اولاد نواب فیض محمد خان
	جاگیر دار بہادر گدہ اور معاوتہ تعالٰی گدہ	۳۳۹	ذکر اوان شخاص با جوہر اہل کمال کا جوہریت
	داری بہادر گدہ کیہا گدہ و روئے مذکور کے		نواب فیض محمد خان میں اسکی قدر دایہ جہم کی
۳۱۶	بیان اہل عمارت اور بناہی عمدہ کا جوہریت	۳۴۰	ذکر وفات نواب فیض محمد خان
۳۲۱	فیض محمد خان کی تعمیر و احداث ہوئیں		فضل جہار مضمون کریت نواب فیض علی خان
۳۲۲	بیان اوان ہو سفید کا جوہریت نواب	۳۴۱	بیان سند نشینی نواب فیض علی و ضبطہ جہدیت
۳۲۳	فیض محمد خان کی جہری ہوئی	۳۴۲	خارج از احاطہ ریت و تعمیر و تبدیل بعض ملازمان و
۳۲۵	ذکر اوان جاید و غیر منقولہ کا جوہریت نواب محمد خان		آبادی جہاوانی جدید معروف فیض آباد کا
	ابن ریاست شین اور تعمیر و ترمیم خرید کی تھی	۳۴۳	بیان تصرف نواب فیض علی خان نسبت اصلاح
۳۲۶	بیان تقسیم اوتھا و اٹھال نواب فیض محمد خان		بعض مراتب صیفہ فوج
۳۲۷	بیان شغل شکار اندازی نواب فیض محمد خان	۳۴۴	کیفیت اظم و توسع صیفہ مال جوہریت نواب فیض علی خان
۳۳۲	ذکر عادات و خصائل نواب فیض محمد خان	۳۴۵	ازراہ کفایت شعاری طور خود کیا
۳۳۳	بیان انصاف نواب فیض محمد خان	۳۴۶	بیان عمارت عمارت نواب فیض علی خان
۳۳۵	بیان سخاوت نواب فیض محمد خان	۳۴۷	بیان تہذیب و تہذیب میدار و موضع تہذیب جانک
۳۳۶	بیان موت نواب فیض محمد خان کا جس میں		جنہوں نے بارہ و تہذیب و تہذیب دایہ ان جہریت میں
	کفیت حال حاجہ منوکل سنگہ جوہر و والدہ کی		کئی اور نقل و جاناویہ مذکورہ ریت جہریت

بروقت	خلاصہ مضمون	بروقت	خلاصہ مضمون
	ضلع تہک عہداری پھر انگریزی میں		انگریزی سی
۳۶۷	ذکر گڑھی جانی میجر مرنہ سالہ برگتہ داد کے	۳۸۴	بیان خاج جونی برگتہ جرنی دلویری کا ریاست پھر
	جو بہادر جنگ جانی میں داری اور بہادر گڑھی		اور تعلق جونی وکی کا بہا جنگ جانی گڑھی اور بہادر گڑھی
	بنام فیض خان بابا نواب فیض علی کے رکھا تھا	۳۸۵	ذکر مختار اور برگتہ بانی عمر نواب عبدالرحمان خان
۳۶۵	ذکر افواج اولاد نواب فیض علی خان	ضمن	بیان محلی محل کا
۳۶۶	ذکر اوصاف ذاتی اور صفاتی نواب فیض علی خان	ضمن	بیان چندی محل کا
	مکہیت بعض سخاوت و سکی کی	ضمن	بیان طبری محل سرہ گانہ اور شادی محل کا
۳۶۹	ذکر وفات نواب فیض علی خان کا		الذکر فیض آباد کے
	فضل ختم ذکر ریاست عبدالرحمان خان	ضمن	بیان باغ اور کوئی جہان آباد کا
	بہرچ کے	ضمن	بیان مکان بونگہ واقعہ باغ جہان آباد کا
۳۷۰	ذکر نشینی نواب عبدالرحمان خان معہ	ضمن	بیان حمام املاک میں نانہ واقعہ باغ جہان آباد کا
	سوانح دیگر کے جوادی ضمن میں واقع ہوئے	ضمن	بیان درہائی گڑھی اور جوض واقعہ باغ جہان آباد کا
۳۷۳	ذکر معاملات متعلقہ صنیعہ فوج	ضمن	بیان مکان ضلع شرقی باغ جہان آباد کا
۳۷۴	ذکر صنیعہ عدالت	ضمن	بیان مکان کچہری کلکٹریہ اور عدالت اور مسجد کا
۳۷۵	ذکر صنیعہ مال		جو قسمل دروازہ شرقی باغ جہان آباد کی متعلقہ میں
۳۸۲	ذکر رشتہ خاص	ضمن	بیان ٹرک بچہ جو حکم اسکا معہ سارہ بانی میل
۳۸۳	بیان تعلق جونی فوجدار نواب چار اوغیر		اور درختان لہر ٹرک کا
	تسا کا نوریات پھر ضلع تہک عہداری کا	ضمن	بیان تکیہ واقعہ شرقی جو حکم اسکا

نمبر قضا	خلاصہ مضمون	نمبر قضا	خلاصہ مضمون
۳۹۳	بیان سرک بختہ بیر سوار والہ	۳۹۳	بیان پابندی حفظ مراتب نواب عبدالرحمان خان
۳۹۴	بیان تالاب باغ اور کوئی ورسٹ اور مسجد	۳۹۴	ذکر شکار و دیگر مشغلات نواب عبدالرحمان خان
۳۹۵	اور مسافر خانہ مکانات وغیرہ واقعہ بیر سوار	۳۹۵	ذکر لغویات و طبع نواب عبدالرحمان خان
۳۹۶	بیان کوئی بیر سوار والہ عرف گلدار بن کا	۳۹۶	فصل ششم عملداری سرکار انگریزی کی تین تین
۳۹۷	بیان باغ اور کوئی ورسٹ اور موضع اہلوپ کا	۳۹۷	ہونچا خیر و خیر دہلی کا نواب عبدالرحمان خان کو مقام قصبہ کا نوٹ
۳۹۸	بیان طبکاری پٹان نالہ بجاہ والہ موضع بڑہر کا	۳۹۸	لکھا جانا خدیوہ نواب عبدالرحمان خان کی طرف سے
۳۹۹	بیان تعمیر چاہ و مسجد قصبہ بڑہر کا	۳۹۹	کا لون صلیب ٹینٹ گورنر اگرہ کی نام
۴۰۰	بیان بنگلہ موضع پاٹوہ کا	۴۰۰	آگاہی سرکار شریف صاحبہ جت محبہ ربی دہلی کا
۴۰۱	بیان تعمیر کوئی موضع بڑہر کا	۴۰۱	معہ ایک رسد صاحبہ ربی دہلی کی بمقام جہاں پورہ حلاجی
۴۰۲	ذکر ازواج و اولاد نواب عبدالرحمان خان	۴۰۲	اونچا بنی اعتنائی داروغہ کوئی ہوجا کے اس سی
۴۰۳	متذکرہ شادی نو علی خان دپنراب ملک کو	۴۰۳	ہونچا جواب خریدہ نواب عبدالرحمان خان کا جانب
۴۰۴	ذکر تہذیب و انعام نواب عبدالرحمان خان	۴۰۴	نواب ٹینٹ گورنر اگرہ سے
۴۰۵	ذکر اوصاف عادات نواب عبدالرحمان خان	۴۰۵	ہونچا نواب عبدالرحمان خان کا عبد الصمد ابن برہم علی خان
۴۰۶	بیان انصاف نواب عبدالرحمان خان	۴۰۶	کو متین ہوسوار وکی ٹی این بابت باغی و اسطی مقابلہ
۴۰۷	بیان سخاوت نواب عبدالرحمان خان	۴۰۷	فوج سرکار انگریزی کی
۴۰۸	بیان صلاحیت مزاج نواب عبدالرحمان خان	۴۰۸	ہونچا حکم کا پیشگاہ نواب ٹینٹ گورنر ہا اگرہ بنام
۴۰۹		۴۰۹	نواب عبدالرحمان خان بنام ہونچا فوج سرکار انگریزی
۴۱۰		۴۱۰	مقام موضع علی پور اور خط متفرق صاحبہ کلہر گڑھ

مذہب	خلاصہ مضمون	مذہب	خلاصہ مضمون
۴۰۹	ذکر فتح سوجانی دہلی مدحہ بک کیفیت حال علامہ جہیر	۴۰۹	اطلب ابد و بنام نواب مذکور اور بنو کسی طحیک
۴۱۰	ذکر آمد فوج سرکار انگریز کا قصبہ پورہ دیواری اور	۴۱۰	بند و نسبت کا
۴۰۳	دورنی غیرہ مکانات مضافات جہیر میں رگولی سی	۴۰۳	ذکر وقوع فساد و لوٹنے کا سبب پلٹن سے
	ماراجا نامیس نفر سواران نواب عبدالرحمان خان جو		اور چھ جہان تمام فوج کا موضع کوتانی مسکن
	گوریانی سی گرفتار ہوئی تھی		نامبرہ پربلا اجازت نواب عبدالرحمان خان
۴۰۴	ذکر گرفتاری نواب عبدالرحمان خان کا مقام چوہدری	۴۰۴	مامو کو نواب عبدالرحمان خان کا سوار و نکو و سی
	اور ضبط ہو کر ریاست بسکی کا اور پونچھ خبر اور		املا و تفریق صاحب کلکٹر گورگانوہ کی اور
	کا جہیر میں		وہن آنا اور کانٹا راکہ بلا دینی کسی طحیک
۴۱۲	ذکر تسلط لشکر انگریز کا قصبہ جہیر اور وادی	۴۱۲	مدد کی
	کیا جانا نواب کا معہ چند ملازمان اور سکی کی	۴۰۵	ذکر رہتا کا کہ نواب عبدالرحمان خان چند میوں کو
	نفرین قتل و غارت کی		تاریخ غارت و قتل نو ندین محفوظ رکھا
۴۱۵	ذکر متوجہ ہونی کرنل ڈگ لارنس صاحب کا	۴۰۶	آنا فرامین دہلی بنام نواب رافضی فوج نواب
	آبادی عیای مفور جہیر میں		کی محبوب محمد علی سالہ کے طلبیدنج لاکر دینے
۴۱۶	ذکر تقرری کرنل ڈگ لارنس صاحب کا نواب جہیر		نقد اور کو مکتوب کیے
	جہت کی اور مصروفیت اور کی تنظیم جہیر میں	۴۰۷	دوبار آنا محمد علی سالہ دار کا اور تصرف کرنا
۴۱۷	ذکر ضبط پرگنہ داری اور بہادر گڑھ جاگیر		محمد عظیم شاہزادہ گادلی براور پر جلا جانا و کا
	بہادر جنگل بڑیچ اور گرفتاری اور سکے کا		بائسما خیر آمد فوج نواب کی
	اور کیفیت انتظام تقریر تحصیل و تہا نجات پوس	۴۰۸	انہضت سلطان شاہزادہ دہلی جہیر میں وسطی مسکن

نمبر فقرات	خلاصہ مضمون	نمبر فقرات	خلاصہ مضمون
۴۱۸	وڈ کنجا نجات معہ دیگر حالات یکے ذکر مہاراجہ بشکر انگریزی کا ساتھ عبدالصمد خان باغی وغیرہ کی مقام نارنول پر	۴۱۷	ذکر تقرر ہونی کوہی فیض علی خان والی کا واسطی کچہری اور دفتر ضلع یکے اور ترتیب فتر عہد رئیس اور مقرر یہ رای پر تاب سنگہ صاحب کے بعد ہ
۴۱۹	ذکر بہانسی پای جانی نواب عبدالرحمان خان کا مقام دہلی میں	۴۱۶	ذکر علیحدہ ہونی ضلع جھیر کا حکومت فوجی سی اور متعلق ہو جانے اوسکی کا انتظام سول میں ماتحت کشتری حصا کے
۴۲۰	ذکر ضلعی مال و اسباب خانہ نواب عبدالرحمان خان	۴۱۵	ذکر اور جانی میگرن اور ہلاک ہو سنے بعض حصن آدمیوں کا ادوی صدمہ سے
۴۲۱	ذکر تختیاں بغاوت ملور سرائانیہ جموام الناس	۴۱۴	ذکر اکیال بقا بای پر گنہ داری اور تقسیم تنخواہ ایک سالہ ملازمان رئیس اور ادای بعض رقوم فرضہ و متعلق ہو جانے
۴۲۲	ذکر حضرت موحانی دیوان مہاراجہ ملازم مہاراجہ جہونکا جھیر سی اور تقرر ہو کر انامیل صاحب کا بجای کرنل ڈک لائسن صاحب کے معہ دیگر کوالیف ذکر کار فرمائی مستر جان اسکاٹ کیل صاحب بہادر	۴۱۳	ذکر گروہی جانی پر گنہ نارنول کا مہاراجہ ہنیالہ اور برگتات کانٹی اور بامول کا داند نام قلعہ جھیر کا
۴۲۳	بیان اسبات کا کہکیل صاحب ضلع جھیر میں برسن وز تک رہے	۴۱۲	ذکر دینی جانی پر گنہ نارنول کا مہاراجہ ہنیالہ اور برگتات کانٹی اور بامول کا

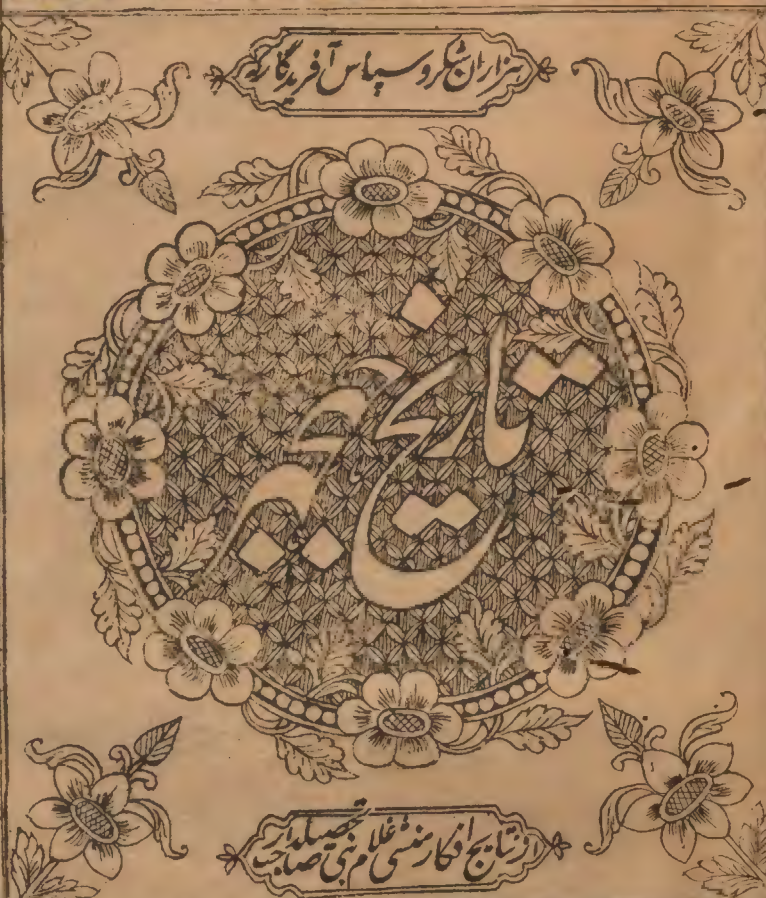
ابرقضا	خلاصہ مضمون	ابرقضا	خلاصہ مضمون
	مہاراجہ نابہہ اور پرگتہ داوریکا	۴۳۱	ذکر ار استگ شہر چمبر اور تخفیف پرگتہ کا نوٹہ کا
	مہاراجہ جیند کو بطور جاگیر اور	۴۳۲	ذکر حاضر مہوجانی عبدالمہد خان کا سرکارین اور مہوجانی اوکی کا ڈیر سال بعد اپنی قضاسی
۴۳۹	سب و سبب سرسری پرگتہ ت باقی ماندہ ضلع چمبر کا	۴۳۳	ذکر تخفیف خرچ شادی اور عینی رعایا
	ذکر پانی پانی ابراہیم علی خان	۴۳۴	ذکر تقرر محصول آمدنی اور خرچات کا بطور سرسری اور انتقال موضع جہا
	رشتہ دار نواب کا جو دہلی میں		کا پرگتہ چمبر سے پرگتہ سانپہ ضلع رتیک میں
	مقابلہ فوج سرکار انگریزی کے		ذکر بند و سبب سرایے نمک وغیرہ بنام بنام ٹیکہ داران
	جنگ کرنی گیا تھا اور مقررے	۴۳۵	ذکر متعلق مہوجانی استقام مدارس دیہاتی کا صاحب دُپٹی کمشنر ضلع سے
	پنشن و استگان نواب		ذکر تقویض بعض بعض حصہ ضلع چمبر کا مہاراجہ بیالہ اور نابہہ اور جیند کو اور شکتی ضلع چمبر کا
	عبدالرحمان خان کا اور حلا وطن	۴۳۶	تبدیل ہو کر آنا کپتان فٹل صاحب کا بجای کھیل صاحب دُپٹی کمشنر کے اور مقرر کرنا حلاہ بارعام کا
	مونا از دلج اور اولاد وحیہ		
	نواب مذکور کا قصبہ پانی پت		
	اور لد بیانیہ میں		
	ذکر حکومت کپتان جان فٹل		
	صاحب دُپٹی کمشنر		
۴۳۷	تبدیل ہو کر آنا کپتان فٹل صاحب کا	۴۳۷	بجای کھیل صاحب دُپٹی کمشنر کے
	اور مقرر کرنا حلاہ بارعام کا		

مذہب	خلاصہ مضمون	مذہب	خلاصہ مضمون
	ذکر حکومت کپتان ہار صاحب		قائم مقام ڈپٹی کمشنر
	ڈپٹی کمشنر ضلع سبک منی آبادی	۴۴۶	ذکر اجرائی کاغذ زر کا
	متمول تحصیل جھیر اور بادیلے	۴۴۷	ذکر تبدیلی کپتان ہار صاحب
۴۳۸	ذکر فروخت اکثر ملکہ مکانات		ڈپٹی کمشنر کا
	عہد رئیس		ذکر حکومت کپتان ہار صاحب
۴۳۹	ذکر تقرر انکم ٹکس اور پینس ٹکس کا		ویسیر گریم صاحب قائم مقام ڈپٹی
۴۴۰	ذکر خط سالی شہد ع		کمشنران
۴۴۱	ذکر تقرری لین برٹ کا	۴۴۸	ذکر شریف آوری کپتان ہار
۴۴۲	ذکر شیکنگ تحصیل بادیلے اور		صاحب اور ویسیر گریم صاحب ڈپٹی
	تغیر و تبدل بعض دیہات کا		کمشنران کا
۴۴۳	ذکر انتظام جدید پولس کا	۴۴۹	ذکر اجرائی قوانین جدید فوجدار
۴۴۴	ذکر عطای زمین چھاونی عہد	۴۵۰	ذکر تشخیص جمع بند و سبب قانونی
	رئیس کا مالکان سابق آرمی		برگنہ جھیر کا
	مذکور کو	۴۵۱	ذکر معافی تمام و کمال سس ٹکس
۴۴۵	ذکر تخفیف و تجدید عملہ تحصیل جھیر		اور کچھ حصہ انکم ٹکس کا
	اور حکمہ رای برتاب سنگہ صاحب		ذکر حکومت کرنل وایل صاحب
	اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر شعبہ		ڈپٹی کمشنر
	کا فرامی کپتان ہارن صاحب	۴۵۲	ذکر شریف لانی کرنل وایل صاحب

مذہب	خلاصہ مضمون	مذہب	خلاصہ مضمون
۴۵۳	ادب پر غمیدہ کشتہ میں چیلر متک کے ذکر عیاری سرک اور اختتام کار	۴۴۳	ذکر تخفیف معاملہ نشہ اے کا بہ نسبت بعض دیہات پانی مار کے
۴۵۴	سبذ و نسبت پر گنہ جھیر کا ذکر غرقیدگی رقبہ بعض دیہات	۴۴۴	ذکر اجرائی مدارس و خیران ذکر عجایب خانہ لامور کا
۴۵۵	نواح بادی کار وندی سہیلے مین اور تخفیف معاملہ سرکاری کا	۴۴۵	ذکر کپتان ٹیٹ صاحب سرکٹ سیرٹڈ پوسٹ ضلع رستک
۴۵۶	او کے سبب سے ذکر اجتماع حیدرہ کا واسطے محتاجان	۴۴۶	ذکر تحصیلداران تحصیل جھیر کا
۴۵۷	ولایت انگلستان کی ذکر گرانی نرخ روئی کا		
۴۵۸	ذکر متعلق ہونی بعض دیہات تحصیل سانبلہ کا تحصیل جھیر سے		
۴۵۹	ذکر آمد ٹیدی اور انتظام دفعیہ او کے کا		
۴۶۰	ذکر سچی جانی تحفہ تنہیت شادی گنہ زائی شانزادہ کلان انگلستان کا		
۴۶۱	ذکر معافی فیصدی ایک و بیہ کا نہجہ فیصدی جہاز و بیہ انکم ٹکس کے		

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لِلَّهِ مِيرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مزاران گرو سپاس آفرینگار



از شایع افکار منشی غلام نبی صاحب

مَطْبَعَةِ آدَمِي سَنَةِ مَطْبُوعِيَّةِ
فَضْلِ أَحْمَدِ بَاهِقَةِ أَحْمَدِ بَاهِقَةِ

بسم الله الرحمن الرحيم

دامن اس کو ہر اہم بار حمد و ثنا کے ثمار بارگاہ عظمت پناہ او س شہشاہ عالمین کے
 ہیں کہ تَوَاتَى الْمَلِكُ مِنْ نَسَاءٍ وَتَنَزَّعُ الْمُلُوكُ مِنْ خِمَتِكَ جِسْمِ نَجْمِ بے او
 چمن چمن گلیا کے رنگین پر پھار تائیں و نیایش کے ثمار خباب صمدیت آب او س ملکہ
 مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ کے ہر کج تَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَا يَنْهِيهَا
 جسکی صفت کا بیان ہے سبحان اللہ عجب بر دست بادشاہ ہے جسکی سلطنت کو کتنی
 فروال بہنیں اور او کے احکام قضا اور قدر میں آئے تسلیم و رضا کے دم مار نیکی مجال
 بہنیں قصر رفیع سبع شہداد او کا ایک ادنیٰ ایوان ہے او سطح وسیع مفت طبقہ زمین او
 ایک کمینہ صحن مکان ابیات زبان فکر ہمہ طاقت کہان + کہ قدرت کا او کے کرے
 کچھ بیان + بہنیں داخل مان چون اور چند کا + پھر انسان سے تعریف ہو او کے کیا ہو
 لاچار محکوم ہمہ لازم ہے اب + کہ سبکست میں کروں بند لب + کروں فکر پر کچھ مناجات کا
 کہ ہون جس سے حاجات میری روا + مناجات خدایاتو ہے الٰہک دو جہان بہن

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

مین قبضہ میں تیری زمین و زمان + تجھے اے میرے پاک پروردگار ہر ایک نیک و
 بد کا ہے سب اختیار + جسے چاہے پکڑے گناہوں میں تو + عذاب اوسے پنازل
 کرے موبو + جو سپر تیری ایک کرم کی نگاہ + تو دم بھر میں اوسکے تو بختے گناہ
 + اور جانیں اوس پر سے سب شیبات + کبلے اوس پہ ایک عمدہ راہ و نجات
 اگرچہ میں بندہ رو سیاہ + گناہوں میں اپنے بجاں تباہ + کہ نفس لعین بداندیش نے + ہوشہ خدا
 میں رکھا ہے + رہا میں براہ بدی تیرا گم + نہ نیکی کا مجھ سے ہوا کوئی کام + ہوا خواہش جاہ
 میں میں ہلاک + جلا کر احرص نے محکوم خاک + کئے میں شدت سے فسق و فجور + رہا
 بہاگتا تجھے بس دور دور + و لے تیری رحمت کا جہم خیال + میں کرتا ہوں امی داور
 بہاں + تو ایسا خوشی سے میں جاتا ہوں پھول + کہ اپنے گناہوں کو جاتا ہوں پھول + رحمت
 تیری بحر ذخار ہے + پیرا جرم تلخ و خار ہے + او تہے جوش دریا سے حقوت مع
 ملائم کرے ہر طرف فوج فوج + تو اوس وقت ایسے موج میں بس + نہ یہ جائے کیونکر پہلاخانہ
 خن + سنا کہ جب کدلی ہو کر خراب + رجوع تجھے کرتا ہے باطنطراب + تو پھر درگشتی
 کچھ ذرا + قبول اوسکی ہوتی فوراً عاویہ اب میں بہت سا پشیمان ہوں + نہ راستے میں در
 کریاں ہوں + تری ڈر سی جو دلو کی انتشار + نہایت ہوں میں مضطرب و بقراد + مجھ
 یاد آئے ہیں اپنے گناہ + شب روز کرتا ہوں فریاد + بس اب ایسی حالت میں تیری سوا
 نظر کوئی پرتا نہیں دوسرا + الہی میرے حال پر رحم کر + گناہوں سے میرے ٹوک در گذر
 کئے ہیں جو کچھ مینی افعال بد زبان سے نکالے ہیں اقوال بد + برائی سی اونکی مجھ کو معاف
 کرتا ہوں میں سب طرح سے پاک و صاف + مجھ اپنی رحمت سے اسی شیر رب + تو
 نیکان میں دنیا کی سب + بچا محکوم توحید آفات سے + حفاظت میں رکھ سب دنیا

اصلیت
 ہی دکان
 ۱۲

سوا اسکے ہے تجھے یہ التجا کہ اپنی محبت مجھے کر عطا الہی جہان میں جب تک
جیون بشراب محبت کو تیری پیوں + نشہ میں ہوں اور جسکے ہر وقت چور نہ کیفیت اور کی
بس لئے دور جب آوے پہر آخر کو میری قضا کرے جان کو تاکہ ترہ سے جدا نہ تو اوہم
سوا تیرے اے ذوالجلال + نہو دل پہ میرے ذرا کچھ خیال + یہ مشکل ہو کچھ مجھ پہ پکارت
موت + کروں مثل نیکونکے دنیا سے فوت + نیکرین ہوں آکے جب روبرو کریں مجھے
مطلب کی وہ گفتگو + تو دونوں کو اس وقت ثانی جواب + کہ تاہو کے خوش ہوں وہ رخصت
شتاب + نہو قبر کا جہم پہ مطلق قرار + اذیت مجھے کچھ ندین مور و مار + محد میں تارام
تام + رہے تیری تسبیح کا محکوم کام + یہاں تک کہ پہونچے قیامت کا دن + کہ جس سے
خطرناک ہوں انس و جن + ہر ایک دل پہ طاری ہو بیم و ہراس + بجا ہوں کسی کے نہ ہوں
حواس + تو اس وقت با عظمت سہلسر + ہو محشر کے میدان میں جلوہ گر + عدالت کے
سيزان ہیا ہو وہاں + تو لین حسین اعمال کل بندگان + بدی جسکی نیکی سے ہونے نہ
پڑے وہ جہنم میں ہو کر زبون + جو غالب ہو نیکی میں وقت حساب + بہشت برین سے
وہ ہو کامیاب + تو اس روز مرقد سے باخوف و بیم + اوہوں میں بھی با حال زار و
سقیم + خجالت سے بادیدہ اشبار + عدالت میں محشر کے ہوں روبرو + تو اس روز
اے میرے رب الجلیل + مجھے کچھ موت تو خوار و ذلیل + بحق رسول سیادت آپ +
میری مغفرت کیچونے حساب + لغت + سزاوار تبلیغ تحفہ تحیت و صلوة کے وہ
رکن رکن دین اسلام مختار درگاہ حضرت ملک العلام ہے جسکو اس کے حضور
تشریف ^۱ تشریف دینی فتدائی اور تقرب فکان قاب قوسین اودانی عطا ہوا
اور لائق تسبیح ہدیہ درود مسعود وہ سرور کائنات مغفرت موجودات ہے یہ کی مشورہ

و در بیان المذاہب و فصل بھار و خبک نامہ مثل سی حالات ضروری
جمع کر کے اوس مجموعہ کو بصورت کتاب مرتب کیا اور باعتبار تباہی معاملات
تقریباً اوسکی دو جلدوں پر عمل میں آئی جلد اول میں خالص بحث تواریخ کی
کی گئی اور جلد دوم میں خصوصیات پر گنہ کی بطور جغرافیہ کے مرقوم ہوئیں
اور اگرچہ یہ کتاب مجموعاً نامزد تواریخ جہجہ کی معروف رہی الا منصف جلد
اول کو ہم تاریخ جہجہ اور جلد دوم کو ہم جغرافیہ جہجہ سمجھنا چاہئے قطعہ تاریخ تالیف

لکھون تا اس قدر میں طول دفتر
نہایت سخت کی تالیف ہم پر
لیا سینے پہ اپنے سر کے اوپر
مجھے ہو چھین میں تکلیفیں
یہ نسخہ آن پہونچا خاتمہ پر
نکالوں تا کیوہی تاریخ بہتر
زہے دلکش ہی تاریخ جہجہ
کہ نکلے سال ہجرے اسے براؤ
بلا و سواس تو باہم جمع کر
رقم کرتا ہوں تا مویاد اکثر
یہی تاریخ ہی اوسکی ہے اظہر

نتیجہ ہر چند چنانچہ ان محکومہ دست
ہمیشہ پر ہمارے حاکمون نے
تو لا چاری سے اوسکا بار تالیف
سواو سکے جمع کرنے میں کہوں کیا
شاو شکرا یرد ہے کہ آخر
لہذا اب ہوا یہ فکر محکم
کہ ہاتھ نے کہے سچ سوئی ہو
وگرا بیات بالا سے ہو منظور
تو حرف ہر سر مصرعہ کے اعداد
علاوہ اوسکے ہی ایک تاریخ
زبس یہ نسخہ جو مرغوب دل ہے

عنوان جلد اول الموسوم بتاریخ جہم

یہ جلد شمل اور ایک مقدمہ اور تین باب کے ہے مقدمہ میں بنائی آبادی اور وجہ
 جہم کا بیان ہے اور باب اول میں مختصر حال عملداری سلاطین دہلی کا حرج پر
 جہم متعلق تھا من ابتدا سے شہاب الدین غوری کے زمانہ میں جہم آباد ہوئی تھی
 لغایت فرخ سیر حکم کے وقت میں عملی اور صنعت سلطنت کا ہو گیا مندرج ہے اور
 اسباب میں چہ فصلیں ہیں فصل اول حاکم غوریوں اور غلاموں کے بیان
 فصل دوم سلطنت خلجیوں کے بیان میں فصل سوم سلطنت خاندان تغلق وغیرہ
 بیان میں فصل چہارم سلطنت سادات کے بیان میں فصل پنجم سلطنت لودھیوں
 بیان میں فصل ششم سلطنت تغلیہ یعنی خاندان تیموری رافانہ یعنی خاندان سوریا
 بیان میں باب دوم اس باب میں کیفیت عملداری اور حکام متفرق کی مذکور
 جو زیادہ صنعت سلطنت خاندان تیموریہ میں پرگنہ جہم پر کار فرما رہے اور یہ بات اور نو
 فصلوں کے مشتمل ہے فصل اول عملداری نواب روشن الدولہ اور عاقل خان افغان جہم
 نواب فوجدار خان بلوچ فرخ نگر کے بیان میں فصل دوم عملداری میر تقی خان ابراہیم
 بیان میں فصل سوم عملداری بلوچوں کے بیان میں فصل چہارم عملداری جاٹوں کے
 بیان میں فصل پنجم عملداری سمر و صاحب الیمان اور زیب النسا ربکم زوجہ ابوسے
 بیان میں فصل ششم عملداری خجہ قلیخان و اسماعیل بیک خان صاحب سنگہ سنگہ کے
 بیان میں فصل ہفتم عملداری آبا کہاٹھی راؤ اور جارج طامس صاحب آوٹارم کے
 بیان میں فصل ششم عملداری خبرل بیرون صاحب بہ سالار فوج دولت رام سنگہ بہ
 بیان میں فصل نہم عملداری متفرق راجہ فوج سنگہ رئیس لب گدہ و نجابت علیخان

عنوان فیضان
 بالضم و بالکسر و باب
 کتاب نشان آن
 اول چہ سال و نو
 بدان دین کشید
 چہ سال و نو
 و در یافتہ شود و اگر
 سلا فصل جلد اول

عالمان انگریزی اور زراعت اور مرزا اسد بیگ عالمان حبوت راؤ ہولکر کے بیانیہ
 باب سوم کیفیت حال ریاست ہریان اور عہداری کارانگریزی کے بیانیہ مضمین اور
 چہ فصلوں کے فضل اول مضمین ذکر اجمالی خاندان ہریان اور روداد کارکردگی
 اور احوال جاہ و مناصب اونکے کے فصل دوم مضمین ذکر ریاست نواب خجابت علیا
 ہریان کے فضل سوم مضمین ذکر ریاست نواب فیض محمد خان ہریان کے فضل
 چہارم مضمین ذکر ریاست نواب فیض علی خان ہریان کے فضل پنجم مضمین ذکر
 ریاست نواب عبدالرحمن خان ہریان کے فضل ششم عہداری سرکار انگریزی کے بیانیہ
 مقدمہ

بنائے آبادی اور وجہ تسمیہ ہجیر کے بیانیہ

دفعہ بنائے آبادی اور وجہ تسمیہ ہجیر میں روایت مختلفہ مشہور ہیں بعضوں کا
 یہ ہے کہ بناؤسکی راجہ جو جرن نے کی تھی اور نام اونکا اپنے نام کی عاقبت حاج
 رکھا تھا کہ آخر کار اختلاف لفظ سے بگڑتے بگڑتے ہجیر ہو گیا اگر یہ معلوم نہیں کہ راجا جو
 کس عصر میں تھا لایہ بات ضرور ہے کہ سابقاً ایک دفعہ انقلاب عہداریوں سے یہ
 بستی ویران ہو گئی تھی کہ پہر مسلمانوں کے عہد سلطنت میں مبرور عرصہ تخمیناً سات سو
 برس کے از سر نو آبادی ہوئی دفعہ اکثر و کی روایت یہ ہے کہ زمانہ سلف میں ایک
 شہر بنامزدہا کو لان کے جہاں اب آبادی ہجیر کی ہے وہاں سے شرق کی طرف
 بقاصلہ دو ڈھائی میل کی آباد تھا اور اس مقام پر ایک ڈھیر یعنی جیل اس شہر کی
 واقع تھی کہ اوس میں ہمیشہ پانی بہا رہتا تھا اور نام ڈھیر کا بوجہ قدامت قیام ہے
 ہجیر مشہور رہتا چنانچہ اب تک یہی کو لان شہر اور ہجیر ڈھیر بطور ضرب المثل کے زبان

ہریان

بنائے آبادی اور وجہ تسمیہ ہجیر

لوگوں کا ہے جب سن پانچو ستاسی ہجری مطابق سن گیارہ سو اکا نوی عیسوی میں
 غوریوں نے غزنین سے آکر آجہ پرتھی راج چوہان عرف رائے پتھورافراں روئے
 جمیر و دہلی پر فوج کشی کی تو اوس زمانہ میں نواح دہلی کی حادثہ ترک تاز لشکر سے خراب و
 ہو گئی تھی اور اکثر آبادیاں اون صدمات سے اوڑھ گئی تھیں اوس زمانہ میں شہر ہاکولان
 یہی کسی سب سے مبعوض تھا سلطان اکر ویران ہو گیا تھا اور باشندہ اوس کے چند روز تک جا
 بجا متفرق ہو دو باش رکھتے تھے بالکل جب تسلط کامل غوریوں کا ہو گیا اور ساکنان ہاکولان
 نے درخواست تجدید آبادی اوس کے کے بحضور شہاب الدین غوری بادشاہ کے کی تو باد
 اوسکی آبادی کی تو اجازت مذی کر حکم دیا کہ اوس کے قرب و جوار میں کہیں آبادی اختیار کر
 اوس واسطے اون لوگوں نے اس مقام کو مناسب دیکھ کر سکونت انہی یہاں اختیار کر لی جب
 یہ شہر برابر آباد چلا آتا ہے دفعہ دس مکانان بخورد اس طرح راوی میں کہ درخواست شد گا
 شہر ہاکولان میں سے اول منہی جو جوار قوم جاٹ نے جسکی نسل جاٹان گوٹ کہوٹہ تک
 چھبر میں بستے ہیں اس مقام پر وضع آبادی کی ڈالی تھی اوس واسطے اوسنے اوسکا نام اپنے نام
 پر رکھا تھا کہ انجام کو کثرت نول چال سے تخفیف یا کہ چھبر رکھا دفعہ جب سن گیارہ سو
 ہجری مطابق سن تیرہ سو چھپن عیسوی میں بعد عالمگیر ثانی فساد گسری اور گوری
 غاز الدین خان وزیر سلطنت سے صلحتاً شاہزادہ عالی گہر بارادہ انتظام و دورہ ہاں حصار
 وغیرہ محالات جاگیر انہی کے شاہجہان آباد سے برآمد ہو کر نول تک پہنچا تو حاکم چھبر
 انخوا اور اشارہ عماد الملک سے سرکشی اور بغاوت شروع کی کہ اوسکی سرکوبی کے واسطے
 شاہزادہ موصوف چھبر میں آیا اور اوسکو گرفتار اور قید کر لیا اور کئی مہینے تک چھبر میں قید
 رکھا اور متصل لالاب بواوالہ کے ایک قلعہ خام بنانا شروع کر کے نام اوسکا مبارک

مع حادثہ ۱۲
 شکار اس وقت
 تاجراج ۱۲
 غلبہ و قبض
 تصرف ۱۲
 از سر نو بعض
 کائنات فارسی غلط
 دسگون داود
 دفت نامہ ہندی
 داتر پست تختی
 کسور و سکون
 حقیقی نام کو جاننا
 ۱۲

رکھا اور بعد تخت نشینی اپنی کے فرمانوں میں ہی مبارک آباد عرف جھڑکھونا شروع کر دیا
 اور وجہ تسمیہ مبارک باگی ظاہر ایہ معلوم ہوتی ہے کہ اس بادشاہ کے ساتھ لفظ مبارک کو ایک
 خصوصیت تھی چنانچہ اس کے جلوس کو اکثر کاغذات میں جلوس مبارک لکھا ہوا دیکھا جائے اور نیز
 اس کی سکیم کا بھی لقب مبارک محل تھا اس واسطے جھڑکھڑی بہم مبارک آباد موسوم ہوا یا اہل
 اسباب میں مختصر حال عکدار علی سلاطین دہلی کا جس سے پرگنہ جھڑکھڑی تعلق تھا
 میں ابتدا سے شہا الدین غوری جس کے زمانہ میں جھڑکھڑی آباد ہوئی تھی نہایت
 فرخ سیر جس کے وقت میں بدعظمیٰ اور ضعف سلطنت کا مہو گیا مندرج ہے
 دفعہ کسی کتاب تواریخ میں کچھ حال مفصل قصبہ جھڑکھڑی دیکھنے میں نہیں آیا جسے روئے زمین
 عکدار یون اسکی کے انڈاکر کے لکھی جاتی مگر از انجا کہ یہ قصبہ دہلی سے صرف بفاصلہ
 کر وہ کے گوشہ غرب اور جنوب میں واقع ہے اس واسطے یہ امر یقینی ہے کہ سولہ اس
 حالت کے آخر کو خاندان تیموریہ کی سلطنت میں ضعف واقع ہوا از منہ ماضیہ میں جس شخص نے
 دہلی میں فرمان روائی کی ہوگی یہ قصبہ بھی اوسیکے تحت حکومت میں ہا ہوگا عام اس
 کہ اسکی طرف سے نظم و نسق اسکا کسی عامل کے سپرد رہا ہو یا جاگیر دار کے پس ضرور ہوا کہ حقیقت
 فرمان روائی اور لوگوں کی اس موقع پر تہتصار کے ساتھ قلم بند کی جائے دفعہ جو کہ بنا آباد
 قصبہ جھڑکھڑی عہد حکومت شہا الدین غوری میں ہوئی تھی اس واسطے اوسیکے زمانہ سلطنت سے
 تخریر حال شاہان سابق کا مناسب مقصور ہو کر اوپر چہ فصلوں کے حسب ذیل لکھا جاتا ہے
فصل اول سلطنت غوریوں علما مونکی بیان میں ذکر شہاب الدین غوری
 دفعہ شہاب الدین الملقب بابو المظفر سلطان مغر الدین محمد بن بہاؤ الدین بام غوری اوبلاچ
 بھری مطابق شہادہ عیسوی کے غزنویں میں تخت پر بیٹھا اور وہاں ہندوستان پر حملہ آور ہو کر

لاشعبر کے
 جمع زمانہ

پیر تھی راج چوان عرف راسے پتھوراکو مارکر سلطنت دہلی پر تسلط ہوا اور پندرہ برس تک
 کارنر مانی کرتا رہا بالآخر لاہور سے غزنین کو جاتا تھا کہ ایک مقام میں لکڑوں کے ہاتھ سے تباریخ سوم
 شجاع شہنشاہ بھری طبق سنہ اعیسوی کے مارا گیا اور غور کی سلطنت پر اسکا بیٹا سلطان محمود
 بٹیا اور چونکہ قطب الدین ایک سلطان شہاب الدین کی طرف سے ہندوستان کا سپاہی لڑتا تھا اور اس
 بہت قوت بہم پہنچائی تھی اس واسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین کی
 سجدہ کی اور خط آزادی اور حیرت بادشاہی بھیج دیا اور قطب الدین لاہور تک اسکی استقبال کو گیا
 ذکر قطب الدین ایک ترکی دفعہ قطب الدین ایک ترکی سلطان شہاب الدین کا غلام
 تھا تباریخ سید محمد ذوقید روز سنہ شنبہ سنہ بھری مطابق سنہ اعیسوی میں بمقام لاہور
 بیٹھا اور چار سال اور کئی ماہ بادشاہت کر کے سنہ بھری مطابق سنہ اعیسوی میں
 اسی ہوئے گہوڑے سے گر کر مر گیا ذکر آرام شاہ ترکی دفعہ بعد وفات قطب الدین
 ترکی کے آرام شاہ اسکا بیٹا سنہ بھری مطابق سنہ اعیسوی میں بمقام لاہور تخت پر بیٹھا اور
 چند ماہ خلافت کی پھر شمس الدین التمش نے اسکو شکست دیکر سلطنت چھین لی ذکر سلطان
 شمس الدین التمش ترک دفعہ اگرچہ اصلیت حسب نسب سلطان شمس الدین التمش
 روایت مختلف اور طول و عرض میں مگر مختصر یہی کہ اصل نام اسکا شاہ میر اور اسکی باپ کا
 ولیم خان تھا اسکی بیانیوں نے رنجیدہ ہو کر اسکو کسی سوداگر کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس
 کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اور اس طرح بکتے بکتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ قطب الدین ایک نے
 اسکو شامل خیل غلامان ترکی کے خرید کیا اور نام اسکا التمش رکھا دفعہ صاحب ات آقا
 و بیگم التمش کہتے ہیں ال ترکی میں ولادت اور شمس گر فنگی کو کہتے ہیں جو کہ پیدائش اسکی بنگام
 گر فنگی ماہ یعنی چاند گہن کی ہوئی تھی اس واسطے اس لقب سے مشہور ہوا اور میری سے

لکڑوں کے ہاتھ سے تباریخ سوم
 شجاع شہنشاہ بھری طبق سنہ اعیسوی کے مارا گیا اور غور کی سلطنت پر اسکا بیٹا سلطان محمود
 بٹیا اور چونکہ قطب الدین ایک سلطان شہاب الدین کی طرف سے ہندوستان کا سپاہی لڑتا تھا اور اس
 بہت قوت بہم پہنچائی تھی اس واسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین کی
 سجدہ کی اور خط آزادی اور حیرت بادشاہی بھیج دیا اور قطب الدین لاہور تک اسکی استقبال کو گیا
 ذکر قطب الدین ایک ترکی دفعہ قطب الدین ایک ترکی سلطان شہاب الدین کا غلام
 تھا تباریخ سید محمد ذوقید روز سنہ شنبہ سنہ بھری مطابق سنہ اعیسوی میں بمقام لاہور
 بیٹھا اور چار سال اور کئی ماہ بادشاہت کر کے سنہ بھری مطابق سنہ اعیسوی میں
 اسی ہوئے گہوڑے سے گر کر مر گیا ذکر آرام شاہ ترکی دفعہ بعد وفات قطب الدین
 ترکی کے آرام شاہ اسکا بیٹا سنہ بھری مطابق سنہ اعیسوی میں بمقام لاہور تخت پر بیٹھا اور
 چند ماہ خلافت کی پھر شمس الدین التمش نے اسکو شکست دیکر سلطنت چھین لی ذکر سلطان
 شمس الدین التمش ترک دفعہ اگرچہ اصلیت حسب نسب سلطان شمس الدین التمش
 روایت مختلف اور طول و عرض میں مگر مختصر یہی کہ اصل نام اسکا شاہ میر اور اسکی باپ کا
 ولیم خان تھا اسکی بیانیوں نے رنجیدہ ہو کر اسکو کسی سوداگر کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس
 کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اور اس طرح بکتے بکتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ قطب الدین ایک نے
 اسکو شامل خیل غلامان ترکی کے خرید کیا اور نام اسکا التمش رکھا دفعہ صاحب ات آقا
 و بیگم التمش کہتے ہیں ال ترکی میں ولادت اور شمس گر فنگی کو کہتے ہیں جو کہ پیدائش اسکی بنگام
 گر فنگی ماہ یعنی چاند گہن کی ہوئی تھی اس واسطے اس لقب سے مشہور ہوا اور میری سے

یہ ہے کہ التمش ترکی میں فوج پیش کو کہنے میں یعنی جو فوج دریاں ہراؤں کے ہوا ایسے
 حصہ فوج میں آدمی بہادر اور جری داخل کیے جاتے ہیں جو کہ یہ شخص دلاور اور خراج
 اس واسطے قطب الدین نے اس کو اس لقب سے لقب کیا دفعہ ۱۲ قصہ قطب الدین نے اس کو امیری
 کا سپہ اور اقطاع بدائون پر مقرر کر کے ایجا تھا جب بعد وفات قطب الدین کے آرام شاہ اور کجا
 تخت نشین ہوا اور دریاں اس کے اور امیر علی سمعیل سپہ سالار اور میر داؤد دہلی وغیرہ امرا
 ناجاتی اور فساد ہوا تو حب الوطن لوگوں کے اس نے بدائون سے دہلی میں آکر آرام شاہ سے
 لڑائی کی اور اس کو شکست دیکر ۱۲ سبھی مطابق ۱۲ عیسوی میں سلطنت پر تسلط اپنا کر
 اپنا التمش الدین مقرر کیا اور قطب الدین کے بیٹی سے نکاح اپنا کیا اور چند سال تک بادشاہت کرتا رہا
 آخر کو تاریخ ۱۲ شعبان ۱۲ روز و شبہ ۱۲ سبھی مطابق ۱۲ عیسوی میں ہنگام مراجعت ملنا
 بیمار ہو کر مر گیا ذکر کن الدین فیروز شاہ ترک دفعہ ۱۳ کن الدین فیروز شاہ التمش الدین
 بیٹا تھا بعد وفات اپنے باپ کے ۱۲ شعبان ۱۲ سبھی مطابق ۱۲ عیسوی میں تخت پر
 چہ ماہ انتہائیس دن دہلی میں کراوائی سلطنت کی کی پہر ملک اعزاز الدین حاکم ملتان تثنیہ کو
 پنجاب کی طرف روانہ ہوا بہانہ اس کے امر اس نے رضیہ سلطانہ کو دھڑلے سے التمش الدین کو تخت
 بیٹھا دیا کن الدین یہ خبر سنے دہلی میں آیا اور کیکو کھڑی کے میدان میں لڑائی ہوئی اس سے
 لڑائی میں کرا گیا اور ۱۲ سبھی مطابق ۱۲ عیسوی میں حیات قید کر گیا رضیہ سلطانہ
 دفعہ ۱۴ سبھی مطابق ۱۲ سبھی مطابق ۱۲ عیسوی کے رضیہ بیگم سلطان دہلی میں تخت پر بیٹھی اور
 برس چہ ہینے چہ دن سلطنت کے آخر کو جب ملک التونیہ حاکم شہنہ سے لڑائی ہوئی
 تھی اس وقت امر اس نے مخالفت کے سلطان رضیہ کو قلعہ شہنہ میں قید کر لیا اور دہلی میں
 بہرام شاہ کو تخت پر بیٹھا دیا اور اس کے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کر لیا

[illegible]

۱۲۰۰ ہیرام شاہ سے دو دفعہ لڑی آخر کو تباریخ ۲۵ - ماہ ربیع الاول ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۲۰۰
 عیسوی میں ماری گئی ذکر مغرالدین بھرام شاہ شرک دفعہ امغرالدین ہیرام شاہ
 شمس الدین التمش کا بیٹا تھا تباریخ ۲۸ - رمضان روز شنبہ ۳۰۹ ہجری مطابق ۱۲۰۹ عیسوی
 تخت پر بیٹھا اور تین سال ایک چھینے دس دن خلافت کے پہر نظام الملک ہند الدین
 اور دیگر آمر اپنے مخالفت کر کے اوسکو دہلی میں محصور کیا اور تین چھینے تک ہر روز اسی
 آخر کار تباریخ ۲۸ - ماہ ذیقعد ۳۰۹ ہجری مطابق ۱۲۰۹ عیسوی اوسکو پکڑا کر لاوا
 ملک مغرالدین بلبن امیر الامراتخت پر بیٹھ گیا اور اوسکی بادشاہت پر راضی ہو کر
 اور علاء الدین کو جو قصر سفید قلعہ راہپور میں قید تھا بادشاہ کیا ذکر سلطان علاء الدین
 شرک دفعہ علاء الدین کن الدین فیروز شاہ کا بیٹا تھا ماہ ذیقعد ۳۰۹ ہجری مطابق ۱۲۰۹
 عیسوی میں بمقام دہلی تخت پر بیٹھا اور چار سال ایک ماہ اکیدن بادشاہت کر کے کہ یہ
 بادشاہ ظالم تھا اس واسطے امرا اوس سے ناراض ہوئے اور سلطان ناصر الدین کو بہار
 بلا کر بادشاہ کیا اور تباریخ ۲۶ - ماہ محرم ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۲۰۹ عیسوی علاء الدین کو قید کیا
 کہ اویسے زمانہ قید میں مر گیا ذکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ شرک دفعہ اس
 بادشاہ کی ولدیت میں اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ وہ شمس الدین التمش کا بیٹا تھا اور
 اوسکو نیرہ اوسکا بتلاتے ہیں قصہ جو کچھ ہو سو ہو سلطان ناصر الدین ماہ ذیقعد ۳۱۰
 ہجری مطابق ۱۲۰۹ عیسوی میں بمقام دہلی قصر سفید میں تخت پر بیٹھا اور تین سال
 سلطنت کی پھر بیمار ہو کر تباریخ یازدہم جادی ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۲۰۹ عیسوی کو
 مر گیا دفعہ ایہ بادشاہت عادل اور مصطف تھا اوسکے عہد میں کسی پر ظلم نہیں ہوا اور
 رعایا بہت خوش تھے بعض زمیندار اور باج گزار ایسے تھے جنہوں نے اپنی ترقی سے

۱۲۰۹ عیسوی
 ۱۲۰۹

کسی کو ایک خیمہ ہمہ زندہ یا تھا اور ہنہن اوسنے اپنے دربار میں طلب کیا اور سہولیت ازراہ
 علی او کی رضا مندی کے ساتھ او کی جاگیر میں تعمیر کردین اور اپنی خوش نیتی سے ہر ایک کو
 فتح یاب ہوتا رہا چنانچہ سلطنت گجرات کی اور ملک دواہ اور مالوہ اور لاہور اور راتان اور
 تسلط میں آیا اور شیر خان اوسکے ایک رکن سلطنت نے ۱۹۰۰ء ہجری مطابق ۱۸۸۵ء
 میں غزنین کو فتح کیا دفعہ ۱۹۰۰ء ہجری بادشاہ اگرچہ ظاہر میں جاہ شہم کے ساتھ سلطنت
 کرتا تھا مگر باطن میں بالکل فقیر وضع تھا اور خفا کشی اور نفس کشی کو شعار اپنا کر کے درویشانہ
 بسر اوقات کرتا تھا یعنی کہانیابی آب و تک کہا یا کرتا اور صرف کتابت پر اپنا گذارہ کرتا تھا اور
 اوسکے محل میں سوا ایک سلیم منکوحہ سکے اور کوئی عورت حرم وغیرہ نہ تھی اسی سے تمام کام
 خانہ داری کے لیتا تھا لیکر وزاوسے عرض کی کہ ای شاہ والا جاہ میں کہا نا پکانے سے تنگ
 ہوں اور اونٹلیوں کا یہ حال ہے کہ پیو سے پڑ گئے ہیں اگر ایک کینز واسطے پکانے لکھو
 غایت ہو تو صین کم ہے شاہ یہ بات سن کر متعجب اور یوں کہ یہ ملک خالق الکیانات کی بود
 ہے عین و عشرت کے واسطے نہیں ہے اگر اس میں صرف نیجا کروں تو قیامت کے دن خدا کو
 کیا جواب دوں گا تلو جاہ ہے کہ بدستور اپنے کاروبار میں صرف رہو تاکہ روز جزا اوسکا اجر
 پاؤ وہ یہ بات سن کر چپ رہی اسی طرح سب کام کرنے لگی دفعہ ۱۹۰۰ء اوسکے مزاج میں اتنا
 لہذا بدیوی سے نفرت اور فقر و قناعت سے رخت تھی چنانچہ قبل از تخت نشینی کے
 یہ بادشاہ ایک عرصہ تک مقید رہا اور حالت قید میں صرف کتابت سے اپنی گزار
 کی اور خزانہ بادشاہی سے اپنے واسطے کچھ نہ لیا دفعہ ۱۹۰۰ء باوجود جلال اور شوکت سلطنت
 دشکنی اور خاطر آزاری کسی شخص کی نظر نہ کرتا تھا نقل ہے کہ ایک دن کوئی امیر اوسکی ملازمت
 کو گیا اور اوسکے ماتہ کا قتل شریف لکھا سوا دیکھنے لگا کہ میں اوسمیں لفظ فی کا کمر لکھا تھا

حضرت
 حضرت
 حضرت

کینخرو اور بہت اسیر و ملک و قتل کیا اور اپنے باپ قراخان سے یہی عداوت کرنے لگا اس سبب
 تمام رعایا اس سے ناراض ہو گئی اور اکثر لوگ باغی ہو گئے غرض کہ وہ بہت آبادانی
 اور ملکوں مزاجی کے مقصد سے اپنے امور سلطنت کا بہت سکا لاجرم اسیروں نے فتنہ اور فساد کیا
 کہ سلطنت کو درہم برہم کیا کہ آخر کار اسی مفسدہ میں باہ جادی الثانی شہنشاہ بھری
 شہ ۱۲۹۰ عیسوی جلال الدین فیروز کے ہاتھ سے کہ ایک شخص ظہمی تھا مارا گیا اور سلطنت
 اس کی تختیاں دو سال رہی ہوگی فصل دوم خلجیوں کے بیان میں کہ جلال الدین
 فیروزہ خلجی دفعہ ۲۵ جلال الدین فیروز شاہ قوم خلجی تغر شاہ کا بیٹا تھا باہ جادی الثانی
 شہ ۱۲۹۰ بھری سطاقت شہ ۱۲۹۰ عیسوی میں بھر شہر کے کیلو کھری میں جلوس فرماے سلطنت
 ہوا اور تختیاں آتھ برس بادشاہت کی اور یہ بادشاہ نہایت حلیم الطبع اور سلیم المزاج
 اہل علم اور ارباب کمال سے مشاورت اور فقرا اور صلحا سے ارادت رکھتا تھا اور اپنے
 ملازموں سے کبھی کسی کو ناخوش کرتا تھا اور رعایا پر ہمیشہ نظر شفقت اور عاطفت کی رکھتا تھا
 غرض کہ اس کے اوصاف حمیدہ حد سے زیادہ ہیں چنانچہ نقل ہے کہ ایک فزکبی
 شخص مفسدہ پر داز جلاق قتل اور سیاست کے تھے اس کے حضور میں حاضر کیے گئے اس کی
 تقصیرات کو اس نے معاف کر کے فرمایا کہ بدی کے عوض بدی کرنا سلوک ساوی ہے لیکن
 بدی کے عوض نیکی کرنا فضیلت رکھتا ہے دفعہ ۲۶ جب جلال الدین برکہ وہ شہر شہرت
 بی اندازہ کر لیا اور اس کی رحم دلی پایہ اعتدال سے گذر گئی تو انتظام مملکت میں خلل عظیم برپا
 علاؤ الدین حقیقی ہتھیاجو امان اس کی جان کا ہوا اور طرح کی تدبیریں کرنے لگا شہنشاہ خرمین
 معتبر نے شاہ کو پوچھا میں نے جو کہ علاؤ الدین کو اس نے آیام طفولیت سے پرورش کیا اس کی
 کہنے کو سچ نہ جانا اور اس کی طرف سے کچھ وسواس نکلیا آخر کار علاؤ الدین نے دغا سے باز ہو

کہ سلطنت کو فتنہ

کہ سلطنت کو فتنہ اور عداوت

کرہ مانگ پورین بلایا اور جب بادشاہ کشتی میں سے اترتا تھا اس وقت لضرب تلوار کو
 جان سے مار ڈالا اور یہ واردات وفات اسکے کی علامت تھی۔ بھری مطابق ۱۱ صیوی
 واقع ہوئی دفعہ ۲۰ ہر چند کہ خبر ملکہ جهان بادشاہ کی بی بی نے سکر کن الدین ابراہیم شاہ
 چھوٹے بیٹے کو دہلی میں تخت پر شہادیتا لیکن جب علاؤ الدین نے کرہ مانگ پور سے
 معاودت کر کے خجک شروع کی تو وہ تاب مقاومت اسکے کی نہ لاکر فرار ہو گیا اس واسطے
 علاؤ الدین تخت دہلی پر ٹکن ہوا ذکر سلطان علاؤ الدین خلجی دفعہ ۲۸ بتاریخ ۱۱ صیوی
 ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۱ صیوی سلطان علاؤ الدین بن شہاب الدین مسعود خلجی تخت نشین
 ہوا اور ۶۹۷ ہجری مطابق ۱۱ صیوی کو بحالت بیماری فوت ہوا در صورت
 مدت سلطنت اسکے کی ۱۹ برس کئی مہینے ہوتے ہیں لیکن بعضوں کی روایت یہ ہے کہ
 اوسنے بیس برس سے زیادہ سلطنت کی اور ایک غلام کے ہاتھ سے مقتول ہوا دفعہ ۲۹
 یہ بادشاہ بڑا ظالم کسبہ توڑ تھا اسکی بیدادی اور بدظنتی کے سبب بہت امیروں نے بغی
 ہو کر اطاعت سے قدم باہر رکھا پراوسنے اپنی شجاعت اور زیر کی سے سب کو زیر کیا اور تمام
 ضیموں پر فتح پائی چنانچہ بہن بار مغلوں کو شکست دی اور گجرات کو فتح کر کے صوبہ اپنی مملکت کا
 بنایا اور دکن کو غارت کیا اور چتور کو جوڑا مضبوط قلعہ بنا کر اس میں رہنے لگا اور اکثر راجہ
 عظیم الشان فرقد راجپوت کے خراج دینے لگے دفعہ ۳۰ یہ بادشاہ جبلی لیاقتیں اور ذات
 صفتیں بہت سی رکھتا تھا اور اگرچہ ابتدا میں فحش و خاوند سے عاری اور اُمی تھا لیکن سر
 شباب میں کتاب علوم اور فنون کا غم کیا اور بہت جی لگا کے تہو ریے ہی صہ میں علم
 فارسی کو اس قدر تحصیل کیا کہ عمدہ عمدہ کتابیں جنکی عبارتیں نہایت دقیق اور متین تھیں پڑھ
 لگا اور انکے معنی کو حاصل کرنے لگا اور علما کی صحبت کے فیض سے فقیروں اور صاحبوں کے

راہنما
نورانی اور

ساتھ اوسکو ازادت ہو گئی اور ان لوگوں کی تعظیم اور تکریم جیسی کہ چاہئے بجالاتا تھا دفعہ ۳
اس بادشاہ نے اپنے عہد میں نئی نئی باتیں انتظام ملک کی خیر و عافیت چنانچہ ترتیب کا
پتوار کی کی اور داک کی چوکیاں ٹھہلائی اور واقعہ نگار مقرر کئے دفعہ ۴ اگرچہ اس
بڑی بڑی جہات سرکن الاچتور کی روانگی میں بذات خود نہایت کوشش اور جانفشانی
ظہور میں لایا مگر آخر کار جس عرصے میں یہہ جانبازیان کی تہیں وہ پوری نہ ہوئی شہر
یہہ ہے کہ رانی پداوت بی بی راجہ رتن سیر والی چتور کی نہایت حسین اور خوبصورت
اوسکا شہرہ حسن و جمال کا سنکا بادشاہ مفتون ہو گیا اور دلولہ لشق میں فوج کشی کر کے شہر چتور کا
محاصرہ کر لیا اور راجہ کو پیغام نہ بجا کہ اگر عافیت اور سلامتی اپنی منظور ہے تو رانی پداوت
بہجیدی اوسنے اس امر کو موجب کسرنگ و ناموس کا سمجھ کر انکار کیا اوسپر بادشاہ نے پیر پیغام
کہ اگر دینارانی کا منظور نہیں تو صرف ایک دفعہ صورت اوسکی منجھے دکھلا دے اسکا کور
نے سادگی سے مان لیا چنانچہ علاؤ الدین نے معہ چند مصاحبین کے شہر میں جا کر ایک آئینہ
عکس میں صورت پداوت کی ملاحظہ کی اور راجہ کو پراہ دغا بازی ہمراہ اپنے لاکر مقید کیا
اور حکم دیا کہ اگر پداوت کو نہ بچا تو رہا ہی نہیں ہوگی پداوت نے یہہ خبر سنکر بادشاہ کو لکھا کہ
اس شرط سے آپکے پاس حاضر ہوتی ہوں کہ میرے ہمراہ سات سو ڈولہ میری پہیلیوں کی آونگے
اوسن عاقبت اندیش فریب خوردہ شق نے اسکا کو منظور کر لیا اوسپر پداوت نے سپاہیان
مسلم کو ڈولہ یون میں بٹھا کر لشکر شاہی میں روانہ کیا اور اونہوں نے وہاں جا کر اول تو راجہ کو
بہ بہانہ ملاقات رانی کے بلکہ لشکر سے نکال دیا کہ وہاں سے راجہ ایک اسپ تیز رو پر سوار ہو کر
ہٹا گیا اور بعد ازاں لشکر شاہی سے اونہوں نے خوب جدال و قتال کیا مگر علاؤ الدین نے
پہر چتور کو آگہیر الا فقیاب ہوا اور اوسوقت ناکام پیر آیا لیکن سنہ ۷۳۱ عیسوی میں پیر لشکر

ثالثیتہ ہمراہ لیکر چٹوڑ چڑھ آیا اور سواے ایک بیٹے راجہ کے کہ جسکو اوسنے خود بخیاں قیا
 نسل کے بہکا دیا تھا اور سب بیٹے مارے گئے اور تمام شہر حالت نزعہ میں ہو گیا اور کچھتہ
 زندگی کی کیکو باقی نہ رہی لاچار ہو کر تب شہر کے عمدہ خانہ دان کی عورت نے حسین
 پداوت بھی داخل تھی انہار لکڑی کا جمع کر کے اوسین آگ لگا دی اور اوس آگ سوزان میں
 حکمرانین اور راجہ جمع چند بہادر و سکنے دروازہ شہر سے باہر نکلا خوب لڑا اور آخر دودھجت
 اور مردانگی کی دیکر مارا گیا بادشاہ نے شہر میں کہہ کر وہ چتا دیکھی حسین رانی پداوت حکمران
 تھی اور دلکو صبر دیا اور حلقہ عمارت بلند اور مناد شہر کے منہدم کر اوسے ذکر شہا الدین
 خلجی دفعہ ۳۴ بعد مر نے اپنے باپ کے شہا الدین عمر ۷۷ سہجری مطابق ۱۳۵۵
 میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور تین چھینے کے روز فرماندہی کرنے پایا تھا کہ مبارک خان اوسکے
 بہائی نے ملک نائب دارالہیام سلطنت کو ایک تدبیر سے مروا کر آپ نائب سلطنت ہوا
 اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑا کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ میں قید کیا اور آپ بادشاہ
 ذکر قطب الدین مبارک شاہ خلجی دفعہ ۳۴ بعد از الہ بصارت اور قید کرنے اپنے
 بہائی کے ماہ محرم ۷۷۷ سہجری مطابق ۱۳۵۵ عیسوی میں قطب الدین مبارک شاہ تخت پر
 بیٹھا اور پانچ برس دو چھینے فرماندار ہما آخر کار تباریح خیم ربيع الاول ۷۷۸ سہجری مطابق
 ۱۳۵۷ عیسوی رات کے وقت جابریک نے بازش خسرو خان کے اوسکو قصر
 ہزار ستون میں مار ڈالا ذکر حسن خان الملقب بسلطان ناصر الدین خسرو خان
 برہوار دفعہ ۵۳۵ ربيع الاول ۷۷۸ سہجری مطابق ۱۳۵۷ عیسوی میں خسرو خان
 تخت پر بیٹھا صرف چاہینے لگی دن بادشاہت کی تھی کہ غازی الملک تعلق شاہ حاکم
 لاہور نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض طلائع کے کنارہ پر نکلا اور میدان

سازندہ لفظ
 زکی سے اطلاق
 اوسکا اثر اور
 حالت عینی اور
 شکی اور کھ
 جاسکے

۱۲

نام علی اسلم
 ناصر الدین محمود
 اندرون قلعہ
 پتو اسکا بیٹا تھا

اندر پت میں لڑائی ہوئی اور خسر و خان پہاگ کر لپٹ میں چپا آخر کار گرفتار ہو کر ماہ رجب
 ۱۳۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ھ عیسوی میں بارگیا فصل سوم خاندان تعلق وغیرہ
 کے بیان میں ذکر سلطان عیاش الدین تعلق شاہ ترک دفعہ ۲۱
 بعد اسے جانے خسر و خان کے سلطان عیاش الدین تعلق شاہ بن ملک تعلق نے غزنویان
 ۱۳۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ھ عیسوی کو قلعہ علائی میں جلوس فرمایا اور حوالی دہلی میں قلعہ
 بنا کر کے اسکو تخت گاہ اپنا بنایا کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ یہ بادشاہ بڑا عادل اور رحم دل
 اور سلیم الطبع تھا اور اسنے نظام امور سلطنت کا جو بیشتر خلل پذیر ہو گئی تھی بخوبی کیا اور تمام
 قدیم عمارتوں اور قلعوں کی مرمت کروائی اور کئے قلعہ جدید بھی تعمیر کروائے اور اسکی
 قلمرو میں ملک کے تاجروں کی آمد و رفت سے تجارت نے ترقی پکڑی اور بہت سے قوافل
 دیوانی کی ایجاد ہوئی اور علما اور فضلا قدر و منزلت کے سبب سے اسکے عہد میں بہت
 اور محفوظ اور شاہ نظام الدین لیا اور حضرت امیر خسر و بھی اباد شاہ زمانہ میں چنانچہ حضرت امیر خسر و
 ابھی سیکے نام پر تصنیف کی تھی اور جس سال میں وفات تعلق شاہ کی واقع ہوئی تھی اسی سال
 میں دو نو حضرات بھی اس سر اسے فانی سے رحلت فرمائی عالم جاودانی ہوئے دفعہ ۲۲
 کہتے ہیں کہ اس بادشاہ کے ایک باندی تھی جسوقت کہ بادشاہ اسکے ساتھ ارادہ صحبت کا کرنا
 تو اس باندی کو حیض ہو جاتا تھا آخر کار یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ باندی دراصل اسکی
 ہمیشہ تھی دفعہ ۳۸ اس بادشاہ نے چار سال کئی جینے سلطنت کی اور آخر کار وفات
 اسکی اس طرح واقع ہوئی کہ العن خان اسکے بیٹے نے افغان پور کے قریب ایک محل بنایا تھا
 بادشاہ کہاں کہاں ہاتھ لگا کہ دفعتاً مکان گر پڑا اور بادشاہ دگر مر گیا اور وقوع اس سانحہ کا باہ
 ربیع الاول ۱۳۲۱ھ ہجری میں مطابق ۱۳۲۱ھ عیسوی کے عمل میں آیا ذکر سلطان محمد عادل

تعلق شاہ عرف الف خان دفعہ ۴۹ عیث الدین تغلق کے مرنے کے بعد اسکا
بیٹا سلطان محمد عادل عرف الف خان تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا سخی اور قدردان
اہل علوم اور ارباب فنون کا تھا اور زہد و تقویٰ اور پابند شریعت کی بھی اسکے ذات
میں بہت تھی الاطریق مملکت داری میں ظلم دوست اور بے رحم تھا چنانچہ اسکے
وقت میں ہر ایک ہفتہ میں ایک دو اسیر جان سے مارے جاتے تھے دفعہ ۵۰ اس
بادشاہ کے فراہمین طمع ہی زیادہ تھی جسوقت وہ زہد اور کرشنا کے درمیان ملک
فتح کر چکا تو لاکھ سوار نیپال کی سمت واسطے مفتوح کرنے ملک چین کے اس ہوس سے
روانہ کئے کہ وہاں دولت بہت ہے آخر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ وہ سب پہاڑوں میں
مارے گئے اور اونین سے کوی پہر نہ آیا اور جب ان مبہودہ مہمون میں زرخیم صرف
ہو گیا تب خراج کی توفیر کی طرف متوجہ ہوا اس سبب سے تمام رعایا تنگ ہوئی اور براجا
اور صوبے بڑے گئے لہذا اسکے الف خان شجاعت اور معرکہ جنگ میں لیتاے روزگار تھا از
آل العزمی کے فوج کشی کر کے والیان ملتان ونگالہ و صوبہ اودہ کو جوہرے ہوئے
تھے اور پنجاب کے لکھنؤ کو مار کر زیر کیا اور ایک دفعہ فوج پر پی حملہ کر کے اکثر نواح شہر کے
لوگوں کو قتل کیا دفعہ ۵۱ اس بادشاہ کو دیوگدہ جسکا نام اوسنے دولت آباد رکھا تھا
بہت پسند تھا اسواسطے اوسنے حکم دیا کہ سکناے دہلی وہاں جا کر بودا باش اختیار کریں
سواول وہ لوگ اس خبر کو سن کر بہت گہراے لگا آخر کو مجبوری تعمیل حکم کی کرنی پڑی اور
دہلی کو او جا کر وہاں جا بسے اور اکثر بڑے درخت جڑیمیت اوٹھا کر دولت آباد کی سڑک پر
لگایے گئے دفعہ ۵۲ اس بادشاہ کو اپنی عظمت اور تعلی کا بھی بڑا خیال تھا چنانچہ ایک
اوسکا ایک ڈنٹ ٹوٹ گیا تھا تو اوسکو اوسنے تھل شاہانہ ایک جگہ دفن کروادیا اور ایک عمدہ قبر

لوسکی نبوائی دفعہ ۳۴ ہر چہ کہ یہ بادشاہ بڑا الو العزم اور عاقل تھا جو کہ اس کے مزاج میں بھی
 اور طبع زیادہ تھی اس واسطے اس کے ملک میں صحت و آسودگی اور امن کی نہ ہوئی اور تسلط
 کامل نہ ہونے پایا تھا کہ نگہان کسی رضہ بیماری میں مبتلا ہو کر ۱۱۔ محرم ۸۳۵ ہجری مطابق ۱۳۵۱
 عیسوی کو بعد فرمان روائی ۲۴ برس کے مر گیا ذکر فیروز شاہ ترک کا معہ بعض فرستادہ
 کے دفعہ ۳۴ سلطان محمد عادل شاہ کی وفات کے بعد فیروز شاہ ہتیا اوس کا تبار خلیفہ
 شہر محرم ۸۳۵ ہجری مطابق ۱۳۵۱ عیسوی بادشاہ ہوا اگرچہ یہ بادشاہ کچھ بڑا الو العزم نہ ہوا
 چنانچہ ملک کہن میں اوس کے عہد میں ایک شخص حسن خان نامی خود سر ہو کر بادشاہ بن گیا
 اور ملک بنگالہ بھی اوس کے ماتہ سے نکل گیا مگر فیروز شاہ عاقل اور عادل بڑا تھا سو حقہ
 ملک اوس کے ماتحت رہا اوس کا انتظام اوس نے خوب کیا اور نہایت رونق بخشی یعنی ہر
 قسم کے محصول جو خالی از ظلم تھے اوس نے معاف کر دیے اور خراج میں بھی تخفیف دی
 اور فائدہ عوام کے واسطے تیس ہزار روپے اور ایک سو پل اور چالیس مسجدیں اور تیس مدرسے
 اور تیس خانقاہ اور سو قبرہ اور دو سو رباط اور ایک سو بنیاد چیل اور دہرہ سوچا ہات
 اور دس حمام اور پانچ شفا خانہ اور دس منارہ اور باغات بے شمار احداث کئے اور
 کہتے ہیں کہ شہر جو پور بھی اوسی نے بسایا تھا غرض کہ یہ بادشاہ دہلی کے بڑے نیکام
 بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے دفعہ ۵۴ یہ بادشاہ بعد جلوس تخت سلطنت اڑتار
 کئی مہینے جلیار ہا کر جب ۸۳۵ ہجری مطابق ۱۳۵۱ عیسوی میں صغیف اور ناتوان ہو گیا
 تو اوس نے اپنی خوشی سے ترک سلطنت کر کے اولاشاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور کہہ
 اور خطبہ اوس کے نام پر کر دیا اور جب ۸۳۵ ہجری مطابق ۱۳۵۱ عیسوی میں وہ مر گیا تو چھ
 دوسرے بیٹے کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر اوس نے اوس سے یہ حق

کہ فیروز شاہ
 کہ جو فیروز شاہ
 کہ در

کی اور راہ کر اوسکو کوہ سرور کی طرف پہنچا دیا اور غیاث الدین تغلق شاہ ثانی وہ شاہنشاہ فتح پور
 تخت پر بیٹھایا اسے عرصہ میں تباریخ سیر دہم رمضان ۸۹۵ھ ہجری مطابق ۱۳۹۵ عیسوی فیروز
 مرگیا اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا دفعہ ۶۷ جب پانچ ماہ کی روز تغلق شاہ ثانی کو گذر
 تو ملک سکن الدین بن زبیر نے اوسکو مار ڈالا اور ابوبکر شاہ بن طغرل خان بن فیروز شاہ کو باہ
 ۹۱ھ ہجری مطابق ۱۳۹۵ عیسوی تخت پر بیٹھایا اگر اوسکے ساتھ مخالفت کرنے لگے
 ادھر احمد ناصر الدین محمد شاہ کی موٹی اسواطی ابوبکر شاہ میوات میں چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ
 دہلی میں اگر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد ازیون کے ابوبکر شاہ کو مکر قلعہ میرٹھ میں قید کیا کہ
 تباریخ سیر ۹۲ھ ہجری مطابق ۱۳۹۶ عیسوی میں مرگیا اور ناصر الدین بن
 سال کئی مہینے فرمان روار کر تباریخ سیر ۹۳ھ ہجری مطابق ۱۳۹۷ عیسوی
 بیمار ہو کر مر گیا اور سہا یون خان سکندر اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا اور ایک مہینے بعد وہ ہی بجا
 بیماری مر گیا ذکر ناصر الدین محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ ترک معہ کیفیت و در
 اسیر تیمور دفعہ ۹۷ھ بعد مرنے سکندر شاہ کے پندرہ روز تک باہم امرا کے یہ بحث
 رہی کہ کسکو بادشاہ کیا جائے آخر کار ماہ جمادی الاول ۹۷ھ ہجری مطابق ۱۳۹۷ عیسوی
 محمود شاہ کو تخت پر بیٹھایا اگرچہ اس بادشاہ نے ۱۹ سال کئی ماہ سلطنت کی مگر اوسکی سلطنت
 میں نہایت ترزل رہا کئی مہینے اول توحید ملی میں تخت پر بیٹھا تو اوسکے تھوڑے دن
 نصرت شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ نے ۹۷ھ ہجری مطابق ۱۳۹۷ عیسوی
 مقام فیروز آباد تخت نشین ہو کر سلطنت دہلی کی اپنے نام پر مسلم کی چنانچہ تین سال تھیں
 وہ قائم رہا تب تک باہم جنگ بدل ہوتی رہی اور بہت خلق اندکشتہ اور خستہ ہوئی
 بعد ۹۸ھ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی میں اقبال خاں جم و تلو قوم افغان فیروز آباد

قابض اور تسلط ہو گیا اور مقام کوشک سیری کو پایہ تخت اپنا قرار دیکر تختیناد و سالک
 دم سلطنت بہتر تار باد دفعہ ۲۷۸ اسی عرصہ میں امیر تیمور سمرقند کی جانب سے وارد
 ہندوستان ہوا اور مالک مغربی کو قتل اور غارت کرتا ہوا باہ جہادی الاول سنہ ہجری
 مطابق ۷۱۳ عیسوی دہلی تک پہنچا اور وقت سلطان محمود شاہ نے اپنی ٹوٹی ہوئی
 فوج سے جو قریب چالیس ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار کے ہوگی مقابلہ کیا مگر غالب آیا
 اور فتح سے مایوس ہوا لہذا بلا چاری قلعہ خالی کر دیا اور اپنے اہل و عیال اور اکیں سلطنت
 کسی سمت کی راہ لی تب تیمور نے شہر میں کہسار ہاتھ قتل اور غارت کا دراز کیا چنانچہ ہر کوچہ
 اور برزن لاشوں سے بھر گیا اور نصف سے زیادہ شہر مخلون نے پھونک دیا بعد ازاں
 تیمور نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنے تین بادشاہ منہ شہور کیا اور صرف پندرہ روز
 دہلی میں رہ کر اکثر امیرون اور عمدہ دار و نکو جو اس کے مطیع ہوئے تھے خلعت دے
 اور ان کو صوبے اپنی طرف سے عطا کر کے شمال کی جانب رہہ نورد ہوا اور دریا گنگ
 کی دونوں طرف کے ملکوں کو شروع سے آخر تک تاخت و تاراج کیا اور بہت سامان غنیمت
 معہ قیدیوں کے جس میں شیر بند و ستانی امیر اور سردار تھے لیکر سمرقند کو روانہ ہوا دفعہ ۲۷۹
 جب تیمور ہندوستان سے چلا گیا مابین امراء سلطنت کے فساد عظیم برپا ہوا اس
 نا اتفاقی کے سبب پھر محمود شاہ نے آکر دہلی پر تسلط کر لیا اور مدت میں رفتہ رفتہ صورت
 آبادی شہر کی ہوئی لیکن سلطان محمود کی اطاعت میں سب امیر اور وزیر متفق نہ ہوئے
 سوا ان کی بغاوت کے جب سے سلطنت پر دوبارہ برباد ہوئی غرض کہ اسی طرح سے محمود
 میں برس برائے نام سلطنت کر کے ماہ ذیقعد سنہ ہجری مطابق ۷۱۳ عیسوی میں
 رہ گئے عالم تقا ہوا ذکر دولت خان قوم لودھی دفعہ ۵۰ بعد مرنے

محمود شاہ کے اُمرائے اتفاق کر کے ماہ محرم ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء عیسوی میں
 دولت خان بلودی کو جو فیروز شاہ بادشاہ کے عمدہ آراکین میں سے تھا بادشاہ بنایا گیا
 اوسنے مقام کوشک سیری میں ایک سال دو ماہ چند یوم جلوس سلطنت کا کیا پھر خضر خان
 قوم سید والی ملتان نے اوس پر فوج کشی کی اور دولت خان کوشک سیر میں محصور ہوا
 اور جب اوسکا کچھ بہن چلا تو لاچار ہو کر خضر خان کے پاس چلا آیا اوسنے اوسکو غیر آباد
 میں قید کیا کہ آخر کار ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء عیسوی میں بہن مر گیا فصل چہارم
 سلطنت سادات کے بیان میں خضر خان ولد ملک سلیمان خان ۸۳۶ھ
 دفعہ ۱۵ خضر خان سید والی ملتان بعد مغلوب ہونے دولت خان بلودی کے شاہ
 ابن تیمور کے عہد میں سلطنت دہلی پر تسلط ہوا اور ازسبکہ یہ شخص آدمی انا اور ذور اندیش
 اوسنے لقب بادشاہی اپنی نسبت عاید نہیں کیا بلکہ صرف نائب تیمور کہلائے جانے پر قناعت
 کی اور شاہزخاکسگہ اور خطبہ یہ دستور جاری رکھا اور سات برس کئی چھ بہت خوبی کے
 ساتھ سلطنت کر کے تاریخ مفید ہم شہر جادی الاول ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء عیسوی کو
 بیمار ہو کر مر گیا کہتے ہیں کہ ملک حمت مورث اعلیٰ افغانان چھپر اور دو جانہ وغیرہ کا سہی
 بادشاہ کے عہد میں ولایت سے آکر چھپر میں آباد ہوا تھا کہ کیفیت اوسکی مفصل انشا اللہ تعالیٰ
 جلد دوم میں مرقوم ہوگی ذکر مغیر الدین ابو الفتح مبارک شاہ دفعہ ۵۲ بعد وفات
 خضر خان کے مبارک شاہ بیٹا اوسکا مالک سلطنت ہوا یہ بادشاہ تدبیر جنگ جدال اور
 انتظام مملکت میں نہایت ہوشیار تھا اسی کے دہربا اوسکو خوب یاد تھے اس سبب سے
 وہ اکثر صوبہ ہائے باغی پر غالب آیا اور اسکے عدل و داد سے خلق نے آرام پایا اور اوس
 اخلاق حمیدہ کے باعث سے لوگ اوس سے محبت دلی کرتے تھے اس بادشاہ نے تیرہ بار

کئی ماہ سلطنت کی اور نو تین تاریخ ماہ چب ششم سحری مطابق ششم عید کو باریش
 سردار الملک زیر ملک حرام کے ایک مسجد میں نماز پڑھتا ہوا بند کونیکے ہاتھ سے جھونکے
 اوس سے کچھ ایذا بھی نہیں پائی تھی مارا گیا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ میران صدر او
 قاضی عبدالصمد نے باریش وزیر کو رہا کر دیا اور سلطان محمد خان فرزند
 من خضر خان دفعہ ۵۳ حبیب شاہ مرگیا تو سردار الملک زیر ملک حرام نے محمد شاہ
 کو تخت پر بیٹھایا اور آپ اوسکا وزیر عظم ہوا اور کاسیے خان کو اپنا نائب بنایا کچھ عرصہ
 جو کشتوں نے زور پکڑا تو کالینجان اونکی تنبیہ کے واسطے مامور ہوا اور وہاں جا کر خود اون
 ملکیا اور دہلی پر جمعہ باغیوں کے چڑھ آیا اور یہاں اگر باغیوں نے درخواست کی کہ اگر عظم
 جان سے مارا جاوے تو ہم مطیع الامر سلطانی ہو جاوینگے بادشاہ نے اس امر کو ضمیمت سمجھا
 کیونکہ اوسکو واسطے لینے قصاص اپنے باب کے بہ موقع منجانب اسد ملکیا سوا دے
 سردار الملک کو مروا ڈالا اور کالینجان کو وزیر عظم مقرر کیا الا یہ طبعیت بادشاہ کی عجز و
 آرام کس طرف مائل ہو گئی اور امور سلطنت میں ضعف واقع ہوا اوس واسطے لوگوں کے درمیان
 خود سری بھر گئی چنانچہ بھلول لودی باشندہ سرمنہ جو بادشاہ کس طرف سے ملتان تھا
 باغی ہو کر چڑھ آیا اور چابھینہ تک دہلی کا محاصرہ کے پڑا ہاگر بالآخر قیاب نہ ہو کر ملتان
 لوٹ گیا اور بادشاہ بیمار ہو کر بعد فرمان روائی بارہ برس چند مہینے کے ششم سحری مطابق
 عیدوی میں مر گیا ذکر سلطان علاؤ الدین عالم شاہ دفعہ ۵۴ بعد وفات سید محمد شاہ
 بادشاہ کے سید علاؤ الدین شاہ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ اپنے باپ سے بھی زیادہ
 غافل اور عیاش تھا اوسکے وقت میں کاروبار سلطنت بے دخل نہ پیر ہو گئے اور جہان
 بہان لوگوں نے خود مختاری اختیار کر کے براہ جدی حکومتیں قائم کر لیں اور بادشاہ

شہزادوں میں ایک بلغ بنایا تھا اور سکی آراستگی اور زیبائش میں مصروف رہتا تھا حاجت
 طرف سے خدر ہو کر جا بجا فتنہ اور فساد پھیل گیا تو بادشاہ نے وزیر فن کو جمع کر کے تدبیر پوچھی اور
 نے براہ خیانت یہ صلاح دی کہ حمید خان وزیر اعظم نے یہ ساری خرابیاں کی ہیں حضور
 او کو موقوفہ کر دیں بادشاہ دھوکہ میں آکر حمید خان کو قید کیا مگر نامبروہ قابو پا کر قید سے نکل گیا اور
 اور دہلی میں جا کر تمام مال و اسباب سلطانی پر قبضہ کر کے بیگمات کو نکال دیا اور بھلول لودی کو ملک
 تباریخ ہفتہ نمبر سیر الاول ششم ہجری مطابق ۱۰۳۵ عیسوی سلطنت دہلی پر قابض کر دیا اور
 علاؤ الدین نے بھلول سے کچھ تنخواہ اپنے مقرر کردہ والی اور اتھامین کے سک بدواؤں میں زندگی
 بسر کی ششم ہجری مطابق ۱۰۳۵ عیسوی میں وفات پائی فضل نجم سلطنت لودھی
 بیان میں ذکر سلطان بھلول لودی دفعہ ۵۵ یہ بادشاہ افغانوں کے خاندان
 ۱۱۱۰ الفرم اور صاحب صلہ تھا اس نے اول تحت نشین ہو کر حمید خان وزیر اعظم کو جس نے
 علاؤ الدین عالم شاہ سے منحرف ہو کر او کو دہلی کی سلطنت پر مسلط کر دیا تھا موقوفہ کر دیا اور پھر
 اور تجو لودی جو ن پور کی سلطنت کو مغلوب کر کے اپنی قلمرو میں داخل کیا بلکہ تمام ملک سندھ
 بنگالہ تک اپنے قبضہ میں کیا اور اسے یکے بعد دیگرے مقام انبالہ گروناک قوم کہتری پیدا
 ہوا تھا یہ بادشاہ اتریں برتک بہت قوت کے ساتھ بادشاہت کر کے ششم ہجری
 مطابق ۱۰۳۵ عیسوی میں رہ گراے ملک بقا کا ہوا ذکر سلطان سکندر لودی
 دفعہ ۵۶ بعد وفات بھلول لودی کے او کا بیٹا سکندر جانشین ہوا اور اس نے انجم
 سلطنت میں جہڑا میں مسجدیں بازار تعمیر کئے اور سندھ و نکوت پرستی سے روکا اور ان کو فساد
 لکھنا نہیں سکھایا ورنہ اس سے پہلے کوئی ہندو فارسی پڑھتا تھا اٹھائیس برس تک چلے اور
 سلطنت کی دوا پر تباریخ ہفتہ نمبر سیر الاول ششم ہجری مطابق ۱۰۳۵ عیسوی میں بیمار ہو کر مر گیا ذکر

ابراہیم شاہ لودھی دفعہ ۵ بعد وفات سکندر شاہ کے ابراہیم شاہ بڑا بیٹا اوسکا
 بیٹا اوس عرصہ میں جلانخان اوسکے بچے بہائے نے ارادہ کیا کہ چونکہ کو اپنا پانچت کر
 اپنے لئے ایک جہی سلطنت بناوے لیکن سلطان ابراہیم سے شکست کہا اگر قبا ہو بادشاہ
 حکم دیا کہ اوسکو ہانسی میں قید رکھو اور حبس وہ روانہ ہانسی ہو تو رقیبان راہ کو اشارہ کر
 اوسکو مرواؤ والا اور علاؤ الدین قیسرے بہائے کے فکر میں ہوا اوس واسطے نامبرہ جان بچا کر
 کو چلا گیا اور علی بن القیاس را کہین سلطنت کی نسبت ہی بادشاہ ظلم اور بدگمانی کرنے لگا
 اوس واسطے اونہوں نے بغاوت پر کمر باندھی یہاں تک کہ دولت خان صوبہ بلتان نے
 شاہ بابر کو جو کابل میں حکومت کرتا تھا لکھا کہ ہندوستان میں اگر اس ملک کو اپنے قبضہ
 لاؤ اور خلق اللہ کو ظالم کے پنجہ سے چھوڑ کر راحت پہونچاؤ برطبق اوسکے شاہ کابل ملک
 پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہوا دہلی کو روانہ ہوا جب پانی پت پہونچا تو سلطان ابراہیم
 نے بذات خود مقابلہ کیا فتحیاب نہوا اور شکست کہا کہ اوسی معرکہ میں تباریخ ششم حبس
 ہجری مطابق ۸۵۲ھ عیسوی مارا گیا اور سلطنت ہندوستان کی خاندان مغلیہ کے ہاتھ آئی
 فصل ششم سلطنت مغلیہ یعنی خاندان تیموری اور افغانہ یعنی خاندان
 سوریان کے بیان میں مثل اوپر میں شقوں کے شق اول خاندان تیموریہ کے
 بیان میں فتح کر ظہر الدین محمد بابر بادشاہ بن شیخ مرزا بن ابوسعید مرزا بن
 مرزا بن میر ان شاہ بن امیر تیمور دفعہ ۵۸ محمد ظہیر الدین بابر بن عمر شیخ مرزا بن ابو
 مرزا بن محمد مرزا بن میر ان شاہ بن امیر تیمور تباریخ ششم محمد ششم ہجری مطابق ۸۵۳ھ عیسوی
 پیدا ہوا تھا از بسکہ بدایت یہ لکھا ہوں مارا اور لائق تھا اوس واسطے اوسکے باپ نے چاند جان
 اور فرغانہ کا والی تھا بارہ برس کی عمر میں اوسکو اندجان کا ناظم کیا بعد وفات اپنے باپ کے

اوسکا جانشین ہو حقیقت یہہ یہ کہ بیھ بادشاہ بڑا شجاع اور بھادر ملک
 ایشیامین گذرایہ اول اوسنے ملک ران میں بڑے معرکہ اور کارنامے کیے
 اور پھر پانچ چھ دفعہ ہندوستان کی چڑھائی کی پر سبب پیش آجائے کسی نہ کسی
 مرج مرج کوٹ لوٹ گیا آخر کار اپنی دلاوری دھلیاب لایت ہندوستان کا ہوا وہاں
 ہی اگر سو جنگا ہریم شاہ کے بکا اور پرند کور ہوا اور فہات عظیم اوسکو میں
 گراوسنے اپنی خیرات اور دلاوری سے استقلال اور ثبات قدم کو ہاتھ سے نہایا ایک
 مرتبہ ایک لاکھ آدمی جنہیں راجپوت لوک بھی جو قوم ہندو میں بڑی سورا اور دل جلتے ہوئے
 ہیں شامل تھے بسرگردگی محمود بادشاہ ابراہیم تونی کے ہندوستان کے مغرب کی طرف
 جمع ہوئے ایسے وقت میں کہ اور اطراف سے بھی غنیمت اوسکی مخالفت میں سرگرم تھے اوسپر
 حالت زخمی کے طاری ہوئی مگر وہ اپنی علوم ہمتی اور دلیری سے کچھ نہ گہرایا اور سرخند
 کہ اوسکے سرداران نے فصلاح دی کہ آپ دریائے سندھ پر تشریف لے چلیں مگر
 اوسنے اونکو جواب دیا کہ دنیا میں ایک دفعہ مرنا ہے میں مقصداے غیرت کا یہ ہے کہ اوکر مرے
 اور اشعار شاننامہ کے جو مضمون بہادری کا رکھتے تھے لوگوں کو پڑ کر سنائے اور جو کہ
 اوسکے دشمنوں میں زیادہ ہندو لوگ آسوا بیٹے اوسنے اپنی فوج کے لوگوں سے بیان کیا
 کہ یہ لوگ کافر ہیں ان پر جہاد کرنا ضرور ہے تب اوسکی فوج نے جواب دیا کہ آپ شراب
 پیٹے ہیں ہم آپکو امام جہاد نہیں بنا سکتے اوسپر اوسنے اوسوقت شراب پینے سے توبہ کر لے
 اور حقد رسونے کی پیالیاں شراب خواری کے واسطے بنی ہوئیں تھیں سب کو کھلا کر
 فقرا اور ساکین کو سد دیدین یہہ حال دیکھ کر تمام فوج نے کلام اللہ پڑھایا کہ ہم تیرے
 ساتھ لڑیں گے اور اپنی جان دینگے اس قرار پر بار کو بڑا حوصلہ ہوا کیونکہ اوسکو ہندو

اور تو بخانہ پر بہت بہرہ و سادہ تھا اسلئے کہ بابر کے زمانہ سے پہلے تو بخانہ اور فوج پیدا ہو
 سندھستان میں کم لڑی تھی چنانچہ بروقت مقابلہ کے تو پونکواگے لگایا اور انکے بیچ
 پیادہ کو جو پایا اور بائیں طرف سواروں کا پر باندھا اور اوپر سے ٹھکانوں کی فوج کی اگر میں بسیار لشکر بابر کو
 گھیر لیا لیکن یہ تو بخانہ کو وہ انکو ٹھاکر حاجب بابر نے دیکھا کہ فوج غنیمت دو چار جا کر کی تھک گئی ہو اور
 دو دستہ فوج کے لیکر دشمن پر دھاوا کیا خالصین قاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگی اور بہت سی مامور سوار
 مارے گئے اور اگر حاجب بابر کے مخالف جو بڑی قوی اور زور آور تھی ترتر ہو گئی مگر پھر بھی اس سے
 کہ سرکشان کا بل اور سندھوان کی غنیمت منقص کرتے رہتے تھے دہلی سے اوسکو بادشاہت کی
 نصیب نہ ہوئی آخر کار چار برس میں چھینے چند یوم دہلی کی سلطنت کر کے ششم جادہی الا
 ششم ہجری مطابق ۹۳۵ھ عیسوی کو عارضہ بخار میں مر گیا کسی شخص نے قطعہ تاریخ
 وفات اوسکی کا خوب لکھا قطعہ بادشاہ دہر بابر باکمال و عدل بود + واقف
 احسان عالم مصدر لطف اند + سال جان او گردین جالفر و شمس کو بے جا
 فردوس ابد بگزید بابر بادشاہ + یہ قطعہ بڑی صفت ہے اول تو ہر مصرعہ سے
 ۹۳۵ھ ہجری حساب اسجد کی رو سے برآمد ہوتے ہیں گویا کہ چار و ان مصرعہ جب
 جدے مادہ تاریخ کے ہیں اور علاوہ برین اگر اعداد حروف چھ مصرعہ اول بیت اول
 کو جو بہ تعداد ۶۲ کے ہیں اعداد حروف مجملہ مصرعہ دوم بیت اول کو جو بہ تعداد ۶۳ کے
 ہیں ملایا جاوے تو یہی وہی ششم پیدا ہو جائیگے اور علیٰ ہذا القیاس اگر اعداد حروف
 منقوط مصرعہ اول بیت اول کو جو بہ تعداد ۱۰۳ کے ہیں اعداد حروف غیر منقوط مصرعہ
 دوم بیت اول کو جو بہ تعداد ۶۲ کے ہیں شامل کیا جاوے تو یہی وہی سن نکل آوینگے اور
 اس سے نظر سے اگر اعداد حروف منقوط مصرعہ اول بیت دوم کے جو بہ تعداد ۱۰۳ کے ہیں

ساتھ اعداد حروف منقوطہ مصرعہ دوم بیت دوم کے جوہ تعداد ۲۰ کے میں جمع کئے
 جائیں تو بھی ششہ برآمد ہوں گے اور جو اعداد حروف غیر منقوطہ مصرعہ اول بیت دوم کو جو
 بہ تعداد ۱۰ کے ہیں اعداد حروف غیر منقوطہ مصرعہ دوم بیت دوم میں مخلوط کریں تو
 بھی وہی سچ حاصل ہو جائیگا سوائے ایک یہ دونوں مصرعہ بھی جداگانہ دو مادہ
 تاریخ کے ہیں مصرعہ اول بہت روزی باد مصرعہ ثانی ہمایون بود وارث ملک و سے
 ذکر نصیر الدین ہمایون بادشاہ دفعہ ۵۹ بعد وفات بارشاہ کے ہمایون اوسکا
 ششہ بھری مطابق ششہ اعیوی میں تخت پر بیٹھا چنانچہ کسی شخص نے لفظ خیر الملوک
 میں سے سال جلوس اوسکے کی ابجد کے حساب سے نکالی ہیں اس بادشاہ کو پنجویں کے
 بڑا ربط تھا اور خود بھی علم نجوم سے خوب ماہر تھا اسی واسطے اوسنے سات دیوانخانہ سا
 سیارون کے نام پر بنایا ہے اور یہ دستور مقرر کیا تھا کہ سپہ سالار اور فوج کے سردار
 خانہ مرغ میں بلائے جاتے تھے اور مفتی اور قاضی خانہ عطار دہن اور قاصد و شاعر اور
 مسافر خانہ قمر میں طلب ہوا کرتے تھے اور سازندہ اور راگ نواح والہ خانہ زہرا میں آیا کرتے
 دفعہ ۶۰ بعد تخت نشینی ہمایون کے اوسکے بہائی مرزا کامرا اور مرزا مندال اوسکے
 ساتھ مخالفت کرنے لگے چنانچہ مرزا کامرا ان نے کابل اور پنجاب پر اور مرزا مندال
 آگرہ پر تصرف اپنا کر لیا اور ہمایون کو بہادر شاہ والی کجرات اور سلطان ابراہیم کے چوتھے
 کی سرکوبی میں بہت شداؤد نقصان عاید ہوا تھا اس واسطے شیر خان افغان حاکم بنگال
 نے بادشاہ کے گہر میں فساد اور اوسکی سلطنت کو عنیف دیکھ کر دوسری اختیار کی لافعال اور
 بادشاہ کو رٹا پڑا سو کئی دفعہ اوس سے بڑی بڑی سخت راہنماں ہوئیں مگر فتحیاب ہوا اور
 ہندوستان کے امرا اور صوبجات طالب امداد ہوا مگر کسی نے اوسکی رفاقت اور حمایت نہ کی

لاجپور شہ سحر علی نقی شہ عیسوی میں بحال خستہ اور خراب انہی اہل و عیال کو لیکر
 افغان و خیزان ولایت کو چلا گیا شق دوم خاندان سوریان ذکر فرمید خان
 الملقب بہ شیر شاہ سور دفعہ ۶۱ فرید خان افغان سور دراصل
 پشاور کی طرف کاتھا پہلوں شاہ لودی کے زمانہ میں ابراہیم خان اوسکا دادا جو گھوٹون کی
 سوداگری کرتا تھا موضع سیلہ علاقہ مارنول میں آ رہا تھا اوسکا بیٹا حسن خان اور اوسکا بیٹا
 فرید خان ہوا سو فرید خان آدمی ل چلا اور زیرک تھا اول کسی چھوٹے عہدہ پر بحال خان
 حاکم جو پور کے ہاں نوکر ہوا اور بعد چند عرصہ کے بزمانہ فرمانروائی بابر بادشاہ کی کسر
 سلطان محمد لودی حاکم بہار میں جس نے اوسوقت لقب بادشاہی کا اپنے اوپر فایم کر لیا
 تھا ملازم ہو گیا اور وہاں خدمات شالیتہ ظہور میں لایا ایک وزیر بادشاہ شکار میں تھا
 فرید خان نے براہ جرات اور جوانمردی کی ایک شیر کو مارا اوسپر سلطان محمود نے اوسکا لقب
 شیر خان کر دیا بعد وہاں سے نوکر می چھوڑ کر چند روز پاس ضلع برلاس بہنوئی بابر شاہ حاکم
 نانک پور کے رہا اور وہاں سے علیحدہ ہو کر بہار حاکم بہار کے یہاں لوٹ آیا اور اوسکا
 بڑا معتبر الیہ ہو گیا جب حاکم ند کو مر گیا اور اوسکا بیٹا گدی پر بیٹھا تب شیر خان کا اقتدار اور
 اختیار زیادہ ہو گیا اور اسی طرح سے چند روز میں فرید خان خود مختار ہو کر تخیل ملک کی
 کرنے لگا آخر کار نوبت بابر شہید کہ شہ سحر علی نقی مطابق شہ عیسوی میں ہمایوں بادشاہ
 کو شکست دیکر سریر آرائے سلطنت دہلی کا ہوا اور لقب اپنا شیر شاہ کیا دفعہ ۶۲ اس
 بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں اکثر امور مفیدہ کو اختراع کیا چنانچہ دریائے سندھ سے بنگال
 تک جو مسافت پندرہ سو کوس کی ہے ایک ایک کوس پر گواہ اور دو دو کوس پر چھان
 سرائے اور سا جہنوائیں اور ہر ایک سرزمین دو گھوڑے اور ایک نقارہ رکھوا کر

نام ڈاک چوکی رکھا اور اس ڈاک کے ذریعہ سے تین روز میں رتھاس پنجاب سے
 بنگال تک خبر پہنچی تھی اور ہر ایک سر اسے مین کو تولی مقرر کئے کہ مسافر و نکلے حال سے
 اطلاع دیتے رہیں اور محافظت جان مال اون کی کرتے رہیں اور اس بادشاہ فیہیہ
 دستور مقرر کیا تھا کہ جب اس کے سامنے دسترخوان طعام لایا جاوے تو تقارہ بچے کہ مجھ
 استماع آواز تقارہ دار اسطقت کے غریو تقارہ ہر ایک سر کا بلند ہو کہ بادشاہ کے مقام سے
 او کی قلمرو کی حدود تک جہان جہان سرایات تہن اکن واحد میں آواز تقارہ سے
 ملازمان شاہی مامورہ مالک کو خبر کو پہنچ جاتی تھی اور اوس وقت عملہ شاہی کی معرفت سب
 مسافر کو طعام اور سب کو سید باخام پہنچ جاتا تھا سوا اسکے ساشون پر دو رو بہ درخت
 سیوہ دارضرب کر اسے تاکہ مسافر اس کے سایہ میں چلے جاوے اور سیوون سے بلافا
 حلات پاوین دفعہ ۶۲ ایک یہ بات بھی اس بادشاہ کی قابل یادگار ہے کہ جنگ
 بین سادہاجی بیکم حرم خاص یون بادشاہ کی اس کے ہاتھ لگ گئی تھی سواو سنے ازراہ
 حسن سلوک اور نیک ذاتی کے اس عورت کو نہایت عزت اور حرمت سے ملتا رہا
 تنگ داموس کے محفوظ رکھا اور کئی سال تک یہ بی بی اس کے سپان رہی مگر کبھی
 دشمنی اس کی نہونے دی آخر کار جب ہایون ایران سے پرویزہ درست کر کے کاہن
 مسلط ہوا اوس وقت اس نے اوس عقیقہ کو نہایت اغزاز اور احترام سے ہایون کے پاس منجا
 دفعہ ۶۴ اس بادشاہ نے چار سال چار ماہ پندرہ یوم سلطنت نہایت قوت اور حسن
 نصیحت اللہ کے ساتھ سلطنت کی جب اجل اس کی آئی تو یہ بہانہ ہوا کہ وہ بداعیہ شیخ
 کالجہ کے محاصرہ قلعہ کا کئے ہوئے تھا کہ اتفاقاً حقہ باروت سے اس کے لشکر میں آگ
 لگ گئی کہ اوس میں خود وہ اور اکثر لشکر اس کے جل گئے اور اوس حال خوشگلی میں اس نے

نیکو دامن
 دیکھ بان بود
 بی بی را

یاد دامن

تبارخ دوازدهم شہر ربیع الاول ۹۵۲ھ ہجری مطابق ۱۵۴۰ء اس جہان فانی سے طرقت
کی چنانچہ قطعہ تاریخ وفات او کی کا ذیل میں لکھا جاتا ہے قطعہ شیرشہ انکہ از صلابت او
شیر و زب آب بہم میخورد چونکہ رفت از جہان بدار بقا یافت تاریخ او ز آتش مرد و دفعہ
بعد وفات شیرشاہ کے جلالخان اوسکا بیٹا پانزدہم ربیع الاول ۹۵۲ھ ہجری مطابق ۱۵۴۰ء
عیسوی تخت پر بیٹھا اور اوسنے لقب اپنا اسلام شاہ کیا اور شہرت او کی بہ تسمیہ سلیم
کے ہی ہوئی یہ بادشاہ ہی مثل اپنے باپ کے موصوفہ صفات حمیدہ تھا اور
قواعد سلطنت کو مستحکم کرتا تھا اور جو جو جہان سرائیں او سکے باپ نے بنائیں تھیں انہیں
اوسنے اپنی طرف سے ایک ایک سرائے اور بنائیں اور طریقہ مسافر و رومی کا بدستور
اپنے باپ کے جاری رکھا اور واسطے ضبط حالات ملک کے عہدہ قانون گوئی کا ایجاد کیا
اور جو قلعہ شاہجہان آباد میں لال قلعہ سے ملا ہوا بنام سلیم گدہ کے بنا ہوا ہے نہی
اوسیکے یادگار ہے چنانچہ اوسنے آتھ سال دو مہینے ۱۱۰ یوم سلطنت کی اور تبارخ
سبت و پنج جادی الاول ۹۵۲ھ ہجری مطابق ۱۵۴۰ء عیسوی بیمار ہو کر مر گیا ذکر فرما
و مبارزخان دیگر اقوام سورج مدعی سلطنت ہوئے دفعہ ۶۶ بعد
انتقال اسلام شاہ کے فیروزخان اوسکا بیٹا امرا کے اتفاق سے دس برس کی عمر میں
ہوا اور لقب اوسکا فیروز شاہ رکھا گیا تخت نشینی او کی کو صرف تین روز ہوئے تھے
کہ مبارزخان عدلی بن نظام خان برادر شیرشاہ اوسکے مامون نے ناحق سنگ لے اور جرحی
سے اوسکو مار ڈالا اور خود تخت سلطنت پر جلوس کیا اور لقب اپنا محمد اول شاہ
مقرر کیا اور شمشیر خان چوٹا بہائی غلام زادہ شیرشاہ کا اوسکا وزیر عظم اور مدداریہ بادشاہ
ہوا اور مہمون بقال ساکن ریواڑی کو بھی اوسکے روبرو یہاں تک اعتبار اور اقتدار پیدا

کہ انور جہانبانی کی کل اوسی سے متعلق ہو گئی سچان اللہ وزیر چین شہر یار چنان +
 جہان چون گیر دقزار چنان + آخر کار جب مدار سلطنت کا ایسے ایسے لوگوں پر آ پڑا
 اور بادشاہ بذات خود کچھ نہ بٹھرا تو اس کے بہائے بند باغی ہو گئے اور ہاجا بجا فتنہ
 اور فساد پھیل گیا چنانچہ بادشاہ جمادی الاول ۸۳۵ھ ہجری مطابق ۱۴۳۲ھ عیسوی میں ابراہیم خان
 سورنے جو بادشاہ کا سالہ اور شیر شاہ کے چچرہ بہائیوں میں سے تھا اکثر نواح دہلی کو بادشاہ
 اور عادل شاہ چار گڈہ کے قلعہ کی طرف بھاگ آیا اور ابراہیم خان سلسلہ سلاطین دہلی میں
 داخل ہوا اس واقع کے ظہور پر احمد خان سور کہ پتیا اور داماد شیر شاہ اور بہنوئی علی شاہ
 کا تبا اپنے تین بادشاہ گزرا و لقب سکندر شاہ سے لقب ہو کر ابراہیم خان سے روئے
 چڑھ گیا اور اوپر غالب آیا سو اگرہ اور دہلی اور زندہ سے دریائے گنگ تک تصرف ہو
 سکا اور دہلی تک سلطنت اس کی قائم رہی شوق سویم خاندان تیموریہ از ہمایوں
 تا فرخ سیر ذکر تسلط ہوئے ہمایوں بادشاہ کا بار دوم ہندوستان میں
 اور رحلت کرنا اسکا اس جہان فانی سے دفعہ ۶۴ جب ہمایوں ہندوستان
 ذک اوٹھا کہ قندھار پونجا تو میرزا عسکری حاکم قندھار نے جو مرزا کامران اس کے بہائی
 کیطرت سے مامور تھا اسکو نہ ٹھہرنے دیا لاچار وہ اپنے کس و کو کو قندھار چھوڑ کر ایران
 چلا گیا شاہ طہماسپ فرمان روا سے ایران نے نہایت تواضع اور مہانداری اسکی
 کی اور آخر کار فوج شائستہ دیگر اسکو روانہ کیا کہ کابل میں اسے مرزا کامران
 اپنے بہائی کو شکست دیکر ریاست و ہانکی نے لی اور رفتہ رفتہ اپنی تمام ملک موروثی
 تصرف کر لیا اور نورس خان مار ت کے بعد جبکہ بامہد گر افغانان سور کے جو ملک
 سلطنت ہند تھے فتنہ اور فساد برپا ہوا تو ہمایوں نے انکی ایسی ہیوٹ کو لغاؤں

افریاد و رقا

ای ٹکون خان

ترقی اقبال اپنے کامیاب کنبہ ہزار سوار اور کیتھرنجیابی لوگ نوکر رکھ کر کھڑے ہوئے
 فوج کشی کی اور جسر حملہ آور ہوا اوسے اپنی اطاعت میں لایا آخر کار سکندر شاہ
 ہزار فوج کے ساتھ اوسکے مقابلہ پر آیا اور طر فین میں ایک بڑی بہادری اور اسی
 ہوئی اور محمد اکبر شاہ ہزارہ نے جو اوس وقت صرف تیرہ برس کا تھا اس لڑائی میں
 ترددات رستمانہ کئے اوسکا ہتھورا اور جلالت دیکھ کے سپاہ کو ایک عجیب حوصلہ
 اور انگ اڑنے مرنے کی ہو گئی چنانچہ لشکریان ہمایون ایسا ثابت قدمی کے ساتھ
 لڑے کہ اضافوں نے شکست کھائی اور سکندر شاہ کوہ شمال کی طرف فرار ہو گیا اور
 ہمایون نے ماہ رمضان ۱۵۲۳ء ہجری مطابق ۱۵۲۳ء میں دہلی کو فتح کر لیا چنانچہ شمشیر ہمایون
 مادہ تاریخ اوسکی کا ہے الغرض ہمایون نے تیرہ برس کے بعد دوبارہ پیر پور دستاویز سلطنت
 حاصل کی لیکن اس مرتبہ اوسکی عمر نے وفات کی صرف چھ مہینے کئی دن بادشاہت کی
 کہ پانہ حیات اوسکی کالبریز ہو گیا ناگزیر اگر وزیر بادشاہ کسی تقریب سے کتب خانہ چہیت
 چڑھا اور وہاں دیر تک تقریر چاہل قدمی کرتا تھا بعد ازاں تھک کر بیٹھ گیا اس میں
 ناز مغرب کی ہوئی چاہتا تھا کہ عصا شاکر کو اپنے گروچہ نکرہ فرش سنگ مرمر کا تھا اس
 عصا پہل گیا اور وہ پہل سکا اور چہیت نیچے آ پڑا سو اوسے صدر سے چند روز
 رکھتا تاریخ یازدہم ربیع الاول ۱۵۲۳ء ہجری مطابق ۱۵۲۳ء میں جان بحق تسلیم ہوا چنانچہ قلعہ
 تاریخ وفات اوسکی کا نیچے لکھا جاتا ہے ہمایون بادشاہ انشاہ عادل کہ فیض خاں
 عام افغان ہمایون دولتش چون یافت فصحت اس میں شش از انجام افتاد جو خوشیہ جہان
 از بلیدی بیا این ناز شام افتاد جہان ریکہ در چشم مردم غل در کار خاص عام افتاد
 قصدا از بہر تاریخش رقم کرد ہمایون بادشاہ از بام افتاد و در الو الفتح محمد جلال الدین اکبر بادشاہ

سکندر شاہ

بعد وفات ہمایوں کے اسکے بیٹے محمد جلال الدین اگر بادشاہ ہوتا تو چودہ برس کے تاریخ دوم
 ربیع الثانی ۹۱۷ ہجری مطابق ۱۵۱۱ء عیسوی تخت سلطنت پر جلوس کیا اور یہ بادشاہ ہمایوں
 قومی طالب کہ اسکے نیر قبائل کے سامنے کئی اندیش اور مفید کے چراغ نے فروغ پایا اور
 اپنے آپ کی وفات کے وقت خور سال تھا لیکن کسی کا حوصلہ نہ ہوا جو اسکی تخت نشینی کا
 ہوتا اور اگرچہ طفولیت میں بجائے جو تربیت استاد کے اوسنے بڑی بڑی فتن
 بیر فلک کے ماتھے سے کھنچی تھیں اور بہت سی مصیبتیں اپنے باپ کی دشمنوں سے اوتھائی تھیں
 لیکن تیز ہی اپنے ذہن عالی کی صفائی اور عقل خدا کی رسائی سے چند روز میں معاملات
 سیاست اور ملک دار کی نوری خوب سمجھنی اور ہر امر کے نیک بد کو اچھی طرح بوجھنے لگا
 شورش ہیموں لقبال ہمارے جانے اسکے کا دفعہ ۶۹ چند روز بعد جلوس
 اکبر شاہ کے ہیموں لقبال سپہ سالار اور مدار علیہ سلطان عادل شاہ نے جبکا ذرا اور چکا
 خبر وفات ہمایوں کے سکر سلطان عادل شاہ کو توپہ میں چھوڑا اور آپ فوج معقول کے
 آگہ میں ہونچالا محالہ اوس زمانہ میں اکبر بادشاہ بارادہ استیصال کندرشاہ جو قلعہ
 میں محصور تھا پنجاب کی طرف گیا ہوا تھا اسواسطے اوسنے تھوڑی سی لڑائی میں امرا
 بادشاہی کو شکست دیکر صرف اپنا آگرہ اور دہلی میں کر لیا یہ خبر سکر بادشاہ حودہ جانچ
 سے بغیر ہیموں کے لوٹ آیا اور کچھ فوج لیکر سکندر خان اور تک الی روانہ ہوا اور
 پانی پت میں مقابلہ اسکا فوج ہیموں سے ہو گیا اور طرفین سے نہایت سخت لڑائی ہوئی
 اتفاقاً ایک تیر فوج بادشاہی سے چھوٹ کر حذوق چشم ہیموں میں لگ گیا اور کاسہ سر
 پار ہو گیا اوسنے بتے تاب ہوا اپنا سر مودہ کے تکیہ پر لگالیا اس سبب اسکی فوج ہو
 نیل کا خالی سمجھ کر ہلاک نکلے اور فوج بادشاہی غالب آگئی اور ہیموں لقبال گرفتار ہو کر

زین الدین

تبعین

حضور بادشاہ ہیں جو دریاں گہر و نڈہ اور پانی پت کے مقیم تھا حاضر آیا اور وہاں اگر
 بہرام خان کے ہاتھ سے ضرب شمشیر قتل ہوا بیان شد اعدایوں اور بغاوت
 بہرام خان کا معہ کیفیت انجام کار اوسکی کے دفعہ ۲۰ بہرام خان جو ہماون کے
 وقت سے امرائے بادشاہی میں سے تھا اول اول قواؤں سے بادشاہ کے ساتھ رفت
 اور خیر خواہی کی جب بہ سبب غور دہالی بادشاہ کے اختیار اوسکا تمام سلطنت پر ہو گیا تو او
 بے اعتدالیان زیادہ سرزد ہونے لگیں کئی سرداران اور ملازمان بادشاہی کو اسنے بلامرغ
 بادشاہ کے مار ڈالا اور کتنوں کو موقوف کر دیا یہ حرکات و سکنات بہرام خان کی بادشاہ کو ناگوار
 گذرین اور فکر و فتنہ اوسکی کا کرنے لگا آخر کار ایک روز شکار کے بہانہ چند امرا کو ساتھ لیکر اگرہ منی
 چلا آیا اور یہاں اکر اطراف و جوانب میں فی امین اس ضمنوں سے جاری کر دے کہ مجھے بہرام خان
 موقوفہ کے تمام امور سلطنت کی اپنے ذمہ لے لئے ہیں جو شخص بندہ بادشاہی ہو وہ حضور
 حاضر ہو و ہر چنانچہ اکثر امرا اور علما اکبر بادشاہ کے پاس پہلی میں جمع ہو گئے اور بہرام خان
 بغاوت اختیار کر کے پنجاب میں فتنہ اور فساد برپا کر دیا کہ واسطے مدافعت اوسکی کے حضور باد
 سے میر شمش الدین محمد خان انکے معہ دیگر امرا کے مامور ہوا اور دریاں دریائے سندھ اور بہا
 دونوں لشکروں میں مقابلہ واقع ہوا اور بعد محاربت عظیم کے بہرام خان مغلوب اور شہزہ ہوا اور
 جب بہرام خان نے دیکھا کہ بادشاہ کے مقابلہ میں غالب آنا محال ہے تو بذریعہ عبد اللہ سلطان
 کے حضور بادشاہ میں حاضر ہوا اور بہت رویا بادشاہ نے عفو و تقصیر اوسکی کر کے اوسکو اجازت
 کعبہ جانے کی دی کہ ذرا شانے راہ مقام پٹن مضاف صوبہ احمد آباد ہجرات میں مبارک خان
 نامی اقبال نے اس عداوت کے سابقاً اوسکا باپ ایک لڑائی میں مقابلہ بہرام خان کے
 مارا گیا تھا اوسکو قتل کر دیا کسی عرصے تاخیر کے کی اس طرح سے نکالی ہے

حضور بادشاہ
 کے ہاتھ سے
 ضرب شمشیر
 قتل ہوا بیان
 شد اعدایوں
 اور بغاوت
 بہرام خان کا
 معہ کیفیت
 انجام کار
 اوسکی کے
 دفعہ ۲۰
 بہرام خان
 جو ہماون کے
 وقت سے
 امرائے
 بادشاہی
 میں سے
 تھا اول
 اول قواؤں
 سے
 بادشاہ
 کے ساتھ
 رفت
 اور خیر
 خواہی کی
 جب بہ
 سبب غور
 دہالی
 بادشاہ
 کے
 اختیار
 اوسکا
 تمام
 سلطنت
 پر ہو گیا
 تو او
 بے اعتدالیان
 زیادہ
 سرزد
 ہونے
 لگیں
 کئی
 سرداران
 اور
 ملازمان
 بادشاہی
 کو اسنے
 بلامرغ
 بادشاہ
 کے
 مار ڈالا
 اور کتنوں
 کو موقوف
 کر دیا
 یہ حرکات
 و سکنات
 بہرام خان
 کی
 بادشاہ
 کو ناگوار
 گذرین
 اور فکر
 و فتنہ
 اوسکی
 کا کرنے
 لگا
 آخر کار
 ایک روز
 شکار کے
 بہانہ
 چند امرا
 کو ساتھ
 لیکر اگرہ
 منی
 چلا آیا
 اور یہاں
 اکر اطراف
 و جوانب
 میں فی
 امین اس
 ضمنوں
 سے جاری
 کر دے کہ
 مجھے بہرام
 خان
 موقوفہ کے
 تمام امور
 سلطنت کی
 اپنے ذمہ
 لے لئے
 ہیں جو
 شخص
 بندہ
 بادشاہی
 ہو وہ
 حضور
 حاضر ہو
 و ہر
 چنانچہ
 اکثر امرا
 اور علما
 اکبر
 بادشاہ
 کے
 پاس
 پہلی میں
 جمع ہو گئے
 اور بہرام
 خان
 بغاوت
 اختیار کر
 کے پنجاب
 میں فتنہ
 اور فساد
 برپا کر دیا
 کہ واسطے
 مدافعت
 اوسکی کے
 حضور باد
 سے میر
 شمش
 الدین
 محمد خان
 انکے معہ
 دیگر امرا
 کے مامور
 ہوا اور
 دریاں
 دریائے
 سندھ اور
 بہا
 دونوں
 لشکروں
 میں
 مقابلہ
 واقع
 ہوا اور
 بعد
 محاربت
 عظیم کے
 بہرام خان
 مغلوب
 اور شہزہ
 ہوا اور
 جب بہرام
 خان نے
 دیکھا کہ
 بادشاہ کے
 مقابلہ
 میں
 غالب
 آنا
 محال
 ہے تو
 بذریعہ
 عبد اللہ
 سلطان
 کے
 حضور
 بادشاہ
 میں
 حاضر
 ہوا اور
 بہت
 رویا
 بادشاہ
 نے
 عفو و
 تقصیر
 اوسکی
 کر کے
 اوسکو
 اجازت
 کعبہ
 جانے
 کی
 دی کہ
 ذرا
 شانے
 راہ
 مقام
 پٹن
 مضاف
 صوبہ
 احمد
 آباد
 ہجرات
 میں
 مبارک
 خان
 نامی
 اقبال
 نے
 اس
 عداوت
 کے
 سابقاً
 اوسکا
 باپ
 ایک
 لڑائی
 میں
 مقابلہ
 بہرام
 خان
 کے
 مارا
 گیا
 تھا
 اوسکو
 قتل
 کر دیا
 کسی
 عرصے
 تاخیر
 کے
 کی
 اس
 طرح
 سے
 نکالی
 ہے

پہرام لطواف کعبہ چون سب احرام نہ سیدہ مکعبہ کارا و گشت تمام ۴۰ تاریخ وفات او
حجتم از محفل ۴۰ گفتا کہ شہید شد محمد بہرام بیان عبد الرحیم خان خاناں دفعہ ۱۱۰۰
وفات بہرام خان کے مرزا عبد الرحیم بیٹا اوسکا بھرتیال کے باقی رہا تو بادشاہ نے فرما دیا کہ
مین بلوایا اوسکے سر پر پادشہیت کا رکھ کر مرزائی خطاب دیا اور جب سن تیز کو پہونچا تو اور
اچھی اچھی خدمات بن آئین اس واسطے خطاب اوسکا یار وفادار فرزند بر خور دار خان خاناں
سپہ سالار ہو کر منصب پنج نزاری کا اوسکو بخشا گیا اور بعد فتح ولایت گجرات اور ٹٹہہ اور گرن
کے جب راجا ٹوڈر مل مر گیا تو امور وزارت کی اوس سے متعلق ہو گئے اور یہ خان خاناں
آدمی بڑا قدر دان اور لطیف طبع اور عالی سمت اور شجاع اور سخی تھا بیان احرا
طریقہ رشتہ داری بادشاہ کاراجا نے ہندو سی دفعہ ۲۰ اکبر بادشاہ نے چند
بعد جلوس لغرض التیام اور تالیف قلوب کے یہ امر قرین مصلحت دیکھا کہ دختران راجا
عمدہ ہندوستان کو اپنی اور اپنی اولاد کی زوجیت میں لاوی اول اوسنے خواستگار
حسن خان سیواتی کی بہتجی کی گئی اوسنے بلحاظ مناسب اسلام کے اساتکو خوشی سے قبول
کر کے اپنی بہتجی کو داخل حرم سرا سے سلطانی کے کر دیا بعد اوسکے راجہ بہار امل کچھوا
کو جو عمدہ ترین راجہ ہندو دین سے تہلہ ہی حکم ہوا اوسنے یہ سخت مخالفت دین کے انکار کیا مگر آخر
کار لاچار ہو کر اپنی بیٹی کی شادی اکبر سے کر دی اور سپہ سالار ان شاہ دیاں مرزا سلیم شاہزادہ کی پہلی
دختر راجہ بہگوت سنگ ولد بہار امل کچھواہ سے اور پھر دختر مروتہ راجہ ولد راجہ بالدیو دی
جو دہپور کے اور پھر جلی برات میں اکبر خود بڑی دہوم دہاکم جو دہپور یا مہنی گیا اور وہاں سے
بہت سادان جنہر لیکر آیا بیان خوش عقیدگی بادشاہ کا دفعہ ۳۰ اکبر بادشاہ عقیدہ کا
بڑا سچا تھا اوسکو حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے بہت اعتقاد تھا اس واسطے اوسنے

عہد کیا تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ بنیاد می نوین پیادہ واسطے زیارت مزار خواجہ صاحب
جاؤں جبکہ برکت دعا شیخ سلیم حشتی کے لعل حبیبہ راجہ بہار ایل سے فرزند زنیہ جانا
اونسے نبلسبت شیخ سلیم حشتی کے مزار سلیم رکھا تھا پیدا ہوا تو اکبر بادشاہ فتح پور سیکری سے
اجمیر تک کہ بارہ بارہ کوس کی مسافت کے سات منزل میں پیادہ پا واسطے زیارت خواجہ
صاحب گیا بیان تعمیر قلعہ اور آبادی شہر اکبر آباد دفعہ ۴۷ مطابق سہری مطابق
عیسوی میں تعمیر قلعہ اکبر آباد کی شروع ہوئی چنانچہ عرض بنیاد اس قلعہ کا تیس گن رکھا گیا
اور عمق اس کا پانی کی ثبوت تک پہنچا گیا اور قلعہ کی دیوار بن ساتھ کہ اونچے بنائی گئی
اور کل تعمیر اس قلعہ کی بنیاد سے لگدھک سنگین ہوئی سیر التاخرین میں لکھا ہے کہ
چار مزار اوستاد سنگتراش اور معمار اور آہن گر اور خراج کام کیا کرتے تھے جب آئندہ
عصرہ میں قلعہ اور شہر عظیم مرتب ہو چکا تو نام اس کا اکبر آباد رکھا گیا اور یہ شہر وسط ملک
محرورہ ہند میں واقع ہے بیان تعمیر قلعہ اور آبادی شہر اکبر آباد کا دفعہ ۵۸
زمانہ میں اکبر بادشاہ بقصد استیصال جامعہ باغیان اطراف بنگالہ کے متوجہ دیار
شرقی کا تھا اور شکار کرتا ہوا قطع مسافت کرتا جاتا تھا اتفاقاً گذر اس کا اور سبکہ ہوا جہاں
لنگا جنباد و نون باہم ملتے ہیں اور منہد و لوگ اور سبکہ کو اپنے اعتقاد میں مقدس اور متبرک
سمجھتے ہیں اور نہایت کثرت سے منہد و لوگ تیرتہہ کرنے آتے ہیں اس واسطے اکبر آبادی اور
مقام کے موجب اسودگی خلاقی تصور کے ۹۹ سہری مطابق ۱۰۰ عیسوی میں وہاں
ایک قلعہ محکم بنایا اور ایک شہر درجہ آباد کیا اور نام اس کا آلہ باس رکھا کہ اب علی العموم
اسکی الہ آباد کی ہے بیان شیخ ابو الفیض متخلص لفظی دفعہ ۶۷ از لکھنؤ حقیقت
دانشنامہ شیخ مبارک اور بیٹوں اس کے کی اکبر بادشاہ پر ظاہر ہوئے لہذا مقتضاً قدر

بادشاہ سال جلوس میں شیخ ابوالفضل متخلص فیضی کہ بڑا بیٹا شیخ مبارک کا تھا بلا دست
 بادشاہ حاضر ہوا چنانچہ اسکو روبرو بادشاہ کے پیچھے تھمے سے باہر کھڑا کیا اور وقت فیضی
 یہ قطع فی البدیہہ پر قطعہ بادشاہا درون پیچہ ام + از سر لطف خود مرا جادہ + زانکہ من طوطی
 شکوہ ام + جانے طوطی درون پیچہ بہ + بادشاہ کو ہمہ اشعار بر محل اوسکے لکھنا
 اور اوسوقت اوسکو نوکر رکھ لیا اور روز بروز قدر اوسکی بڑستی گئی یہاں تک کہ سلیمان
 جلوس میں خطاب ملک الشعراء کی اوسکو عطا ہوا اور سٹھ جلوس میں تفسیر غیر منقوط قرآن
 اور کتاب بلد من اور مرکز ادوار تصنیف کر کے بادشاہ کی نظر سے گذرانی اور مورخین اور
 آفرین کا ہوا اور آئندہ کو کتاب سلیمان لھنس بوزن خسرو شیرین اور بہت کثرت مقابلہ
 بہت بکرا و اکبر نامہ مقابل سکندر نامہ پیش نہاد خاطر رکھتا تھا مگر سنوز خاتمہ ان کتابوں کا
 نہ ہوا تھا کہ عمر اوسکی تمام ہو گئی اور جب وہ مرض الموت میں بیمار ہوا تو بادشاہ معہ ہزار
 کے اوسکی عیادت کے واسطے گیا اور وقت فیضی نے یہ رباعی بادشاہ کے سامنے پڑھا
 رباعی دیدی کہ فلک من چیرنگی کرد مرغ دلم از قفس شب آنگی کرد + آن سینہ کہ کھانے
 درومی گنجیدہ تا نیم نفس برآوردم تنگی کرد عرض کہ سن چالیس جلوس میں فیضی اس دار
 فانی سے انتقال کر گیا بیان شیخ ابوالفضل دفعہ ۱۹ جلوس میں اکبر بادشاہ
 نے شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک برادر کو چاک شیخ ابوالفضل کو اپنے روبرو بلوایا اور سننے لکھنے
 اتیہ الکرسی کے بنام اکبر کے لکھ کر ملا دست بادشاہ کی حاصل کی بادشاہ کو وہ تفسیر بہت پسند
 یونانیہ ما مورد الطاف بادشاہی ہوتا رہا اور قدر اور عزت اوسکی امر عظام اور فورا
 کرام سی ہی زیادہ ہو گئے اور مقرب اور شہسار بادشاہ کا اوس درجہ ہوا کہ اور انبیا غنی اور
 حمد کرنے لگے لاجلہ کہ شہزادگان باتفاق ابراہیم سلطنت کے اسباب پڑا مادہ ہوئے کہ کسی

اکبر اور
 کدہ شدہ بیٹے
 وہ شخص جس
 صلاح اور نود
 کہین ۱۱

سے استیصال اوکا کیا جائے اور طرح طرح کی برخاش اور دراندازی اوکی کرتے
 رہے البتہ ابو الفضل واسطے تقدیم مقدمات مالک دکن کے مامور ہوا اور اس فوج میں
 اوسنے کمال محنت اور جانفشانی بجا آوری امور لازمی اپنی بیچ کے اور کچھ عرصہ بعد بادشاہ
 واسطے صلاح اور شورہ بعض امور ملکی کی جریدہ اوکو دہان سے حضور میں طلب کیا چنانچہ
 شیخ جمیل حکم مع خیر فقار وانہ اکبر آباد ہوا اور اوس نے میں مرزا سلیم آباد میں مقیم تھا اوسنے
 خبر جریدہ آنے شیخ کی سن کر راجہ زرننگ دیور فقی اپنے کو حکم دیا کہ اوسنے برہیل سترجل
 معہ فوج راجپوتوں کے پہنچ کر اوجین کے قریب اوکو جاگیر شیخ نے مقبضہ استقلال اور
 ثابت قدمی کے اُن تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ راجہ زرننگ دیو کا مقابلہ کیا اور نہایت
 دلا شجاعت اور جوانمردی کی دی اور بالآخر بزرگمیزہ زمین پر گر کر ماہ ربیع الاول ۸۸۷ھ میں
 مارا گیا راجہ زرننگ دیو نے اوکا سرکٹوا کر شاہزادہ کے پاس الہ آباد میں بھجوا دیا جو قریب
 بادشاہ کو پہنچی نہایت مغموم اور مخزون ہوا اور حالت بے تابی میں ہاتھ اوپر سر اور چہرہ
 کے مارا اور اسے متراس فوجدار اوس صوبہ کو جہان زرننگ دیو رہتا تھا معہ شیخ عبدالرحمن
 ولد شیخ ابو الفضل اور دیگر امرا واسطے تدارک اور پاداش راجہ زرننگ دیو کے مامور کے
 حکم دیا کہ جب تک سر اوس گنجت نالائق کا نہ لاوین لاوی موقوف نہ کریں بلکہ اوسکے
 زن و بچہ کو قتل کرنا چاہئے کہتے ہیں کہ جب سر ابو الفضل کا شاہزادہ سلیم کے پاس پہنچا تو کسی
 شخص نے رفقاے شاہزادہ میں سے تاریخ وفات ابو الفضل کی بقاعدہ تخریج لفظاً بآواز
 سے اس طرح نکالی مضر عبرت عجیب سلیم اللہ سر باغی بریدہ رات کو اوس شخص کے قتل
 میں ابو الفضل آیا اور یہ بات کہی کہ نالائق میں لائق نہیں ہوں کہ میری وفات کی تاریخ ایسی لفظ
 کر یہ نکالی جائے بلکہ میری تاریخ صرف نبذ ابو الفضل بیان میں نکالنا نوت کا دفعہ

تان نہیں کلافت کہ علم موسیقی اور فن نغمہ سرائی میں بے بدل اور حدیم النظیر تھا اور کاوا
 لوگ اس کو مقتدا جانتے ہیں اور نام اس کا تعطیاً لفظ میان تانہیں کے زبان پر لائے ہیں
 جلوس میں پہنچا ہوا راجہ رام چند مرزا زبان پٹنہ کا اکبر بادشاہ کبھی دست میں حاضر ہوا
 از کہ بادشاہ فہم و ادراک راگ میں مہارت تام رکھتا تھا اور تانہیں کو اس علم میں کمال
 تھا اس واسطے صحبت اس کی بادشاہ کو پسند آئی اور مخصوصان بارگاہ سلطانی میں ہو گیا
 اور چھٹیں تانہیں سے تانے کی شاہی میں لبر کر کے ۳۳ جلوس میں ہو گیا بیان راجہ
 ٹوڈر مال دفعہ ۹۹ راجہ ٹوڈر مال اول زمرہ محرران بادشاہی نوکر تھا اگر از لیک آدمی
 ذی ہوش اور بیدار مغز تھا رفتہ رفتہ رتبہ اس کا بڑ گیا اور اکثر معرکوں میں مظفر اور
 ہو کر ۳۳ جلوس میں وزیر اعظم ہو گیا اور اس کے وقت میں درستی اور اصلاح ہوئی
 سلطنت میں نہایت کوشش ہوئی اور عمدہ عمدہ باتیں ایجاد کی گئیں چنانچہ مذکورہ
 بموجب صمن ہائے ذیل کے لکھا جاتا ہے صمن اول اس کے پہلے ہندوستان میں
 تحریر دفتر و کمی طریقہ اہل ہند پر ہوتے تھے اس نے اہل ایران قواعد و ضوابط
 کو اخذ کر کے ترتیب دفتر کے بطور اہل ولایت کے کی کہ اب تک وہی عمل درآمد جاری
 ہے صمن دوم مالک ہند کو جریب اپنی شہت درعی سے پیمائش کر کے رقبہ ایک
 گانو کا منقح ہوا اور جمع دایمی اس کی مقرر کی گئی اور مقدار ہر ایک دام کی چالیسواں حصہ
 روپیہ کا شہر لایا صمن سوم تقسیم مالک ہندوستان کی اوپر بائیس صوبوں مفصلہ
 ذیل کے ہوئی اکبر آباد لاہور الہ آباد اودھ یعنی جودھیا شہار یعنی پٹنہ
 بنگالہ عرف ڈاکہ اوڑیسہ آجمیر مالوہ عرف اوجین بٹان کشمیر
 احمد آباد عرف گجرات کابل ٹبٹہ قندھار مالاکھاٹ عرف اورنگ آباد

بادشاہ فیضی عالم

راہ حق زدہ شدہ

خاندان عارف برہان پور شہار حیدر آباد ٹٹلگانہ ملخ بدخشان اور
 ہر صوبہ میں تقرری سرکار اور دستور اور محال اور پرگنہ کے عمل میں آئی اور ایک
 دام کی جمع چوبیس کے ڈھائی لاکھ روپیہ ہوتے ہیں ایک عامل بنامزد کروڑ کے مقرر ہوا
 صیغہ چارم اگرچہ بعد سلطان علاؤ الدین خلجی اور بعد زمانہ شیر شاہ طغلقہ داغ سپاہیوں کا
 نکال گیا تھا الا رواج اوسکا نہیں ہوا تھا سود و خلافت محمد اکبر شاہ میں دستور باہتمام راجہ
 نوڈرل کی بخوبی وجہ پذیر ہوا ضمنی خیم ہندوستان میں توں سمت بکراجیت جاری تھی جب
 موضع اہل لاریت کے جاری تھی تو بکراجیت کے سال بھر جاری تھا اور گردش ہر کہانی جاری ہو لیکن
 سال تقرری ربط و ضبط فضول زراعت اور معاملات مالی کے واسطے کچھ مناسب کرتا
 تھا اور علیٰ ہذا القیاس سمت بکراجیت کی بھی کما حقہ تیز اور تشخیص فضلوں کی واسطے کافی
 نہ تھی کیونکہ ابتداؤں کی حیت کے جیسے سے ہوتی ہے حالانکہ وہ وقت آغاز اور انجام
 کسی فصل کا نہیں ہے اس واسطے فضلوں زراعت کے لحاظ سے بصلاح فتح اللہ خان
 شیرازی اور راجہ نوڈرل کے مشورہ ہجری میں ایک نیا سال بنامزد سنہ فضلی کے
 جاری ہوا ضمنی ششم ثواری لوگ ہر ایک گانو کے حساب کتاب کا کاغذ ہندی میں
 رکھنے لگے ضمنی ستم نظام تقرری واقعہ نگاروں کا عمل میں آیا بیان اجراء کے خلاف
 تجارت اہل فرنگ کا ہندوستان میں دفعہ ۸۰ سنہ ہجری مطابق سنہ
 عیسوی میں محمد اکبر بادشاہ نے اہل فرنگ کو اجازت دی کہ انہوں نے بموجب فرمان
 ملکہ الزبتھ فرمان روانے انگلستان کے ہند میں کل خانہ تجارت کا جاری کیا بیان
 عادات و خصایل وغیرہ محمد اکبر بادشاہ دفعہ ۸۰ محمد اکبر بادشاہ کی مانند کوئی
 شخص سلاطین ہند میں سے صاحب اقبال اور مدبر اور مہذب الاخلاق اور متوجہ صفات نہیں

خاندان عارف
 بدخشان اور
 حیدر آباد
 ۱۲

ہوا اعمال اور افعال او سکے اس جزو قلیل میں گنجائش پذیر نہیں ہو سکتے ہیں لہذا
 اوپر تحریر پر چند سطرون اکبر نامہ کے جسے کچھ کچھ اوضاع اور طوار او سکے واضح ہو
 اکتفا کیا جاتا ہے ترجمہ عبارت اکبر نامہ ہمیشہ محنت اس بادشاہ کی اسی پر مصروف
 کتب آدمیوں کے دنوں کو ہاتھ میں لاوے اور باوجود بے شمار غلویں اور بی حساب
 فکر و کوشش ہنشاہ عادل اور رعیت نواز کو ضروری ہیں او سکے دل پر بھی خطر ابھار
 نہیں ہوتا بلکہ جب دیکھو شاہ نظر آتا ہے کہی مضمی الہی سے قدم باہر نہیں کہتا اور ہمیشہ
 رضائے انبی معبود حقیقی کا رہتا ہے از بسکہ تشدد علم و فضل کا ہی عالموں اور فاضلوں کی
 صحبت استفادہ کرتا ہے اور اپنے فہم رسا اور انتظام شائستہ پر ناز ان نہیں ہوتا
 ہر ایک کی بات پر کان دہرتا ہے اس خیال سے کہ دیکھئے کہ کے مونہ سے کیا بات
 سننے میں آوے اور کس امر کی ہدایت اور عقدہ کشائی ہو باوجود اس قدر قدرت اور
 شوکت کی کہی غصہ او کی طبیعت پر نہیں آتا بلکہ ہمیشہ خیالات نیک او سکے دل کے گرد
 ہجوم رکھتے ہیں کسی ملت اور مذہب کی تحقیر اور تضحیک کا کلمہ او سکے مونہ سے نہیں
 اور امورات واجب میں کہی سئل اور تغافل او سے ظہور میں نہیں آتا او کی نیت کی
 برکت سے تمام کام جو او سے صادر ہوتے ہیں خالی از عبادت حق اور بغیر از اطاعت
 قادر مطلق نہیں سمجھتے کہ یہ بادشاہ ہر بات پر سجدہ شکر کا درگاہ ایزدی میں بجالاتا ہے
 ہمیشہ نگران اپنے حال اور افعال کا رہتا ہے خصوص صبح و شام و نصف روز و نصف دن
 تمام امورات دنیوی سے کہیں کطرف معبود کے رجوع کرتا ہے گنہگاروں کی تقصیر میں معاف
 کرتا ہے رعایا کی رفہ اور آسودگی پر نظر رکھتا ہے خواہشوں نفسانی کا طالب نہیں ہوتا
 اور شب و روز میں فقط اکیتر تہ شامل طعام فرماتا ہے اور خواب بہت کم کرتا ہے باقی تمام

را اوضاع
 سے بہتے طریقہ
 جن ۱۱

۷
 تفصیل سے فرمایا
 سے تفصیل سے
 دہائی ۱۲

وقت امور ات ضروری کے انصرام میں صرف کرتا ہے شام کو تھوڑی دیر آرام کے بعد کام میں مصروف ہوتا ہے اور اسکے خلوت میں مجلس حکماء اور فضلا کے جمع کر کے دانائی اور عقلمندی کا متن سنا ہے ملوک کی رموز اور دقیقوں کی اپنی عقل باریک میں دریافت کرتا ہے اور نئی آئین ایجاد کرتا اسلاف کی غلطیوں کو اصلاح دیتا ہے اور اخلاق کے واسطے ضوابط صحیح و درست مقرر کرتا ہے اور اسکی مجلس میں فضائل تاریخ و ان ہی ضرورتیں ہیں اور روایات سنیں کو بی کم و کاست سنا بیان میں لاتے ہیں بعد اس کے بادشاہ کچھ رات گئے تک عرضداشتیں معال اور حکام کی سناتا اور ہر ایک پر حکم مناسب صادر کرتا ہے قبل از طلوع آفتاب کے اتالی موالی جمع ہوتے ہیں اور دن نکلتی ہی جلوس شاہی سے بہر یاب ہو کر کورنش بجالاتے ہیں بعد اسکی بہت سی امور متفرق انصرام پاتے ہیں اور اسوقت بادشاہ بیدار دل ہوتوڑی میر تک جواب تحریر فرماتا ہے دفعہ ۲۰۲ اکبر بادشاہ کے مذہب میں اختلاف ہے بعضہ اسکو شائس اور بعضہ معتقد مذہب داوڑ بعضہ مایل بضرائیت کہتے ہیں مگر دراصل وہ مسلمان ہیں لیکن انجا کہ تفتیش مذہبی اس کے مزاج میں زیادہ تھی اور ہر ایک ملت اور مذہب کے علماء سے معاملات دینی کو سننا تھا اور باہر علماء مختلف المذہب کے مباحثہ کرتا رہتا تھا اس واسطے اس کے مذہب کی نسبت بولا مختلفہ مشہور ہو گئیں دفعہ ۲۰۳ اکبر بادشاہ کیا اون برس و عینے گیارہ دن سلطنت کی اور آخر ۵۰ برس قمری کی عمر میں مقام اکبر آباد تباریخ بارہویں جمادی الاخرۃ ۱۰۱۴ ہجری مطابق ۱۵۷۵ء مر گیا اور تاریخ وفات اس کے کی تصف خان جعفر نے اس طرح نکالی ہے بیت فوت اکبر از قضاے اللہ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ ذکر ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر باد دفعہ ۲۰۴ بعد وفات بلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے شاہزادہ سلیم اسکا بیٹا ۳ برس کی عمر میں تباریخ چہار دسم جمادی الثانی ۱۰۱۵ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء دار الخلافہ اکبر آباد میں

سریر آئے سلطنت کا ہوا اور لقب اپنا نور الدین محمد جہانگیر رکھا اگرچہ خسرو اسکے بڑے
 بیٹے نے بہت چاہا کہ تصرف اپنا سلطنت پر کر کے خود بادشاہ بن جاوے اور اوسے ہی ہو
 اوسنے باغی ہو کر انواع انواع کے فتنے اور فساد کئے لیکن آخر کار وہ گرفتار ہو کر محبوس ہوا
 اور جو لوگ اسکے رفیق اور مخوی تھے وہ اسکے روبرو بڑی عقوبت کے ساتھ جان سے
 مارے گئے اور انہما میں اگرچہ دس برس بعد چند روپ فقیہ سناسی کے شفاعت سے رہائی
 اوسکی قید سے ہو گئی مگر آخر کو مرزا خرم عرف شاہجہان اوسکے چھوٹے بہائی نے اس
 سے اوسکو مار ڈالا کہ بعد میں اوسکے کے وہ خود ولی عہد سلطنت کا ہو جاوی کا
 بیان کیفیت حال نور جہان بیگم زوجہ جہانگیر بادشاہ کا دفعہ ۵۸۵
 کے بڑے واقعات میں قصہ عایشق ہوئے اوسکے کا نور جہان بیگم پر جو ایک امیر کبیر
 زوجہ تھی ہے سو اوسکو اس مقام پر درج کیا جاتا ہے کہ خواجہ غیاث بیگ مخاطب بادشاہ
 پسر خواجہ محمد شریف طہرائی وزیر شاہ جہاں سپہ سالار و امیر ایران کا تھا بعد میں اوسکے
 کے اوسکی اولاد پر ادب آیا اور مغلی چہا گئے لاچار خواجہ غیاث بیگ مع خواجہ ابوالحسن
 اپنے بیٹے کے پیادہ ہندوستان کی طرف چل نکلا اور ایک ہل اوسکے پاس تھا اوسپر
 بی بی کو چڑھا لیا اتفاقاً اوس ایام میں اوسکی عورت حاملہ تھی جبوقت یہ لوگ اس
 دشت میں پہونچے جو ہندوستان اور تاتاری کی راہ میں واقع ہے عورت حاملہ نے اس کے
 بچے ادا کیا کہ خواجہ غیاث بیگ حالت افلاس میں مبتلا تھا اوسنے یہ بات سوچی کہ
 مادر میں اس اس کے کی نحوست نے نوبت نکلت اور تباہی کی یہاں تک پہونچائی ہے کہ
 وہ کٹم عدم سے عرصہ شہود میں آگئی دیکھا جائے کہ اوسکی اثر ولادت سے کیا کیا بلائیں
 ہمارے اوپر نازل ہونگی سو اسطے وہ اوس کی کو اوسی جنگل پر اڑ دو دو دام میں ڈال کر

راجہ جہانگیر
 پروردہ ۱۲ سالہ دو دو
 امی جانوران دیندہ
 دو دھن ۱۲

آگے گوروانہ ہوا لیکن مائی محبت حد سے زیادہ ہوتی ہے وہ دود و قدم پر چہا پہر کر دیتی
 جاتی تھی اور اس طرح اوسنے دود فرسخ راہ طلی کی آخر کار ایک جگہ پر اوسنے اپنے آپکو
 بیل کی پٹہ سے گرادیا اور غل مچایا کہ نوچنے کا مل سینے رنج اور صیت او تہائی آج جو
 میرا بچہ پیدا ہوا تو اس طرح سے جھے اوس سے جدا کر دیا اور مل مائی بی آب اوس بچہ کو یاد
 کر کے تہنہ لگی اوس وقت خواجہ غیاث بیک کے دلمین بھی محبت پوری جوش کر آئی اور
 لگا جو ہوسو ہوا اوس لڑکی کو مین تارہون اور اوسنیں قدموں پہچے کو لوٹا جو وقت موقع
 پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک کالا سانپ پن پہلائے ہوئے اوسکے چہرہ پر واسطے دفع زحمت
 تازت آفتاب کے سایہ کئے ہوئے ہے جب خواجہ غیاث بیک کے اڑا تو وہ اپنی اوسکی
 آہٹ شکر علیحدہ ہو گیا اور باپ نے اوس لڑکی کو خاک سے اوٹھالیا اتفاقاً اوس صبح
 مین کوئی فقیر صاحب کمال موجود تھا اوسنے غل مچایا کہ الیریز تو کون ہے جو اس کا
 پروردہ تفضلات سجانی کو اپنی گود میں لے جاتا ہے خواجہ نے عرض کہ یہ لڑکی
 سخت جگر میرا ہے اوس وقت اوس فقیر صاحب نسبت نے کہا کہ یہ لڑکی ہندوستان کے
 بادشاہ کی ہوگی اسکو بہت عزیز رکھو اور اوس سے نفرت نہ کرو چنانچہ خواجہ غیاث اوسکو
 اوٹھالایا اوسکی لڑکی سپرد کیا اور وہاں سے چل کر بعد قطع منازل کے لاہور پہنچی از بسکہ
 خواجہ غیاث ایک مرد زیرک اور صاحب سلیقہ تھا جہٹ پٹ نوکر ہو گیا اور رفتہ رفتہ
 ایسا بڑا کہ اکبر بادشاہ کی سلطنت مین بخشی الممالک کے عہدہ پر سرفراز ہو گیا اور اوسنے
 اپنی بیٹی کی تعلیم مین بہت کوشش کی چنانچہ وہ لکھ پڑہ کر قابل ہو گئی جبکہ شہرہ حسن و جمال اور
 علم اور فضل اوسکے کامرزا سلیم شاہ ہزارہ خلف اکبر شاہ نے سنا تو وہ دل و جان سے اوپر ترقی
 اور مقنون ہو گیا مگر جو کہ نسبت اوس لڑکی کی علی قلی خان ترکمان ملقب بشیر افغان خان سے

ہو چکی تھی اس واسطے کہ بادشاہ نے شہزادہ سلیم کی خاطر نسبت توڑنا بعد از انصاف بہر
 اوس امر میں دخل نہ دیا بیان تک کہ اوس کا نکاح شیر افغن خان سے ہو گیا اور شہزادہ سلیم
 انصاف اور عدالت باپ کے کچھ نہ کر سکا لاجبوقت شہزادہ سلیم بعد وفات اکبر بادشاہ
 باپ کے سر پر آئے خلافت کا ہوا تو اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے فکر میں پڑے
 ایک دفعہ شیر افغن خان کے مارڈالنی کی تجویز کی مگر وہ بھی ایسا شجاع اور بہادر تھا کہ بادشاہ کو
 علانیہ مرواؤالنے کا قابو نہ ملا ایک دفعہ بادشاہ نے شیر کا مقابلہ شیر افغن خان سے کرایا اور ایک
 ایک مست ہاتھی اوس کے سامنے چھوڑ دیا پر شیر افغن خان اپنی قوت بازو سے جوان کے
 طاقت سے باہر تھی اور نو بلاؤں سے سلامت رہا اور جو کہ شیر افغن خان صوبہ بنگالہ میں
 جاگیر رکھتا تھا اس واسطے قطب الدین کو کل تاشخان کو بادشاہ نے صوبہ دار بنگالہ کا مقرر کیا اور تو
 اوس کو سمجھا دیا کہ شیر افغن خان کی بی بی کو اوس سے طلاق دلو اگر حضور میں جبرے اور اگر
 شیر افغن خان طلاق نہ دے تو اوس کو کسی جیلہ اور فریب سے مارڈالے سو قطب الدین خان
 بنگالہ میں پہونچ کر تھوڑے دنوں بعد بجانب بردوان جہاں شیر افغن خان کی جاگیر تھی توجہ کی
 شیر افغن خان نے قطب الدین خان کا استقبال کیا اور واسطے ملاقات کے آیا لیکن جوق
 قطب الدین خان کی زبانی اوس کو مطلب ہی منکشف ہوا اوسی وقت اوسنی اول قطب الدین خان کو
 توار سے دوڑا کہ کیا اور پھر قطب الدین کے آدمیوں سے بہادرانہ لڑتا ہوا زخمی ہوا نکلا
 اور گہری طرف کا قصد اس ارادہ سے کیا کہ اپنی بی بی کو جبر بہر فساد سے بچاؤ
 ننگ ناموس کے جان مارڈالے سو اوسکی بی بی نے اوس کو دوڑاتے ہوئے دیکھ کر دانیا
 سے جانا کہ وہ اوس کو ضرور قتل کریگا اس واسطے اوسنے دوڑ کر دروازہ بند کر لیا اور جو کہ
 قطب الدین خان کے آدمی بھیجتے بھیجے ہجوم کئے ہوئے آئے تھے لاجرم اونسے بہر مقابلہ

لاشخان
 از قید خان

کر کے بہت جرات اور بہادری کے ساتھ مارا گیا دفعہ ۸۶ بعد مقتول ہوئے
 شیر افغان خان کے اوسکی عورت جس کے دل میں بادشاہ کی بیگم بنے کا شوق تھا اور حکومت
 کے تشنہ تھے ستنہ جلوس میں بادشاہی محل میں داخل ہوئی مگر بادشاہ تشنہ شربت
 میں ہوش رہتا تھا اور کچھ مذاست شیر افغان خان کی مروادالنے کی بھی رکھتا تھا اس وقت
 اوسنے چار برس تک اوس عورت کی مطلق خبر نہ لی جب چار برس بعد اتفاقاً اگر وہ
 نظر بادشاہ کی اوسپر پڑی تو فوراً اوسکا عشق جوش کر آیا اور محبت پیدا ہوئی اور اوسکو
 اپنی زوجیت سے مشرف کر کے اولاً خطاب نور محل کا بخشا اور پھر خواطرب نور جہان بیگم
 کیا اور خواجہ غیاث اوسکے باکو وزیر اعظم اور دونوں بہائیوں اور اورخویش اقبال کو
 خدایات عمدہ پر سرفراز کیا اور امور سلطنت میں اونسکو اختیار کلی حاصل ہو گیا اور رفتہ رفتہ
 وقتاً فوقتاً نور جہان بیگم کی یہاں تک پہنچی کہ بادشاہ برائے نام رہ گیا اور بالکل اختیار
 تمام سلطنت کا نور جہان بیگم کے ہاتھ میں آ گیا چنانچہ نور جہان بیگم اکثر جہود کہیں مینتی
 تھی اور امر اور آراکین سلطنت حاضر ہو کر اسے کورنش کرتے تھے اور جو فرامین امیران
 مالک محروسہ کے نام جاری ہوتے تھے ان پر یہ طغرائی لکھا جاتا تھا حکمت
 علیہ عالیہ محمد علی خان نور جہان بیگم بادشاہ اور سچ ہر اوسکی کا یہ ہے
 نور جہان گشت بجا الہ + مہدم و ہمز جہانگیر شاہ اگرچہ خطبہ بیگم کے نام نہیں پڑا جاتا
 تھا الا روپیہ پر آخر کو سک نور جہان کا یہ مضروب ہونا شروع ہو گیا پہلے صرعہ حکم شاہانہ
 یافت صد زیور بنام نور جہان بادشاہ بیگم زرد دفعہ ۸۰ نور جہان بیگم جہانگیر
 بادشاہ کی جبکہ امور سلطنت پر اقتدار کلی تھا فی الحقیقت ایک عورت دانشمند اور دلاور
 فیاض اور منتظم تھی چنانچہ سچوان اور زیور قلب وغیرہ مختصرات اوسکی سے ہے اور

شیر افغان خان
 نور جہان بیگم

سلاطین
جمع جہانگیر
۱۲ سالہ
۱۲

ایک روز اوسنے شکار میں نوشیر ندوق سے مارے اور جو لوگ اہل حواج حالت
بجیا رکھی مین اوسکے پاس جاتے تھے اپنی سخاوت اوسکی چارہ گری کرتے تھے اور ہمیشہ
غریب اور کمزور لوگوں کے لئے کیونکہ بایہ اپنی طرف سے کر دیتی تھی سو یقین ہے کہ اوسنے
جہانگیر میں قریب پانچ سو دختران نکاح کی شادی کی ہوگی اور اسے عظام کو ارتکاب
امور سے جو مخصوص سلاطین سے مین منع کیا یعنی یہ کہ وہ لوگ جہانگیر میں نہیں آئیں
لڑائی نہ کروا دیں اور کسی شخص کو حلیہ نصارت سے عاقل نہ کریں اور کسی کی ناک کان کاٹیں اور
انہی لوگوں کو خطاب واجب بخشین اور ملازمان ہی کو حکم سلام کرنے کا اور تلیات بجالانے کا نہ
اور گھر سے نکلتے وقت نقارہ نہ بجاویں اور جب ہاتھی یا گھوڑا ملازمان بادشاہی کو دین تو پکا عظام
اونکا کندھی پر نہ رکھو اور مین اور بندہ ہاے بادشاہی کو پیادہ یا جلو مین نہ لیجاویں بیان سکے
مختلفہ جہانگیر بادشاہ دفعہ ۱۰ جہانگیر کا سکہ ہر ایک شہر مین مختلف تھا خیاچہ
اکبر کو عرف راج محل سکے نام بھرتی مین یہ سکے راج ہوا ۵ روئے زر را ساخت
نورانی برنگ جہر دماہ + شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ + اور جب بعد وفات
اکبر شاہ کے آگرہ مین تخت پر بیٹھا تو یہ سکے جاری ہوا ۵ سکے زرد با آگرہ شاہے بزرگ
ماہ + شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ایشکے زرد در شہر آگرہ خسرو کیتی پناہ + شاہ
نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ + اور شہر لاہور مین در میان شہر یہ سکے جاری ہوا
۵ بدھ بادروان فلک بود در دور + بنام شاہ جہانگیر سکے لاہور اور شہر برہان
مین یہ سکے راج تھا ۵ سکے زرد در شہر برہان پور شاہ دین پناہ شاہ نور الدین جہانگیر
ابن اکبر بادشاہ اور ایک روپیہ برہان پوری پر یہ سکے دیکھا گیا ۵ لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ + برہان پور محمد نور الدین جہانگیر بادشاہ غازی ضرب ذکر تیار

کئی جانے منارہ ہاے علامت کوں وغیرہ کا عہد جہانگیر بادشاہ
 میں دفعہ ۹۰ سالہ جلوس میں جہانگیر بادشاہ نے اکبر آباد سے لاہور تک ایک کوں
 سافت پرینا طیار کروائے تاکہ علامت کوں کی معلوم اور ممتاز ہو لی رہے اور وہ
 اور رفع تکالیف مسافروں کے ہر ایک منار سیومی کی متصل کوں حادثات کئے اور دو
 راستہ پر انشجار سیوہ دار لگوا کر تعمیر کو تہی تجارت فرنگیان شہر سورت
 میں دفعہ ۹۰ اسی بادشاہ کی وقت میں ستر طامس سفیر جمیں اول شاہ انگلستان کا دربار
 شاہی میں حاضر ہوا اور اسکو شہر سورت میں کو تہی تجارت بنانے کی اجازت ملی
 بادشاہ نیک مزاج اور رحم دل اور تلون طبع بہت تھا اور اسی سبب کفیل ہمام
 اوس سے کہا حقہ نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ طامس صاحب لکھا ہے کہ ایسی نیک مزاجی
 انیس سے تو بہتر تھا کہ یہ بادشاہ بزمج ہوتا دفعہ ۹۱ جب تک خواجہ غیاث بیگ مخاطب
 باب نور جہان کی جو موزیر یک اور مختار امور سلطنت تھے ہندو راکھی طرک حاصل سلطنت کا تون
 نہ آیا اور اس کے مرنے کے بعد آخر تو نور جہان فریق ناقص العقل میں تھی مصدقہ علیہ السلام
 اور خود پسند یونگی ہونے لگی ناگزیر کار و بار خلافت میں تبری واقع ہو گئی یعنی اول تو
 خورم جو ابدارے جانے مرزا خسر و سپر کلان جہانگیر کے بہائون سے عمر میں بڑا تھا
 اور اپنے آپکو وارث تاج و تخت سمجھ کر مداخلت اپنے امور سلطنت میں چاہتا تھا اس
 سبب باغی ہو گیا کہ نور جہان بیگم مرزا شہر یار ولد شاہزادہ دانیال برادر زادہ جہانگیر کو
 جس سے بیٹی نور جہان کی جو شیر افکن جان کے نطفہ سے تھی بیاسی تھی بہت عزیز رکھتی تھی
 اور ہر ایک امر میں اختیار اور سکاڑ باقی جاتی تھی سوشاہزادہ خورم نے ہر چند کہ فلاح
 دکھن میں فوج جمع کر کے قلعہ اور فساد کیا اور اپنے باپ کی فوج سے لڑا مگر شجاعت

حادثات
 جہانگیر بادشاہ
 کے زمانہ میں
 سلطنت
 کے امور

دلاوری مہابت خان سے فحیاب نہ ہوا اور انہیں اطراف میں آوارہ پتہ مارا دوم
 ہر گاہ مہابت خان نے بعد جانفشانوں کے مرزا خرم کو شکست دی تو اس حالت میں
 وہ صلہ انصرام ایسے جہم عظیم میں لاق غنایات سلطانی تھا مگر نور جہان بیگم نے چند روز
 اس کی طرف طبیعت بادشاہ کو پھیر دیا اور اس سب سے بھی ایک مہابت فساد پیدا ہو گیا
 مہابت خان نے بھی خود سری اختیار کی اور شکر نور جہان اور مہابت خان میں بڑی بڑی
 ہوئی اور نور جہان مغلوب ہو کر قرب تھا کہ جان مارے جاوے مگر بادشاہ کی شفاعت
 بچہ رہی لیکن پھر بھی مہابت خان کے ساتھ اس نے فریب کیا آخر کار جب یہ دیکھا گیا
 حد سے گذر گئیں تو جو عمدہ عمدہ ارکان سلطنت تھے وہ اس امر پر آمادہ ہوئی کہ مرزا خرم کو
 پریشانہا چاہئے مگر اس صدمہ میں بادشاہ شدت بیماری دمی سی تباریخت ہوئے تھے
 ۳۲۰ شہزادہ بھری مطابق نوین بادشاہ نے فوت ہو گیا چنانچہ قطع تاریخ اس کی فاکا
 ۳۲۱ شہنشاہ جہان شاہ جہانگیر کے دست عدل اور آسمان رفت چو نور الدین
 محمد بود نامش + ازل انور نقش نور جہان رفت + ازلین ماتم سر اجون رخت برب
 جہان گلین شدہ او از جہان رفت + جو تاریخ وفاتش حبت کشف + خرد گفتا جہانگیر
 جہان رفت ذکر خلافت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ
 دفعہ ۹۲ حبوت جہانگیر بادشاہ نے وفات پائی تو شاہزادہ خرم بیٹا اس کا جو النور
 اور دعوی دار خلافت تھا اور آصف خان زیر عظم رشتہ دلا دی رکھتا تھا اطراف
 دکن میں بسبب خلاف ور کے جہانگیر اپنے باپ کے آوارہ تھا سو اگرچہ اول مرزا شہریار دلا
 نور جہان بیگم نے تصرف اپنا خرائن اور کارخانجات شاہی پر کر کے فتنہ اور فساد برپا کیا
 مگر آخر کو آصف خان اور اردت خان وغیرہ آراکین سلطنت نے اس کو گرفتار کر کے اندر لیا

کر دیا اور سردست مرزا بلاتی معروف بہ سلطان داوور بخش سپہ مرزا خسرو ابن جہانگیر
 کو مصلحتاً تخت پر بیٹھا دیا اور خفیہ شاہزادہ خورم کو طلب کیا جب شاہزادہ موصوف
 عرصہ دو ماہ میں اگر ہونچا تو مرزا بلاتی بادشاہ عارضی اور کر قاسب او کے بہادر سلطان
 شہر یار اور ظہور مرث و ہوشنگ سپہ سالار شاہزادہ دانیال کو صفت خان نے پایا
 شاہزادہ خورم کے لاہور میں مروا ڈالا اور شاہزادہ موصوف تبارخ بست دوم جہاد
 روز یکشنبہ ۱۰۲۸ ہجری مطابق ۱۰۲۸ عیسوی اکبر آباد میں تخت سلطنت پر جلوس فرما
 ہوا اور نسب اپنا شہاب الدین محمد شاہ جہان رکھا حکم کرنا ہے تخلص مسیح نے قطعہ
 تاریخ جلوس او کی کا اس طرح لکھا ہے قطعہ بادشاہ زمانہ شاہ جہان خرم و شاد کو در
 باشد حکم اور خلافت عالم و سچو حکم قضا روان باشد بہر سال جلوس او گفتم و در جان
 بادشاہان باشد دفعہ ۹۳ شاہجہان سے پہلے بادشاہوں کو لوگ سجدہ کیا کرتے تھے اس
 تخت خلافت پر جلوس کرتے ہی حکم دیا کہ سجدہ سوائے خدا ہی تعالیٰ کے اور کسی کو
 جائز نہیں ہے پس یہ رسم بالکل موقوف کیجا وے اور بصلاح جہاں جہان زیر کے یہ
 بات قرار پائی کہ بجائے سجدہ کے زمین بوس اس طرح کیا کریں کہ دونو ہاتھ زمین پر رکھ کر
 پشت دست کو چوم لیا کریں اور سادات اور علما اور فقرا اور شاہنشاہ کو اس سے بھی بری کر
 گیا اور ان کے واسطے صرف یہ کتفی ہو کہ وقت ملاقات کے سلام کر لیا کریں اور رخصت
 ہونے وقت فاتحہ پڑھا کریں اور چند سال بعد زمین بوس ہی موقوف ہو گئی اور پھر
 اس کے تسلیم چارم مقرر ہوئی دفعہ ۹۴ جس روز شاہجہان بادشاہ سر سلطنت پر
 ہوا اس روز او بسنے بہتر لاکھ روپیہ نقد بدین تفصیل انعام دیا کہ دو لاکھ اشرفی اور چھ
 لاکھ روپیہ نواب ممتاز الزمانی سلیم اپنی بی بی کو اور ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپیہ

نواب جهان آرا بیگم اپنی دختر کلان کو اور باقی دیگر بیگمات اور خدمہ محل معلیٰ دار کائنات
 اور بادشاہ زادوں اور فضلا اور سادات اور مورخین اور شعرا اور سالکین اور بیہودہ جات کو
 عطا فرمایا اور دس لاکھ روپیہ وظیفہ سالانہ نواب ممتاز الزمانی بیگم اور چھتر روپیہ وظیفہ
 سالانہ نواب جهان آرا بیگم کا مقرر ہوا اور یومیہ دار شکوہ بڑے بیٹے کا ایک ہزار اور
 شجاع منجھلے بیٹے کا سات سو روپیہ اور محمد اور نگ زیب پسر سو بی کا پانسو اور زاد
 چوٹے بیٹے کا دہائی سو روپیہ قرار پایا اور بعد اوسکے جب تباریح دواز دہم شہر
 رجب جس نے روزی تب ہوا تو اوسمین ایک کروڑ انتی لاکھ روپیہ نقد اور جنس اور
 چار لاکھ بیگم زینب بیگم کا نور دست تحقین کو پنجابیان شوق علم موسیقی
 شاہجہان بادشاہ کا دفعہ ۹۵ اس بادشاہ کو گانی کا شوق بہت تھا چنانچہ
 محل خان سپہ سالارین کلانوں سے اسکی صحبت میں رہتا تھا اور یہ سبب کہ اسکو علم
 موسیقی میں بڑا تبحر تھا خطاب اسکا گن سندر کہیا گیا تھا اور تاثیر صحبت گن سندر سے
 شاہجہان کو گانے میں نہایت مہارت ہو گئی تھی اور اکثر مشائخین اسکی غنائ
 وجد اور سماع کرتے تھے چنانچہ تاریخ مطفری میں لکھا ہے کہ بعض صوفیوں کو اسکے
 راگ پر ایسا ذوق شوق ہوا کہ اسی حالت میں مر گئے بیان روضہ تاج
 بی بی دفعہ ۹۶ سنہ جلوس مطابق سنہ ہجری موافق سنہ ۱۰۶۱ میں مسماۃ
 از حنہ بانو بیگم الملقب بہ نواب ممتاز الزمانی روضہ بادشاہ کی مقام برہان پور میں
 مر گئی وہاں سے لاش اسکی اکبر آباد میں آکر جنا گئی کنا رہ پر مدفون ہوئی اوسے بادشاہ
 حکم دیا کہ مقبرہ اسکا بہت عمدہ اور دلکش طیار کیا جائے مطابق اسکے مقبرہ اسکا
 اور دیگر کائنات متعلقہ اسکے نہایت نفاست عمدگی کے ساتھ تیار ہوئے اور

۱۔ بیگم زینب بیگم
 ۲۔ بیگم عالم بانو
 ۳۔ بیگم غنائ
 ۴۔ بیگم دھواں
 ۵۔ بیگم دھواں
 ۶۔ بیگم دھواں
 ۷۔ بیگم دھواں
 ۸۔ بیگم دھواں
 ۹۔ بیگم دھواں
 ۱۰۔ بیگم دھواں

۵۰ لاکھ روپیہ اسکی بنامیں صرف ہوا اور شہرت اوسکی اب نامزد دروغستان بی بی کے
 ہے اور حال مفصل عمارات مکان کا کتاب مرآت آفتاب نامین بندرج ہے اوسکی مطالعہ
 سے شائقین کو کیفیت پرست کندہ کائنات کو رکے دریافت ہو سکتے ہیں مگر خلاصہ
 یہ ہے کہ عجیب و غریب عمارت اور باغ اور حوض وغیرہ سنگ مر مر سے بنائی گئی
 ہیں اور رنگ برنگ کے پتھروں کی اوسمین بھی کاری کی ہوئی ہے خوبی اور
 اوسکی دیکھنے کے لائق ہے یہ تو کہنا مضول ہے کہ رومی زمین پر ایسی عمارت نہ ہوگی بلکہ
 القبتہ مند وستان میں اور چند ولایتوں میں اوسکی مانند دوسری عمارت نہیں ملے گی
 ۵۱ اگر فردوس بر روی زمین است زمین است و زمین است و زمین است بیان
 طاووسی کا دفعہ ۱۰۰ اس بادشاہ نے واسطے جلوس اپنے کے ایک تخت طاووس
 جو اہرات سے جڑا ہوا بنایا تھا کہ شہرت اوسکی خلاق میں نامزد تخت طاووس
 کی تھی یہ تخت سات برہمین بنکر طیار ہوا تھا اور اوسکی طیاری میں ایک گزور روپیہ
 بدین تقضیل صرف ہوا کہ چالیس لاکھ روپیہ کا سونا اوسمیں لگا تھا اور ساٹھ لاکھ
 روپیہ کے جو اہرات اوسمیں قیسم کئے ہوئے تھے طول اسس تخت کا سواتین گز اور
 عرض ڈھائی گز اور بلندی پانچ گز تھی اور تختہ چوشت کی طرف اوس تخت کے اطوار گاہ
 کے نصب تھا قیمت اوسکی دس لاکھ روپیہ تھی اور جن جو اہرات سی وہ تختہ مصرع
 تھا اوسمیں ایک لعل لاکھ روپیہ کی قیمت رکھتا تھا اوس لعل کو شاہ عباس صفوی
 والی ایران نے بطریق ہدیہ جہانگیر بادشاہ کے پاس بھیجا تھا منقول ہے کہ اول نام
 امیر تیمور اور مرزا شہر رخ سپر اور مرزا الغ بیگ نیر و امیر تیمور کا لکھا ہوا تھا اور جب
 وہ قبضہ شاہ عباس میں آیا تو اوسنے نام اپنا اوسپر لکھوایا اور حسب وقت جہانگیر کے

بنامین بندرج

بنامین بندرج

پہونچا تو اوسنے نام اکبر بادشاہ اپنے باب کا اور اپنا تمسکرا یا اور جبکہ نوبت اوسکی پہونچا
 تک پہونچی تو اوسنے اپنا نام اوسپر کندہ کرایا تاریخ اتمام تخت طاؤسی کی حاجی محمد خان
 نے طرح لکھی ہے چوترا بخش زبان پرسید از دل گفت اورنگشاہشاہ عادل علی
 تاریخ ثانی سریر ہمایون صاحب قرانی کہتے ہیں کہ یہ تخت محمد شاہ کی سلطنت تک تو شاہجہاں
 میں رہا جبکہ بادشاہ موصوف میں نادر شاہ ایران سے آیا تو شامل اور اشبار خاں کی
 اوس تخت کو بھی لی گیا دفعہ ۹ مقام لاہور میں بادشاہ نے ہاتھام علی مردانخان و خلیل
 کے ایک باغ بنام دربارک بنیاد احداث کیا اور نہر کہو دو ایسی چٹانچہ اختتام باغ اور نہر
 بصرف آتہ لاکھ روپیہ کے ۱۰۰۰۰۰ جلوس مطابق ۱۰۰۰۰۰ ہجری میں ہوا بیان اصل قلعہ دفعہ ۹۹
 ضمن اول فوارہ شہر ۱۰۰۰۰۰ ہجری مطابق ۱۰۰۰۰۰ ہجری اور ۱۰۰۰۰۰ کو معرفت استاد
 حامد اور احمد معماران کی دہلی میں متصل قلعہ سلیم گدہ کے دریا کے کنارہ پر شاہجہاں بادشاہ
 بنیاد ایک قلعہ جدید کی ڈالی اور ہاتھام اوسکا اولاعت خان کو دیا چٹانچہ باغ چھینے دو دن
 میں اوسکے ہاتھام سے قلعہ کی بنیادین کہیں اور کچھ مصالح جمع ہوا اور کہیں کہیں سے
 بنیادین اونچی ہی ہوئیں کہ اس حصہ میں عزت خان صوبہ دار می آتہ ریا مور مو اور ہاتھام
 قلعہ کا الہ وردی خان کو سونپا گیا دو برس ایک چھینے گیارو دن میں اوسکے ہاتھام سے قلعہ
 چاروں طرف کی دیوار بارہ بارہ گز اونچی ہو گئی پھر اوسکا ہاتھام کرمت خان کے سپرد ہوا اور
 بیویوں بال جلوتین اوسکے ہاتھام سے تعمیر قلعہ کی تمام ہو گئی اور تاریخ ۲۴ - برج الاول
 جلوس مطابق ۱۰۰۰۰۰ ہجری موافق ۱۰۰۰۰۰ ہجری بادشاہ نے قلعہ مذکور میں جلوس کیا ضمن دوم
 سر سے پانوں تک یہ قلعہ سنگ سرخکانا بنا ہوا ہے اور ہر ایک مقام پر نگورہ اور مرغورہ
 خوبصورتی کے ساتھ اوسمیں بنائی گئی ہیں قطع اس قلعہ کی مشہد پہلو اور طول اوسکا

اورنگشاہشاہ
 ۱۰۰۰۰۰
 اوس شخص
 بجائی ہوا
 دلاوت
 ۱۰۰۰۰۰
 اور اسی
 بادشاہ
 ۱۰۰۰۰۰

ہزار گز اور عرض چہ سو گز کا ہے جس کے کل زمین چہ لاکھ گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ الہ آباد کے
 قلعہ سے دو گنا ہے اور فضیل اس قلعہ کی پچیس گز اونچی اور بنیاد اوسکی گیارہ گز گہری ہے
 اور انار فضیل کے دیواروں کا بنیاد سے پندرہ گز اور اوپر سے دس گز ہے اور اس قلعہ کی
 شرقی جانب جہاں تہی ہے اور باقی تین طرف خندق جس کا محیط تین ہزار چہ سو گز کا ہے
 پچیس گز چوری اور دس گز گہری کہو درختہ بنائی گئی ہے کہ نہر کے پانے سے عند الضرورت
 بہرہ دیا جاتی ہے اور پچاس لاکھ روپیہ خاص تعمیر قلعہ میں اور پچاس لاکھ روپیہ مکانات اندرونی
 اوسکی میں کل ایک کروڑ روپیہ صرف ہوا ہے سو یہ قلعہ نامزد لال قلعہ کے مشہور ہے
 صمن سوم دروازہ اس قلعہ کی بہت بڑی ہے لکیروازہ جنوبی جو دلی دروازہ کی نام مشہور ہے اور
 دروازہ چھوٹا لاہوری دروازہ کے نام سے مشہور ہے یہ دونوں دروازہ بہت خوبصورت
 ہوئے ہیں اور ان کے اوپر سے دریاں نہایت دلگشائی کے ساتھ گئے ہوئے ہیں صمن چہم
 جو مکانات اس قلعہ کے اندر بنائے گئے تھے تفصیل اونی یہ ہے یہ ہے قمارخانہ یا تہا پو
 دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل اسد برج شاہ محل یاد دیوان خاص حمام
 موتی محل باغ حیات بخش منعساون بہادون شاہ برج مہتاب باغ چہ لاہور
 دروازہ چنانچہ جب بعد از فوج باغی کی سرکار انگریزی نے شہر اعمین دہلی پر قبضہ کیا
 اور باخراج بہادر شاہ معہ لواحقین اوسکے کے دخل اپنا قلعہ پر کیا تو علی العموم کل مکانات اندر
 قلعہ سوائے دیوان خاص وغیرہ بعض شانل جزوی کے سمار کرادے صمن پنجم برج
 اہل ہندو کے مذہبی لوگ وجہ بنا لعل قلعہ کے یون بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ نے قلعہ کی
 گنائیں کو قید کیا تھا اوسکے تصرف قلعہ کہنہ دہلی پر بند روئے نے بہت یورش کی اس
 بادشاہ نے اوس قلعہ کو چوڑ کر یہ قلعہ جدید طیار کیا مگر یہ بات کچھ اصل اور معتبر نہیں ہے

نصف دروازہ
 کرات

بیان آبادی شاہجہان آباد کا دفعہ ۱۰۰ جب بعد طیاری اصل قلعہ کی شاہجہان
 بادشاہ اومیں پہنچے گا تو اوس مادے سے شہر شاہجہان آباد ہی نسبتاً شروع ہو گیا چنانچہ میری
 کاشی نے مادہ تاریخ آبادی اوسکی کا اس طرح نکالا ہے مصرعہ شد شاہجہان آباد و شاہجہان
 اور کیفیت مختصر اوسکی یہ ہے کہ سن ۱۶۱۱ جلوس میں مطابق تثنیہ ہجری موافق ۱۰۲۰ء میں
 بموجب حکم شاہجہان بادشاہ کے ٹٹی اور پھر سے چارہنے کے عرصہ میں ڈیڑہ لاکھ روپیہ خرچ
 ہو کر شہر کی فضیل طیار ہوئی مگر دوسرے برسات میں اکثر جگہ سے گر پڑی اس واسطی اوسکو
 بادشاہ نے پھر چونہ اور پھر سے از سر نو بننے کا حکم دیا کہ سات برس کے عرصہ میں بصرف چار لاکھ
 روپیہ کے دوبارہ فضیل شہر کی تیار ہوئی طول اوسکا چہ ہزار چہ سو چوٹھنہ گز تھا اور
 چار گز کے چوڑی اور نو گز کی اونچی ہے اور اوس میں ستائیس گز دس گز کے قطر سے ہیں اور چوڑ
 دروازہ اور چودہ کھڑکیاں شہر شاہجہان آباد کی اس فضیل سے ہیں دروازوں کے نام
 جو بالفصل معروف ہیں دلی دروازہ راج کھاٹ دروازہ تحضری دروازہ مکمل
 دروازہ نگود دروازہ کیک کھاٹ دروازہ نعل دروازہ کشمیری دروازہ بدرو
 دروازہ گاہلی دروازہ پتھر کشی دروازہ سدود لاٹھوری دروازہ اجمیری
 دروازہ ترکمان دروازہ کھڑکون کے نام جو بالفصل معروف ہیں زینت
 کی کھڑکی نواب احمد بخش خان کی کھڑکی نواب غازی الدین خان کی کھڑکی نصیر گنجی کھڑکی
 نئی کھڑکی شاہ گنج کی کھڑکی اجمیری دروازہ کی کھڑکی سدود شہید ہولی کی کھڑکی سدود
 ملند باغلی کھڑکی سدود فرشتخان کی کھڑکی امیر خان کے کھڑکی خلیل خان کی کھڑکی
 بہادر علی خان کی کھڑکی نگود کی کھڑکی (متنبیہ) شاہجہان آباد پہلے بہت کثرت اور
 وسعت کے ساتھ آباد تھا مگر بعد از ۱۰۲۰ء کے بعض بعض حملہ اور بازار وغیرہ او

قطر خضف فانی کے
چیز کی کنہ کو
پلکتے ہیں اور
نہیں دیکھتے
اصلاح میں
قطر وہ خطیر
کہ درمیانِ دراز
کے اس طرح کھینچا
جاسوے اور کہ
پر کھترتا ہوا
دیارہ کو دوغ
پر ابر کو دیکھتا

او سکے منہدم ہو گئے اس سبب اگرچہ کثرت آبادی کی پہلے سے تو نہیں ہے لیکن جتنے آباد
 اب موجود ہے اوسین رونق اور آراستگی پہلے سے بہت زیادہ ہے اور نہ کہن جو حال میں
 نکالی گئی تھیں وہ نہایت دلچسپ اور پر فضا ہیں اور نہر جو پہلے جاری تھی اوسکو کہیں کہیں
 واسطے صفائی اور وسعت بازار کے بالفعل پاٹ دیا گیا ہے اور کہیں کہیں بدستور کھلی
 ہوئی جاری ہے بیان جامع مسجد شاہجہان آباد کا دفعہ ۱۰ اشاہجہان آباد
 محل قلعہ سزار کے فاصلہ پر غرب کی طرف ایک چھوٹی سی پھاڑی پر مسجد جامع شاہجہان
 نے طیار کرانسی خوبی اور لطافت اوسکی فی الحقیقت قابل دید ہے اور چھہ شک نہیں
 کہ ایسی خوش قطع اور خوش نما اور کوئی مسجد دنیا کے پردہ پر نہیں ہوگی تنبیہ ضمن اول
 یہ مسجد سر سے پانوں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ
 مرمر کے اور جا بجا سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی دیاریاں اور سنگ موسی کی بچی کاری
 کی ہوئی ہے برج اوسکے تمام سنگ مرمر کے ہیں اور اوسیں سنگ موسی کے دیاریاں ہی
 ہوئی ہیں ایسے منڈس بے بدل نے یہ بتائی ہے کہ کوئی درو دیوار و طاق و محراب
 و مرغولہ و نگورہ نہایت خالی نہیں ہے ضمن دوم دسویں سوال سنہ ۱۰۱۱ ہجری مطابق
 سنہ ۱۶۰۲ء موافق سال است چہارم جلوس شاہجہانی میں اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ
 دیوان اعلیٰ اور فاضل خان سالار کی پڑنی شروع ہوئی اور ہر روز پانچ ہزار راج مزدور
 بلکہ سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس اہتمام کی چہرے زمین دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر
 یہ مسجد طیار ہوئی ضمن سوم اس مسجد کے تین گنبد ہیں نہایت خوشنما تو سے گز طول آدھ
 تیس گز کے عرض میں اندر کو سات محرابیں ہیں اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو
 بہت بلند اور پانچ در اوپر اوپر ہیں بڑے در پر تو یا مادی بطور طعنا اور باقی دروں

سنہ ۱۰۱۱ ہجری
 سنہ ۱۶۰۲ء

کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف سنگ موسیٰ کی بچی کاری سے مکہ و مدینہ
ہے ان درون کی دونوں طرف منار ہین بنایت لمبہ اور لغایت خوشنما اور اوسین زینہ
ہوئے ہیں کہ اوس تیر سے منار کی اوپر چلے جاتے ہیں اور مناروں کے اوپر بارہ دری کی ہر جیا
سنگ مر کی بنایت دلکشانی ہوئی ہیں ان مناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجیب کیفیت
معلوم ہوتی ہے اور نہایت سیر دکھائی دیتی ہے تمام شہر مثل کٹورہ کی معلوم ہوتا ہے اور
درختوں کی رونق اور کانوں کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہے صمن چارم شمالی
بہ صبیہ سبجلی کے گر گیا تھا اور اسی سے عمارت اور صحن کا فرش ہی کہ تمام سنگ نکلا ہے
جاسا سے بگیا تھا سرکار انگریزی نے ۱۲۳۳ھ ہجری مطابق ۱۸۱۸ء میں محمد اکبر
کے عہد میں اوس منار کو بنوایا اور فرش ہی درست کر دیا صمن چہم کثرت نازیوں کی اس منار
بدرجہ غایت ہوتی ہے اور امام کی آواز تکبیر ب نازیوں کو نہیں پہنچ سکتی تھی اس واسطے
مرزا سلیم اس صمن الدین محمد اکبر بادشاہ نے ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۱۸۲۰ء میں بڑی در کے
بیچ میں ایک کتبہ سنگ باسی کا بہت خوشنما بنوایا ہے کہ کتبہ اوس بکر پر کھڑی ہو کر او
اللہ اکبر اور ربنا لک احمد کے کان میں پہنچاتا ہے صمن ششم اس صحن کے اندر تمام
فرش سنگ مرمر کا ہے اور اوس میں سنگ موسیٰ کی بچی کاری سے کھدائی بنی ہوئی ہیں
اور منبر اس مسجد کا سنگ مرمر سے ایسا خوشنما بنا ہوا ہے کہ حکایان ممکن نہیں
صمن ہفتم جانب شمال کے ایک والان سنگ سرخ کا بنام زد مقام آثار شریف کے
نما ہوا ہے سابقاً اوس میں کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ر
رہتی تھی جب ششم میں بوجہ غدر افواج باغی کے یہ بھی ضبط سرکار ہوئی تو وہ تبرکات
وہاں سے اٹھائے گئے لیکن جو وقت غدر مذکور رفع ہو گیا اور ۱۲۳۵ھ عیسوی میں مسجد

سارا کی بے شکستہ پیار
 تاسا کو صدمہ پہنچان
 کلافت نازی دار
 مچھو وہ موقع بیان
 کہیں ہو کہیں پوچھ
 جاتی ہے ۱۲
 سارا کی بے شکستہ پیار
 سے ایسا بے ہوش
 واسطہ پڑی ہے
 ستونگی ۱۳

ضبطی سرکار سے مستخلص ہوئی تو بسبب خلاف فرقہ ہائی مسلمانوں کے اس جگہ رکھا جانا نہ ہوتا
 موقوف ہوا اور من مسجد گوشہ شرقی اور شمالی کی زمین وہ تبرکات رکھی گئے ضمنی ششم صحن
 مسجد کا نہایت دلکش اور فرحت بخش ایک چمن گز ہے اور اس کی چوٹی چمن ایک خوش
 سنگ مرمر کا ازبں دلکش اور روح افزا پتھر گز سے بازہ گر کا واقع ہے اور اس کے
 وسط میں ایک فوارہ لگا ہوا ہے کہ اکثر روز جمعہ اور عیدین کے چھوٹا کرتا ہے اور اس کو
 غربی گوشہ پر محمد حسین خان محلہ بادشاہی نے شہہ اجری مطابق شہہ عیسوی میں
 یہ بات بیان کر کہ مینے جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس جگہ میں ہو
 دیکھا ہے ایک چھوٹا سا کھڑا پتھر کا بنوا دیا ہے ضمنی نہم اس مسجد کے صحن کی چاروں
 طرف ایوان ہائے خوشنما اور دالان ہائے فرحت افزا اور حجرہ ہائے دلکش اور مکان
 فرحت بخش بنی ہوئے ہیں اور چاروں کونوں پر چار برج بارہ درمی کے بہت دلچسپ
 کہ اوسے سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے اور جنوبی اور شرقی
 دالان کے سامنے نماز کا وقت دریافت کرنے کے واسطے ایک دائرہ ہند ٹائی ہوا
 ہے ضمنی دہم اس مسجد کے تین دروازہ بہت عالی ہیں اور ان میں برنجی کو اڑ چڑے
 ہوئے ہیں اور ہر ایک دروازہ میں پولس کا پتھر اترتا ہے تاکہ کسی شخص کو اندر
 جوتا پٹنے ہوئے نہ جانے دے اور احتیاط رکھے کہ مسجد کے اندر سوائے نماز اور
 عبادت معبود مطلق کے اور کوئی امر خلاف قانون نہونے پاوے ضمنی یازدہم
 جنوبی دروازہ اس مسجد کی قبر کی بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے اور دروازہ کے
 اوپر حجر ہائے معقول لائق بود باش کے بنے ہوئے ہیں اور اس درواز کی تین
 سیڑیاں ہیں اول پر شیریں پتھر کو مجمع عام ہوتا ہے اور سباطی اپنے اپنے دو کاتر

راستی یافتہ دروازہ

۱۱
 سباطی کو اجابرا

لکاتی ہیں اور طرح طرح کی چیزیں بچتی ہیں اور فالودہ والہ اپنی دوکان لگاتا ہے اور
 شربت قند اور فالودہ رنگین بچتا ہے اور کبابی لوگ ہر ایک طرح کی کباب تیار کرتے
 ہیں اور سوا او سکے عجیب عجیب طرح کے جانور اور اسیل مرغ مکتبی ہیں اور جوانان خوا
 وضع ایام نوروز میں انڈے ادا کرتے ہیں کہ آسمان بھی اونکی نیرنگی اور حرقت کا رتی
 رشک کہتا ہے اور یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ میں ہاتھ دے سیر تاشا
 کرتے پرتے ہیں شمع منور از دہم دروازہ شمالی اس مسجد کا پایہ والوں کے بازار کی طرف
 واقع ہے اور یہ دروازہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اوپر ہی حجرے رہنے
 کے لائق بنے ہوئے ہیں اور اس طرف اوتالیس سیرمیان ہیں اگرچہ اس طرف بھی
 کبابی بیٹھتے ہیں اور سودے والے دوکانیں لگاتے ہیں لیکن بڑا تاشا اس طرف
 مدار یون اور قصہ خوانوں کا ہوتا ہے تیسرے پہر کو ایک قصہ خوان موٹہ بچا کہ بٹھا
 ہے اور داستان ایسہ حمزہ کہتا ہے اور کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کبیر
 داستان بوستان خیالی ہوتی ہے اور صد ہا آدمی او سکے سننے کو جمع ہوتے ہیں
 اور کھڑے اندری تاشا کرتا ہے اور یہاں مٹی کا کھیل ہوتا ہے اور بوڑھ کو جو اور جوان
 بوڑھا ہوتا ہے ضمن سیر دہم شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کی طرف
 یہ بہت بڑا دروازہ ہے اور اوپر ہی بہت مکانات بنی ہوئے ہیں اور اس دروازہ
 کے آگے پتیس سیرمیان ہیں ان سیرمیوں پر روز گداری ہوتی ہے اور یہ گداری
 شاہجہان آباد میں گویا ہر روز کا میلہ ہے ہزاروں طرح کے کپڑے الٹیون پر بازار
 بچنے کے واسطے لگاتے ہیں اور نظار لگایا کو اونکے دیکھنے سے کیفیت گزار کی نظر
 آتی ہے اور جوانان عشق پرست طرح طرح کے جانور بخروں میں لئے ہوئے سیر کرتے ہیں

میں اور ان کی اچھی اچھی آواز میں سنواتے ہیں اور ایک طرف کبوتر والہ کبوتر بچتے ہیں
 اور ایک طرف گھوڑے والہ گھوڑے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور خریدار لوگ چون
 جوق اور غٹ کے غٹ پہرتے ہیں اور ہر ایک چیز کو اپنی اپنی پسند اور خواہش کے موافق
 خریدتے ہیں بیان اختراغ زبان اردو کا دفعہ ۱۰۲ ہندوستان میں قبل
 مداخلت سلاطین اہل اسلام کی ہندی بہا شاجہ تھی جب سلطان بادشاہوں کا تسلط ہوا
 تو یہ سب اسکے کہ ان کی زبان فارسی تھی اور ذقیر ہی اذکار اسی زبان میں تھا اہل ہندوستان
 کو سیکھنا اوس زبان کی ضرورت پڑا اور جو لوگ ولایتی آراگین سلطنت اور ملازمان لشکر کے تھے
 ان کو بغرض سہولیت کارروائی واقفیت ہندی زبان کی لازم آئی اس واسطے بول چال
 میں تدریج خلط ملط ہونا فارسی اور ہندی کا پیدا ہوتا گیا جبکہ شاجہان بادشاہ نے شہر
 شاجہان آباد آباد کیا اور لشکر اوسکا وہاں قائم ہو ہوتا اوسکے لشکر اور علی الخصوص
 بازار لشکر میں ملک ملک کے لوگ بود و باش رکھتے تھے ناگزیر اختلاف زبانوں مختلفہ
 لشکر کی لوگوں میں ایک جہی زبان پیدا ہو کر بناغیر زبان اردو کے مشہور ہو گئی اور
 تسمیہ زبان اردو کی یہ ہے کہ اردو ترکی میں لشکر کو کہتے ہیں اور زبان اردو وہ
 زبان ہے جو اہل لشکر کی تلفظ میں جاری ہو بیان تعمیر بعض کو ہندی ہاے
 ونگیان دفعہ ۱۰۳ اشتلاء مطابق نشہ اسجری میں سنہی پر تکیز یوں سے
 چارلس ثانی بادشاہ لندن کو جنہر میں ملی اور ہو گئی میں شاجہان بادشاہ
 نے اور ہندوستان ہائے راجہ نے ونگیوں کو اجازت دی کہ انہوں نے مقابلات مذکورہ
 میں اپنی کوٹیاں تجارت کی بنامین اولاد نرینہ شاہ جہان کا دفعہ ۱۰۴
 اس بادشاہ کے چار بیٹے تھے اول داراشکوہ پسر کلان کہ وہ بادشاہ کے پاس تھا

خلط ملط ہونا
 زبان اردو

اور اسکے واسطے ولیعهدی کی بخیریتی دوم مرزا شجاع کہ وہ حکومت بنگالہ پر فرائی کرتا
 سوم محمد اورنگ زیب کہ اسکو حکومت برہان پور کے سپرد تھی چارم مراد بخش کہ وہ عالم
 کجرات تھا اگرچہ چاروں بیٹے شاہجہان کے دلیر اور حاکم اور صاحب علم تھے چارویں
 محمد اورنگ زیب سپہ سولہی نہایت قایم مزاج اور کم گو تھا اور عیش و عشرت سے کچھ بے
 نزکتا تھا اور بوجہ علو حوصلگی اپنی قوت بازو سے درجہ اعلیٰ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا
 اور پانیدی شریع کو ہر ایک امر میں مقدم سمجھتا تھا اور از بس کہ اسنے مدت تک فوج دکن پر
 کی تھی اسواسطے نسبت اپنے اور بہائیوں کے فن سپہ گری میں ہی زیادہ مشاق اور مجاہد
 تھا اور دل چلا ہی ایسا تھا کہ لیکر فتح شاہجہان بادشاہ نے ہاتھوں کی لڑائی کروائی تھی
 اوسمیں چاروں شہزادہ تماشا دیکھنے کے واسطے موجود تھے دفعتاً جو دو ہاتھی انہیں لہجے
 تھے ایک اوسمیں سے بہاکر تاشا بیچوں کی طرف حملہ آور ہوا اور سپرب لوگ اپنی جان بچانے
 واسطے اوسر اور دوسر فرار ہو گئے مگر محمد اورنگ زیب نے جو اوسوقت پندرہ برس کی عمر میں تھا
 گھوڑا کودا کر ہاتھ کر اور ایک برچھا مارا اور ہاتھی نے اسکو معہ گھوڑے کے سوند میں پکڑ لیا
 مگر اورنگ زیب بدحواس بنوا اور جھٹ کر کے جھٹ پٹ پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تلوار
 کھینچ کر گھوڑا ہاتھی کی طرف سیدھا کیا کہ اس صدمہ میں دوسرا ہاتھی حریف اوس ہاتھی
 پیچھے سے آگیا اور ہر دونوں ہاتھی لڑائی میں مصروف ہو گئے بیان حال سلطنت
 بادشاہ اور وقوع جنگ و جدل باہدیکراؤ کے بیوں کا دفعہ ۱۰۵ القصب
 زائد فرمان روانی شاہجہان کا گذر گیا تو یہ صورت ہوئی کہ شاہجہان ایک دفعہ ایسا بایا
 ہوا کہ کئی دن تک جھین و حرکت پڑا اور داراشکوہ حب ایامے اپنے باپ کے امور
 سلطنت کو انجام دینے لگا یہ امر بہائیوں کو ناگوار گذرا اور آتش حراد کے دلمین

بالفحشین مرقوم
 خود بالضم
 فواسق و شقا
 اذن نعمت و
 فضیلت کی
 از ان زمان
 برفوہ کے

کے بعد داراشکوہ کو شکست ہوئی اور وہ وہاں سے ہٹا کر شام کے وقت اکبر آباد آیا اور
 رات کو اپنے بال بچوں سمیت اور کچھ جزوی مردمان کو ہمراہ لیکر شاہجہان آباد کو چلتا ہوا
 اور دو چار روز دہلی میں رہ کر اپنی جان بچانے کے واسطے وہاں سے بھی تاجپور کی طرف فرار
 ہو گیا دفعہ ۱۰ بعد غریت کہانے داراشکوہ کے دونوں بیٹوں کی فوج بلا اتفاق اگرہ کو
 اتنی اور جو کہ شاہزادہ مراد بخش زخمی ہو گیا تھا اس واسطے اورنگ زیب کو خوش طالعی سے تمام
 فوج کا اختیار حاصل ہو گیا اب وہ اس فکر میں ہوا کہ کسی حصے اپنے باکمو قابو میں کرے چنانچہ
 اوسنے ایک ایلی شاہجہان کی خدمت میں روانہ کیا اوسنے جاکر بادشاہ کی خاطر جمع کی محبت
 اور سعادت مندی اورنگ زیب لکھ کر کیا اوسپر شاہجہان نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکا سعادت مند
 اور فرمان بردار ہے تو کسو اسٹے یہاں کر حاضر ہنہن ہوتا اورنگ زیب نے یہ حال دریافت
 کر کے اپنے بیٹے محمد سلطان کو باکلی خدمت میں بھیجا اوسنے وہاں جاکر دیکھا کہ قلعہ میں
 سپاہی اور سوار اورنگ زیب کی گرفتار کیے واسطے گھبراہٹ میں کھڑے تھے اسلئے
 محمد سلطان نے عرضی کی کہ اس سپاہ کے یہاں جمع ہونے سے شک پڑتا ہے اگر سپاہ
 زبہ تو میرے والد حاضر ہوں بادشاہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ چلے جاؤ اس طرح سے محمد سلطان
 نے قبضہ قلعہ اگرہ کا کر لیا شاہجہان نے اگرچہ بہت عجز و انکسار کیا مگر کچھ کارگر نہوا دفعہ
 اب اورنگ زیب کو صرف مرزا مراد سے فیصلہ کرنا باقی رہا سو اسکی یہ صورت کہ اسکو
 کہلا بھیجا کہ آج شب کو اپنی دعوت ہے چنانچہ مرزا مراد بخش خوشی سے رات کو آیا اور اورنگ زیب
 خوب ناز اور راک و رنگ کروایا اور بڑی دہوم سے ضیافت کی طیاری کی جب
 مراد بخش بدست ہو گیا اور مزہ کے مارنے رات کو دہلی پر کھڑا ہوا تو اوسوقت اورنگ زیب
 نے اوسکو بند ہوا لیا اور حکم دیا کہ اگر وہ میری تابعداری میں ذرا بھی قصور کرے تو فوراً

دیکھا سو اسے لشکر شجاع سے ہتھیہ جنگ کیا مگر اسی موقع پر ایک اور حملہ معترضہ پیش آیا
 کہ راجہ جیونت سنگھ راجپوت جو خاصا نایب تھا اس سے ہتھیہ سے اور جنگ کے
 فوج پر حملہ آور ہوا پس اب اورنگ زیب کو بڑا غلجی آن واقع ہوا کیا معنی کہ شجاع سلمنے
 مقابلہ پر موجود ہی تھا چھ سے ایک دشمن لکھانے پیدا ہو گیا مگر اس نے استقلال اور شہا
 قدم کو ہاتھ سے بچانے دیا اور مخالفین پیشی اس سے لڑا شروع کیا اور اپنے ہاتھ پر چڑھا
 پٹھان ہا اسی کا سوار میں اورنگ زیب کے ایک سردار نے بڑھ کر مرزا شجاع کے ہاتھی کو زخمی
 کیا اور جانب مخالف سے ایک امیر نے اپنا ہاتھی آگے بڑھا کر اورنگ زیب کے ہاتھ کے
 پاس لگا رہی ٹکر لگوائی کہ بادشاہ کا ہاتھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس وقت بادشاہ بدحواس
 ہو کر جا بستا تھا کہ ہاتھی سے اترے کہ اتنے میں ایک سردار شاہی نے لٹکار کر کہا کہ بڑا
 ہاتھی ہے نہ اترنا اس وقت اچکا ہاتھی سے اترنا گویا تخت سے اترنا ہے یہ بات سنکر
 اورنگ زیب سنبھل گیا اور اس کے دل کو تقویت ہوئی اور اسی وقت ہاتھی کے تیروں
 زخمیر دودھی تاکہ وہاں سے بھاگنے نہ پاوے تھوڑی دیر میں وہی غلطی جو اورنگ زیب
 سے ہوتی ہوتی رہ گئی مرزا شجاع سے وقوع میں آئی یعنی وہ ہاتھی سے اتر کر کھڑے ہو کر
 ہوا تھا اس کی فوج نے ہودہ خالی دیکھ کر عہت باردی اور بھاگنا شروع کر دیا چار شجاع
 ہی بنگالہ کی طرف ادلتا پڑ گیا اور جیونت سنگھ ہی قوت اور اقبال شاہی دیکھ کر کنارہ کش
 اور فتح نمایان نصیب اولیائے دولت بادشاہ سے پہنچی دفعہ ۱۱۱ اسی ضمن میں خبر
 پہنچی کہ داراشکوہ سرگردانی فراوان کے گجرات میں ہو خ گیا ہے اس واسطے بادشاہ نے
 قیام اپنا صوبہ آباد میں مناسبت سمجھ کر خان غزنیٹ اوپر مہم داراشکوہ کے معطوف
 کی اور داراشکوہ تخمیناً عرصہ سوا چھینے تک گجرات میں تھر کر بائیس ہزار سوار کے ساتھ

دیکھا سو اسے لشکر شجاع سے ہتھیہ جنگ کیا مگر اسی موقع پر ایک اور حملہ معترضہ پیش آیا کہ راجہ جیونت سنگھ راجپوت جو خاصا نایب تھا اس سے ہتھیہ سے اور جنگ کے فوج پر حملہ آور ہوا پس اب اورنگ زیب کو بڑا غلجی آن واقع ہوا کیا معنی کہ شجاع سلمنے مقابلہ پر موجود ہی تھا چھ سے ایک دشمن لکھانے پیدا ہو گیا مگر اس نے استقلال اور شہا قدم کو ہاتھ سے بچانے دیا اور مخالفین پیشی اس سے لڑا شروع کیا اور اپنے ہاتھ پر چڑھا پٹھان ہا اسی کا سوار میں اورنگ زیب کے ایک سردار نے بڑھ کر مرزا شجاع کے ہاتھی کو زخمی کیا اور جانب مخالف سے ایک امیر نے اپنا ہاتھی آگے بڑھا کر اورنگ زیب کے ہاتھ کے پاس لگا رہی ٹکر لگوائی کہ بادشاہ کا ہاتھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس وقت بادشاہ بدحواس ہو کر جا بستا تھا کہ ہاتھی سے اترے کہ اتنے میں ایک سردار شاہی نے لٹکار کر کہا کہ بڑا ہاتھی ہے نہ اترنا اس وقت اچکا ہاتھی سے اترنا گویا تخت سے اترنا ہے یہ بات سنکر اورنگ زیب سنبھل گیا اور اس کے دل کو تقویت ہوئی اور اسی وقت ہاتھی کے تیروں زخمیر دودھی تاکہ وہاں سے بھاگنے نہ پاوے تھوڑی دیر میں وہی غلطی جو اورنگ زیب سے ہوتی ہوتی رہ گئی مرزا شجاع سے وقوع میں آئی یعنی وہ ہاتھی سے اتر کر کھڑے ہو کر ہوا تھا اس کی فوج نے ہودہ خالی دیکھ کر عہت باردی اور بھاگنا شروع کر دیا چار شجاع ہی بنگالہ کی طرف ادلتا پڑ گیا اور جیونت سنگھ ہی قوت اور اقبال شاہی دیکھ کر کنارہ کش اور فتح نمایان نصیب اولیائے دولت بادشاہ سے پہنچی دفعہ ۱۱۱ اسی ضمن میں خبر پہنچی کہ داراشکوہ سرگردانی فراوان کے گجرات میں ہو خ گیا ہے اس واسطے بادشاہ نے قیام اپنا صوبہ آباد میں مناسبت سمجھ کر خان غزنیٹ اوپر مہم داراشکوہ کے معطوف کی اور داراشکوہ تخمیناً عرصہ سوا چھینے تک گجرات میں تھر کر بائیس ہزار سوار کے ساتھ

دفعہ ۱۲۰
 راجا جیانت سنگھ
 دارا شجاع
 تیم علی بیگ
 علی دکنی
 زور دودھو
 سوار
 ۱۲

بارادہ جنگ حمیرین پہونچا سوادشاہ ہی نزدیک لشکر اوسکے کے پہنچ کر مقابل ہو
 چہ کو سکے فاصلہ پر اور پڑا لایا شیر کے خیمہ زن ہوا مگر از انجا کہ داراشکوہ طاقت مقابلہ
 لشکر اور رنگ زیب کے میدان میں نہ کہتا تھا اس واسطے اوسنے درہ کوستان حمیرین کی ایک
 جگہ بلند سے پناہ پکڑ کر مورچہ اپنے قائم کئے جب اورنگ زیب نے دیکھا کہ میں الہی
 جگہ محفوظ میں جنگ میں جمل سے عمدہ برائی نہ کر سکوں گا تو اوسنے یہ فریب کہ دوسرا کوئی
 طرف سے اس مضمون کا خط داراشکوہ کو لکھوا یا کہ ہم سے بڑا قصور ہوا کہ جو آپ کی
 رفاقت سے جدا ہوئے اگر دروازہ قلعہ کا آپ فلان وقت کہلا کر کہیں تو ہم معہ اپنے
 رفیقوں کے حضور میں حاضر ہوں داراشکوہ یہ فریب کہا گیا اور اوسی وقت میں دروازہ
 کھولا کہ اوس کو سرداران مذکور داخل ہو گئے اور اوسکے پیچھے ہی تمام فوج شاہی
 اندر کھینچ گئے تب اوسکو حال فریب کا ظاہر ہوا مگر پہر ہی بہت شجاعت اور مردانگی کے
 ساتھ اڑا اور آخر کار کامیاب نہ ہو کر تھوڑے آدمیوں کے ہمراہ گجرات کی طرف فرار
 ہو گیا اور بادشاہ متوجہ دارالخلافہ شاہجہان آباد کا موابیان جلوس ثانی ابو مظفر
 محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ معہ کیفیت اختتام مناسبت
 برادران در وفات شاہجہان دفعہ ۱۱۲ جو کہ خاطر اورنگ زیب کی فتنہ
 مدعیان مثل داراشکوہ اور شجاع اور مراد بخش سے فی الجملہ مطہر اس واسطے آراکین دولت کو
 حکم ہوا کہ سامان جشن جلوس ثانی کا آراستہ اور مہیا کیا جاوے چنانچہ درود دیوار دیوان
 و خاص باہتمام کارپردازان سرکار والا اور حجرہ دار دیوان عام لسربراہی امرا عظام
 بانواع آئینہ و فرش طلا بافت آراستہ اور پیراستہ ہوئے اور تبارخ لب جام
 رمضان المبارک ۱۰۷۵ ہجری مطابق ۱۶۵۵ ع محمد اورنگ زیب اور پخت مرصع اپنے باب

وقت مناسبت
 شجاعت و شجاعت

فرمان ہوا اور ابواب عیش و طرب کے ہواختلان دولت پر کشادہ کئے راستکاران سحرپردہ اور مخنیان غشوہ ساز نے صدائے شادمانہ کی زہرہ کے کان تک پہونچائی اور حضور بابشاہ سے دامن دامن زر و گوہر شامزادوں اور بیگیات اور ربابیات اور اہل طرب کو مرحمت ہوا اور خطیبہ باسم سامی ابوالمظفر محی الدین محمد اور نگار عالمگیر بہادر کے بلند آواز ہوا اور چونکہ شاہجہان کے عہد میں ایک طرف اشرفی اور پیہ کے کلمہ طیب اور نام خلفائے راشدین کا کندہ ہوتا تھا یہ دستور موقوف ہوا کیونکہ زرمسکوں اکثر مقامات نامناسب پر پہونچ جاتا ہے اور وہاں تعظیم اوسکی بحال نہیں رہتی اور حکم ہوا کہ سکھ اسطرح قایم کیا جاوے کہ سکہ زر درجہان چوبدر شیر شاہ اور نگار عالمگیر اور تاریخ جلوس کی ملا بخشی نے لفظ ظل الحق میں سے پیدا دفعہ ۱۱۳ بعد الفراع جن جن جلوس کے بلا عوض وجہ خدمت احتساب پر مقرر ہوا اور ایک گروہ اعدیان اور منصب داران کا اوسکی رفاقت میں ہوا کیا گیا تاکہ اگر کوئی شخص ازراہ جہالت اور خیر گے اوسکا کہنا مانے تو اوسکو تادیب کریں اور تمام ممالک و محروسہ کے نام فرمان جاری ہو گئے کہ قطعاً ابواب مسکرات اور مہلت کے بند کر دئے جاوین اور ہر ایک حاکم بمعاضت محبت کے کوشش کرے دفعہ ۱۱۴ دارالنگوہ جو مقام اجمیر سے نزہت کہا کہ بدین خیال گجرات کی جانب گیا تھا کہ اوسکو پناہ ملی کی سو وہ منصوبہ اوسکا غلط ہوا اور حاکم گجرات نے اوسکو پناہ ندی اور مرستوں نے اوسکی باقیانہ سپاہ کا سبیل اور اسباب لوٹ لیا اب وہ بیچارہ بے سر و ساما سراسیمہ ہو کر ریگستان کی طرف بھاگا اور حالت خرابی اور پریشان حالی میں چند فیصلے ہمراہ ہتھ میں پہونچا اور وہاں سے راہ روانگی ایران کا کیا تھا کہ اتفاقاً اسوقت

سرائی ان پلار
 دینے ۱۲ حلقہ
 رانہ بن مراد
 صحابہ کی بی بی خیر علیہ
 علیہ وسلم ۱۲
 سلاسل کی سلاسل
 کیا ہو ایسی صفہ
 روان ۱۲ حلقہ
 منع کرنا اون جزو
 جو شرعاً منع نہ
 ہے احدی نصحت
 وہ مفید یا بدی
 جو متناصب ذات
 کار گناہ اور
 کوئی عوار اور
 پادہ سرکاری
 او کی ساتھ ہو
 اور شہور سے کہ
 احدی لوگ دنیا
 کی طرف سے واسطہ
 فقیہ علم الہدایہ
 ہو سکتا ہے
 خبر کی غلطی
 تو ہے ۱۲

نامہ انونی بی او کی جان بچ رہی تھی اس سبب حالت نزع میں اوسنے مفارقت
 اوسکی گوارا نہ کی اور وہاں سے قریب ریاست گاہ سردار جہان خان کی تھی اور پہلے دفعہ
 اوسکے ظلم اور تعدی کے سبب شاہجہان بادشاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا تھا مگر دارا شکوہ
 کے شفاعت کے دونوں دفعہ اوسکی خطا معاف ہو کر جان بخشی ہو گئی تھی اس موقع پر
 خیال ہوا کہ وہ مجھ سے کہیں ہلوک کر گیا مگر معاملہ بالکس ہوا یعنی اوس محسن کش نے اوس
 کہیں کر لیا اور اسیر اور دستگیر کر کے بحالت ذلت و خواری کے دہلی میں لایا اور عالمگیر
 بادشاہ کے سپرد کر دیا سو عالمگیر نے اوسکو تہنیر کروا کے مروا ڈالا دفعہ ۱۱۵ اب صرف
 مرزا شجاع ایک بہائی بادشاہ کی نظر و بین خار دکھلائی دیا تھا اور اوسکی جانب سے
 فی الجملہ خطرہ ہی تھا کیونکہ اوسنے فرصت پا کر بہت فوج جمع کر لی تھی اس واسطے بادشاہ نے
 محمد سلطان اپنے بیٹے کو ہمراہ محمد معظم خان وغیرہ سرداران نامدار کے مرزا شجاع کے مقابلہ
 روانہ کیا وہاں عجیب معاملہ ہوا کہ مرزا محمد سلطان عہد طفولیت سے مرزا شجاع اپنی چچا کی
 عاشق تھا اور اگرچہ اس سادہ گری شجاع اور اورنگ زیب میں کسی قدر عشق اور کٹا
 ہو گیا تھا مگر جب وہ مرزا شجاع اپنے چچا کے مقابلہ پر آیا تو اوسکی مشوقہ نے ایک خط
 مرزا شجاع اپنی باپ کے سفارش میں لکھا سو خط کے پڑتی ہی محمد سلطان کے دل میں
 عشق کی ہرک گئی اور فوراً اپنے چچا سے جاملتا چلا آیا مرزا شجاع اوسکے چچا نے اوسکی
 خاطر داری کی اور اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کر دی اور بعد ہوم شاد اور خوشی لڑائی
 مصروف ہوئے اگرچہ محمد سلطان کو بہہ گمان تھا کہ تمام سپاہ اور نگاہ زیب کی میرے ہمراہ
 ہو جاوے گی مگر ایسا نہ ہوا اور فوج بادشاہ کی مرزا شجاع اور محمد سلطان کے خوب لڑی اور
 مظہر خان نے لشکر شجاع اور محمد سلطان کو بہکا دیا مگر ہنوز معاملہ فریقین کا انفصال نہیں ہوا

کہ عالم گیر نے براہ فریب کے ایک خط محمد سلطان کے نام اسطور پر لکھا کہ گویا اوسکے
 خط کا جواب تیار اور اوہیں مضمون تھا کہ تم اپنی سبزی کی فاق ت چوڑ دوا اور اوس خط
 کو اس طرح روانہ کیا سبیل کے ہاتھ جاوی خانچہ ایسا ہی ہوا سبیل نے جب خط پڑھا
 تو اوسکو شک پیدا ہو گیا کہ وہ اپنی باپ سی ملا ہوا ہی نہ خدی محمد سلطان نے اظہار صداقت اور
 صفائی کا کیا یہ اوسکا شک رفع نہ ہوا اور آخر کار اوسکو معاوسکی بی بی کے بنگالہ سے
 نکال دیا اور خود دارکان کی طرف چلا گیا کہ وہاں کے راجہ نے اوسکو معہ عیال و اطفال
 دفعتی بکری مار ڈالا اور مرزا محمد سلطان نے بنگالہ سے چل کر اپنی باپ کی طرف رجوع کی کہ
 اوسنے اوسکو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا اور وہاں ہمہ سات برس تک قید رہا اور
 بہر قصو اوسکا معاف ہوا اور سپہ شکوہ اور سلیمان شکوہ پیران داراشکوہ جو بعد مار جائے
 داراشکوہ کے قلعہ گوالیار میں مقید ہوئے تھے وہ دونوں اسی قلعہ میں بحالت قید مر گئے اور
 علیہذا القیاس شاہجہان باپ عالم گیر کا بھی اگر وہیں قید رہا کہ شہر سحر مطابقت سے
 میں بحالت قید مر گیا اگرچہ کچھ حالت قید میں عالم گیر شاہجہان کے پاس نہیں گیا مگر ظاہر
 میں اوسکی عزت اور توقیر برابر کرتا رہا کسی شخص نے تاریخ وفات شاہجہان
 کی اس طرح لکھی ہے ۷۰ خرد تاریخ نقوش چون کہ سفت بہ جمال حیدر بادشاہ
 شاہجہان گفت ۶ دفعہ ۱۱۶ مرزا مراد بخش برادر خور د عاکر
 کا یہ حال ہوا کہ ایک وزا اوسنے قلعہ کی فضیل سے رسی لٹکا کر سبک جانیکا
 ارادہ کیا تھا مگر ایک جمعہ رت مند وینے جو زیر فضیل رہتی تھی غل مچا کر اوسے
 بکڑا دیا اس اذات کے بعد عالم گیر نے دہلی میں ہوا کہ جب تک انجمن زندہ رہے گا
 تب تک خدشہ نہیں ہوگا اسیلئے اوسنے واسطے پیدا کر نے حیلہ شرعی کے ایک ایسا کرتا

کیا کہ جس کے باپ کو مراد بخش نے بجات حکومت گجرات کے قتل کیا تھا اور اس کو سبھا
 اوسپر دعویٰ خون اپنے باپ کا کرایا اور اس مقدمہ میں بعد تحقیقات کے مراد بخش
 یہ بیان قصاص اپنے سائے قتل کو اڈالایا بیان استہامیہ عورت کا وہ
 اسی بادشاہ کے عہد میں ایک عورت استہامی نامی نے داد و دش اور خلق اپنا
 ہوئے کے ضلع سے میں مراد آدمی کا لشکر جنین جتی اور فقیر اور جوگی اور میں شامل تھے
 جمع کر کے اس بادشاہ پر چڑھائی کی اور اگرہ تک فتح کرتی ہوئی چلی آئی اور یہی شہر
 ہو گیا کہ اس رخ رستے بزور سحر ایسی طرح کا کہا نا طیار کر رکھا کہ جب وہ اسی کے وقت وہ
 لشکر کو کھلا دیتی ہے تو لشکر یان اس کے فوج حریف کو دکھائی نہیں دیتے ہیں اسلئے
 عالمگیر کے لشکر میں خوف پڑ گیا سرحد عالم گیر سپاہ کو سمجھاتا تھا پر وہ اعتقاد باطل اور
 نہ جاتا تھا اسلئے اس نے چند توغیر لکھو کر اپنے چند دن پر لکھو ادے اور سپاہ کو کہہ
 اس عورت کا جادو تیرا لشکر لگا اس طرح خوف اس کے دل سے دور ہوا اور دشمن پر اس کی سپاہ
 غالب آئی اور سب کو تہ تیغ کیا دفعہ ۱۱۸ اس بادشاہ کے عہد میں پرگنہ جھنجھج جاگیر
 مرزا کام بخش سپر کو چاک اس کے تھا اور شہزادہ موصوف کی طرف سے تربیت رام مل
 واسلئے نظم و نسق پر گنہ مذکور کے مامور رہا کرتا تھا دفعہ ۱۱۹ ایہ بادشاہ بڑا دیندار تھا
 ممنوعات شرعی کو اس نے بالکل بند کر دیا تھا اور براہ تعصب مذہبی کے اکثر تجاویز اور
 اور ضار مشود کو بھی منہدم کروا دیا تھا اسلئے اکثر لوگوں کے دل میں سے اس کا اعتقاد
 اور اخلاص کم ہو گیا تھا چنانچہ اسی خیمہ ایک قوم جدید اہل ہندو کی بنا مزد مرستہ کے
 زور پر گئی اور سرغنہ اس کا اولاد سیو نامی تھا اور بعد وفات اس کے اس کا بیٹا سبھا
 جانشین ہوا اور یہ قوم ملک دکن میں بہت پہل گئی تھی اور اسی سبب سے جو

ان قصص میں
 از یاد زہد و خلوص
 اس لفظ کا مطلب
 ماسر اور یہ ہے
 خون کے کرتب
 ان قصص میں
 وقوت کا نام

ریاستوں میں فرانک وائی عالمگیر کی اچھی طرح قائم ہوئی اس واسطے اس نے ۱۲۵۰ء جلوس میں
دار الخلافہ شہنشاہان آباد کو چھوڑ کر مالک دکن کی طرف توجہ کی اور وہاں وقت مرگ تک
یعنے نامت چھپس چھپس سال تفتیش اور تخریب پورا پورا کر لکھنؤ اور دیگر مالک جنوبی میں
صروف رکھ کر ۱۲۵۰ء سبھی مطابق ۱۲۵۰ء میں مقام احمد نگر بارسنت پ وغیرہ فوجیں
ذکر سلطنت محمد معظم الملک بادشاہ عالم بہادر شاہ دفعہ ۱۲ عالمگیر بادشاہ
پانچ بیٹے تھے اول محمد سلطان کہ وہ سبب جیات عالمگیر بادشاہ کے مرگیا دوم محمد
سوم محمد اعظم چارم محمد اگر کہ وہ بھی اپنے باپ کے تفاوت اختیار کر کے ملک ایران میں
جا کر مقام شہر مرگیا تہا چھم کاغش سو وقت وقات عالمگیر کے محمد معظم کو صوبہ دار کابل پر مقرر ہوا
اور محمد اعظم کو دکن تہا چھم کاغش بر حکمرانی بجا پور کی کرتا تھا بعد میں نے عالمگیر کے تینوں بیٹوں میں
بابت سلطنت کے جنگ جہل واقع ہوئی مگر محمد معظم فتحیاب ہوا اور اول و دونوں میں
ایک توڑی میں با رگیا اور دوسرے اپنے آپ کو ملاک کیا اور محمد معظم نے لقب اپنا شاہ عالم
بہادر شاہ قرار دیکر تباریخ غزہ و بیچ ۱۲۵۰ء سبھی مطابق ۱۲۵۰ء تحت سلطنت بر جلوس میں
ہوا اور پانچ سال کئی جہینے بادشاہت کر کے بہت ویکم محمد ۱۲۵۰ء سبھی مطابق ۱۲۵۰ء
میں مرگیا دفعہ ۱۲۵۰ اس بادشاہ نے ہمیشہ اختیار کیا تھا اور اسی سبب اس نے
چاہا تھا کہ خطبہ میں کلمہ علی ولی اللہ وصی سول اللہ کا داخل کر دیا جاوے چنانچہ اگر وہ
دن جمعہ مقام لاہور میں اس نے ایک خطبہ اپنا بیعت شانزادہ عظیم الشان
جامع مسجد میں بجا تھا تاکہ وہ خطبہ کو باضافہ کلمہ مذکور کے پڑھے مگر اہل سنت نے اجازت
اس کا ہونے نہ دیا اور خطیب کو قبل ازان کہ وہ خطبہ پڑھتے ہی جھوم کر کے مار ڈالا اور
سلطنت مغر الدین جہاندار شاہ دفعہ ۱۲۵۰ شاہ عالم بہادر شاہ کی وقت

سبب فتنہ کرنا گورنر

خطبہ پڑھنے والا

چنبابی جہاننا میں گرو نانک نے تصنیف کیے تھے انکے اجتماع میں ایک کتاب بھیا ہو گئی
 کہ وہ کتاب سکھون میں اب تک بنام درگرتہ گرو نانک کے مشہور ہے اور سخت اور عظیم اسکی
 سکھون میں بدجہ غایت ہوئی ہے دفعہ ۱۲۴ گرو نانک کے دو بیٹے ہوئے ایک سر چند
 دوسرے لکھی چند چنانچہ لکھی چند نے دنیا جمع کی کہ اولاد اسکی اب تک باقی ہے اور سر چند
 بحالت تہجد اور تفرہ کی اختیار کی مگر اوسنے بوجہ ازاد می سجادہ نشینی باب کی بھی
 اختیار کی چنانچہ بعد وفات گرو نانک کے اگلا نامی جلیلہ اسکا سجادہ نشین ہوا
 اور جو کہ کوئی اسکا بیٹا نہ تھا اسواسطے بعد مر اوسکے کے امرا اس مرید اسکا گدی پر
 بیٹھا اور اوسنے باوجود موجودگی پر کے رام اس انبی داما کے ساتھ اختلاف کیا سو
 جب ۵۰ سال سجادہ نشینی کر کے مر گیا تو رام اس خلیفہ اسکا اوسکے جگہ جا کر بن ہوا
 اور سات برس تک رہا بعد وفات اسکی کے گرو ارجن بیٹا اسکا اوسکی جگہ قائم ہوا
 ۲۵ برس تک اسنے مہنتی کی پھر مر گیا اور اوسکے بعد گرو بند صاحب سجادہ ہوا اور
 اٹھائیس برس تک وہ گدی پر قائم رہا اور جب موات گرو ہر رای نہرہ سر گوبند
 کا سبب اسکے کہ اسکا باپ انبی باب کے روبرو مر گیا تھا اپنے دادا کا جشن ہوا اور
 شرہ برس تک پشوائی اپنے پیروں کی کرتا رہا اور پھر مر گیا اور گرو کیشن بیٹا اسکا تھا
 خود سالی میں گدی پر بیٹھا اور تین برس کے بعد فوت ہو گیا اور تیغ بہادر سر گوبند قائم مقام
 اسکا ہوا اور اوسنے گیارہ برس تک چلی پنے توابع کی کی مگر اسکے مریدان اور پیران تیغ
 بھاکے بہت کثرت سے ہو گئے تھے اور نہرا با آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور وہ لوگوں نے اخذ
 زر کا حیرت فدی کرتا تھا و قلیع نکا و ن کیفیت حال اوسکے کی اور نیک عالم گیر بادشاہ
 کو لکھی عالم گیر کو اندیشہ ہوا کہ مہلاد اینہ شخص فتنہ رفته بدعوی سلطنت خروج کرے اسواسطے

۱۰
 اختلاف چنبی غلیف
 لکھی کو انبی
 چانچہ کہ وہ بیٹے
 قبول کرنا ہوتا ہے
 اخذ مہنتی بلیا اور جو
 مہنتی سجادہ نشین ہوا
 دیکھو باجمہر فرقت
 میں اور مہنتی اوسکے
 محل کر کے اور مہنتی
 کہنے کے میں سے
 خراج بابت کر کے
 جہد مہنتی اور

اوسنے حاکم لامہ کو حکم دیا کہ اوسنے اوسکو کوہر مقید اور محبس کیا اور بعد چند روز کے
 حسب احکام بادشاہ کے اوسکو آئینہ بھری میں قتل کیا اور کئی ٹکرہ اوسکے جسم کے ایک
 اطراف شہر میں اٹکا دیا چنانچہ بعد مارے جاسے تیغ بھادر کے گرو گونبد بٹیا اوسکا جائز
 ہوا اوسنے آہستہ آہستہ پے روان تیغ بھادر کو جو متفرق اور سلاشی ہو گئے تھے
 جمع کیا اور بالفصل جو طریقہ اور عقیدہ سکھو میں جاری ہے موجد اور مجتہد اوسکا وہی
 اور اوسنے سچ سچ میں سلاح واسطہ ویراق ہم پہنچا کر اپنے معتقدوں کو تقسیم کر دیا
 کچھ کچھ ہاتھ پائوں کا لکڑا تاز شروع کی تھی کہ بموجب فرمان بادشاہی کے فوجداران
 اور وقت کے درپے اتصال اوسکے کی ہوئی لاچار وہ بہاگ کسی جگہ محفوظ میں چلا گیا
 اور دو بیٹے اوسکے اسیر ہو کر جان سے مارے گئے چند روز بعد اوسنے چاہا کہ اپنی اہل
 عیال میں پہنچے مگر از انجا کہ گذرا اوسکا لشکر حکام سرحد سے دشوار تھا اسوقت
 بعض افغانوں سے اوسنے وعدہ کیا کہ اگر تم مجھ کو طسح صحیح و سالم میری گھر پہنچا
 تو میں تم کو بہت سارے پیہ دونگا اونہوں نے اوسکو لباس نلیگون جو پوشش روہنگو
 ہوتی ہے پہنا کر اور اوسکے سر اور ڈاڑھی کے بال بڑا کر اپنے ہمراہ لیا اور تمام راستہ
 بہت عزت اور حرمت کے ساتھ لائے اور جو شخص اشارہ میں پوچھتا تھا تو جواب دیتے تھے
 کہ یہ پیر زادہ اوجیہ کا ہے اور جب وہ منزل مقصود کو پہنچ گیا اور پریشان حالی اوسپر
 طاری ہوئی ناگزیر اوسنے وہی ہائیت بجال رکھی اور اوسمیں کچھ تغیر کیا اور مریدان
 ہی اوسی ہئیت اور حالت کی طرف دلالت کی اور جو کہ غم انتقام سپران اپنے میں جوڑ
 حواس اوسکے باقی نہ تھے اوسی حالت میں مر گیا دفعہ ۱۲۵ بعد مرے گرو گونبد کے بند
 بجائے اوسکے قائم مقام ہوا اور چونکہ کینہ اسے دیرینہ قتل تیغ بھادر و سپران گرو گونبد

یہ سب باتیں
 درج ہیں
 کہ
 اوس
 نے
 اپنے
 مقصد
 کے
 لیے
 یہ
 سب
 باتیں
 کہیں
 ہیں

ملین رکھتا تھا اس واسطے جہاں تک نہایت اور آبادی اہل اسلام پر قابو اسکا ہو چکا تھا
 باشندگان اُن کی کو مار ڈالتا تھا اور بچوں تک باقی نہیں چھوڑتا تھا اور جو زن حاملہ ہوتی
 تھی اسکا پیٹ چاک کر کے جبین کو باہر نکال لیتا تھا اور عورت کو قتل کروا دیتا تھا اور
 بطور قطع اطراف و جوانب میں دوڑتا پھرتا تھا اور جہاں تک اسکا پس
 چلتا تھا قتل و غارت سلیمان اور تخریباً جد اور اُوکھار نے قبور مسلمانوں کے میں قصور
 اور کوتاہی کرتا تھا بلکہ رنجیدہ بعد شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ دوم تہ فوج شاہی اسکا تہنہ
 کے واسطے مامور ہوئی لیکن ہم اسکی سرنوسکی اور اوس سنانہ میں باہم شانہ و گان دہی
 محاذ لہ اور جنگ بہت رہی اس واسطے کوئی پرسان حال اس کے کانہ ہوا اور اقتدار اور
 اختیار اسکا زیادہ بڑھ گیا بعد اس کے جب بانی خلافت فرخ سیر کا پونچا تو اسلم خان صوبہ
 لاہور واسطے تہنہ بند اس کے مامور ہوا کہ بالآخر فتح یاب نہ ہو کر مغلوبانہ لوٹ آیا اس میں
 بند اکا حد سے زیادہ گنہ گار اور ظلم اور ستم اسکا مسلمانوں پر پشتر سے ہی زیادہ ہو گیا
 اور حرکات نابالیت کرنے لگا اسی عرصہ میں بایزید خان فوجدار سرحد کو حکم مقابلہ بنداکا
 صادر ہوا چنانچہ اوسنے بارادہ جنگ بنداکے لشکر آراستہ کیا تھا کہ کسی کہنے نے مریدان
 بنداسے بایزید خان کو بھالت مصروفیت نماز معرب کے مار ڈالا اور خود صحیح اور سالم نکل کر اپنے
 ہمراہیوں میں جالما جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اوسنے عبد الصمد خان صوبہ دار کشمیر کو امیر
 ہم بنداکے مامور کیا اور ساتھ ہی سندھ صوبہ داری لاہور کے بنام زکریا خان اس کے پیش
 کے بھیج دی اور دار الخلافت سے قمر الدین خان اور غفر خان کو معہ افواج مغلیہ اور احادی
 اور توپخانہ کی اسکی مدد کے واسطے تعینات کیا سو مطابق اس کے عبد الصمد خان نے حملہ
 متواتر سے بنداکو مصطفیٰ کر دیا ہر چند کہ بندہ نے بھی جرت اور تہور کو ماتہ سے مذکر الہی

جن کو پھر زیادہ
 جو اسکا نام نہ ہو
 سے قطعاً جتنے
 اس میں ۳۸
 مصطفیٰ کے بعد
 دیا پھر دھو ہونگا

ہو رہا تھا کہ نہ کے اوپر سوار ہوا پہونچا تو بایزید خان کے ان سے او کے سرین
 کو تہ کے اوپر سے ایسا پتھر مارا کہ وہیں طایر روح او سکا نفس تن سے خلاص ہو کر
 پرواز کر گیا عبدالصمد خان نے یہ حال دریافت کر کے اُون لوگوں کو گدگدہوں اور گھوڑوں
 کی جھولوں میں ستور کر دیا تاکہ آئندہ پہر کو بھی کسی کی صورت پہچان کرنے بار ڈالے اور بعد
 چند روز کے اُون سب کو ہمایو قمر الدین خان اور فرکرایا خان اپنے بیٹے کی دارالخلافہ
 روانہ کیا حبیب وہ لوگ قریب بھجان آباد کے پہونچے تو فرح سیر اعتماد الدولہ محمد امین
 حکم دیا کہ شہر کے باہر جا کر بنڈا گونہ کلا کر کے سواری فیل اور اوروں کو اوپر گدگدہوں پر اُٹھو
 اور جو سرے تن آئے ہین او کو نیزوں پر چڑھا کر شہر میں لاوے اور حبیب او سنست کدائی
 سے وہ لوگ دربار شاہی میں پہونچے تو حکم ہوا کہ بنڈا کو معہ سپر اور دو تین سرداران
 سحرز کے قلعہ میں قید رکھا جاوے اور او لوگوں میں سے ہر روز سو آدمی سر بازار
 کو توالی چوتروہ کے آگے قتل ہوا کرین سو اسی حصے تعمیل حکم بادشاہ کی عمل میں آئی
 سچ ہے مرگ انہوہ جسنے دار دسکہ لوگوں نے بڑے استقلال اور بے ہراسی کے
 ساتھ جان سے مقتل میں ہر ایک شخص مر نیکی واسطے اوپر دوسرے شخص کے سبقت
 چاہتا تھا اور جلاد کی خوشامد کرتا تھا کہ پہلے مجھے قید زندگی سے آزاد کر دے نقل ہے کہ
 کسی عورت روبرو بادشاہ کے گریہ وزاری کر کے اجازت جان بخشی اپنے بیٹے کے
 جو اوسی کروہ کشتی میں داخل تھا حاصل کر لی تھی مگر او سکا بیٹا عداوت لکھ سے باہر نہ نکلا
 اور جلاد سے کہا کہ او بیدر دسفاک یاران قافلہ قطع مسافت منزل خدم میں سرگرم او
 تیز رو میں خبردار ایسا نہو کہ میں نہا بغیر او کے عرصہ یاں نامراد دی میں مثل گر کاروان
 کے ہنگامہ جاوے جلد محکوم ہمراہ قافلہ کے روانہ کر اور حبیب تک وہ شخص جان سے

بخت کدائی صورت
 اصلی ۱۱۱ نقل
 فصل گاہ

نہاراگی زبان کو زمرہ آراے اشتیاق روانگی عالم فاسی بند کیا آخر کار جب سب لوگ قتل ہو چکے تب بندہ کے بیٹے کو اسکے زانو پر بٹھا کر اوسیکے ہاتھ سے فرج کرایا اور پھر وہی کے زبور و نکوآگ میں گرم کر کے اوج سے اوسکے بدن کا گوشت جڈ کیا اور اسی طرح سے بڑے عقوبت اور عذاب سے ہلاک کیا کہتے ہیں کہ جب بندہ قتل کا وہ میں آیا تو محمد امین خان نے اوس سے پوچھا کہ تیرے لشکر سے اتنا عقل اور رشادت کے ظاہر ہوتے ہیں تو نے کیا سمجھ کر خلقت خدا پر ایسا ظلم کیا کہ جسکی پاداش میں نوبت تیری یہاں تک پہنچی اوسنے جواب دیا کہ جملہ اہل مذاہب اور ملل سب پر متفق ہیں کہ جب فردا و عصیان خلائق کا حد سے زیادہ گزر جاتا ہے تو منتقم حقیقی اوسکی مکافات کے واسطے مجھے ظالم کو مامور کرتا ہے تاکہ اوسکے عمل کی سزا دوں اور پھر تیرے زبردست لوگوں کو غالب کر کے مجھے شخص کو پاداش ظلم اور جفا کا ریون کا دیتا ہے تاکہ اور لوگ عبرت کریں دفعہ ۱۲۵ اسی بادشاہ کے عہد میں انگریزی عملداری کا تخم بندوستان کہیت میں مرسز ہوا کیا معنے کہ ۱۲۵ ہجری مطابق ۱۸۰۷ء میں کمپنی تاجران ہند فی بارادہ حصول مراحم سلطانی ایک ایٹمی معہ تحالیف اوزندرونگے بادشاہ کے حضور میں آئے کیا اور اس ایٹمی کے ہمراہ ایک ڈاکٹر بھٹن صاحب نامی جو فن طبابت اور جراحی میں بڑا ماہر تھا اور شاہجہان آباد ہوا یہاں آکر اوسکو یہ خبر لگی کہ بادشاہ سخت بیمار ہے اسی سبب شادی بادشاہ کی جو راجہ جو دھپور کی لڑکی سے قرار پائی تھی ملتوی ہو گئی اور اطبائے ہند کا علاج واسطے ازالہ مرض کے سودمند نہیں پڑتا اسوا بھٹن صاحب نے درخواست علاج بادشاہ کی کی کہ وہ پیایہ منظوری پہنچے اور آخر کار اوسکے علاج پر فرخ میر بادشاہ کو صحت ہو گئی اوسوقت بادشاہ نے خوش ہو کر ڈاکٹر بھٹن صاحب سے

نہاراگی زبان کو زمرہ آراے اشتیاق روانگی عالم فاسی بند کیا آخر کار جب سب لوگ قتل ہو چکے تب بندہ کے بیٹے کو اسکے زانو پر بٹھا کر اوسیکے ہاتھ سے فرج کرایا اور پھر وہی کے زبور و نکوآگ میں گرم کر کے اوج سے اوسکے بدن کا گوشت جڈ کیا اور اسی طرح سے بڑے عقوبت اور عذاب سے ہلاک کیا کہتے ہیں کہ جب بندہ قتل کا وہ میں آیا تو محمد امین خان نے اوس سے پوچھا کہ تیرے لشکر سے اتنا عقل اور رشادت کے ظاہر ہوتے ہیں تو نے کیا سمجھ کر خلقت خدا پر ایسا ظلم کیا کہ جسکی پاداش میں نوبت تیری یہاں تک پہنچی اوسنے جواب دیا کہ جملہ اہل مذاہب اور ملل سب پر متفق ہیں کہ جب فردا و عصیان خلائق کا حد سے زیادہ گزر جاتا ہے تو منتقم حقیقی اوسکی مکافات کے واسطے مجھے ظالم کو مامور کرتا ہے تاکہ اوسکے عمل کی سزا دوں اور پھر تیرے زبردست لوگوں کو غالب کر کے مجھے شخص کو پاداش ظلم اور جفا کا ریون کا دیتا ہے تاکہ اور لوگ عبرت کریں دفعہ ۱۲۵ اسی بادشاہ کے عہد میں انگریزی عملداری کا تخم بندوستان کہیت میں مرسز ہوا کیا معنے کہ ۱۲۵ ہجری مطابق ۱۸۰۷ء میں کمپنی تاجران ہند فی بارادہ حصول مراحم سلطانی ایک ایٹمی معہ تحالیف اوزندرونگے بادشاہ کے حضور میں آئے کیا اور اس ایٹمی کے ہمراہ ایک ڈاکٹر بھٹن صاحب نامی جو فن طبابت اور جراحی میں بڑا ماہر تھا اور شاہجہان آباد ہوا یہاں آکر اوسکو یہ خبر لگی کہ بادشاہ سخت بیمار ہے اسی سبب شادی بادشاہ کی جو راجہ جو دھپور کی لڑکی سے قرار پائی تھی ملتوی ہو گئی اور اطبائے ہند کا علاج واسطے ازالہ مرض کے سودمند نہیں پڑتا اسوا بھٹن صاحب نے درخواست علاج بادشاہ کی کی کہ وہ پیایہ منظوری پہنچے اور آخر کار اوسکے علاج پر فرخ میر بادشاہ کو صحت ہو گئی اوسوقت بادشاہ نے خوش ہو کر ڈاکٹر بھٹن صاحب سے

کہ بعض اس علاج کے جو تم مانگو گے وہ بخشا جاوے گا و اگر نہ اپنی غرض نفسانی پر توجہ کی اور
 اپنی قوم کی بہلائی اور خوش اقبالی مقدم سمجھ کر غرض کی کہ بندہ صرف یہ چاہتا ہے کہ یہ
 جو کمپنی تاجران انگلستان کی حضور کی قلمرو میں سوداگری کرتی ہیں اسکی اجناس کا محض
 معاف ہو جاویں اور کچھ زمین سرکار سے مرحمت ہو تاکہ وہ لوگ اپنی حفاظت کے واسطے
 مکانات تعمیر کر کے سپاہ اور پہرہ رکھ لیں چنانچہ یہ درخواست داکٹر بلٹن صاحب کے فوراً منظور
 ہو گئی اسلئے انگریزوں نے ایک قلعہ کلکتہ میں تعمیر کر کے اسکا نام فورٹ ولیم رکھا اور وزیر
 اپنی بڑائی دفعہ ۱۱۷۷ سن بادشاہ کی عہد میں بادشاہ بالکل مختار سلطنت اور باد
 برائے نام تھا اور جب بادشاہ کو زیادہ سری اور بے اعتدالی سادات کی ناگوار ہوئی
 اور درباری دفعیہ اونکے کے ہوا تو اون لوگوں کو منصوبہ اسکا کہل گیا کہ اس پر عبد اللہ خان اور
 حسین علیخان سیدوں نے تاریخ ششم ربیع الثانی ۱۱۷۷ ہجری مطابق ۱۷۷۷ء اولیادشاہ کو
 گرفتار کر کے بانواع ذلت اور خواری محل سے باہر نکال لائے اور انکو اس سے اندھا
 کر کے تریپولہ کے اوپر قلعہ میں ایک جگہ نہایت تنگ اور تاریک تھی قید کیا اور بعد دو
 کے اسکو زہر دیکر مار ڈالا کسی شخص نے تاریخ اس حادثہ کے آئینہ کاغذ بدوا
 یا و الا بصکار استخراج کی ہے

یہ آیت کلام
 کی ہے
 اسکا
 پس عزت بادشاہ
 ای صاحب
 سن ۱۱۷۷

باب دوم

اسباب میں کیفیت عملداری اوان حکام متفرق کی مذکور ہے
 جو زمانہ صنعت سلطنت خاندان تیموریہ میں پرگنہ جھیر کا فرمان
 رہے دفعہ ۱۲۸ جو کہ فرخ سیر کے بعد صنعت سلطنت کا ہو گیا اور پرگنہ جھیر میں اور اور
 حاکم کارروائی کرنے لگے اور سوائے اوان لوگوں کے خاص ملازمین پہلی سے چند
 تعلق باقی نہ رہا سوائے سلسلہ فرمانروای بادشاہان پہلی قطع کر کے اب اوان حکام
 کی کیفیت بوجہ فعل جدا گانہ قلند کرنا ہوں جو بذات خود پرگنہ جھیر پر حکمران اور کارروائی
 رہے فصل اول عملداری نواب روشن الدولہ و عاقل خان افغان
 جھیر اور نواب فوجدار خان بلوچ فرخ نگر کے بیان میں دفعہ ۱۲۹
 عہد محمد شاہ بادشاہ میں عملداری پرگنہ جھیر کے درمیان اشخاص مختلفہ کے خط ملاطبت
 طور پر ہے یعنی اختیار مالی ایک شخص کو رہا اور اقتدار حکومت ملکی دوسرے شخص کو
 بیان اوسکا دو شقوق پر ذیل میں کیا جاتا ہے شق اول کارروائی مالی کے بیان
 دفعہ ۱۳۰ اوایل عہد دولت محمد شاہ بادشاہ میں ملک ہریانہ جہین پرگنہ جھیر
 داخل ہے جاگیر نواب روشن الدولہ ظفر خاں میں مقرر ہوا تو اوان نواب موصوف
 نے تحیناً عرصہ سترہ اہارہ برتنک انتظام تحصیل نذر مالگذاری کا باموری بندران
 عمال کے باختیار خود کیا اور پھر ٹھیکہ اوسکا بہ تعین تین لاکہ روپیہ کے بنام عاقل خان
 افغان جھیر کے مقرر کر دیا چنانچہ وہ ستاجری عاقل خان کے لغایت سٹنہ جلوں شاہ
 بادشاہ مطابق سٹنہ بحرئی سٹنہ بھال ہے دفعہ ۱۳۱ عاقل خان باندنام اپنی کے
 آئو عاقل اور مویشیاں رہا اوسنے عہد ستاجری اپنے میں بندوبست پرگنہ جھیر کا

اچانک اور باشندگان شہر کو حسن سلوک اور مراعات برادرانہ سے راضی رکھا اور عمارات منعم
 اور خاص مثل چایات اور گڑھے ہائے پختہ و خام مواضع خلیل آباد عرف جہاں لو کے اور ملک
 شفیق پورا اور دھور کو سلع اور ملاؤ و باہرہ و ملک پورا اور جوہ میں طیار کر امین الاقل
 تحصیل حلالہ میں فی الجملہ سخت گیر تھا چنانچہ اس نے سوائے پیداوار زراعت کے اراضیات
 غیر زرعہ پر لاگت پالہ اور پولہ وغیرہ کے زیادہ کر کے جمع پرگنہ کلچر لاکھ تک پہنچائے
 دوم حکومت فوجداری کے بیان میں جو کہ سابق سے نظم و نسق فوجداری و
 حکومت ملکی پرگنہ ہجر شامل دیگر ریگات ملک ہریانہ وغیرہ کے بازگاہ سلطانی سے تفویض
 نواب فوجدار خان رئیس فرخ نگر کے تھا اس واسطے اگرچہ بوجہ جاگیر نواب و شن الدولہ کے کار
 تحصیل خراجگی بطور دیگر موئی الا او میں کچھ خلل واقع نہ ہوا ملک اوس اقتدار کے ذریعہ
 سبیل مالگنداری پرگنہ مذکور میں ہی مداخلت اوسکی رہی یعنی جو پردل خان اور دندار خان
 پسران اور وارث خان وغیرہ متوسلان نواب فوجدار خان کے اس پرگنہ میں
 اوسکی طرف سے کار فرمائی کرتے تھے اون سے اکثر اوقات عاملان مالی کو ضرورت تھا
 اور استعانت کے ہوا کرتی تھی اس سبب ان کو کل رطب و یابس پرگنہ میں دخل رہتا تھا
 دفعہ ۳۳ فوجدار خان اپنے عہد حکومت میں مردان ہجر کے ساتھ طریق مضبوط اور
 روایت پیش آیا چنانچہ ایک مسجد محلیہ شاد میں ت درازی ویران و شکستہ پڑی تھی کہ اوسکو معمر
 طحہ کے تصرف زرگیر از سر نو طیار کر کے تباریخ کتب و نیم شہر شعبان المنظم و تعمیر
 سید محمد امجد شہر حافظ سید مران علی کو کر دیا اور سوا ازین ہی مراعات اور حسن سلوک عاید کیا
 کو دفعہ ۳۴ ازینجی اس مقام پر ذکر حکومت اور کار فرمی نواب فوجدار خان مفرج رئیس خ نگر کا آگیا اور
 آئندہ اتنی کہ اخلا اوسکے کا آنے والا ہی اس واسطے ضرور ہوا کہ یہاں لاجل کیفیت عروج اور سلسلہ
 خاندان اوسکی کو متوجہ انساب بریکجا و نامہ قلعہ اور والہ صلیت اوسکے کے معلوم اور کشف رہے

سید طبر فیاض
 نے تو ایسے ہی لکھے
 دہر اس لفظ غلط
 کی ایک تبدیلی
 بجائی ہے سادہ
 ای پسندیدہ ۱۷



دفعہ ۱۳۵ سور شاعلی نواب فوجدار خان کا میر جاگیر تھا کہ وہ زمانہ تیمور میں داخل ہندوستان
 ہوا اور میر وادان بوتی میر جاگیر کو عہد طہیر الدین محمد بابر بادشاہ نین کچھ فروغ ہوا کہ اوسنے
 اگر کے ایک ضلع بلوچپورہ آباد کیا چنانچہ چھ پشت تک میر وادان فوج اگر وہین ہا بعد از ان
 شادی محمود خان علی خان پسران دولت خان کے جو میر جاگیر کی آہوین پشت میں سخاندان
 بلوچان جو ضلع خورم پور کے جو قصبہ فرخ نگر ہی برب غوب کوں ہوا کوں پر واقع ہے ہوا اس
 سب سے وہ دونوں شخص خدیم پور میں آباد ہو گئے اور چند روز بعد محمود خان نے متصل خورم
 کے ایک ضلع بنام نہاد محمود پور کے آباد کر کے بود باش انہی مان اختیار کی اور محمود خان کا
 بیٹا بلو خان اور بابو خان کا بیٹا دلیل خان ہوا اوسنے برب تنازعہ برداران کے گہر سے باہر نکل
 نوکری علی پر گئے دادری ہاکی کر لی اور خد تکذاری علی کو تہہ دل کمال خیر خواہی اور عرق
 ریزی کے ساتھ کی اوپر عامل مذکور نے اوس خوش ہو کر سفارش او کی بحضور قریب
 بادشاہ کے کی چنانچہ بارگاہ سلطانی امتحاناً انتظام فوجداری خورم پور وغیرہ چند دیہات
 کا اوسکو سونپا گیا اور آئندہ بشرط پسند خدمت مترصد ترقی ہوا دفعہ ۱۳۶ اندر یافتہ
 مذکورہ بالا زمینداران دیہات گرد فوج اور برداران دلیل خان حد لگئے اور درپے اسباب
 ہوئے کہ انتظام دلیل خان خلل پذیر ہوتا کہ بوجہ بد نظمی اور بے بندوبستی کی نارسائی
 اوسکی ہو کر کامیابی جاہ و مناصب سے محروم رہے مگر دستور کی بات ہے کہ جس شخص کو خدا
 انجام اور افضال سے سرفراز اور بہرہ مند کرتا ہے دراندازی اور پر خاش حاسدان کی
 اوسکی حق میں کچھ بڑ خرابی اور مضرت کی نہیں ہو سکتے بلکہ خود حاسد لوگ غاسر اور مڑکوتا
 ہو جائیں تہیت چراغی را کہ ایزد بر فرزد چو حاسد تفت کند ریش لبوزد بھجان
 اب قصبہ فرخ نگر آباد ہے وہاں ایک جہیل تہی اور اوسمین ایک ایسا بڑا جہل گنجان واقع

تاریخی وقت
 ۱۳۵۱
 نواب بکت کی
 ای اذم و بیٹمان
 سلافت ہون و
 ہوک مارنا ۱۱

تھا کہ ہجوم درخان سے گروہ کی گروہ غارت کروں اور قلعہ الطریقوں کی مسافروں کو قتل
اور غارت کر کے بے دغدغہ اوس میں خفی ہو رہا تھا اور تیار اور نشان اونٹن
لکھتا تھا اور اسی واسطی وہ جنگل پر سب سے موقع خوزیری اور جان کشی خلائی کی بناؤں
گل کٹ کے مشہور تھا دفعہ ۱۳۷ اس ابن زمینداران اور بردارن دلیل خان کو اردت
اور غارت گری کی نسبت سابق کے اور زیادہ کراؤ لگے اور دلیل خان اپنی دیری اوپار
سے اونکا دفعیہ اور تدارک کرنا شروع کیا حتی کہ بمقتضا مستعدی اور سرگرمی اوس جنگل
میں شبہ روز معہ سواران ہمراہی کی رہنے لگا اور ضرورتاً کوئی خانہ کلی واسطے گذارہ کے
بھی وہیں بنالیا دفعہ ۱۳۸ ایک روز یہ باجرا گذرا کہ سواران زنانه ستیہ رام خراچی
شاہی کی بیعت چند سواران کہیں کو جاتی تھیں جب جنگل گل کٹ میں پہونچیں تو غارتگران
نے اونکو آگہیاں دلیں خان نے اپنی جرات اور دلوری سے معہ سواران ہمراہی پہونچا
رہنوں کو مار ڈھا اور دارگیر اور سواریان زنانه کو جان مال سے صحیح سلامت رکھا اور
اپنی حفاظت اور بدرقہ سے اونکو دہلی پہونچا دیا اسکے شکرانہ میں مسلمان دبیدت اور
گناہوں سے سپرد ستیہ رام خراچی نے حال کوشش اور جانفشانی دلیل خان کو
بندگان بارگاہ سلطانی کی کیا کہ مطابق اسکے حضور جلال الدین محمد فرخ سیر بادشاہ
سے اثمت بکراجیت موافق شدہ اور شدہ سحری میں دست فوجداری پر دلیل خان
کو استقلال ہوا اور اجازت ہوئی کہ بمقام جیل جنگل گل کٹ کے آبادی کرے اور
وہاں بود و باش رکھے کہ انتظام فوجداری اور بڈم بنیاد حراسیان اور قزاقان وغیرہ
مردم آزار کا کرتا رہے دفعہ ۱۳۹ دلیل خان نے برہمنان موضع خرم پور سے جو
قاعدہ نجوم ساعت نیک اور یوم سعید دریافت کر کے باہر بیٹھ بیٹھ اور نوکشتہ

فصل در بیان
در بیان

آبادی چل چل گل گل کٹ مین کہی اور سوانہ مواضع باجرہ و نصر پور و کمانڈ و سسی مین
کات کر رقبہ اوس آباد یکجا جمع کر کیا اور اگرچہ اوسے سکونت حاصلی عیال و اطفال اپنی کی
انکملہ آبادی مذکور کے خورم پور مین کہی لیکن جس مقام پر پہلے اوسے اپنی گذارہ کے واسطے
ایک خانہ گلی بنالیا تھا وہیں ایک مختصر مکان اقامت اور پجھری کا طیار کر لیا اور انصرم
اسطام خدمت مقبوضہ نہایت خوش سلوبی اور طریقہ احسن کے ساتھ کرنے لگا اور ستر
قوم کے لوگ جا بجا سے وہاں آکر کھینے اور آباد ہونے لگے جب طرح چہند عرصہ
اور دو خلافت روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ کا پہونچا تو دلیل خان اور زیادہ عروج
اور خطاب نواب فوجدار خان بہادر کے مخاطب ہو کر توفیق قلعہ پر گنت مدت تک
ذمار نول و بوڑھہ و حصار و سرسند وغیرہ کا اوکے سپرد ہوا اور یہ بات قرار پائی
کہ آمدنی ملک سے پانچ حصہ خود رکھا کرے اور پانچ حصہ خزانہ عامرہ شاہی مین داخل
کیا کرے دفعہ ۱۴ در اثناء تعمیر اور آبادی شہر کے اولافوجدار خان نے
۱۵۰۰ ہجری مطابق ۱۱۳۰ شمسی مین اندر شہر متصل موقع مکانات خاصہ کی ایک مسجد
نہایت عمدہ اور خوش قطع معوض لچکے طیار کی چنانچہ جو کتبہ تاریخ بنا اوکے
پیشانی مسجد پر لکھا ہوا ہے نقل اوکی ذیل مین کی جاتی ہے قطعہ تاریخ خوش
شیر محمد شاہ کہ جہان زورت شاد آبادان ساختہ فوجدار خان مسجد کہ بود چو کعبہ
نور افشان حوض اکیش کہ روشن و صاف است کہ دہ کوثر بہشت نشان ہائینی
گفت سال تارنجش مسجد نور حق درو تابان دفعہ ۱۴۰۰ شمس الہجری مطابق
مین جب تمام عمارات خاصہ ریاست اور قلعہ طیار چکا اور تکملہ آبادی شہر کا کما حقہ
ہو گیا تو فوجدار خان نے اپنے متعلقان کو خرم پور سے او تھا کہ سکونت کلی کی

نام پور دہان
نام پور دہان
نام پور دہان
نام پور دہان

حاجہ احمد علی
صوفیہ

اختیار کے اور نام شہر کا فرخ نگر کہا اور وجہ تسمیہ فرخ نگر کی یہ ہے کہ اول تو خروج
دلیل خان اور حکم بنامی اس آبادی کا حضور فرخ سیر بادشاہ سے ہوا تھا اس واسطے
دلیل خان نے تعظیم نام اس کا لفظ اول نام فرخ سیر پر رکھا اور علاوہ برین حساب محل
روس سے سن اختتام آبادی مذکور کی بھی یعنی شمسہ ہجری اوس سے منسلک ہوتے ہیں
اور علی ہذا القیاس مادہ تاریخ قلعہ کا بھی کسی شخص نے بر محل خوب نکالا ہے یعنی قلعہ
نوبدار خان سو دروازہ شرقی قلعہ پر بھی کتبہ لکھا ہوا ہے اور اوچین سے بھی قلعہ
ہجری پیدا ہوتے ہیں دفعہ ۱۴۲ نواب نوبدار خان نے اپنے عہد ریاست
مواضع سواری اور کوتانی و خانی پور و چاغور و کما تونی و فاضل پور و
کالیہ داس و ڈومان و گروہ پاتلی و جرادون و کاشٹری
وغیرہ دیہات جو ویران اور بے چراغ پڑے تھے اپنی کوشش اور صرف زریعہ
آباد کئے اور حقیقت زمینداری اونس کے کی آپ حاصل کی اور دیہات زمینداری مفصل
ذیل کی حسن علی خان وغیرہ بیٹے پوتوں اونس کے نے زیر خرید کی بہا پر دود پھر اور
ہمایون پور کسٹری کارور سانپلہ اسماعیلہ دفعہ ۱۴۳ نواب نوبدار خان
نسل میں سات پشت تک یہ تفصیل ذیل نوبدار خان کامگار خان موسیٰ خان
عسیٰ خان مظفر خان یعقوب علیخان احمد علیخان من آباد سمٹ بکراجیت
اور ۱۴۴ سال بجاپ شہر شمسہ ریاست قائم رہی آخر کار نواب احمد علیخان رئیس پور
نے بہ سبب وفات غدر ۱۴۴ کے پھانسی پائی اور ملک اس کا ضبط سرکار ہوا فصل
دوم عملداری میر تقی خان ایرانی کے بیان میں دفعہ ۱۴۴

جب بعد تخت نشینی احمد شاہ بادشاہ کے منصب اہل ارت کا ابو المنصور خان صفدر خجک کو
 تفویض ہوا اور امور ملکی اور مالی میں اس کو اقتدار اور مداخلت ملی حاصل ہوئی تو
 جاگیر نواب روشن الدولہ ضلعی میں آئی اور حکومت فوجداری نواب فوجدار خان
 اس پر گنہ سے معطل ہوئی اور بذریعہ صفدر خجک کے حکومت اس پر گنہ کی بنام میر تقی
 ایرانی متوسل ہو سکے کی سرکار بادشاہ کیسے مقرر ہوئی تو نامبرو نے تائبہ ہجری ۱۱۸۵
 انصرام کار فرمائی پر گنہ چھپر کا کیا دفعہ ۴۵ ایہہ شخص نہایت شریف اور متین و خلیق تھا
 ہر ایک متنفذ کے ساتھ طریقہ مرضیہ اور سلوک پسندیدہ پیش آتا تھا اور کسی شخص کے حفظ مراتب
 اور پاسخت اور آبرو میں اس کو دریغ نہ تھا چنانچہ سرخپہ اوستان میں سبب ابو منصور خان
 خجک کے نہایت عیہ رکھتا تھا غلبہ شیعوں کا بہت تھا اور یہ شخص ہی اس عیہ میں نہایت غلو
 رکھتا تھا کہ از سبب قصبہ چھپر سببی اہل سنت اور جماعت کی تہی نظر تہذیب خلاق کہی تک ایسے
 افعال اور اقوال کا نہ ہوا جو جب سخن اور دلشانی سنیوں کے ہوتی ایک دفعہ کی نقل ہے کہ میرا
 نامی خسرو پورہ اس کے نے کچھری میں علانیہ محمد اہل احمد قاضی شہر سے باین عبارت فارسی خطاب
 کیا کہ یا حضرت قاضی چہ میفرمائی در حق عثمان کہ صید جلد کلام اسد راجح دادہ منور قاضی
 نہوا تھا کہ میر تقی خان نے براہ عصیانگی میرانی سے کہا کہ اسی کلمہ کو در حق عثمان کہ از خلفا
 راشدین بود اینچنین کہ من اس شخص کے جو ف اور طرف کو دیکھنا چاہی کہ باوجود تحکم اور اقتدار
 کے کس اہلیت کے ساتھ رفع فساد کا کیا دفعہ ۴۶ قطع نظر خلاق کے میر تقی خان
 داب حال نہ ہی خوب کہتا تھا اور اس کے عدل و انصاف کہی عاید ارضی اور شاگردی اور اس کو مگر
 منظور نہ تھا کہ کسی شخص پر کچھ جبر یا قیدی یا بیجا طلبی ہو اور اپنے عہد میں اس نے بوقت ضرورت
 اور کریم ہنہ و شرفا اور ساکین کو مدد معاش اور انعام از قسم زمین اور نقد می روزیہ و نصلاً

غلو غلبہ شیعوں
 و شدت
 لشکر غلبہ
 دفعی
 کور اس شخص
 کلمہ کی
 زبان کو
 جو پورہ
 باسوس
 بلک او
 جون با
 دندار
 دھاسا
 کو
 ناع
 نہایت
 ۱۲

از طرف خود بخشا اور نیز پیش گاہ صفدر خجک سے عطا کروایا دفعہ ۱۴۷۱ ابا اس میں شرافت
 اور مقامات کے اتقا اور پرہیز گاری بھی اوسکی مشہور تھی کہی فسق و فجور کے نزدیک ناپسند
 روایت ہے کہ اوسنے وسط شہر میں جہان آباد پرانہ تہانہ اور سرایت سرکاری اور خانہ اطوار
 اور لشکریان رئیس کے میں تجویز تعمیر ایک قلعہ جدید کی کی تھی چنانچہ بنیاد اوسکی کندہ کروا کر
 رسالہ شہر کو جمع کیا اور باوازا بلند کہا کہ جس شخص نے تمام عمر حرام کیا ہو وہ بجا الہ شہادت خدا
 اور رسول کے اپنے ہاتھ سے بنیاد پر سنگ رکھے کسی نے جرات نہ کی آخر کار اوسنے خود ہمارت
 کر کے کھا کھا خدا اور رسول شاہ اس امر کا ہے کہ سینے تھے عمر کہی ارتکاب زنا کا نہیں کیا
 اور اپنے ہاتھ سے اول بنیاد قائم کی دفعہ ۱۴۷۸ آخر کار زمانہ نے رنگ بدلا اور دربار
 بادشاہ اور صفدر خجک کے حوالی شاہجہان آباد میں خجک واقع ہوئی اور بعد مجادلہ اور کشمکش
 صلح ہو کر صفدر خجک صوبجات اودہ وغیرہ جاگیر اپنی کو خضعت ہوا اس واسطے میر تقی خا
 ایرانی بھی یہاں سے معزول ہو کر چلا گیا اور نذر علیہ عماد الملک امیر الامرائے سلطنت کے
 برگنہ چہر داخل حکومت نواب کامگار خان بلوچ رئیس فرخ نگر کے ہوا فضل سوم
 بلوچوں کے بیان میں ذکر نواب کامگار خان بلوچ فرخ نگر دفعہ
 نواب کامگار خان بلوچ خلف الرشید نواب فوجدار خان رئیس فرخ نگر کا تختہ بعد مرے نواب
 موصوف کی کامگار خان ہمت اکبراجیت مطابق شہ اسم و نسبہ بھری سینہ نشین
 ریاست فرخ نگر کا ہو کر تختیا گیا برس تک کار فرما رہا اور اگرچہ زبان حکومت میر تقی
 بھی بعض بعض حصہ برگنہ چہر کا کامگار خان کے تصرف میں تھا لیکن شہ اسم و نسبہ بھری مطابق
 سے تمام برگنہ چہر پر عمل دخل کامل اوسکا ہو گیا دفعہ ۱۵۰۰ اس میں کے وقت بینات
 ریاست کو فروغ اور قوت ہوئی اور جو جو لوگ علاقہ کے سرکش اور تہمت دہتے وہ بدسلطنت

استاد باغداد
ایچ قلس
دو جنگ ۱۲

وصولت اوسکے کے مطیع اور شتاد ہوئی اور جن لوگوں نے استاد کی اور مقابلہ کیا
اونکو بروئے معاربہ اور مقابلہ کے زیر اور زنگو نسا کیا چنانچہ موضع کو سلی جو
سے بڑا گانو پر گنہ چھو کا ہے اور عمارت ہی اوسکی سنگین اور بہت متین ہے اوسکے ذیل کے
چالیں گانو ہیروں سنے بہ تقویت اور حمایت گو جہل اہیر میں یو اتری کے جو اونا کاشتہ
محاسنات کا حاجت مطابق ہے اور تہہ بھری میں بغاوت اور خود سری اختیار کی
اوپر نواب کامگار خان نے فوج کشی کی اور وہاں کئی روز تک اسی رہی آخر کار اہر لوگ
پس پاموکر اندر گانو کے محصور ہو گئے تب کامگار خان کی فوج نے رسد اور آب دانہ
بند کر دیا اور ضرب گولہ مارے تو پ کے عافیت اوسکی تنگ کی اوسوقت لاچار ہو کر اہر ان
کوسلی اور دیہات متعلقہ اوسکے نے اطاعت اختیار کی اور عہداری نواب کامگار خان
جملہ دیہات اپنے میں قائم کرادی دفعہ ۱۵۱ جبناہ غری الدین عالمگیر ثانی بادشاہ میں
احمد شاہ درانی کی اودی ہوئی اور ملک میں ابتری ہو کر صورت طوائف الملوکی ہو گئی تو قطب
روہیلہ نے قصبہ گومانہ پر تصرف اپنا کر کے عہداری جیند اور بانسی اور حصار تک پہنچا
اوپر بادشاہ کے یہاں سے کامگار خان کو کہا آیا کہ تم قطبہ روہیلہ پر چڑھائی کر کے اوسکو
زیر کر دو اور حکومت اون پر کنات کی بھی تکو دی گئی موافق اوسکے نواب کامگار خان نے
اور قارب سے اپنی فوج لیکر چڑھ گیا اور دیس کے جاٹوں اور زنگہروں کو یہی سات لیا
اور براہ چھپر اور ریتک کے کوچ کر کے تیسرے روز موضع ہسوان خور دینہر کے اطر
ڈیرہ کیا اور اودہر سے قطبہ روہیلہ نے نہر کے اوسطرف ہو چال اپنے قائم کئے
تو اول تو فریقین میں جنگ توپ تفنگ اوز تیر وغیرہ کے رہے اور پھر انجام کو نو
کو تیر اقب ہو چکر خوب لڑائی اور چقلش ہوئے مگر آخر کار قطبہ روہیلہ نے بروز جمعہ

تفویض صفحہ ۱۲

تاریخ دسویں شعبان سنہ ۱۱۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۷ء فاش کہانی اور کامگار خان نے قیام
 ہو کر وہاں تصرف کیا اور دفعہ ۵۲ اکامگار خان نے اپنی ریاست میں اکثر تدبیرات
 اور چاہات پختہ کیں۔ میں نے طیار کر واسے چنانچہ موضع ناہر اور سورہے اور
 چیار میں گدی ہائی سنگین جو سمت بکرا جیت مطابق سنہ ۱۱۸۰ ہجری اور سنہ ۱۱۸۱ ہجری
 ہتین موجود ہیں اور نیز دیہات مذکور اور اہیری وغیرہ اور دیہات میں کنوین بنائے ہوئے اور
 ایک جاری اور برقرار ہیں اور علاوہ برین چاہات آب پاشی بظاہر اتفاقاً ہی معرفت زمیندار
 کی ہی بہت اوسنے کثرت سے بنوائے اور لوگوں کو معافیات اور روزیہ بہت دے
 اور بہادر خان جس نے دہلی سے بارہ کونج گج گوشہ مغرب اور جنوب کے سمت مطابق
 ہجری اور سنہ ۱۱۸۰ ہجری میں قصبہ بہادر گدہ بسایا ہے اوسکے نوکرون میں تھا کہ پھر عہد عالمگیر
 میں یوسف علی بادشاہ اور خجیب الدولہ کے مرتبہ امارت کو پہونچ کر مفت ہزاری ہو گیا اور
 ۱۱۸۳ء احمد ریاست نواب کامگار خان میں اولاً ایک سال تک حسن علی خان ولد دلدار خان
 برادر زادہ اوسکا عامل پر گنہ چھوڑا اور بعد مرزا خان ولد لشکر خان ملازم ریاست احمد
 مذکور پر مقرر ہوا کہ آٹھ سات برس تک عالمی کرتا رہا اور رعایا کی ساتھ سلامت رہی
 سے پیش آتا رہا ذکر عملداری نواب موسیٰ خان بلوچ دفعہ ۵۴ آئندہ
 مطابق سنہ ۱۱۸۰ ہجری میں نواب کامگار خان مر گیا اور موسیٰ خان اوسکا بیٹا
 بجائے اوسکے نواب ریاست پر بیٹھا اور جو چھوڑا مرزا خان عامل پہلے سے مقرر تھا وہی
 دستور قائم رہا مگر اس کے زمانہ میں ضعف سلطنت بدرجہ خافت ہو گیا تھا اور عالمگیر ثانی
 برائے نام بادشاہ تھا اور دراصل عماد الملک نوری الدین خاں شاہ کو مجبور کر کے امور سلطنت
 تسلط کامل رکھتا تھا اس واسطے کہ سلطانی حکام اور دایان ملک کی دسی جاتا رہا تھا جو

دست گاہ کم رکھتے ہیں وہ نیا ہر عمارت کے اطاعت کرتے تھے اور جن لوگوں کو
 قوت اور استعداد زیادہ تھے وہ بذات خود دم استقلال بہرتے تھے دفعہ ۱۵۵ جب
 شاہزادہ عیسیٰ گورخ نپت عالمگیر ثانی بخیال بدیتی و فساد عمارت کے دور اندیشی
 شاہجہان آباد سے قصہ انتظام محلات ہانسی و حصار وغیرہ برآمد ہوا تو حاکم جھجر نے اس
 سرکشی اور تمرد کی چنانچہ مردان فوج شاہزادہ نے اسکو گرفتار کر لیا کہ اس پر موسیٰ خان نے
 معرفت بہادر خان کے غدر و غدیرت کر کے عفو و ایام کارایا اور عامل جھجر کو رہائی دلوئی
 بعد اس کے جب شاہزادہ موصوف شاہجہان آباد کو معاودت کر گیا اور وہاں جا کر حویلی حفصہ خان
 اور علی مردان خان میں عمارت کے لئے ازراہ دعا بازی اسکو اپنی فوج سے محاصرہ کر لیا تو پھر
 وہاں سے دیوار ڈھا کر نکلا اور دورہ کر آیا ہوا دو تین مہینے بعد مارا دہ رو انگی ہانسی و حصار
 کے موضع سلطان پور پر گئے جھجر میں جواب تعلق ضلع گورکانہ کے ہو گیا ہے معہ لشکر
 کے پہونچا تو پھر بلوچوں نے سرکشی اور محاربہ کیا کہ آخر کار فوج شاہزادہ نے اسکو شکست
 دکر گانوکوٹ لیا دفعہ ۱۵۶ احمد ریاست موسیٰ خان کو تختیا میں سال کا عرصہ گزارا ہوا
 کہ ناگہان شہت ایزدی سے اس کے کارخانہ اقبال میں او بار نے اپنا غلبہ کیا لاجرم وہ
 بیچارہ ایک مدت کے واسطے اپنی ریاست سے ساقط ہو کر اسیر منجہ دشمنان ہو گیا
 اس اجالگی آ کے لکھی جاتی ہے فضل جہارم عمارت سی جاٹوں کی بیانیہ
 دفعہ ۱۵۷ جب سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۹ میں نک حرامی عمارت کے وزیر سے
 سانحہ قتل عالمگیر ثانی بادشاہ کا واقع ہوا اور متواتر دہلی پر ترک تازم مشون اور اہل
 وغیرہ کے ہونے لگی تو امورات سلطنت میں خرابی اور اتبری باقصی غایت ہو گئی
 اور صرف اتہام نجیب الدولہ کا بند و بست قلم و مدنی کے واسطے کافی نظر نہ آیا اس واسطے

شاہزادہ عیسیٰ گاہ

بہ سبب ہم موجودگی سلطان ستقل اور باتملین کے ملک بے سر ہو گیا اور جا بجا طوطا لگو کی
 ہو گئی جیسا کہ جانتک قابو چلا ملک دبا لیا اس واسطے راجہ سورج مل جات بہرت پور والا
 کہ ریاست اوسکی شاہ جہان آباد سے قربت رکھتی تھی خواہ ان اس امر کا ہوا کہ قلعہ شاہ جہان آباد
 میں داخل اپنا کر کے تمامی ملک نواح دہلی اور میوات اور سرہانہ کا اپنے تصرف میں لائے
 پس اسی منصوبہ سے اوسنے جواہر سنگہ سپر کلان اپنے کو حکم دیا کہ بارہ ہزار سوار بارگیہ نوکر
 رکھ کر قواعد خبک اونکو تعلیم کرے چنانچہ مطابق اوسکے جواہر سنگہ نے اس معاملہ میں
 بہت چستی اور چالاکی کر کے جہت پٹ بارہ ہزار سوار نوکر رکھ لئے اور نہایت کوشش
 اور عرق ریزی سے آداب اور قواعد حرب میں اونکو مویشیار کر دیا تب سورج مل نے
 اپنے ارادہ کی تعمیل شروع کر کے اولاً قلعہ اکبر آباد کو لبازش قلعہ اخالی کر لیا اور جمع
 ساز و سلمان بادشاہی پر قابض اور متصرف ہو گیا اور عزم فوج کشی شاہ جہان آباد کا
 تھا کہ درمیان اوسکے اور جواہر سنگہ سپر کلان اوسکی کی سوار الفزاجی واقع ہوئی وہ
 ۵۸ شرح اوسکی یہ ہے کہ سورج مل ناہر سنگہ سپر خود اپنی کے ساتھ محبت بہت رکھتا
 اور یہ بات جواہر سنگہ کو ناگوار گذرتی تھی اور اوسکو نہایت خدشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ راجہ
 ججہ کا مرانی ریاست سے محروم رکھ کر راج لکھمی ناہر سنگہ کو دیدی ایسے خیالات اوسنے
 اپنے دل میں یہ بات ٹھانی کہ سورج مل کو قید کر کے خود راج پر تسلط ہو جاوے ایک روز
 جب وہ قواعد اپنے سواران نو ملازم کے بے چکا تو بارادہ گرفتاری سورج مل کے دو سوار
 اعتباری کو ہمراہ اپنے لیکر باپ کے پاس آیا وہ اسوقت خدمت کار سے اپنے ہاتھ کے
 ناسور کو دلووار ہاتھ اوسنے جواہر سنگہ کے پیشہ سے ایات فساد اور بدعتی مطالعہ کر کے دام
 اکو لو فریب کا بچھایا اور براہ الہ فریبی اوسکے ساتھ نہایت تعلق اور چالو سے سے پیش آیا اور

بہ سبب ہم موجودگی سلطان ستقل اور باتملین کے ملک بے سر ہو گیا اور جا بجا طوطا لگو کی ہو گئی جیسا کہ جانتک قابو چلا ملک دبا لیا اس واسطے راجہ سورج مل جات بہرت پور والا کہ ریاست اوسکی شاہ جہان آباد سے قربت رکھتی تھی خواہ ان اس امر کا ہوا کہ قلعہ شاہ جہان آباد میں داخل اپنا کر کے تمامی ملک نواح دہلی اور میوات اور سرہانہ کا اپنے تصرف میں لائے پس اسی منصوبہ سے اوسنے جواہر سنگہ سپر کلان اپنے کو حکم دیا کہ بارہ ہزار سوار بارگیہ نوکر رکھ کر قواعد خبک اونکو تعلیم کرے چنانچہ مطابق اوسکے جواہر سنگہ نے اس معاملہ میں بہت چستی اور چالاکی کر کے جہت پٹ بارہ ہزار سوار نوکر رکھ لئے اور نہایت کوشش اور عرق ریزی سے آداب اور قواعد حرب میں اونکو مویشیار کر دیا تب سورج مل نے اپنے ارادہ کی تعمیل شروع کر کے اولاً قلعہ اکبر آباد کو لبازش قلعہ اخالی کر لیا اور جمع ساز و سلمان بادشاہی پر قابض اور متصرف ہو گیا اور عزم فوج کشی شاہ جہان آباد کا تھا کہ درمیان اوسکے اور جواہر سنگہ سپر کلان اوسکی کی سوار الفزاجی واقع ہوئی وہ ۵۸ شرح اوسکی یہ ہے کہ سورج مل ناہر سنگہ سپر خود اپنی کے ساتھ محبت بہت رکھتا اور یہ بات جواہر سنگہ کو ناگوار گذرتی تھی اور اوسکو نہایت خدشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ راجہ ججہ کا مرانی ریاست سے محروم رکھ کر راج لکھمی ناہر سنگہ کو دیدی ایسے خیالات اوسنے اپنے دل میں یہ بات ٹھانی کہ سورج مل کو قید کر کے خود راج پر تسلط ہو جاوے ایک روز جب وہ قواعد اپنے سواران نو ملازم کے بے چکا تو بارادہ گرفتاری سورج مل کے دو سوار اعتباری کو ہمراہ اپنے لیکر باپ کے پاس آیا وہ اسوقت خدمت کار سے اپنے ہاتھ کے ناسور کو دلووار ہاتھ اوسنے جواہر سنگہ کے پیشہ سے ایات فساد اور بدعتی مطالعہ کر کے دام اکو لو فریب کا بچھایا اور براہ الہ فریبی اوسکے ساتھ نہایت تعلق اور چالو سے سے پیش آیا اور

بہ سبب ہم موجودگی سلطان ستقل اور باتملین کے ملک بے سر ہو گیا اور جا بجا طوطا لگو کی ہو گئی جیسا کہ جانتک قابو چلا ملک دبا لیا اس واسطے راجہ سورج مل جات بہرت پور والا کہ ریاست اوسکی شاہ جہان آباد سے قربت رکھتی تھی خواہ ان اس امر کا ہوا کہ قلعہ شاہ جہان آباد میں داخل اپنا کر کے تمامی ملک نواح دہلی اور میوات اور سرہانہ کا اپنے تصرف میں لائے پس اسی منصوبہ سے اوسنے جواہر سنگہ سپر کلان اپنے کو حکم دیا کہ بارہ ہزار سوار بارگیہ نوکر رکھ کر قواعد خبک اونکو تعلیم کرے چنانچہ مطابق اوسکے جواہر سنگہ نے اس معاملہ میں بہت چستی اور چالاکی کر کے جہت پٹ بارہ ہزار سوار نوکر رکھ لئے اور نہایت کوشش اور عرق ریزی سے آداب اور قواعد حرب میں اونکو مویشیار کر دیا تب سورج مل نے اپنے ارادہ کی تعمیل شروع کر کے اولاً قلعہ اکبر آباد کو لبازش قلعہ اخالی کر لیا اور جمع ساز و سلمان بادشاہی پر قابض اور متصرف ہو گیا اور عزم فوج کشی شاہ جہان آباد کا تھا کہ درمیان اوسکے اور جواہر سنگہ سپر کلان اوسکی کی سوار الفزاجی واقع ہوئی وہ ۵۸ شرح اوسکی یہ ہے کہ سورج مل ناہر سنگہ سپر خود اپنی کے ساتھ محبت بہت رکھتا اور یہ بات جواہر سنگہ کو ناگوار گذرتی تھی اور اوسکو نہایت خدشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ راجہ ججہ کا مرانی ریاست سے محروم رکھ کر راج لکھمی ناہر سنگہ کو دیدی ایسے خیالات اوسنے اپنے دل میں یہ بات ٹھانی کہ سورج مل کو قید کر کے خود راج پر تسلط ہو جاوے ایک روز جب وہ قواعد اپنے سواران نو ملازم کے بے چکا تو بارادہ گرفتاری سورج مل کے دو سوار اعتباری کو ہمراہ اپنے لیکر باپ کے پاس آیا وہ اسوقت خدمت کار سے اپنے ہاتھ کے ناسور کو دلووار ہاتھ اوسنے جواہر سنگہ کے پیشہ سے ایات فساد اور بدعتی مطالعہ کر کے دام اکو لو فریب کا بچھایا اور براہ الہ فریبی اوسکے ساتھ نہایت تعلق اور چالو سے سے پیش آیا اور

روناں سے بہت خود او کا عرق پیشانی پاک کر کے اپنے پاس ٹھہرایا اور کہا کہ تیار ہو
حقیقت میں رشید اور قابل انتظام ریاست کے ہو گیا ہے کاروبار راجکو سنبھال لے اور
اپنی زندگی چند روزہ بند رابن میں بیٹھ کر تھاکرونگے سیوا اور پوجا میں صرف کر دینگا اور
طرح پر سخنان چرب اور نرم کین کہ جو اہر سنگہ اون پر فریقہ ہو گیا اور تعمیر پتہ ویریا کو و
سمجھ کر اپنے ارادہ کے ارتکاب سے باز رہا جو کہ یہ معاملہ مقام کیر واقع ہوا تھا اس وقت
سورج مل نے فی الفور نشتی کو بلا کر سند تفویض ریاست کی بنام جو اہر سنگہ کے مہر خود لکھی
اور کہا کہ ابھی رسوئی کہا کروانہ بہت پورے جاؤ دفعہ ۱۵۹ چنانچہ جو اہر سنگہ سند ریاست
لیکر محل میں کہانا کہا نے اور کشوری رانی سے جو اصلی بی بی سورج مل کی تھی رخصت ہو
گیا اور ہر سورج مل نے ایک نوشتہ حنفیہ بنام قلعہ اربہرت پور کے بدین مضمون سوار کے ہاتھ
بیچ دیا کہ جو اہر سنگہ باغیانہ برسر فساد بہت پور میں کیا ہے اس کو وہاں ہر گز مت آ دنیا دفعہ
۱۶۰ کہتے ہیں کہ کشوری رانی بڑی عالی دماغ اور تکت والی عورت تھی جس وقت جو اہر سنگہ
نے اندر محل کے اس کو سلام کر کے بعد اظہار کیفیت حال کے رخصت بہرت پور کی چاہی تو
کیا رگی جوش خروش میں آکر ایک ٹہپر جو اہر سنگہ کے سر میں ایسی زور سے مارا کہ چیراؤ کے
سر سے اتر گیا اور کہا کہ گورشی کے جام آج تو اس لاقی ہوا کہ ہمارا ج تو جا کر بند رابن بنو
اور تو ان کے جیتے بچے اونکی جگہ راج کرے مگر جو اہر سنگہ نے بھی اس سے کچھ گستاخی
کی اور نہتا ہوا اب اہر علیا آیا دفعہ ۱۶۱ الفصد جب جو اہر سنگہ سند ریاست لیکر معہ
قد سے فوج کے بہرت پور پہونچا اور وہاں اپنا بقارہ بجایا تو قلعہ دار قلعہ بر تو پور شہر
کی اور مدخلت قلعہ سے مانع آیا لاچار جو اہر سنگہ وہاں آج اوتھا پھر کر قلعہ دیک کر جو کیر
بفاصلہ چار پانچ گوس کے ہے چلا آیا اور درمیان باپ پر بیٹے کے لڑائی کی بنیاد کو بھی

رشید دہلوی
چو راہ صواب
عینا ہو ۱۲ سال
راجپوتوں میں ایک
کوٹ کا نام
اولیٰ دہلوی
جیلا کوٹ
چنانچہ جو اہر سنگہ
ان قوم راجپوت
سے تھی ایسی
گوری تھی اور
در اصل دہلیک
عورت اور زور
کند والی تھی اور
نے اس کو اپنی
فوج میں مدخل
کر لیا تھا اور کابل
سے جو اہر سنگہ
ہوا اور عام دھما
کے میں ہوا اور
جی میں کو کیر
کوٹ کا نام

دفعہ ۱۶۲ اگلی روز سورج مل اپنی فوج کو حرب بضر کے واسطے طیار کر کے بارادہ کرتا
 جواہر سنگہ روانہ ڈیک ہوا اور دہر سے جواہر سنگہ اپنی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکل آیا اور
 دونوں لشکر وینین مقابلہ ہو کر طرفین سے بندوق کی گولیاں جلنی لگیں قضا کار گولی بندوق
 ایک سوار فوج سورج مل کے اوپر رانو جواہر سنگہ کے لگی کہ جواہر سنگہ اس وقت گھوڑی سے
 اوتر اور بالکی میں سوار ہو کر قلعہ ڈیک لٹا پہر گیا دفعہ ۱۶۳ اور جل سے اوسی وقت اوس سوار کو
 جسکی گولی جواہر سنگہ کے لگی تھی کہوڑا اور تنہا چھین کو نوکری سے موقوف کیا اور مقتضا
 محبت پدری کے خود اس وقت معہ چند سواران ڈیک کو گیا یہ خید کہ قلعہ ارکو جواہر سنگہ
 کی اجازت نہ تھی کہ وہ راجا یا کسی اور شخص کو اندر قلعہ کے دخل دے لیکن اوسنے راجہ کی حد
 حکمی مناسبت سے اور قلعہ کو لوکر راجہ کو اندر جانے دیا جب سورج مل اندر قلعہ کے پہونچا تو جواہر سنگہ
 چار ہائی پر لٹا ہوا تھا باکو آتے ہوئے دیکھ کہ منہ پر کپڑا ڈال لیا راجہ نے جا کر جواہر سنگہ کو
 بہت پیار کیا اور نہایت دلا اور تشفی کی اور جراح کو بلا کہ بہت تاکید کی ساتھ حکم دیا کہ اب
 کرو کہ غایت درجہ ایک ہفتہ کے اندر زخم اچھا ہو جاوے چنانچہ اوس جراح کے مرہم سے
 میں جواہر سنگہ اچھا ہو گیا دفعہ ۱۶۴ کچھ مردمان قوم سینے کی شتران خاص راجہ سورج
 کے چوراکر موضع کہا سیڑہ پر گئے سو منہ ضلع گورگانوہ میں لے آئے تھے اور انکے واسطے
 راجہ نے راؤ بہادر سنگہ رجپوت رئیس کہا سیڑہ کو لکھا تھا کہ تم جتنہ شتران ہماری ہم
 پہونچا کہر سجدو اور سارقان کو سزا دو سوراؤند کو رنے نہ تو کچھ پتا شتران سر وقہ کا لگایا اور
 نہ چورون کو سزا دی یہ بات سورج مل کو ناگوار گد رہی اور بہت غیٹ کی کہ راؤ بہادر سنگہ کو
 کہا سیڑہ پر چڑھا مٹی کر کے اوسکے گاناو اور دیگر علاقہ کو تاخت و تاراج کر دیا دفعہ ۱۶۵
 سہذا ایک اور سانحہ ہویداو سکے سنو ہوا کہ ایک روز نواب بھوسی خان دربار کرکڑا

اور اسکی ایک لڑکی صغیر سن عمر دو ڈھائی برس کی تھی وہاں کھلتی تھی کہ اس عرصہ میں
 گوریانی پر گنہ چہر سے طور سوغات کچھ بیر آئے نواب نے ایک بیر او میں سے اوتھا کر اس
 لڑکی کے ہاتھ میں دیا اور کہہا جا او سوقت کھڑک سنگہ جاٹ موضع جہانگیر پور پر گنہ باد
 نے جو چودہری چند دیہات کا مقرر تھا سادہ پن سے کہہ دیا کہ حضور ابھی صاحبزادی کم سن
 لائق کہا جانے پر کے نہیں ہے سو یہ بات او سوقت رفت گذشت ہو گئی جب کھڑک سنگہ
 دربار سے چلا گیا تو بعضہ در انداز وں نے گفتگو سید ہی دیکھی سنگہ کو در گون قلاب جیاری
 اور رموز میں ملا کر کھا کہ کرامات دیکھا آپ نے گنوار کیا بات کستناخی کی کہہ گیا او سپر نواب
 طیش کہا کہ حکم دیا کہ کھڑک سنگہ کو پکڑ لاؤ مگر او سکو بھی اس معاملہ کی خبر ہو گئی اس واسطے وہ میں
 چپ گیا اور ملازمان نواب کے ہاتھ نہ آیا اور راتوں رات محلے میں بھائی بندوں کے
 کہوڑیوں پر سوار ہو کر بلبل گدہ پہونچا کر وہاں او سننے گجائیں اپنے امن کی مذہبی لہذا
 وہاں قیام کیا اور وہاں سے معر فقاے خود روانہ ہو کر بہرت پور آیا اور کوئی ذریعہ پیدا
 کر کے دربار راجہ سورج مل میں بلا دستا صرف کپڑا سر پریشے ہوئے پہونچا جو کہ بلا دستار
 حاضر ہونا خلاف اداب دربار کے تھا اس واسطے راجہ نے اعتراض کیا کہ تو بلا کبری باند
 کو واسطے یہاں آیا او سوقت کھڑک سنگہ نے عرض کی کہ سری ہمارا ج میری پڑی فرخ کو کے
 بلوچ نے اوتار لی ہے اگر آپ دلوا دینگے تو باند پہونکا اور بیان کیا کہ اگر حضور میرے ساتھ نہ
 فرخ بھی کر دینگے تو میں بہ سہولیت تمام سیوات اور سرایہ میں عکدار می حضور کے کرادونجا جو کہ
 سورج مل کو پہلے سے دالینا اس ملک کا منظور تھا اور یہی بھی ہر کو ز خاطر تھا کہ جو ہر سنگہ کو
 کسی ایسے شغل میں مصروف کرنا چاہئے جو او کے طرف سے ہر کچھ اندیشہ اور غلش باقی کرے
 اب خود بخود یہ تقریب مقول نکل آئی اس واسطے او سننے جو ہر سنگہ کو حکم دیا کہ تم اپنی فرخ

لیکر جاؤ اور موضع گہا سیڑھ اور فرخ نگر کو فتح کر کے اوس نواح میں جہاں تک قابو چلے
 ملک گیری کرو دفعہ ۶۶ جواہر سنگہ نے بموجب حکم سورج مل کے اول موضع گہا
 پر لشکر کشی کے اور وہاں راؤ بہادر سنگہ رئیس موضع مذکور سے لڑائی ہوئی اور اوس
 میں جیت سنگہ سپہ سالار بہادر سنگہ کا لڑا گیا اور وہ خود فرار ہو گیا پور چلا گیا تب موضع
 فتح ہو گیا اور وہاں سے جواہر سنگہ کو غنیمت بہت ماہہ آئی پھر فرخ نگر پر آکر مورچہ بندی
 کر کے لڑائی شروع کی مگر خالی نہ ہوا تب ازراہ فریب تہیہ صلح کی ڈالی اور معرفت دیوان
 جادون رائے وکیل نواب موسیٰ خان روبرو راجا جواہر سنگہ اور معرفت روپ رام کا
 برہمن معتمد جواہر سنگہ کے روبرو نواب موسیٰ خان کے عہودہ موافق سلوک اور آشتی
 مستحکم ہوئی اور یہ بات قرار پائی کہ بالاتفاق یکدیگر پورن کر کے تسخیر ملک جیسو
 کیجا و سکے اور ملاقات موسیٰ خان کی جواہر سنگہ سے لشکر جواہر سنگہ میں شہری سرحدیکہ
 عزیز اور اقرار نواب سی خان کے مانع آئے کہ آپ جاٹ کی ملاقات کو نہ چاہئے
 وہاں غلبہ کر جو کچھ نہنی ہے وہ ہو کر رہتا ہے موسیٰ خان نے کسی کی بات نہ سنی اور خود
 معہ اشخاص معدود بنابر ملاقات جواہر سنگہ کے چلا گیا اوسنے نواب موسیٰ خان کو معہ
 الہی بخش خان اور انور علی خان و مرزا خان عزیز واقربا اور بولے خان چوڑی بردار اور لاہیا
 داروغہ تو شکناہ اور عاقل خان افغان چہر اور غریب داس دہ موضع چوڑانی پر گئے
 چہر اور انسکہ جو دہری بادل کی گرفتار کر لیا اور قلعہ ڈاک میں بھجوقید کر دیا اور ریاست
 فرخ نگر پر قبضہ تصرف اوسکا بوجہ احسن ہو گیا ذکر عملداری کمزور جواہر سنگہ
 خلف راجہ سورج مل جاٹ بہرت پور دفعہ ۶۷ ۱۱۷۱ ہجری مطابق
 ۱۱۷۱ء میں جواہر سنگہ خلف راجہ سورج مل نے ریاست فرخ نگر پر عمل دخل نہا

۱۱۷۱ ہجری
 مطابق
 ۱۱۷۱ ہجری
 مطابق

بخوبی قائم کر کے پرگنات متعلقہ میں دورہ کرنا اور جو گاونہ سرکش تھے اونکا مارنا اور ہونکنا
 شروع کیا چنانچہ اول موضع چہار پرگنہ جھیر کو جو بالفعل تعلق تحصیل سانپہ کے ہے اگر
 مارا اور لوٹا اور پھر چہار پرگنہ اور یہاں اپنی طرف سے سبھی رام کشن پانڈا قوم جاٹ کو عامل
 مقرر کیا اور چہان چہان گڈھی ہاے بلوچان بنی ہوئی تھیں مثلاً سرستی اور چیا
 اور ناسرہ وغیرہ اونکو جنگ اور جہل کر کے شکست کیا غرض کہ تمام علاقہ فتح کر لیا اور پھر
 جھیر اور یادلی وغیرہ میں تسلط کامل اوسکا ہو گیا دفعہ ۴۸ افخ نگر میں جو اسر سنگھ نے قلعہ
 معمرہ نواب فوجدار کو اور زلیلا و خچا کیا اور اسکو بروج بنوا اور دروازہ غربی شہر کا ایک کھنڈر
 بہت عمدہ بنوایا اور ایک بابہ نہایت دلچسپ بنا کر اسے اور اگرچہ باوڑی مذکور راست
 بلوچان میں خراب اور سمار ہو گئی تھی لیکن اب عہداری سرکار میں ستر فورڈ صاحب نیٹی
 کٹر ضلع گورگانوہ نے اوسکو از سر نو مرمت کر کے بدستور اوسکو پر فضا اور خیمہ فضا
 بنا دیا ہے دفعہ ۴۹ پرگنہ جھیر میں جو جو عمارت اوسنے طیار کی تقضیل اوسکی زیر
 نگاہی جاتی ہے اول یہ کہ آبادی جھیر کے پہلے متفرق اور منتشر بطور پورون کے تھی اوسنے
 سب کو موقع مناسب پر جمع کر کے گرد اوسکے شہر بنایا ہوا اسی دوم قصبہ جھیر میں سب کے
 کہ مدت ہزار سے اوسمیں آبادی افغان وغیرہ قوم مسلمانان کے کثرت ہے کہی کو
 شیوالا ایشاکر دور انما یان ہنود کا نہ تھا اوسنے شہر کے اندر محلہ مہادیو میں ایک گانہ
 شیوالا طیار کروایا اور مسکے زمین بختہ لاخراج مصارف اوسکے کے معاف اور مرقع
 القلم کے چنانچہ ایک واگڈار اور بکر ازخراج ہے سوم براہ موضع دوجانہ ایک کو بختہ
 طیار کیا اور موضع پاٹوہ پرگنہ جھیر میں ایک گڈھی خام ہوا اسی کہ یہ دونوں عمارتیں
 ہی تانہوز موجود اور قائم ہیں دفعہ ۵۰ جب شہر الہی مطلق شہر اوسمیں

شہر
 جھیر
 کا
 نقشہ

اور ان کے حکم کے مطابق
دست

راجہ سورج مل بغزم نسخہ شاہجہان آباد کے چڑھ آیا اور اس طرف جہان کے متصل
کے ہیڈن نندی پر درمیان اسکے اور نجیب الدولہ رومیلہ کے بڑا مٹی ہوئی اور اس
ٹاسی میں سورج مل مار گیا تو گدی بہرت پور کی خالی ہوئی اس وقت ارکان دولت نے باہم
مشورہ کیا کہ اگرچہ نیت ہمارا سورج مل کے یہ تھی کہ میری راج گدی پر نہاں سنگہ بیٹھے لیکن
فی الحقیقت نہاں سنگہ جہان لیتو نہیں آئے اور نہ اس کا حق ہے اگر بالفرض اس کو نہاں سنگہ بیٹھا
جادوی تو جواہر سنگہ جو آدمی دلیر اور اولو الغزم ہے ہرگز صبر نہ کرے گا اور ملک میں ناخ فساد اور
فتور پیلے گا اس واسطے ہر گز اسے اور موسیٰ محل اہلکاران ریاست اور بلرام نامون جواہر سنگہ
فرخ نگر آئے اور جواہر سنگہ کو وہاں سے بہرت پور لے جا کر گدی نشین کیا دفعہ ۱۷۱
نے وقت روانگی اپنی کے بجانب بہرت پور دیوان خوشحال رائے قوم کا تہ کو اپنا
مقرر کیا چنانچہ نامبروہ نے ہی غیبت جواہر سنگہ میں انتظام پر گناہ متعلقہ کا ک عبارت
جھجھ اور داری اور ریواری اور تاوڑو اور خجنگڈہ اور پاٹودی اور جہارہ وغیرہ
ہے اچھا کیا گو کہ بند و بست عدالت دیوانی اور فوجداری کا تو خوب نہ تھا مگر ادائے اللہ
کا بہر کیف بوجہ احسن ہوئی جاتا تھا باوجودیکہ معاملہ مناسب اور نرم نہ تھا دفعہ ۱۷۲
خوشحال رائے اور حکومت میں بیچ ۱۷۹۹ سبھی مطالبی ۱۷۹۹ کے مقام جھجھ میں فوج سکھ
جانب قصبہ کمر کوڈہ اور مانڈوہی سے ترک و باز کرتے ہوئے آئے اور تمام قصبہ جھجھ اور
بعض دیہات متعلقہ اسکے کو بدرجہ غایت تاراج اور غارت کیا اور اکثر لوگوں کی حویلیوں
آگ لگا کر پھونک دیا لیکن کچھ زیادہ قیام کیا لوٹ کھسوٹ کرتے ہوئے جانب ریواری
وغیرہ چلے گئے تیسری سکنائے قصبہ اوکی دست برد ایسے غفلت سے سر رہے ہو
اکہ پندرہ روز تک ہم سانی قوت روزمرہ کے ان کو مشکل نظر آتی تھی دفعہ ۱۷۳

کچھ آدمی مدبر اور دو اندیشہ تھا جب بعد اس کے جانے اپنے باپ کے جانشین اوکا
 ہوا تو اسکو ساسی اور برادر شہ شروت کی نہ ہوئی فوراً مرثون کو بلا کر اپنا رفیق کیا اور
 اور بغیر ہمتی باپ اور تصرف دہلی کے چڑھ آیا اور محاصرہ قلعہ شاہجہان آباد کا کرنا شروع
 کیا اور تین دنوں میں پندرہ ماہ تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار درمیان مرثون اور خجیب الدولہ
 کے بذریعہ راجہ دلیر سنگہ مخاطب براہِ روشن رائے صلح ہوئی اور ملاقات جو اس سنگہ
 کی یہی خجیب الدولہ سے خضر آباد کی میدان بھی کھلے اور فساد کا ہو گیا اور جو اس سنگہ
 بہت پور کو واپس گیا دفعہ ۴۷، کچھ عرصہ بعد جو اس سنگہ نے سرو صاحب الیمان کو جو
 ایک آدمی عیار اور چالاک تھا معہ پلاٹن اور توپخانہ سہرا ہی اس کے کے نوکر کہا اور زبانی
 اس کے لاف کا معرکہ آزمائی اور کشور کشائی کی سنی تو اور یہی مدہوش اور سرشار نشہ غرور
 اور نخوت کا ہوا اور یہ خیال فاسد دلمین باندھا کہ ملک وارثان راجہ جو سنگہ سواسی یہ
 جہان تک بس چلے قبضہ کر لے گا اور کچھ لچاٹ اس امر کا کیا کہ شو نہا باپ دادا اسکی کا
 اسی خاندان سے ہوا اور یہ رتبہ تھا کہ سی اور راجے کا یہی اسکی بدولت پایا اور براہ
 خیرگی اور دہشائی کے اولاد یہ چہر چار نکالی کہ راجہ مادہ ہو سنگہ والی چپور کو لکھا کہ اگر
 محلات کا مان اور کھوڑے متصل بہت پور کو آپ میرے طور پر چوہدرین تو میں حاصل
 سال ببال ادا کرتا ہوں گا اور آپ کو اقبال اس امر کا خالی از مصلحت نہیں ہے
 راجہ مادہ ہو سنگہ اس سے تھکا اسکی سے اشفہ اور غضب ناک ہوا اور جواب میں لکھا کہ
 کہ تیری ابا اور اجداد ہمارے گھر کے برادر یا قوت اور سرسراز کے ہونے میں آج تک وہ
 حوصلہ ہوا کہ ہمارے ساتھ گستاخانہ ایسے کلمات زیادہ سرے اور خود نمائی کے کرتا
 بہتر ہے کہ اپنے باپ دادا کی راہ رسم پر قائم رہے اور جادہ اعتدال سے قدم نہ ہٹا

دفعہ ۵۷، اچو کہ بوجہ از دیاد خزان اور انواج کے دماغ جو اہر سنگ کا چلا ہوا تھا اپنے ارادہ فاسد سے باز نہ آیا اور یہ شہرت دی کہ میں واسطے اشنان پہو کر جی کے جانا ہوں اور سید البحر می مطابق سید امین معہ افواج بے شمار کے روانہ ملک جیو پر کا ہوا جب جیو پر میں منزل باقی رہا تو راجہ ماد ہوسنگ کو پیغام بھیجا کہ میں پہو کر جی نہاں آیا ہوں جس راستہ کو آیا ہو وہاں کو جا کر اشنان کروں راجہ ماد ہوسنگ نے جواب دیا کہ اگر خالصنا بنیت تیر تہ پہو کر جی کے آیا ہے تو لازم ہے کہ اول ہوا فاق معمول اپنے تبار دادا کے ہمارے حضور میں حاضر ہو کر ادائے رسوم مجرا اور سلام کا کر اور پھر یہاں خلع فاخرہ فخر اور عزت اپنا بڑا کر بطر فلکو جی چاہے پہو کر جی جانیکا اختیار ہے اور جو تو رسوم دیر نیہ کو نیت نابود سمجھتا ہے تو ہم سے اجازت کی کیا حاجت ہے جدھر کو چلا جا کر یاد رکھو کہ پھر تہ دفعہ تلوارس کے گھاٹ اونر نا پر گیا جو اہر سنگ اپنے لشکر کے کرار پر نازان تھا تھر پر راجہ ماد ہوسنگ پر کچھ توجہ کر کے آگے بڑھا اور متواتر اور بے ہم کو بچ کر کے تالاب پہو کر پر پہونچا اور وہاں راجہ نبج سنگ خلف راجہ تخت سنگ راٹھوڑ والے جو وہ پور سے ملاقات کی اوچو کہ درسیان اسکے اور راجہ ماد ہوسنگ کے شکر بخشی تھی اسواسطے جو اہر سنگ نے اوس سے مقصد ذلی اپنا بیان کر کے درخواست رفاق راجہ نبج سنگ نے خود تو معیت جو اہر سنگ کی قبول نکلی مگر پانچ چہ ہزار سوار از مودہ کار اپنے اوسکی ملک کو تعین کئے دفعہ ۱۱۷۶ دہر راجہ ماد ہوسنگ نے طیارمی اور ارستنگی اپنے لشکر کی کر کے ہر سہا و گور سہا کترینان مارالمہام راج اور سار دول سنگ چلیا اور تھا کہ دلیل سنگ رئیس موضع نہا اور تھا کہ پچھن سنگ اور راج اور دلیل سنگ وغیرہ ہنر داران نامی اور مرزا عصار بیگ کرنیل رسا بجات سواران کو

پہو کر جی مصل
بدھ اچو کر
علا ری جو
میں ایک تار
ہنا ان ہند
نزدیک وہ
بہت بڑی قوم
زیادت لاکھ
اسے اور غل
اوسکا میں علم
نواب اللہ
۱۱۷۶
خلع فاخرہ
غلط ۱۱

حکم دیا کہ افواج اپنی صف تو چنانہ لشبار کے لجا کر سد راہ اوس مغرور و خود سر کے ہوں چنانہ
 اونہوں نے چپوڑ سے کوچ کر کے موضع انوڈہ منڈ ہو سبے میں جو بجا صلہ تیرہ چودہ کوں کے
 جے پور سے اتنا راہ ہو کر جی اور بہرت پور کے واقع ہے دیرہ کیا دفعہ ۷۷ ایہ خبر سنکر
 جواہر سنگھ ہو کر جی سے کوچ کر کے مقابلہ پر پہونچا اور اوس وقت ہمراہ اوس کے سات سو غریب توپ
 شتر مال اور قریب ایک لاکھ آدمی کے جمعت سوار اور پیادہ کی اسبر گردگی سمرو صاحب
 ایمان اور بار بار خان اور بہادر سنگھ کتیری دیوان اور چودہری روشن سنگھ ہوڈل الہ اور گلاب سنگھ
 جاٹ جہانگیر پور والہ اور دہرج سنگھ جاٹ کرنولی والہ اور رام کشن جنت اور باری خان اور
 دلیہ خان اقوام منیسو سرداران جلیل القدر کے موجود تھے اور سمرو صاحب کو میدان لشکر میں
 مقدمتہ آبجیش کے سپاہ راجپوتان راجہ جے سنگھ چودہ پور والہ کو اوسکا احمد اور معاون
 کیا اور آپ قلب شتر اسی ہزار سواران مسلح اقوام جاٹ وغیرہ میں قیام کیا اور طرفین سے
 تشدد توپ تفنگ کی شروع ہو کر نگہباز زد و خورد کا گرم ہوا اور اشارہ اسی میں ہمارے
 راج سنگھ راجپوت سکھات سردار راجہ مادہو سنگھ کا جواہر سنگھ سے جالما لیکن ہر سہا اور
 گورسہا کتیریان اور گلاب سنگھ کتیریان کے چچہ دوسو اس اس اپنے دلیہ میں لائے اور
 ہتھور اور شجاعت سے کیا لگی حملہ کر کے فوج سمرو صاحب راجہ جے سنگھ پر شل بلائے تاکہ
 کہ ہوئے اور ایسی تردد دلیرانہ اور کوشش ہمارے دیکھ کر فوج جہاں بالکل ہم پریم ہو کر صلح ہو گئی
 راجپوتانہ اور جہاں جہاں سنگھ والی چودہ پور کی طرف سے مامور ہوئے تھے تلوارین علم کے مقابل
 راجپوتانہ کچھوہا یعنی راجہ مادہو سنگھ کے ہونے اور کچھ عرصہ تک فیما بین اوسکے ایسی
 تلوار چلی کہ کشوں کے پستہ لگ گئے اور زخمیوں کے کچھ شمار و قطار باقی نہ رہی اور
 شدت خونریزی سے عرصہ کارزار صحن گزار ہو گیا مال کار جاٹ کی فوج میں ہل چل پڑ

مقدمتہ آبجیش
 کی کیا ہو گیا

قلب اس
 بیان فوج

اور اسی ضمن میں جواہر سنگہ کے ایک بندوق کی گولی لگی اور ہر سہا اور گور سہا اور دیر سنگہ
 سرداران کچھواہ داد شجاعت اور مردانگی دیکھ کر مارے گئے تیسری راجپوتان باقی ماندہ افواج
 کچھواہ کے پس پانہ ہوئے اور جان سے ہاتھ دھو کر جا بجا تلاش جواہر سنگہ میں دوڑتے پھرتے
 لاجپانبرہہ جواس اور بقیہ ہو کر ہباگ نکلا اور جس طرح سے بنا افغان و خیزان قلعہ اور کا کا وہا
 نزدیک تھا لیا اور دور و زوہان شہر کر بہت پور پہونچ گیا اور افواج مادہ ہوسنگہ کی مال اور
 اسباب سپاہ مغز و راو کے لوٹ کر جے پور کو پہر گئی الغرض جواہر سنگہ نے اپنے عمل کے
 نتیجے سے شکست فاش کہاٹمی اور ملکیت اور شہنائی حد سے زیادہ اوٹھائی دفعہ ۸۰۰ جواہر
 اپنے عہد دولت میں صدر حرکات سقیفہ اور سبک و کا بہت ہوا اور استقلال
 اور تحمل اور سکے مزاج میں کم تھا اول تو اس نے اپنے باپ کے اکثر رفقاءئے اور تابعین کو
 مرواڈالنا نقل ہے کہ جس روز وہ بہت پور میں بعد وفات راجہ سورج مل کے راج لگای
 پر بیٹھا تو نول سنگہ خسر پورہ راجہ ند کور کو جو بامون ختیقے رتن سنگہ اور ناہر سنگہ برادران
 اس کے کا تھا باہن اتہام کہ وہ راجہ سورج مل سے ہمیشہ در اندازی اور غمازی اور سکی کرتا تھا
 زندہ زمین میں دفن کروا دیا دوم پاجی اور کینے لوگوں کا اس کے مزاج میں دخل اور رسوخ
 پیشتر تھا چنانچہ ایک صیدانامے چوہدرارایا مزاج پر حاوی تھا کہ سب سردار اقربا اور
 دہتے تھے سو قوم قلعہ اکبر آباد میں جو تخت شاہی سنگ موسی کا بنا ہوا ہے اور اوپر جلال الدین
 محمد اکبر بادشاہ اور نور الدین جہانگیر بادشاہ اور اخلافت ان کے جلوس فرمایا کرتے تھے ازراہ تنگ
 حوصلگی کے اس کے اوپر شکن ہوا ایسی ایسی باتوں سے لوگ اس سے ازسبب راض اور تنگ
 تھی اور درپردہ اس کے زوال حکومت کے فکر میں ہستے تھے اکر وز کا ند کور ہے کہ جواہر سنگہ
 قلعہ اکبر آباد میں مقیم تھا کہ اس نے باغ بادشاہی میں جو پائین قلعہ کے کنارہ جنبا پر واقع ہے

سقیفہ سورج پورہ

ہاتھوں کی لڑا اے کروائی اور آپ بھی خضری دروازہ سے نکل کر اوسکے تاشہ میں صرف
 ہوا اور جب لڑائی فیلوں کے دیکھ چکا تو کسی شخص نے اوسکے ملازموں میں ایسی تلوار آبد
 اوسکی گردن میں مارا کہ اوسکا تن سے جدا ہو گیا یہ خوب معلوم نہیں کہ اوسکا قاتل قصاص کو
 پہونچا یا زندہ جان سلامت لے گیا بعض کہتے ہیں کہ پرتھی سنگھ سپہ راجہ بادھو سنگھ کے
 بے پور نے بسبب نفاق خاطر کے جو بے سبب شوخے اور کج ادائے جواہر سنگھ کی دل میں
 رکھا تھا کسی آدمی کو اوسکے مارنے کے واسطے آمادہ کیا تھا کہ وہ اوسکے ملازمان کے زمرہ میں
 نسلکٹ اور عیشہ قابو دیکھا کرتا تھا آخر کار اوس روز موقع پا کر اوسکو مار ڈالا اور بعضوں کی یہ روایت
 کہ نصیر نامی قوم سپہ جواہر سنگھ کے ہنڈے خانہ کا داروغہ تھا اتفاقاً ایک حقہ بلوری بیٹھا
 سے جاتا رہا تھا کسی شخص نے اسے خبر کی کہ وہ حقہ نصیر سیو نے چوراکر اپنے گہرید یا سحر اوسنے
 اوسوقت نصیر کی طرف سے ایک خط اوسکے گھر طلب حقہ کے بھیجا وہاں سے وہ حقہ مجتبہ چلا آیا
 اوسوقت اگرچہ جواہر سنگھ نے نصیر سے کچھ نہیں کھا کر اوسکے دل میں یہ خوف غالب
 ہوا کہ اب ضرور راجہ جھمروا ڈالے گا اوس واسطے نصیر اندک کرنے اوسکو مار ڈالا اور پھر تباہ
 نہ لگا اور یہ سانحہ ہلاکت جواہر سنگھ کا سلسلہ ہجری مطابق شہر واقع ہوا
 ذکر عملداری جہر تن سنگھ خلف راجہ سورج مل جٹ بہت پور دفعہ
 ۷۵ بعد ازاں جہر تن سنگھ کے راجہ رتن سنگھ اوسکا بہائے گدی پر بیٹھا اس شخص نے
 بہت تھوڑے دنوں راج کیا اسکے وقت میں ایک یہ بڑی بات وقوع میں آئی کہ جب
 کہری سنگھ بیٹا اوسکا پیدا ہوا تو اوسنے اوسکی خوشی میں نواب موسیٰ خان بلوچ میں
 اور جھمروا وغیرہ اور دیگر مردان سمرانی اوسکی کو جو عرصہ دس گیارہ برس قید تھے چھوڑ دیا
 اور انقضاض حکومت اوسکی کا اس طرح ہوا کہ اوسکو ہوس کمیاری کی بندت تھی اس

انقضاض
 قطع ہونا
 ۱۲

خیال حال سے روپاند گوشائین قوم برہمنی رست کو کہ ایک آدمی فریبی تھا اور اپنے
کیمیا کرتہ ہو کر کہا تھا اپنے پاس کہتا تھا اور اسکی بہت خاطر کرتا تھا اور جو ساز و سامان
بحیلہ طیارہ کی کسیر کے وہ طلب کرتا تھا وہی ہم ہو چا دیتا تھا اور زر خطیر اسکی تواضع کرتا تھا
اگر گوشائین ہمیشہ حیلہ و حوالہ میں گذرتا تھا آخر کار جب اس طرح سے لیت و لعل میں غرضت
گذر گیا تو ایک روز رتن سنگھ نے اوس گوشائین کو حکم دیا کہ یا تو مجھے کیمیا بتلا دے ورنہ
تجہ جان سے مرواؤ لونگا گوشائین کا دم بند ہوا اور اوسنے دلمین سوچا کہ اب اس غلام طرح
ماہتہ سے نجات اور سلامتی جان کے ممکن نہیں ہے اس واسطے اوسنے براہ فریب کے کہا کہ تم
کے کنارہ پر خمیہ کھڑا کرو اور ایک پرتاب تیر کے فاصلہ تک فاشین گردا گرد کھڑی کرادو
اور دھونکنی اور کو تہالی وغیرہ آلات اور ادوات کیمیا سازی کی معہ کئی مٹی تانبے کے وہاں
پہونچو اور وہاں آج کو ضرور وہاں کیمیا بتلاؤنگا چنانچہ راجہ نے مطابق کہنے گوشائین کے
سب لوازم وہاں حاضر کر دے گوشائین مکار و خیار نے خفیہ اپنے مستعدوں کے کہا کہ
کشتے سب سیر متصل خمیہ اور کنارہ جنا کے طیار رکھیں اور اب ایک چہرہ ہی پوشیدہ ہو
میں کہہ کر مبعیت رتن سنگھ کے روانہ منزل مقصود کا مہوا اور جب خمیہ پر پہونچا تو راجہ سے
کہا کہ سب لوگوں کو قفات سے باہر نکلا دو کہ میں خلوت میں تعلیم کیمیا کی ایک کرونگا اوس ساؤ
لوح اجل گرفتہ نے اوس منتری غدار کے کہنے سے سب لوگوں کو وہاں سے باہر کر دیا
جبکہ راجہ نے اور پہونکنے اجزا میں مطابق ہدایت گوشائین کے مصروف ہوا تو وہ دغا باز
اجانک راجہ کو بھاڑ کر اسکی چھاتی پر چڑھ گیا اور چہرہ ہی سے اوس بگیاہ کو فرج کیا اور
حلقہ قلم سے ایک اواز نہایت سخت اور عجیب برآمد ہوئی وہ اواز راجا کی نوکروں
سے اور بے محابا اندر خمیہ کے دوڑ گئے اور گوشائین اوسکا کام تمام کر کے چاہتا تھا

اور اوت سارے
ساتھ

کہ بزور بادبان تدریجاً کشتی پر سوار ہو کر اور ملک کو چلا جاوے مگر ملاح تقدیر سے اس کے
 عمر کے سفینہ میں لنگر ڈال دیا یعنی راجا کے نوکر و نئے حال اپنے آقا کا ایسا تبر اور درگوں
 دیکھ کر کہاں پستی اور چالاکی سے اس کو فرصت سواری کشتی کی نہ لینے دی اور اس کو
 ہی نصیحتات ثمثیہ و خیر کے راجا کی رفاقت میں روانہ کیا کا کیا ذکر عملداری راجہ
 نول سنگہ سپر راجہ سورج مل جات بہرت پور دفعہ ۸۱ اقرب
 شہر ہجری مطلق ۱۱۸۷ھ کے بعد مقتول ہونے رتن سنگہ اس کا بہائی کدی نشین
 ہو کر کار بار و ریاست کرنے لگا یہ راجا آدمی شجاع اور فہیدہ تھا اور اس نے اپنے عہد میں
 میں تمامہ ڈیک اور بلبل گدہ کو زیادہ استحکام بخشا اور سمر و صاحب الیمان کو چارہ سہ و
 ہجھ و غیرہ چند محالات بطور جاگیر عطا کئے مگر منور قبضہ کامل اس کا نہ ہونے پایا تھا کہ
 طاقتار اور ترہ د جنگ افری مرزا خجف خان کا پیش پا ہو گیا بیان اس کا اس طرح ہے
 کہ در بیان اس کے اور رنجیت سنگہ اس کے بہائی کے استحقاق ریاست کی بات
 نازعہ اور تکرار کرتا تھا اس واسطے اس کی حکومت فی الجملہ ظل پذیر ہو گئے تھے اور
 از انجا کہ سابقا اس کے باپ اور بہائی بادشاہ سے اعتقاد درست نہ کہتے تھے اور
 خود اس سے بھی مثل سلاطین اس کے کی اندیشہ شوخی اور گستاخی خلافت کا تھا
 اس صلاح دولت یہ ہوئی کہ ایسے موقع میں دباؤ ڈال کر تدارک اس کا کیا جاوے لا محالہ
 شاہ عالم بادشاہ کے سے ذوالفقار الدولہ مرزا خجف خان بہادر وزیر اوسہ سالار
 کابا برتھیم ملک بہرت پور کے مامور ہو اچانکہ مرزا خجف خان نے حضور بادشاہ سے
 رخصت ہو کر متصل درگاہ حضرت شامردان صاحب خیمہ کیا اور فرامی افواجی کرنے
 اسی موقع پر اتفاقات حسنہ سے محبت علیمان چیلہ مرزا خجف خان کا دس ہزار

ظفر
 غیاث
 علی علی
 بالکدہ

سوار و پیادہ لیکر ہانسی اور حصار کی طرف سے پہونچکر شامل افواج اپنے آقا کا ہو گیا اور ملا
رحیم دہقان روہیلہ نے چار ہزار سوار و پیادہ سے ملازمت مرزا خجف خان کے اختیار کی
القصد مرزا خجف خان بمعیت میں اس سوار اور پیادہ کے کہ بیشتر اونین بے برگ و نواتے
پہر اولی اقبال روز افزون کی وہاں سے کوچ کر کے قریب قصبہ فرید آباد کے کہ شاہجہان آباد
بارہ کو کے فاصلہ پر واقع پہونچا اور وہاں سے عامل راجہ نول سنگھ کو حکاکر اپنا عامل قائم کیا
دفعہ ۸۱ جبوقت راجہ نول سنگھ کو خبر فوج کشی مرزا خجف خان کی پہونچی تو وہ ہی
بافوج بسیار اور توپخانہ آتشبار کے متصل قصبہ ہوڈل کے پہونچا اور وہاں اگر اپنا موٹر
لگایا اور طرفین کے سہرا دونوں سے جبکہ جہل ہوا تو اوسمین فوج مرزا خجف خان کی غائب
اسی اور نول سنگھ غلو بانہ پیچھے شکر روانہ گوین کا ہوا مزارانے ہی آگے بڑھ کر بمقابلہ لشکر
کے دیرہ کیا اور نیدرہ روز جنگ قراولی ہوتی رہی جب مرزا دیکھا کہ نول سنگھ
موجہ قائم کر لیا اور زخمیرہ آتشخانہ سے باہر نہیں آتا تو اوسنے اس کے مقابل ہوڈل
کی طرف کوچ کر دیا نول سنگھ ہن بات ہی سرد ہو کر قصبہ برانہ کی طرف روانہ ہوا خجف خان نے ہتھیار
ہوڈل سنگھ کی ارادہ دیکھ کر کہ انی تین اسکے مقابل پہونچا یا اور خجف خان کو مقدمہ طیش مقرر کر کے
رحیم داؤد خان کو مکتبہ برا اور ضابطہ خان اور فضل علی خان کو پیشہ یقین کیا اور فوج منقول ارا اور تورا ساقہ
چوڑ کر افغانیہ جاکر بیچ اور نول سنگھ کی ترتیب لشکر کی اس طرح کہ ہر حصہ ایمان کھدائیں اور فوج ناکہ کو
برجایا اور افواج جا بان کو جو ہم قوم او کے تھے ہر آولی اور چند اولی میں رکھا اور خود
لشکر میں مقیم ہوا اور بعد راستگی لشکر فریقین کی طرفین سے توپ اور رہیلہ چلنے لگا اور
دونوں طرف سے خوب برق اندازی اور آتشباری عمل میں اسی اور عین شدت ہو کہ
میں دو تین سردار عمدہ مرزا خجف خان شل رضا بیگ وغیرہ کے بے ہم صدرہ توپ

تنگ سمرو صاحب پارے گئے اس سب سے مسلمانوں کی فوج میں تھل اور تزلزل
پڑ گیا سو یہ حال دیکھ کر مرزا سخت گہرایا اور چارہ کار ایسا سواے رجوع طرف
ذوالجلال کے جو حامی دراندگان اور کین مضران ہے ندیکہ کر یہ وزاری میں آیا
غایت عجز اور احتجاج سے یہ آیت کلام الہی رَبَّنَا فَتَحْبَبْنَا وَأَبْغَا
بِالْحَيِّ وَأَنْتَ حَيُّ الْقَائِمِينَ اور زبان کے بیٹے دعا سے فتح و طفر شکر اسلام کے جناب
محب الدعوات سے مانگ کر نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے فوج حریف پر
کیا چنانچہ اولاً نجف قلی خان مقدمہ انجمن مع ملا رحیم داد خان کے مانگوں کی فوج کے مورچوں
حملہ آور ہوا وہوں نے اوسپر کئی ستر بند و ق کی بڑھاری مگر اوسکی فوج اوسکو خاطر
نہ لائی اور جلو ریز اوکی سر پر پہونچ کر نوبت تلوار پر جو تاضی مناقشہ جنگ کی ہی چاہو
اور طرفین سے اس قدر زد و خود اور مار دھاڑ ہوئی کہ نشتوں کے ڈھیر لگ گئے اور خون کی ندیاں
بہ گئیں ناگزیر تاکہ بد جاس ہو کر ہیاگ پڑی اور اوسی طرح جات لوگ بھی معرکہ کو پشت دیکر واپس
ڈیک کے ہوئے جب نول سنگہ نے اپنی فوج کا یہ حال دیکھا تو سخت متحیر ہوا اور چارناچا
اوسنے بھی ڈیک کی راہ لی مگر سمرو صاحب ذرا گہرا یا اور کمال مستقل مزاجی سے تڑپا
ہوا آہستہ آہستہ معہ توپخانہ اور ساز و سامان اپنے کے راہی ڈیک کا ہوا اور مسلمان
کی فوج نے نول سنگہ کے لشکر میں پہونچ کر نقد اور جنس ارحیمہ اور فرش اور فرش اور توپخانہ
جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا اور مرزا آخند خان نے بیل نصرت اور فیروزی بجا کر شکرانہ حضرت
فتح حقیقے کا ادا کیا اور چند روز وہاں مقام کے متوجہ استخلاص چھوٹے چھوٹے قلعوں
نول سنگہ کوٹ بن اوکھ بگڈہ کا ہوا اور تھوڑی مدت میں بہت قلعہ اوسکے اپنے تصرف میں
لایا اور پھر کبر آباد پہونچ کر اوسکا محاصرہ کیا دان ساہ نامی جو نول سنگہ کی طرف سے

قلعہ دار تہا دو مہینے تک لڑا جب اسکو مدد نہ پہونچی تو یاس ہو کر اوسنے صلح کی اور
 قلعہ تفویض نجف خان کے کر دیا کہ اوسکے ضمن میں آگرہ وغیرہ ملک متعلقہ جائے
 تخمیناً دیدہ لاکھ روپیہ حاصل نجف خان تخت میں آگیا چنانچہ اوسنے جا بجا حکام اور
 عمال اپنے ہو کر دے دفعہ ۱۸۲ اب جاٹ کے ملک پر تسلط کامل کر لینے میں مرزا
 نجف خان کو صرف ایک فتح کرنا قلعہ ڈیک کا باقی رہا سو اوسنے شہر ہجری مطابق
 شہر میں محاصرہ ڈیک کا کیا جو کہ قلعہ ڈیک نہایت مضبوط تھا اور سپاہ بھی اور
 بہت تھی اسواسطے برس و زم تک نجف خان اسکا محاصرہ کئے پڑا رہا اور بار بار
 حملوں سے راجہ نول سنگ کو تنگ کر دیا لاچار اوسنے چاہتا کہ آئین حوالہ نجف خان
 کر دے کہ اس صد میں وہ بیمار ہو کر مر گیا ذکر عملاری راجہ رنجیت سنگھ نے
 سورج مل جاٹ دفعہ ۸۳ بعد و قانول سنگھ کو رنجیت سنگھ اسکا بھائی راج کدی پٹیا
 اور ارادہ اسکا یہ تھا کہ جب تک م میں م ہے فوج شاہی سے لڑوں لیکن مرزا غلام
 نے باند اور سرد اور سر کرنے گولہ ہائے اتوا پہ قلعہ شکن اور بم کے عافیت محصور ہو گئے
 تنگ کر دی تھی اسواسطے اسکی فوج نہایت ہراسان اور بے دل ہو گئی تھی اوسنے
 محاربہ اور مقاتلہ منظوم کیا لاچار رنجیت سنگھ سواسے بہا گئے کے اور کچھ چارہ ندیکہ کر
 غرہ خشین یاہ صفر شہر ہجری مطابق شہر میں معہ فوج اور خزانہ کے رات کی وقت
 قلعہ سے نکل کر فرار ہو گیا صبح کو نجف خان نے قلعہ کو خالی دیکھ کر اسکا قبضہ کر لیا اور
 وہاں سے بڑا غلہ اور توپ خانہ اوسکے ہاتھ لگا اور بعد اس فتح کے تمام اضلاع محکمہ
 جاٹ نے تابعیاری اسکی اختیار کی اور رنجیت سنگھ نے بھی اطاعت مرزا غلام
 کی قبول کی صلح اور استی کر لی بیان غلیا بی موسیٰ خان بلوچ کا ریا

[illegible]

ہوتا ہے ہرگز عمدہ برای مقاومت کی نہوسکی مجبور بہت کشتہ اور خسہ ہو گیا اور
 السیف نے راہ فرار اختیار کیا اور قلعہ فرخ نگر میں جو دارالریاست تھا متحصن اور محصور
 اور بلوچوں کے ہاتھ ساز و سامان جنگ کامہ دو توپ کے بقدر ضرورت لگ گیا تو
 پرور پرزہ اپنے دست کر کے شبشب فرخ نگر پہنچے اور وہاں مورچہ بند ہے قائم
 کر کے توپیں اپنے شہر پر لگا دیں اور اونا شروع کر دیا دیوان خوشحال رائے نائب رئیس
 بہت پور کچھ ایسا رعب اور بدحواسی چھائی کہ بہت جلد قلعہ خالی کر کے بہاگ گیا اور
 موسیٰ خان نقار فتح کا بجاتا ہوا داخل شہر اور قلعہ سکے ہوا سبحان العجب رت کاملہ
 قادر علی الاطلاق کی ہے کہ دم بہرین کیا ہے کیا کر دیتا ہے نہ او سکوں کھڑے درستی
 ہے نہ بناتے دفعہ ۸۵۰ جو وقت موسیٰ خان نے فوج جاٹ کو نکال کر تصرف اپنا
 فرخ نگر پر کر لیا تو اوسنے عرصی اپنی متضمن کیفیت حال کی بخدمت مرزا خجست خان وزیر
 اور مدارالہام سلطنت کے جو اوس زمانہ میں بعد شکست دینے رنجیت سنگھ راجہ بہت
 اور تسخیر قلعہ ڈیک کے نظم و نسق اوس ملک میں مصروف تھا ارسال رکھے وہاں
 از سر نو قبضہ نواب موسیٰ خان صرف بنسبت ریاست فرخ نگر معہ دیہات گرد پیر
 او سکے بجال رہا اور کچھ زیادہ وسعت عملداری تہ موسیٰ فضل خیم عملداری
 سمر و صاحب الیمان اور زینب الیمار بک زوجه اونسکے کے بنیادی میں دفعہ
 ۱۸۶۱ مسلا جبری مطابق شدہ اوس میں جب فتح ہونے ڈیک کے تسلط مرزا خجست خان
 کالاک راجہ رنجیت سنگھ پر ہو کر باہر گم مصاحت عمل میں آئی تو سمر و صاحب الیمان نے
 راجہ رنجیت سنگھ کے یہاں گذر اپنا ندیکہ کرنا زست مرزا خجست خان کی اختیار کی اوس
 جو پرگنات جھیر و چار سہ وغیرہ راجہ نول سنگھ نے سمر و صاحب کو بطور جاگیر کے وہی

اور بسبب اسنی اور تحمل کے حکومت قبضہ اسکا اولن پر نہ ہوا تھا اب بموجب حکم
 مرزا بخت خان کے عمل و دخل اسکا جھرمین ہو گیا مگر بعد قیام عملداری کے سرحد
 خود کبھی جھرمین نہیں آیا مقام اگر رہا اور وہیں سرور تخمیناً ایک سال یا کچھ زیادہ کے
 مر گیا دفعہ ۸۷ اذکر مساقہ زیب النساء بیکم زوجہ صہ صاحب بعد بھا
 سر و صاحب کے پرگنات جاگیر اوکی کی بنام مساقہ بیک النساء بیکم زوجہ اوکی کے بحال
 اور وہ عورت ستمزدانہ شرت انتظام ملکاری میں صرف ہوئی اور اسے جھرمین
 بطرف غرب ملحق شہ پناہ فیما بین بیرمی دروازہ اور گڈھی دروازہ کے ایک گڈھی نام
 بطور کچہری واسطے قیام عامل کے بنائی چنانچہ ایک گڈھی قائم اور پھر چوک بوقت
 میں اس گڈھی میں مکان نمائندہ حیدر علی خان رشتہ دار رئیس کا تھا اور عملداری سرکار میں
 اولاً چند روز کچہری تحصیل کے وہاں رہے اور اب کئی سال سے تہانہ پولس کا اوسمیں مقیم
 ہے دفعہ ۸۸ اگرچہ یہ عورت نہایت عاقل اور منتظم اور رسا کار اور مردم شناس
 تھے الاحب عملداری اوکی جھرمین ہوئی تو وہ زمانہ آغاز حکمرانی اوکی کے کا تھا اور
 جب تک اسکو مہارت اور شائق کامل کار فرمائی کی حاصل نہیں ہوئی تھی اس واسطے
 جو انتظام اس نے پرگنہ جھرمین کیا اسکو بیان کے رعایا بوجہ احسن پسند نہیں کرتے اور
 اکثر لوگ شاکہ سخت گیری اور تعدی اوکی کی تھی دفعہ ۸۹ بیکم سر و اپنے عہد حکومت
 میں کبھی بمقام جھرمین مقیم نہیں ہے اور چار مرتبہ صرف بطریق دورہ کے آئی اور چلے
 گئے اور اوکی طرف سے اسے کوئی ناتہ اور چودہری صاحب نہ کہ اور مجلس رہے
 عالی پرگنہ جھرمین اور بادی کی کرتے رہے اور عملداری بیکم سر و کی اس پرگنہ میں تخمیناً
 سات برس اور کئی مہینے تک رہی دفعہ ۹۰ جو کہ یہ ملک ہریانہ اور کچھ حصہ ہوتا

مثل ہانسی خصار کا نوڈ ریواری وغیرہ تحت انتظام نواب خجفت قلیخان چلیہ مرزا
 خجفت خان کے تھا اس واسطے حکومت یکم کی سوائے تحصیل بالگڈاری کے اور علاقہ
 ملکی میں کم تھے اور اختیار کامل ہر ایک قسم کا خجفت قلیخان کو تھا دفعہ ۹۱ جب مرزا
 خجفت خان مرگیا اور اس کے وارثان متوسلان کے درمیان میں اتفاق پیدا ہوا کہ طرہ
 خرخشہ اور فساد ہوئے اور مختاری اور استہام سلطنت کا بادشاہ کی طرف سے سپر
 مادہ اور اس سندھ کے ہوا تو یکم سمر وٹے پر گنتاں جہر وغیرہ کو چھوڑ دیا اور عرض ہو
 سر دہنہ اور بودمانہ اور برناوہ و پھاسو و بروت و کوتانہ پر گنتاں میان دو اب کے
 بواسطت سندھ درگاہ سلطانی سے اپنے نام کر لئے اور یہ محالات جہر و باد
 شامل دیگر ملک سراینہ بالکل متعلق خجفت قلیخان کے ہو گئی فصل ششم
 خجفت قلیخان اسماعیل بیگان صاحب نمکہ سکہ کے بیان میں ذکر خجفت قلیخان
 چلیہ مرزا خجفت خان دفعہ ۹۲ قریب ۹۹ ہجری مطابق ۱۷۸۰ء میں پرگنہ جہر
 متعلق قلم و نواب خجفت قلیخان کے ہوا اور اگرچہ دارالحکومت اس کا قصبہ کا نوڈ تھا مگر
 کبھی وہ جہر میں بطور دورہ یا وقت آمد رفت شاہجان آباد کے آیا کرتا تھا اور یہاں
 اس کی طرف سے نامدار خان اور قطب خان بلوچ عامل رہتے تھے اور انتظام اس کا اچارا
 اور لوگوں کو اس سے روزنیہ اور مدد معاش بھی بخشی الا ایک دفعہ کسی قصور پر اس کا
 جہر سے ڈنڈ بہت بہاری لیا تھا دفعہ ۹۳ جب اس کی عملداری کو تخمیناً چار سال
 کی مدت گزری تو مرزا اسماعیل بیگان برادر زادہ محمد بیگان سہدانی جو بعد وقوع اتفاق
 خاندان اور باز ماندگان مرزا خجفت خان مرحوم اور اہل بیت کے کارخانہ سلطنت
 کی خود سر کچھ فوج لئے ہوئے پہنچا تھا اس فوج میں چڑھ آیا سو اس کی مدافعت کے

واسطے نواب بخت قلی خان نے مورچہ بندی اپنی اور بالاب معروف جو دو الہ واقع سرحد وضع
 سوانہ کی کنی اور مرزا اسماعیل بیگ نے اور کپڑا سیر سیر کے مورچاں اپنے قیام کئے اور کئے
 روز ایک طرف من سے لڑائی ہوتی رہی آخر کار بخت قلی خان شکست کھا کر بھاگ گیا اور عہدہ
 مرزا اسماعیل بیگ کے پر گنہ جہر وغیرہ میں قیام ہو گئے بیان نواب اسماعیل بگیاں
 زادہ محمد بگیاں بھدانی دفعہ ۹۴ سنہ ۱۱۹۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۹ء میں تصرف مرزا
 اسماعیل بگیاں کا انوار میں اور دو سال تک اس کے عہدہ آ رہی اور اس کی طرف سے اول محمد بخش خان اور
 پھر آجی نڈٹ مرہٹہ اور سپہ سالار خان منتظم اور کارپرداز اس نواح رہی اور اگرچہ
 حکومت اس کے تھوڑے دنوں رہی لیکن رعایا اس کی اضطراب کے قابل اور شاخوں
 تھے دفعہ ۹۵ اور سنہ ۱۱۹۵ کے انقلابات کا کچھ تھکا نہ نہیں ہے ملک میں ایک صورت
 خد کی تھی کوئی شخص فرمان روا بی مستقل ہندوستان کا نہ تھا وہ حالت لوگوں کی ہو چکی
 مصرعہ ہر کہ شمشیر زند کہ نامش خوانند دفعتاً صاحب نگہ و منجھا سنگہ وغیرہ کہان
 پنجاب کی طرف باجمیت سوران پیادہ وغیرہ مار دیا کرتے ہوئے آئے اور اس ملک پر
 بذریعہ مجاہد اور مقابلہ کے تسلط ہو گئے اور اسماعیل بگیاں نے ہو کر اگیا بیان صاحب سنگہ
 و منجھا وغیرہ کہان دفعہ ۹۶ سنہ ۱۱۹۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۰ء میں تصرف سکھوں کا
 پر گنہ جہر پورا الا کچھ قیام کے شریاست اس کی نہیں ہوئی تاکہ اچھی طرح سے معلوم ہو کہ کو
 شخص ان میں سرغنہ اور سرمنشا تھا صرف اس قدر پایا جاتا ہے کہ صاحب سنگہ سکھ بہت
 دیگر سکھوں کے متاثر تھا دال کی کچھ کم اس کی عکاسی سے اور اس کی طرف منجھا سنگہ سکھ عامل ہا
 دفعہ ۹۷ کچھ تو بالطبع سکھ لوگ جاہل اور سبے رحم ہی ہوتے ہیں اور کچھ رعایا ہندو کے
 اوضاع اور اطوار کو علی العموم ناپسند کرتے ہی اس واسطے لوگوں کو کبھی شک گذاری اور دھما

عملداری سکونگانہ پایا علی مذاقیص صاحب نگہ اور منجھا سنگہ سکونکا ہی جبر اور زیادہ
 زبان خلافت کے ہے اور ایک یہ انصاف اور انکا مشور ہے کہ کسی برہمن کے گہرین
 کوئی چور کڑا گیا تھا تو فوراً اسکا سر ٹوروا کر مروا ڈالا فصل منضم عملداری آیا کیا
 راؤ اور جارج طامس صاحب اس کے ملازم کے بیان میں ذکر آیا
 کہا نڈہ راؤ مرثہ ملقب براجہ شیشیر بہادر دفعہ ۹۸ آیا کیا نڈہ راؤ ملقب
 براجہ شیشیر بہادر قوم مرثہ ابتدائے میں باد موحی سندھیہ کا نوکر تھا اولاً اس نے اسکو کلا
 دو ملین ازمودہ کار خراب کے جنکو خبرل دو ایٹھ صاحب نے قواعد اور ادب حرب کے لئے
 کئے تھے عطائی اور جب اس نے محاربات اور سرکوان میں ترددات نمایان اور جانفشانی
 شائستہ کین تو پھر سندھیہ نے جلد ہی حسن خدمت کی ضلوع گوالیار اور گوہر بھی لغرض اس
 کے اسکی تفویض کردی سو ضلوع ندکور کا نظم و نسق اس نے کچھ عرصہ تک اچھا کیا
 لیکن ششہ ہجری مطابق ششہ ۱۲۷۰ ع میں اس نے بدلی کہنہ پر حملہ کیا اور اس میں فتح یاب ہو
 تو بہت زیر بار اور زحمت ہو گیا اس نے نظم سے سندھیہ نے اس سے ناراض ہو کر
 اختیار اسکا چھین لیا اور انجام کار موقوف کر دیا از بس کہ یہ سردار ایک آدمی علی داغ
 اور بلند حوصلہ تھا اس واسطے وہ بقیقتنا غیوری خود سر و فعل مختار ہو گیا اور اپنی ادا
 کے زور سے ضلوع میوات کو دبا ہوا ملک ہریانہ میں چلا آیا اور جب اس کے آمد ہوا
 تو سکھ لوگ جو صرف بوٹیدہ اور حاکم غیر مستقل تھے اپنے ملک کو لوٹ گئے اور یہاں
 عملداری آیا کیا نڈہ راؤ مرثہ کی ششہ ہجری مطابق ششہ ۱۲۷۰ ع میں قائم ہو گئے اور
 یہاں آکر نہ وہ بالکل سندھیہ سے باغی اور مرتاب رہا اور نہ سراسر اسکا محکوم
 تابع بلکہ بعض ضلوع میں بطور خود مالک اور مختار تھا اور بعض ضلوع کی خراج

گذاری سند یہ کہ حضور میں کرا اتحاد دفعہ ۱۹۹ آیا کہا تہہ راؤ نے دارالحکومت پنا
 قلعہ کا نوٹہ کا مقرر کیا اور رتق فوق پر گنہ چھر وغیرہ کا یقیناتی محال اور زبانان اپنے کرتا
 راہ چنانچہ اسکی طرف سے کئی لوگ اقوام مریشہ مثل مار و بنتہ پڈت و باپوشتر پڈت
 و گنہ راؤ رام چند بہاؤ و چھن دادا حکومت اور عالمی پر گنہ چھر وغیرہ کی کرتے رہے
 بعد اس کے جب مینا پر گنہ کہ اس وقت میں بہت سلطنت سرگشی اور فساد کو ایک
 جوہر قابلیت سمجھتے تھے تہہ مرد اور بغاوت کرنے لگے تو آپا صاحب نے اپنے تقویت کے
 واسطے جارج طامس صاحب انگریز کو اپنا نوکر رکھا اور بعد تھوڑے عرصہ کے اس کا
 امتحان لیکر شہنشاہِ انگریزی مطابق شہنشاہِ اعظم میں حکومت ملکی اور مالی پر گنات چھر وغیرہ
 اور سکے سپرد کئے اور علاقہ کا نوٹہ اور کوٹ پوتلی وغیرہ کا زیرِ استہام اپنے رکھا اور
 اگرچہ ابتداً عملداری جارج طامس صاحب کے تحت نیابت آیا کہا تہہ راؤ کے ساتھ
 رفتہ رفتہ اوسنے براہِ اپنی حکومت قائم کر لی تھی اس واسطے لکھنا کا گذاری اور
 بذیل حکومت آیا کہا تہہ راؤ کے نامناسب بھیجہ کہ کیفیت کا فرامشی اسکی علیحدہ کہی جا
 ہے ذکر جارج طامس صاحب انگریز معروف جہاز صاحب دفعہ ۲
 جارج طامس صاحب جہاز کی بیڑہ میں ایک ذیل عہدہ رکھتا تھا بعض کہتے ہیں کہ
 کہ وہ کوثریاستر تھا اور بعض کہتے ہیں کہ شیلہ تھا اور اسی سلسلہ جہازوں میں نہج
 ۹۵ شہنشاہِ انگریزی مطابق شہنشاہِ اعظم کی ولایت نگلشیہ سے ہندوستان کو آیا اور جیدہ
 مندراس میں اوترا جو کہ آدمی طبیعت کا ذکی اور حوصلہ کا بلند تھا اس واسطے اس کو اور
 عہدہ ردیل سے نفرت ہوئی اور دل میں یہ بات تھرائی کہ نوکری جہاز کی چھوڑ کر
 اور کہیں قیمت ازمانی کیجئے بہت بہنیم کہ تا کہ دگار جہان پور میں انکا راجہ دار دہنا

یہاں لکھا
 عہدہ سکون
 یا سا جو
 و آخر
 ملاحظہ
 نگاری
 بخیر
 و جہاز

چنانچہ اوسنے نوکری جھسار کی چوڑی دفعہ ۲۰۱ بعد علیحدگی کارخانہ جھساری
 طامس صاحب اولاً چند سال تک بالی گڈہ میں نوکر رہا زان پس اپنی پامردی اور الو لڑائی
 ملک مسندوستان کو طے کر کے قریب ۱۲ ہجری مطابق ۱۸۸۷ء کے دہلی پہونچا
 وہاں پہونچکر بگیم سمرو کا نوکر ہو گیا اور طامس راہیہ بگیم نہایت مردم شناس اور قیافہ دان تھے
 اوسنے اوسکو آدمی محقول اور کار آمد دیکھ کر اپنے یہاں کی کسی عورت ترویج اوسکی
 کر دے اور نوچکے کسی عہدہ جلیلہ پر مسروازی بخشی تب سے گوشہ عثمانی اور غریبی
 میں اوسکی ترک و تاز دلاوراد شروع ہو گئے اور اوسے سکھان اور دیگر اعدا
 بگیم سے جنگ بدل کر کے بہ سبب جبرات اور استقلال کے حکومت بگیم کو بہت
 نامور کر دیا اور فتوحات متواترہ کے ذریعہ سے اوسنے اپنے آقا کے مزاج پر بہت
 رسوخ حاصل کر لیا اور کچھ عرصہ تک اوسکا ایک بڑا مشیر اور ندیم رہا لیکن آخر کار
 سات برس کے بعد دراندازی انبائے جنس سے بگیم کو اعتبار اور اعتماد اوسکا مثل سابق
 باقی نہ رہا اوس واسطے اقتدار کا بعض تنزل کے آیا اور اوسکے منصب پر اور شخص نے
 رقی پائی دفعہ ۲۰۲ بگیم کی اس ہٹا کندی سے درمیان طامس صاحب اور اوس
 قائم مقام کی ایک صورت نفاق کی پیدا ہو گئی اوس واسطے اور بھی روز بروز اوسکی
 بے اعتباری بڑھتی لگی لاچار طامس صاحب نے بگیم کی نوکری چوڑی دی اور جان
 وغیرہ فرزندان اپنے کو وہیں سر دہنہ میں بولایت اور حفاظت بگیم صاحب کے سپرد
 کر کے خود معہ دوسو سوران امتحانی اور جنگ آزمودہ کے لسنہ ۱۲ ہجری مطابق
 ۱۸۹۲ء میں سر دہنہ سے روانہ ہو کر مقام انوپ شہر کے جو سرحد علاقہ انگلوپ
 وارد ہوا اور وہاں کئی مہینے اس میدان میں مقیم رہا کہ شاید اوسکو کوئی ہندوستانی

اور سر دہنہ
 اور سر دہنہ
 اور سر دہنہ

نوکر کہنے لے چنانچہ شہنشاہِ اجمری مطابق شہنشاہ کے اہلکارین اور اسکے امیدوار اسی یعنی
 آپا کاندہ راؤ نے اسکو کسی خط اس ضمن میں سے لکھ کر تم ہمارے پاس جلی اوہم تکو علاقہ
 معقول دیکھنے دفعہ ۲۰۴ بعد پونچھنے رسل رایل آپا کاندہ راؤ کے طامس صاحب سے
 سوارانِ عمر اسی کے اسکے پاس ج حاضر ہوا آپا کاندہ راؤ نے پونچھا طامس صاحب سے
 سوارانِ تجربہ کار اور زبرد آزما کے غنیمت سمجھا کیونکہ اسوقت میں چند پرگناتِ عملداری
 اسکی کے مثل تجارہ اور تپوکرہ اور فیروز پور جہر کا جو دہلے کے گوشہ جنوب میں میواں
 نواح میں واقع ہے اس سے باغی ہو رہے تھے اور ہمیشہ اپنے سوارانِ مسافران اور دیگر
 مردانِ متحول قرب و جوار پر دست برد اور لوٹ کھوٹ کی کرتے تھے اور آپا ان کے
 تدارک اور سرکوبی میں حیران اور محذور تھا کیا معنی کہ جب آپا باشندوں پر فوج کشی اور
 ہی تو وہ پہاڑوں کی گہاٹوں میں مخفی ہو جاتے تھے اور اگر تھوڑی فوج ہوتی ہی تو
 جمع ہو کر مقابلہ اور محاربہ اسکو شکست دیتے تھے دفعہ ۲۰۴ پس آپا نے بعد ملاقات
 کے طامس صاحب کو حکم دیا کہ تم ایک پلیٹن ہزار آدمی کی اور سو سوار اور نوکر کہہ لو اور
 مصارتِ تنخواہ وغیرہ کے پرگناتِ تجارہ اور تپوکرہ اور فیروز پور جہر کا تھا تو اسکی
 بدین شرط کہ تم ہر شش ماہی پر حساب جمع اور خرچ آمدنی اونکی کا سمجھاتے رہو اور باقی
 بطور امتحان دو ضرب توپ اور کچھ گولہ باروت بھی اسکو دیدیا دفعہ ۲۰۵ مطابق حکم
 آپا کے طامس صاحب آئندہ روائل پرگناتِ مفوضہ کا تھا کہ اسی ضمن میں بیرونِ صفا
 دہلی سے خبر وفات ماوہوجی سندھیہ کے لکھے اور آپا کو واسطے مشورہ دفعہ بعض اترنے
 جو اسوقت دار الخلافہ میں ہو رہی تھی طلب کیا چنانچہ آپا کاندہ راؤ معہ طامس صاحب
 کی شاہجہان آباد کو گیا اور وہاں جا کر جب ہمدرد گنگا شن امور ملکی کے ہو چکی تو آپا کاندہ راؤ

لکھنؤ دارالوداد
 ضیاء الدین
 ام فارسی
 دہلی دارالوداد

کو مدد دیکر سرداران کے کہ جن میں طامس صاحب بھی داخل تھا شاہ عالم بادشاہ کے حضور پہنچے
خلعت ملا اور دولت رام سندھیہ برادر زادہ مادہوجی سندھیہ کا بھی خلعت فاخرہ عطیہ
سلطانی کو زیب تن کر کے اپنی حجامتونی کا جانشین ہوا خلاصہ کیفیت حال
مادہوجی سندھیہ ٹیل حسین تذکرہ نمک حرمی غلام قادر و سید کا بھی
داخل ہے دفعہ ۲۰۵ جو اس کتاب میں کئی مقام پر نام مادہوجی اور سندھیہ کا
حسب کو مادہوجی سندھیہ و رہا جی سندھیہ بولتی ہیں آئیے مگر کچھ حال اسکا کہیں نہیں
لکھا گیا جس سے ناظرین کو کیفیت اسکی منکشف ہو جاوے اسواسطے ضرورتاً اس مقام
پر مختصر روداد اسکی لکھی جاتی ہے کہ مادہوجی سندھیہ ایک شخص خاندان راجپوتانہ
میں سے تھا اور اسکا باپ انوجی سندھیہ باجی اور مختار ریاست راجہ سامو کے بیان
نو کر تھا جبکہ محمد شاہ کے عہد میں سلطنت ہندوستان کی نہایت کمزور ہو گئی تو راجہ
ملک مالوہ کا ایک بڑا حصہ فتح کیا اور وہ ملک بیگاہ راجہ سامو سے بطور نسل بسند
اسکی جاگیر میں مقرر ہوا اور انوجی کے اپنی باجی اور تہا جی اور کاجی اور مادہوجی جا
بئے تھے منجملہ انیکے اپنی باجی چند گدہ کی لڑائیں مارا گیا اور کاجی اور اپنی باجی اشو راؤ
بہاؤ کے ساتھ ساتھ ہجری مطابق ۱۱۷۷ء میں مقام پانی پت مارے گئے لاجرم صرف
مادہوجی سندھیہ ملک مالوہ پر قابض ہوا اور اسیے کہن میں بڑا اقتدار پایا جسقدر ملک
مادہوجی سندھیہ کے قبضہ میں تھا طول اسکا ڈہائی سو کوں عرض اسکا ایک سو کوں
اور اسکی شمال میں صوبہ اجمیر و جنوب میں تلکانہ اور مشرق میں اگرہ اور مغرب میں گجرات
ہی دفعہ ۲۰۶ ۱۱۷۷ء ہجری مطابق ۱۱۷۷ء میں مادہوجی سندھیہ رانا جہر سنگھ الہی
کو مدد خواہر اگرہ سے ساتھ کوں شمال غرب کے گوشہ میں واقع جھٹائی کی تو اولاً وہ بیچارہ بظاہر

کرتا رہا اور باطن پیام صلح کے ہتھیار ہاگر سندھ میں نے اسکی کچھ نہ سنی آخر کار تیار نہ ہوا
 بادشاہ نے ۱۲۳۷ء اور ۱۲۳۸ء کے درمیان لاچار ہو کر اپنی تین حوالہ سندھ میں کے کیا جب اس طرح پر
 سندھ میں گود کو فتح کر لیا تو پھر اسنے کار و بار دہلی کی طرف توجہ کی اور اس حصہ
 میں اسکو خبر ہو چکی کہ ذوالفقار الدولہ مرزا خجفت خان وزیر سلطنت دہلی مگلیا اور بہادر
 مرزا شفیع خان و محمد یگانہ سہدانی اور مرزا خجفت قلی خان اور افراسیاب خان کے جو
 عمدہ سالہ داراوسکے تھے ہوٹ پڑ گئی اور انہوں نے آپس میں لڑ کر اپنے آپکو اور اپنے آپکے
 گھر کو خراب کر دیا اور آغا شفیع خان ہا محمد یگانہ سہدانی اور اسماعیل بیگ خان اوسکے نتیجہ سے
 مارا گیا اور وقت سندھ میں نے فرصت کی غنیمت سمجھ کر شاہجہان آباد کے طرف کوچ کیا اور
 ۱۲۳۹ء ہجری مطابق ۱۲۳۷ء میں بمقام شاہجہان آباد پونجا اور حضور شاہ عالم بادشاہ کے
 حاضر ہوا بادشاہ اوسکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور اوسکی عزت اور توقیر بہت کی اور
 منصب میرالامرائی کا اوسکو عطا کیا اور حکم دیا کہ فرمان بنام لشکر اور بار پونا کے بندھن
 جاری ہو کہ حضور نے لشکر کو اپنا وکیل مطلق مقرر کیا اور اوسکے نیابت میں مادہ سوجی
 کو رکھا اور سردر بار مادہ سوجی سندھ کو حضرت فخرہ محل سوا اور اوسکے عوض میں پانچ
 سندھ میں نے پانچ لاکھ روپیہ بطور نذر کے بادشاہ کے حضور میں پیش کئے اور بادشاہ کو
 اپنی قابو میں کر لیا اور امور سلطنت میں دخل ہو گیا مگر غلام قادر خان سپہ سالار خان
 شیرہ نجیب الدولہ وکیل کی طرف سے اوسکے دل میں خلش باقی تھا کہ وہ وقت
 بوقت اوس سے مقابلہ آرائی کئے جاتا تھا آخر کار اپنی بد کرداری اور ناسمجی
 کے بادشاہ میں وہ بھی نیت و نابود ہو گیا چنانچہ تذکرہ اوسکا آئندہ بطور اختصار کے
 لکھا جائیگا دفعہ ۱۲۳۹ء ہجری مطابق ۱۲۳۷ء میں مادہ سندھ کو طرف متنازعہ وغیرہ کے تعلق

غلام قادر خان نے میدان خانی کی کمر شاہجہان آباد میں بنوا علی کر لیا اور قلعہ علی پر قیامت
 کر کے بادشاہ کو قید کیا اور تمام جوہرات گرانہ اور زر و سیم و دیگر نوادروں و نفاذیوں و خلعت
 کو لوٹ کر غوث گدہ اپنے گنہگار یا اور یہ کمال بے رحمی اور بے دردی سے فوج و سپاہیوں
 بادشاہ خجری کی نوک سے حد قہ جہم باہر نکال دین اور قلعہ بادشاہی اور کلمات سلطانے
 میں پیش و عشرت و ناوش میں کسب کرنا ہر جاہل فوج و مہو جی سندھیہ کی مہتر اسی کے
 نذران کو اسی تو وہ قلعہ سے باہر آیا اور کمال سرمایگی سے عبور و عین کر کے چند سواران
 ساتھ غوث گدہ کی طرف پہاگا اور متصل موضع کہ وہ متعلقہ پر گنہ سر و متعلقہ میرٹھ کے
 گورہ سے کر کے جہرہ میں جا پڑا جب زمینداران نے اسکو وہاں سے نکال کر حوالہ
 سرداران میرٹھ کے جو اس کے تعاقب میں چلے آتے تھے کر دیا اوہوں نے اسکو
 گرفتار کر کے مہتر امین پاس مہاجی سندھیہ کے پہونچا دیا سندھیہ نے اولاً معرفت اپنے
 نوکران کے سر بازار اس سے بھیک منگوائی اور پھر اسکی ناک اور کان کاٹ کر
 کیا اور بعد ازاں انکھیں نکلو کر اور ایک بیہ بین کہو اسکر بادشاہ کے پاس بھیج دین اور تہ تیغ
 اعضا اسکی کو اسے تا انکہ نکت و رسوائی کے ساتھ اپنی جان سے جاتا رہا مصرعہ
 یہ کہ کربلا ہے نہ اچھٹکی ہے بیت از مکافات عمل امین شو گندم از گندم برود
 جو وجود فقہ ۲۰۵ قصہ مہاجی سندھیہ نے بادشاہ کو باوجود انبیائی کے بنام نہاد
 کے بجالا اور برقرار رکھا اور اسکی خدمت گذاری سے علی قدر حوصلہ تصور کیا آ
 سبب زمانہ بالکل اسکی مرضی کے موافق ہو گیا اور اس کے ملک اور خزانوں و فانی
 مدیعت اور کثرت ہوئی اور شہرہ اسکا سوائے نادھوراؤ و زارین پیشوا کو پہونچا اور
 مہو جی سندھیہ کو واسطے فحاشی حاصل نہیں ماضی اور حال کے طلب کیا لاچار وہ گواہ

اور علی بنیاد اور توجہ ہو کر کوئی جگہ چوڑ کر روانہ ہونا کا ہوا ہوا جا کر پیشوا اس سے ناراض ہو گیا
 اور درمیان سلو سکے اور پیشوا کے ایک خفیف سے خجک ہو کر نوبت زخمی ہونے لگا دھو
 کی پہونچی اور ابھی قضیہ تمام تھا کہ یکایک اجل او کی آپہونچی اور بدون فضیلہ حساب پیشوا
 شہداء ہجری مطابق شہداء میں رہا ہی سفر آخرت کا ہو گیا دفعہ ۱۰ ۲۱ اب ہم قصہ شہداء
 چوڑ کر طامس صاحب کی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ طامس صاحب عرصہ تک دہلی میں رہا تو اس نے
 سات سو آدمی ملازم جدید نوکر رکھ لئے اور ایک جمعیت شالیستہ ہم پہونچا کر روانہ کرنا
 تجارت وغیرہ کا ہوا اور اشارہ راہ میں قضیہ گوڑگانوہ کو جو عکدار سی بلیم سرو میں تھا لوتا
 ہوا قضیہ تجارت میں پہونچا اور وہاں کے باشندوں پر سختی اور خجاکت جداس سے عکدار سی
 بٹھا کر روانہ چھڑکا ہوا اور تمام راستہ ذیہات کو مارتا ہوا اور پہونکتا ہوا چھڑکا یا تو یہاں
 آیا کا قایم تھا اور کسی نے کچھ سرکشی نہ کر اور اس مقام پر طامس صاحب نے چاہا کہ وہ کچھ روپیہ
 چھڑکے لیکر فوج کو تنخواہ تقسیم کر دی لیکن علی چھڑکے سبب ہونی بجائیں کے روپیہ دینے
 سے انکار کیا لاچار طامس صاحب نے بارادہ چارہ جوئی کے بہادر گدہ کو کوچ کیا اور اس وقت
 میں بہ سبب ملتی تنخواہ کے فوج طامس صاحب کی بہت کم ہو گئی تھی صرف تین سو آدمی
 اس کے ہمراہ ہو گئے اور وہ بھی کچھ قواعد دان تھے اور بہادر گدہ سے بڑا آگے موضع
 میں زمینداروں نے اپنے غلط فہمی سے اس کو دشمن پاکہانڈہ راؤ کا جاگرا اس سے بہت
 اور فر دیا اس واسطے طامس صاحب نے موضع مذکور پر حملہ کر کے اس کو لوٹ لیا اور وہاں
 روپیہ اس کے ہاتھ آئے اور جو کہ موٹہ کہ سے دہلی قریب تھی اس واسطے یہاں جا رہا تھا
 طامس صاحب کا بلیم سرو اور مرثیہ حکمران دہلی کو پہونچا تو ان کو ہم حرکت او کی ناگوار گزری
 لامحالہ وہاں سے کچھ فوج اس کی تنبیہ کو مامور ہوئی طامس صاحب خبر سنتے ہی تجارت کو

کوچ کر گیا دفعہ ۲۱۰ تجارہ میں پہونچ کر ایک خط آپا کھانڈہ راو کا اویکے پاس میں بھیجواں لکھا
 میری فوج بسبب ملنی تنخواہ کے مجھ سے باغی ہو گئی ہے اور گوال اور سیال اور سندھ میں اپنے اوتوں
 بھاگ دیا ہے اور یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر تم آپا کو کٹر کر سجاوے حوالہ کر دو گے تو ہم تمہاری تنخواہ
 کی بیباقی کردینے کے واسطے سپاہ نے میری حالت تنگ کر رکھی ہے اور نین قلعہ کوٹ پولی
 میں محصور ہوں پس اگر تم جلد میری مدد کو نہ پہونچو گے تو میں مجبوری بہ سبب ہم پہونچنے
 رسد اور باندی سلسلہ عیان اطفال کے اپنی تین حوالہ دشمنوں کے کر دوں گا دفعہ ۲۱۱
 بعد پہونچنے خط مذکور کے طامس صاحب کو جس محبت ملازمی سے قرار باقی رہا اور اگرچہ
 دن جڑ گیا تھا اور شدت بارش کی م لینے نہ تھی تھی مگر کسی بات پر خیال نہ کر کے
 اوی وقت چل نکلا اور تمام دن رات عید الاضداد دُرد سوپ کر کے تیس گروں روز دہر
 دو بجے قریب قلعہ کوٹ پولی کے پہونچا اور اس وقت بہ سبب شدت بارش کے دشمنوں نے
 جو باہر قلعہ کے پڑے ہوئے تھے کچھ مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ کی دیواروں کے نیچے خیمہ
 ہوا اور درمیان طامس صاحب اور آپا کھانڈہ راو کے آمد رفت پیاموں کی جاری ہو گئی
 اور سد ہی اندر قلعہ کے پہونچنے لگی اور وہ حالت ضیق آپا کی جاتی رہی دفعہ ۲۱۲ جو کہ
 فوج مخالفین و زبرد زور بکرتی جاتی تھی اس واسطے طامس صاحب نے مقابلہ اوصاف آرائی
 اون سے مناسب دیکھی اور آپا کھانڈہ راو کو صلاح دی کہ اب یہاں سے نکل کر قلعہ کا فائدہ
 کو چلے اس مقام پر امید بجاؤ کی سرخچہ اعدا ہے کم سے چنانچہ موافق صوابدید طامس صاحب
 اگلے روز آپا اسی اضا اور پوشیدگی سے نکل گیا کہ کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی اور از انجا کہ
 اس امر کا اندیشہ قوی تھا کہ مخالف لوگ آپا کا تقاب کرینگے اس واسطے طامس صاحب نے
 اپنی فوج کی اس سے جا ملا اور بہت دور گئے تھے کہ یہاں سے ہراول فوج دشمنوں کی نظر پر نہ

اس واسطے طامس صاحب نے حبیب پڑا سبھی فوج ہمراہی کی کر کے آپاسی کہا کہ آپ ہاتھی
 پر سوار ہو کر زمینان فوج کے اپنی نمائش کیجئے تاکہ اہل فوج کو تقویت اور دلاسا ہو جو قوت
 کہ آپا ہاتھی پر سوار ہوا فوج ہمراہی کے دل قوی ہو گئے اور ننگ حراموں سے
 محاربہ اور مجاہدہ کو مستعد ہوئے مگر باغی لوگ یہ طریقہ دلاورانہ اونکا دیکھ کر لوٹ
 گئے اور طامس صاحب نے بدن جنگ و جدل کے اپنی آقا کو باہن اور اسائش قلعہ کا نوڈ
 میں داخل کر دیا اور اوسنے جلد ہی اس حسن خدشی کے طامس صاحب کو مبلغ تین ہزار روپے
 انعام اس واسطے دیئے کہ وہ ایک ہاتھی اور ایک بالکی اپنی حیثیت کی لائق خرید کر لے اور
 یہی حکم دیا کہ دو سو سوار اور دو سو پیادہ اور اپنی فوج میں بد ہالی اور برگتات جھجھ اور سری
 ماند ہتی اور پاؤدہ جنگا حاصل سالانہ اس وقت ڈیڈ لا کہہ وہ یہ تہادوام کیواسطے اوسکو
 بطور جاگیر کے عطا کیئے اور اپنے پاس سے حصت کر دیا دفعہ ۱۱۱۰ چلتے وقت آپا کہانڈہ
 راوینے طامس صاحب کو حکم دیا کہ اضلاع سیوات کا بندوبست قرار واقعی کرنا چاہئے کیونکہ
 گنگا شن زمیندار رئیس قوم اسپر نے صرف سرکشی ہی اختیار نہیں کی بلکہ اوسنے گوبال اور
 جنرل فوج سندھ سے عہد اس امر کا کر لیا تھے کہ اون اضلاع پر عملداری سندھ سے کی
 کروادونکا اور یہ بھی اوسکی گوبال او کو لکھا ہے کہ جو کچھ حاصل اونکا آپا کہانڈہ راو سندھ
 کو دی جائے مقدار اصلی اوسکی دس سے بہت زیادہ ہے پس لازم ہے کہ تم بیان سے جا کر فوراً
 اوس سرکشی کی سرکوبی اور گوشمالی کرو چنانچہ طامس صاحب نے تعمیل حکم آپا کے قصد
 سیوات کا کیا اور گنگا شن یہ خبر سنکر بہاؤن میں جا چھا مگر طامس صاحب نے اپنی حکمت علی
 سے اوسکو گرفتار کر کے آپا کے پاس بھیج دیا اور خود سردست اوسکے پیچھے نئے ہانڈ تار او
 انجام کو وہ وہاں چنی ہوا اور انواع انواع کی تکالیف اور شداہاد ہائیں اور شکست کہا کر

جھجھک چلا آیا اور وہاں آنے پر جھد زینداران دیہات نواحی پیچھے سرکش ہو گئی تھے
 انہوں نے اطاعت قبول کی اور زر مالگذاری اپنے اپنے وہم کار دیہات اور تھانوں
 باقی ماہ فوج کی بھی تقسیم ہو گئی اور اسی زمانہ میں گونا گویا سولہ ہزار سپاہیہ کا بھی بعض
 اپنے آقا کے آیا اور عہدہ سپاہی سے منزل پا کر صرف نایب سپہ سالار رہ گیا اور لکھنؤ
 دلو اور جگوا باباؤ کے قائم مقام مقرر ہوئے دفعہ ۱۱۵ چند روز بعد فوج لکھنؤ دادا اور
 جگوا باباؤ کے آقا کے قریب پہونچے اور آپانطور استقبال کے ان کے لشکر میں گیا
 اور وہاں اول تو اسکی بہت تواضع و تعظیم ہوئی مگر پھر کچھ بعد اس کے مطالبہ اس
 درمیں ہوا جو بات محاصل ضمیمہ کے اوپر سندھیہ کو دنیا واجتبا اور سرداران کو
 یہ بات کہی کہ آپ جب تک زرقیہ ادا کر دینگے کہو سے باہر جانا ضمیمہ ہو کا دفعہ
 ۲۱۶ جو مطالبہ آپ سے تھا اگرچہ تعداد اسکی دوا کہہ روپیہ سے کم تھے مگر آپا کو اس
 استطاعت اسکی ادا کی مطلق نہ تھی اس واسطے اس نے باہر لا چاری اپنے ملک کا
 ایک بہتر حصہ بطور ہین حوالہ بابو پھر نویس کی جو سرکار پونا کا ایک حاکم تھا کر دیا اور اس
 روپیہ لیکر اپنا دین ادا کیا اور یہ بات قرار پائی کہ جو فوج یا بو پھر نویس واسطے تحصیل زر
 مالگذاری کے نوکر رکھے تخواہ اس کے فتنہ آبا کہاندہ راؤ کے رہی اور ہر خید کہ منجملہ ملک
 مرہونہ کے تین پرگنات نواح میوات کی وہ تھی جبکا تعلق طامصاحب سے تھا اور ان
 پرگنات کے رہن سے اس کو نقصان ہی بہت پہونچا لیکن اس نے ازراہ وفاداری اور
 دسوزی اپنے آقا کے کچھ اسکی پروا کی دفعہ ۲۱۶ چونکہ مقیدی آبا کہاندہ راؤ کی
 لشکر لکھنؤ اور جگوا سرداران سندھیہ کے مشہور ہو کر ملک میں یک گونہ بی رحمی ہو گئی
 تھی اور اکثر گانو کی زمیندار پرہر کئے تھے خصوصاً ساکنان قصبہ میری ٹو شدت سے

شرحی ملاحظہ فرمائیے
 میری ٹو شدت سے
 میری ٹو شدت سے
 میری ٹو شدت سے

اور خود سیر ہو گئی تھی اور جو حالت دستا سے دماغ اٹھ چلا تھا اور احکام آگے سنوا کر تیار تھی
 نادیہ بھائی کی وہاں آئی تھی اس واسطے صاحب کے چہیت آتے ہوئے فرمایا تھا تجھے کب سیری پر
 جڑ بانی کی اور طرستانو میں سوا سا کسان سیر اور رفقہ او کی کرتی میں نذر چوتھاں بجا اور تہو خواہوں
 اور طرستانو گڈہ کی نوکر رکھ لئے تھے سو صاحب نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ
 مثل طوفان موج خیز کے گڈیری پر حملہ کیا تو سیری والوں نے نہایت استقلال اور شاکستہ
 قدم سے او کی بدافعت کی اور ایسے بے جگر ہو کر اڑے کہ طامس صاحب کو بعد اودھا نے
 نقصان عظیم کے وہاں سے پس پا ہونا پڑا اور ایک سردار یہی فوج او کی کا زخمی ہو کر
 بحالت بد جو اسی دشمنوں کے پنجہ میں پھنسا رہ گیا اور گواروں کی ایسی ہی ہوئی اور حقیقت کی
 کہ طامس صاحب کی فوج ہراساں ہو گئی اور فرید پیران حریفیوں نے یہ کیا کہ شہر میں کئی
 جگہ آگ لگا دی اور اس کے شعلہ زنی نے چاروں طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ موقع
 فرار ہی باقی نہ رہا اور سب زیادہ ایکسے حسرت یہ ہوئی کہ اون بیدردوں نے سخت
 وحشیہ بن سے طامس صاحب کی فوج کی نظروں کے سامنے اوس بیچارہ زخمی سردار کو
 پکڑ کر آگ میں ڈال دیا ایسی حالت میں دفعتاً گرم حرارت شجاعت فوج طامس صاحب کی
 حرکت میں آئی اور طیش کہا کہ پیراؤسنے حملہ کیا اور طبعی ایسی آنگ اور جو جس طبعیت کے ساتھ
 تھا کہ اوس کے روکنے اور دفع کرنے کی کسی کو مجال نہ ہوئی کہتے ہیں کہ اس حملہ میں
 اعز الدین ساکن قصبہ نبت عامل پر گنہ چہر نے جو ایک آدمی متقی اور ملا وضع تھا اور ملاویہ
 اطوار ملانہ اور مولویانہ دیکھ کر گنوار لوگ منحرف ہو گئے تھے بڑی جرات اور بہادر کے اور
 شمشیر لقمہ صفت اعدا میں بید ہرک پہونچ کر وہ کشتش اور کوشش کے کہ گوار لوگ اوس کا لوہا
 مانگئی اور سوا سے ملا مسجد کے اوس کو رستم خٹک ہی جان گئے اور گڈہ پر قصبہ طامس صاحب

کا ہو گیا اور سوت فوج طامس صاحب نے بغرض تمام خون سردار سوختہ کے ہمہ ولولہ کیا کہ
حقیقہ روگ قلعہ میں محصور ہیں سب کو جان سے مار ڈالنا چاہا اس واسطے اڑھائی کو بہت
وقفہ کنج گیا یہاں تک کہ جو لوگ پہلے فرار ہو گئے تھے وہ دم لیکر پھر ٹوٹ آئے اور آگ
لگے اور انکی فتنہ تو اوہوں نے ایسی کر دی کہ طامس صاحب قریب المہریت ہو گیا
تہا کر اوکی فوج نے بھی کوئی دقیقہ عدو مالی اور دشمن کشی کا باقی نہ رکھا لاچار غنیمت گوگ
آہستہ آہستہ دفع ہونے لگی اور ہر سو ان طامس صاحب کو پیچھے ہوئے اور شہر سے ٹکڑے
جنگل میں ایک اور بھی سخت جنگ آون وقوع میں آئی اور زمین بھی دسے مغلوب ہو
چنانچہ اکثر اون میں سے مجروح اور مقتول ہوئے اور باقی جان بچا کر اطراف جو آب
کو بھاگ گئے دفعہ ۲۱۸ ابھی نظام زمینداران دیہات شمر د کا اچھی طرح سے نہیں
ہونے پایا تھا کہ آپا کھاندہ راؤ نے طامس صاحب کو لکھا کہ بالفصل آمدنی مالک محرم
تمہاری کی اس قدر نہیں ہے کہ وہ واسطے مصلحت تمہاری فوج کے کافی ہو سکے اس
تکو چاہئے کہ اپنی بیٹوں کو موقوف کر کے ہمارے لشکر میں جج بالفصل ملک آؤ راجہ میں ہے
چلے آؤ الا طامس صاحب نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور جو ابدیا کہ تا وقتیکہ قبیلہ تنخواہ
نہیں جیادوی موقوفی بیٹوں کی غیر ممکن اور خلاف مصلحت ہے اور بعد اس کے خود طامس
ابا کی ملاقات کو گیا اور اسکو قرب جوار الور میں پایہ دفعہ ۲۱۹ عند الملاقات آیا کہا کہ راؤ
نے طامس صاحب سے زیادہ کہا کہ سرداران مرہٹہ تمہاری طرف سے بہت اندیشہ
ہیں کہ شاید تم کبھی قابو پا کر خود سندھیہ سے بھی بغاوت اختیار کرو اس واسطے تمہارا ہاں بہتار
موقوفی کے ہیں حالانکہ یہ بیان آیا کہ اندہ راو کا غلط پایا گیا کیونکہ اگلے روز سر محفل خود
لکھوانے طامس صاحب سے یہ کھٹرت سے دو ہزار آدمیوں کے اور سرداری بخشی کر

دو لاکھ روپے
دفعہ ۲۱۸
دفعہ ۲۱۹
دفعہ ۲۲۰
دفعہ ۲۲۱
دفعہ ۲۲۲
دفعہ ۲۲۳
دفعہ ۲۲۴
دفعہ ۲۲۵
دفعہ ۲۲۶
دفعہ ۲۲۷
دفعہ ۲۲۸
دفعہ ۲۲۹
دفعہ ۲۳۰

طامس صاحب نے اوسکو قبول نہ کیا کیونکہ آپا کا ملک علانیہ اوس سے اخراج کر گیا تھا اگر کسی
 حالت میں آپا کو طامس صاحب چھوڑ دیتا تو وہ بالکل تباہ اور برباد ہو جاتا اگرچہ آپا نے اوس
 ساتھ دھوکہ کیا مگر اوس نے اپنے اخلاص بطنی سے اوس سے کنارہ نہ کیا اس بات پر آپا اپنی
 کردہ سے بہت نادام اور نشان ہوا اور طامس صاحب سے معافی باجراے گزشتہ کے چاہا
 سو طامس صاحب کو اوس کے کچھہ دغا یا فریب کا منظور نہ تھا سو اسطے وہ بالکل عساکر
 ہو گیا اور بعد حصول اجازت آپا کے اپنے پرگنات کو لوٹ گیا اور اونکانہ دست
 اچھی طرح سے کر لیا اور اپنی فوج کی دو بلٹن بنالین اور اونین ایک کو واسطے تحصیل مال
 علاقہ میں بھیجا اور دوسرے کو اپنے ساتھ رکھ کر جہر میں ہا دفعہ ۲۰ چند روز بعد
 آپا کا نڈہ راؤ نے دریاں لکھوا اور بابو پٹرنوئیس کے چمکڑا کرادیا سو اسطے اوسکو کانوٹہ
 چلے جانیکا موقع مل گیا چنانچہ وہ روانہ کانوٹہ کا ہو گیا اور جاتی دفع طامس صاحب کو لکھا
 کہ بابو پٹرنوئیس کا عامل پرگنات مریہونہ سمجھ اوٹھا کر اپنا عامل مامور کر دینا کہ طامس صاحب
 فی الفور تعمیل اوسکی کر دی اور جب چند روز میں آپا کا نڈہ راؤ مارنول میں آیا تو پھر طامس
 صاحب نے وہاں جا کر اوس سے ملاقات کی اور باہر گردونون کی شکر رنجی واقعہ ہوئی
 سب کا یہ تھا کہ آپا کا نڈہ راؤ ایک برہمن سے جو طامس صاحب کی پناہ میں تھا مصادرہ
 طلب کرنا تھا اور طامس صاحب اوسکے شفاعت کرتا تھا اور آپا کو اوس سے مصادرہ لینے
 میں اصرار بڑھتا جاتا تھا آخر کار نوبت باہن رسید کہ ایک روز آپا نے طامس صاحب کو
 اپنے پاس تنہا بلا کر ارادہ گرفتاری کا کیا مگر قانونہ چلا اور طامس صاحب بھی منسل گیا اور
 دست لقمضہ شمشیر ہو کر مرنے مارنے کو طیار ہو گیا اور بد مزہ ہو کر اپنے لشکر کو لوٹ آیا
 اور یہ بات کہہ آیا کہ ہم ایسے ناقد رونکی نوکری نہیں کرتے ہیں مگر اگلے روز خود آپا کا نڈہ

طامس صاحب کے فوج میں گیا اور وہاں جاکر بغیر و معذرت جبر فقہان کو شتر ظلم میں غنا خراب کیا اور اسکو واسطے تحصیل زر مال گذار پر گناہ میوات وغیرہ بھیج دیا خیر طامس صاحب نے اطلاع ماتحت کے بندوبست میں مصروف ہوا دفعہ ۲۲ مارنول سے کہ طامس صاحب اپنے علاقہ کے بندوبست میں سرگرم ہوا اور کچھ عرصہ بعد فوج ناکوں کی جواب کے علاقہ کی گذری اور ان سے صورت ناموافقت کی ہو کر فوت محاربہ کی پہونچی تو ان کی ساتھ لڑنا ہر دو ارتکب چلا گیا اور جبے دو آگ لڑا تو آکر وزلشکراوسکا مقام شاہی کے تھا کہ وہاں ایک آپا کہاٹھ راؤ کا اس کے نام بدین مضمون پہونچا کہ محکوبیاری کا بہت غلبہ ہے اور اس صحت کی باقی نہیں ہی ہے اس واسطے میرا ارادہ ہے کہ میں اب ایام واپس اپنے کوشنہ ایہ عن دنیوی میں شغل کران اور اس واسطے میں اب بہت اشتغاق گنگا جی کو جاتا ہوں اب اگر تمکو مجھ سے ملاقات آخری کرنی منظور ہو تو جلد اگر لمبا دو گرنہ مصرعہ پس انکے نام سے بچہ کار خواہی آمد دفعہ ۲۳ ہجدر دریافت بحال کے اس کے دل میں محبت آپا کے جوش زن ہوئی اور بحالت حسرت و افسوس اس کے طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا تاکہ قبل از مرگ اس سفر ملک سے کم کو ایک دفعہ دیکھ لے اور اگر ممکن ہو تو کلمات تشفی اور استراحت اسکو گرداب یافتن مرادی سے نکال کر حاصل لائق طور پر پہونچا دے اور ارتکاب خود کشی کہ مذموم ترین فعل ہے باز نہ کی لیکن ہنوز منزل مقصود تک پہونچنے پایا تھا کہ انار راہ میں خبر پائی کہ آپا کہاٹھ راؤ نے اپنے آپکو جنابین دُبور ہلاک کر دیا اس کے مرنا طامس صاحب کو بہت غم اور ملال ہوا کیونکہ آپا کہاٹھ راؤ ایک مرد بہادر اور بامروت تھا اور اس کے تربیت اور دستگیری سے طامس صاحب نے اپنے آپکو اس تہ تک پہونچایا کہ ہوائے گردن اور کشور کشائی کی اس کے دماغ میں چھا گئی مگر طامس صاحب کے استقلال

نہیں اور اس کے بعد کہ وہ اپنے
اپنے اپنے گھر میں رہے۔

سالہ اول
۱۱۸۰
۱۱۸۱
۱۱۸۲

اور وفاداری کو بھی تحین کرتے ہیں کہ باوجود تلون طبعی آپ کے اسکے حین حیات میں اس
جادو سن عقیدت سے کہی قدم باہر نہ کیا اور اسی خوش نیتی کا ثمرہ تھا کہ تھوڑے دنوں
اوسنے تمام پنجاب اور رحبتان میں اپنی محبت اور دلاوری سے نام پایا اور تا ایام ساحت
طالع بلفہ ایک جذبی اور ازاد حکومت قائم کر کے وہاں ہاں روگ آتا رہا انھی کے
کردار و منہ روم شدہ ہر کہ خود را دید و محروم شدہ بیان سند نشینی باون را و مہر
اور وقوع مناقشہ در بیان اوسکے اور طامس صاحب کے اور آخر الامر
رئیس خود مختار ہو جانا طامس صاحب دفعہ ۲۲ بعد وفات آپ کے باون
اوسکا ہتھیار ۱۲ ہجری مطابق ۱۱۸۰ء میں اوسکی جگہ سند نشین ہوا اور وہ ایک جوان مغرور
نا تجربہ کار تھا اوسکو لوگوں نے اس امر کی تعجب و کہ جو برکات چہرہ وغیرہ اوسکے چہانے
طامس صاحب کو جاگیر میں لے تھے وہ ضبط کر لئے جادوین اس واسطے باون را و نے
اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ برکات بند کو طامس صاحب کے قبضہ سے نکال لئے طامس صاحب نے
اس کیفیت پر وقوف پا کر باون را و کو لکھا کہ تم محض یہ معاملہ کرتے ہو یہ برکات تھوڑا چھوٹا
نے دوام کے واسطے جاگیر میں سے ہیں ہم اونکو کبھی نہیں چھوڑینگے اور اگر تم اوسکو
انحق فریقین میں جو نریزی ہوگی اور دھور تیکہ تم فساد سے باز ہو گے تو تمکو کسی قدر ادائی
خراج سے بھی غدر نہیں ہے مگر باون را و نے اوسکی تحریر پر کچھ التفات نہ کیا اور حالہ
جنگ پر جا پڑا دفعہ ۲۲ غرض کہ دونوں طرف سے فوج کشی شروع ہوئی اودہر کانوئہ
باون را و نے اپنی فوج کے روانہ ہو کر موضع کوسلی پر گنہ چھر میں آیا اور اوسپر تصرف اپنا کر لیا اور پھر
چہر سے طامس صاحب کے لشکر کو لیکر پہونچا اور اوسنے فوج حرکت کوسلی کی دیواروں کے
نیچے خمیہ زن دیکھا اور بلحاظ اس امر کے کہ طامس صاحب کو خواہ مخواہ کچھ پر خاش منظور نہ تھے

اوسنے دیرہ اپنی فوج کا فاصلہ بعد پر کیا اور درپے اس امر کے ہوا کہ اگر ہو سکے تو صلح کر لی
 جائے اور اس سب سے اوسنے اپنی فوج کو حکم دیدیا کہ اپنی طرف سے کسی طرح مصد زکمی نہ ہو
 نہوں کر یہ عمل کچھ شجہ صلاح اور فلاح کا ہو اکیسا سمجھتا کہ باؤن راؤ کے فوجی ادی اکثر طاس
 صاحب کے لشکر میں آجاتے تھے اور اہل لشکر کالی گفتار جاتے تھے اور ایک دفعہ کسی
 واردات پہنچ کہ باؤن راؤ کی نوکروں نے طاس صاحب کے لشکر یوں پر بند و قین سر کر دیں
 کہ وہ لوگ زخمی ہو گئے اور علاوہ اسکے باؤن راؤ کو ہمیشہ دیہات گرو فوج کے دہقاؤں
 مدد اور کمک پہونچتی جاتی تھی اور وہ طاس صاحب سے روبرو نہیں ہوتا تھا مجبوراً
 طاس صاحب نے سوائے اسی کے اور کچھ چارہ مذکیہ کہ فوج باؤن راؤ پر حملہ کیا کہ
 اوس پر ب لوگ جا بجا متفرق اور منتشر ہو کر بھاگ گئے اور کچھ لوگ اندر چار دیواریں
 گانو کی محصور ہو گئے طاس صاحب نے گانو کا محاصرہ کر لیا اور مورچہ بندی اپنی قائم کر کے
 اور تازی گولیاں اویس وقت ڈال کر بند و قین بادی شروع کر دیں اور بہت عرصہ نہ کچھ ہوتا
 کہ انہوں نے گانو کو چھوڑ دیا اور باؤن راؤ کا نوٹ چلا گیا اور طاس صاحب کو بیخافہ
 کہ اگر آپ کا نوٹ میں آویگے تو میں آپسی ملاقات کرونگا اس واسطے طاس صاحب کا نوٹ
 پہونچا کہ باؤن راؤ قلعہ سے باہر نہ نکلا اور جا ہا کہ طاس صاحب کو قلعہ کے اندر بلا کر اس پر
 اس واسطے طاس صاحب نے اندر قلعہ کے جانا قبول کیا اور سلسلہ مصاحت درم درم
 ہو گیا اور ادھر طاس صاحب کو خبر پہونچی کہ سکھوں نے جھجھکیرٹ قصد ترکنا رکھا
 ہے اس واسطے طاس صاحب کا نوٹ ہے اپنے ملک کے حدود میں لوٹ آیا دفعہ ۱۲۵
 بعد پہونچنی جھجھکیرٹ کے طاس صاحب نے کچھ فوج تو یہاں چھوڑی اور باقی فوج لیکر خود واسطے
 مدافعت سکھوں کے روانہ کرنا ل ہوا اور وہاں کئی ایسا سکھوں سے ہوئیں اور انہیں

کچھ
 دیر

بالیو آدمی طامس صاحب کے اور ہزار آدمی سکھوں کے مارے گئے اور آخر کار معاملہ صلح
 ختم ہوا دفعہ ۲۲۶ ادھر تو طامس صاحب ہجیر سے واسطے دفعہ سکھوں کے روانہ کرنا لگا
 ہوا اور اوپر یہ خبر سنکر باون اوٹے جھیر رچڑ ہائی کی اور وہاں ہونچ کر مورچہ بند
 کر کے جنگ توپ اور رہکھ کی شروع کر دی اور جھیر کے اندر شتابان سردار طامس
 صاحب کا بھی توپ لگا کر جواب ترکی کا ترکی میں نے لگا اور اسی طرح پندرہ دن
 روز تک طرح طرح سے گولہ اندازی ہی اور ہوز نوبت اختتام جنگ کی نہ ہونچی تھی
 کہ طامس صاحب بعد صاحت سکھوں کے کرناں سے مراجعت کر کے جھیر میں آہونچا
 اور اوکے ہونچتی ہی باون راؤ جھیر سے واپس کانڈ کو چلا گیا اور آخر کار درمیان
 طامس صاحب اور باون راؤ کے آشتی ہو گئی اور طامس صاحب نے اپنے آپکو رئیس زاد
 اور مختار بنالیا اور ملک پر پانہ کو سندک کے اوکی تفتیح اور تسخیر شروع کر دی دفعہ
 ۲۲۷ اولاً طامس صاحب نے موضع کاہگور پر حملہ کیا مگر جو کہ باشندگان کاہگور نے اڑھ
 جیت اور دلاوری کے اونس سے مقابلہ اور محاربہ کیا اور ایسی بی جگہ اور سنیہ سپہ سالار
 کے کہ طامس صاحب کی تین سو آدمی مارے گئے اس واسطے طامس صاحب پس پاموگر علیچ
 ہو گیا اور یہ سبب طغیان بارش کے مورچہ بندی تو نہ کر کا لگا لگا دو سکے چوکیان مقرر کر دیں
 اور باہر کے لوگوں کی مدد اندر گانوں کے بنانے دی جب گانوں والوں نے یہ حال دیکھا
 تو تنگ ہو کر گانوں سے نکلے اور فقط طامس صاحب پر پورش کیا اور ایسی سختی اور پرہی
 مارا کرتے ہوئے آکر گئے کہ طامس صاحب کی کل فوج فرار ہو گئی اور صرف پانچ
 آدمی باقی رہ گئے مگر جو کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ گنوار لوگ کیسی ہی سورمان اور دل چلے ہوں
 لیکن فوج آزمودہ کار سے عہدہ برآہن ہو سکتے آخر کار بار بار کی زد و ضرب طامس صاحب

سے گانوالہ واز ہو گئے اور طامس صاحب نے حکومت قائم کرنا ہوا طرف نواح ہائیں اور
حصار کے چلا گیا اور وہاں جا کر سکھوں اور بھٹیوں سے اس کے عملداری اپنی بنیاد کر لی
۲۲۸ اب ملک ہریانہ کا جو دہلی سے نوے میل تک شمال اور مغرب میں ہے قبضہ
نصرت طامس صاحب میں آگیا چنانچہ وسعت اس کی اتنی کوس تک جنوباً شمالاً اور
اس قدر شرفا غریبا ہو گئی اور حدود قلمرو اس کے شمال میں راج صاحب سنگھ سردار پٹیا
اور گوشہ شمال مغرب میں ملک پٹیاں اور غرب میں راج بیکانیر اور جنوب میں راج جیور
اور گوشہ جنوب اور مشرق میں پرگنہ دادری اور مشرق میں ضلع متصلہ دہلی اور گوشہ
شمال اور مشرق میں رستک اور پانی پت وغیرہ سے ملتی تھیں دفعہ ۲۲۹ صورت قلم
طامس کے بیضاوی یا تنویری تھی اور قصبہ ہانسی کو اس نے اپنا دارالریاست بنایا اور اس
قلعہ کی مرمت اور درستی کر کے اس کو خوب مضبوط اور استوار کیا اور قصبہ ہانسی
سے جو اس کی حکومت گاہ تھی سولہ اور بیس کھستک عملداری اس کی علی الاتصال بلافا
اطراف مختلفہ میں تھی کہ خاص حصہ اس کی شمال میں دریا گنگا اور جنوب میں قصبہ ہل اور شرق
میں مہم اور غرب میں بہادرہ سمجھے جاتی تھی اور آٹھ سو موضع اس میں شامل تھے اور تفصیل
عام کل پرگنات ماتحت طامس صاحب کے یہ ہے

پرگنات مفتوحہ طامس صاحب / پرگنات جاگیر عطیہ آپا کہا تہہ راؤ مرہ

جہاں پور	ہانسی	برہوالہ	گوباندہ	برہی دہلی	ماندوتھی	پاؤدہ	بادلی یعنی دادری
اردو	حصار	بہادرہ	سنگ	سوالی	بہر		
دشام	ہم	سفیدون	جہیہ	گوباندہ			

دفعہ ۲۳۰ بعد فتح ملک ہریانہ کے طامس صاحب نے باطنیان و استقلال خاطر ترقی و ترقی
ممالک محروسہ اپنے کا شروع کیا یعنی اولاد دارالضرب بنا کر سکھ اپنے نام کا جو معیار حکومت

آزاد کا ہے جاری کیا اور بہت طیاری بنا دتی اور اتواپ اور ازاد یاد اور تربیت افواج
 میں یہ صرف یہاں تک کہ اس کے پاس بچاؤ برب توپ اور آتھ پلٹن ہزار ہزار آدمی
 کی اور ایک ہزار سوار اور ساڈہ تین ہزار اور سپاہ مختلف جو ہیلہ وغیرہ کے ہو گئی دفعہ
 ۱۳۴۰ء جو کہ موضع بیری و دوہلہ میں بحرہ و کانہور وغیرہ دیہات غریبی جہر کے ہمیشہ مصدر قلعہ
 اور فساد لی رہا کرتے تھے اور سرکوبی اور دباؤ اور نکاہدوں تذاویر عقول جنگ و جدل
 کی نہیں ہوتا تھا اس واسطے جارج طامس صاحب نے جہر سے چار کوس کے فاصلہ پر قلعہ
 دیہات تھمردین کے ایک قلعہ خام طیار کر کے وہاں ایک گاؤ آباد کیا اور نام اس قلعہ
 اور گاؤ کا اپنے نام کے اول جزو کے اعتبار پر جارج گڈہ جواب غلط العام جہاز گڈہ
 مشہور ہے رکھا اور وہاں توپیں اور سامان حرب اور گودام ہر ایک جنس کا جمع کر کے قلعہ
 اس کے نام شہانجان افغان ساکن موضع جہاز ضلع ملہ شہر کے مقرر کی اور عاملی
 جہر کی جہان توپخانہ وغیرہ سامان آتش مخفانی کا پہلے سے موجود رہا کرتا تھا ضابطہ خان
 بلوچ ساکن فرخ نگر کو سوہنی دفعہ ۱۳۴۲ء چند روز بعد اتفاق جانے طامس صاحب کا بطرت
 ملک موٹے ہو اور پیچھے اس کے ضابطہ خان علی جہر نے یہ زیادہ سری اور درگاہ
 کی کہ علاقہ ریواری عملہ ارمی دولت رام سندھیہ میں سے گاڈیان محمولہ کہا تھا مالیت و
 لوٹ لین چنانچہ کانگریس نے شہر پر وں صاحب جنرل فوج سندھ بھیا جاکر اس قلعہ
 اس کا رجوع کیا اور سپر شہیاد صاحب موصوف سے ستر لوٹ صاحب فرامیں سے
 چار پلٹن اور توپخانہ کے واسطے تدارک ضابطہ خان کے مامور ہو اس واقعہ سے جہر میں اگر
 توپیں اپنی لگا دین اور پندرہ میں وزن تک ضابطہ خان کہ اس کے حمایت اور پشتی پر شہر والہ
 ہی تھے لڑتا رہا آخر کار ضابطہ خان تاب مقاومت کی نہ لاکر شہر چھوڑ کر فرار ہو گیا اور لوٹ کر

نے شہرین داخل اپنا کر کے والی خان افغان اور جیون بھی الی امی و چند بقالان اور کچھت را
 کایتہ وغیرہ اونیں نفر عشر شہر کو گرفتار کر کے بمقام کول پاس بیرون صاحب کے لیگنان
 سب لوگ لعلت مواخذہ مال مغرورہ کے قید ہوئے جب طاس صاحب مواسے واپس آیا تو اسنے
 شہر چھوڑے اور روپیہ بطور دندہ کے وصول کر کے معرفت گیش بندت وکیل انہی کے
 جو دربار بیرون صاحب میں ہا کرتا تھا بیرون صاحب کی پاس بھیج دیا اور عیسان چھوڑ کر تھکرا دیا
 دفعہ ۳۳ اگرچہ طاس صاحب کی طرف سے زرتاوان اعز ابہ ہائی غارتیدہ کا ادا ہو گیا مگر کچھ
 شوخی ملا زمان طاس صاحب کی جنرل بیرون صاحب سپہ سالار دولت رام سندھیہ کو نہایت
 نہایت ناگوار گزری اور دل میں سوچا کہ ابھی توڑی دنوں سے اس شخص کو مالک خبر دوی
 ملگئی ہے اور سپر ہیڈ مانع اسکا چلا کہ ہماری عملداری میں دست درازی کر لیگا اگر خدا بخوات
 اسکی ریاست کو کچھ قیام ہوا تو دیکھا جائے کہ کیا فتور برپا کریگا معصم اب تو بالائے برائے
 قیامت ہوگا ابھی سی کچھ فکر اسکا کرنا چاہیے اور بعد قوت پکڑنے کے پرہیزگاری و کاد
 ہوگا امیات درختی کہ انون گرفت ست باہر بنیروی مردی برآید زجا و گرہنچان و زکار
 بی و مگر دونوں ازینج برنگسلی و سرچشمہ شاید گرفتار میں و جو پرستند شاید گذشتن بیل
 اسواسطے اسنے کیفیت حال سے دولت رام سندھیہ کو کہ اسوقت دکن میں تھا آگئی
 دی وہاں سے طاس صاحب کو دولت رام سندھیہ نے لکھا کہ درینو لاہاری اور حسوت راو
 ہو لکروالی اندور کی لڑائی ہے تو لکھو چاہئے کہ باتباع بیرون صاحب ہمارے سپہ سالار کے
 ہماری طرف سے محاربہ اور مقابلہ ہو لکرمین مصروف ہو اور آئندہ سے اپنے آپکو چھوڑ
 نوکر سمجھو دفعہ ۳۴ طاس صاحب نے جواب میں لکھا کہ میں قوم انگریزوں
 اور بیرون صاحب فریج ہی اور ہماری اور اس کے عداوت نوعی سے میں کیسی

اسکا جواب
 دیا گیا

ہی کارگذاری کروں گا بیرون صاحب و سکونیدین کر گیا اور میرے اور اسکے سلوک
 بنین رہ گیا پس حالت نفاق میں صدق لی سی دشمن گشتی میں کوشش کا حقہ نہیں ہو سکے گی
 اگر آپ منظور ہو تو مجھے علیحدہ ہو کر سی لڑنیکا حکم دیجئے مجھے آپکی نوکری اور اہل حق سے
 کچھ نہیں ہے دفعہ ۲۳۵ سند یہ نے تبرع بیرون صاحب کے درخواست طاس صاحب
 کی نام منظور کی اور لکھا کہ اس وقت میں تم اپنی عداوت نوعی کو موقوف رکھو اور جس کام کا
 حکم ہو اسکی آوری کرو اور تا وقتیکہ ہم ہندوستان میں لوٹ آویں اور ارادہ ملتوی
 رکھو اور کوئی کیل اپنا دہلی میں بیرون صاحب کے پاس ہیجد و تاکہ باہم توفیق عہد و بیان کی ہو جاو
 دفعہ ۲۳۶ مطابق اسکے طاس صاحب نے اپنا سفیر دہلی میں بیرون صاحب کے لشکر میں ہیجد اور
 وہاں اسکی بہت سخت اور توقیر ہوئی اور بیرون صاحب نے یہ تجویز کی کہ ہم بہادر گدہ جلگر
 آباد دیرہ کرینگے وہاں چاہیے کہ طاس صاحب ہم سے اگر ملاقات کریں اسوقت بالواجہ جو معاملہ
 صلح اور سلوک کی مر کو ز خاطر میں طے کیے جاوینگے چنانچہ موافق تجویز بالا کے بیرون صاحب بہادر گدہ
 میں اگر خمیر زن ہوا اور ایدہر سے طاس صاحب نے پہونچ کر عنقریب لشکر بیرون صاحب کے
 قیام کیا وہاں قبل از ملاقات فریقین طاس صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی کہ سردار زن سنگہ
 قوم سکھ اہل حق سند یہ سے منحرف ہو گیا تھا اسکو بیرون صاحب نے براہ فریب گرفتار کر کے
 توپ سے اور اذیات تو طاس صاحب کی آنکھ کھل گئی اور چونکہ اسکی اور دل میں بہت
 مقرر کی کہ ملاقات بیرون صاحب کی بہت ہوشیاری اور ضابطہ سے کرنی چاہیے ایسا ہی
 کہ وہ ہم سے ہی کچھ غابازی کرے پس جبکہ بیرون صاحب نے کپتان اسمٹ صاحب کو طاس صاحب
 کے پاس بھیجا کہ وہ اسکو باغرازا و اکرام لشکر مرہ لے آویے تو طاس صاحب تین سووار
 اور دو ملین نہایت عمدہ اور تجربہ کار سمراہ اپنے اس سبب سے لے گیا کہ اگر طاس صاحب

ایسی شخصیت
 صاحب و بیان
 ایسی شخصیت

اوس سے کچھ دغا بازی کرے تو ادھر سے بھی اوس کے جواب میں کوتاہی ہو دفعہ ۲۳۷
 عرض کہ دریاں پیرون صاحب طاس صاحب کے ملاقات عمل میں آئی اولاً پیرون صاحب
 تواضع ظاہری اوسکی قرار واقعی کی اور پیرون صاحب سے درخواست کی کہ خلع چھترے بالکل
 دست بردار ہو کر اسکو تفویض مہسٹون کے کردو اور عرض اوس کے اپنی فوج کے خرچ کیواسطے
 ۵۰ روپیہ مامواری لے لیا کرو اور اپنے آپکو ایک جلیل القدر نوکر سندھ کا تصور کرنا
 جائے دفعہ ۲۳۸ طاس صاحب نے یہ بات سن کر خیال کیا کہ اب پیرون صاحب مجھے
 ہو کر سے لڑوا دینگا اور اگر مقتدر اور مہین شکت یا سلطنت سندھ کی درہم برہم ہوگی تو
 یہہ تنخواہ پچاس ہزار روپیہ کی بجائے تیرہ لاکھ اور اسوقت جو کچھ سندھ کی گامخو راوہ ہی
 کرنا پڑے گا اسواسطے طاس صاحب نے استدعا پیرون صاحب کو قبول کیا اور پھر
 کسی اور لشکر کے محلین شکت کے ۱۰۰۰۰ روپیہ آواہ لیا اور اب کوئی صورت
 صلح باقی نہ رہی دفعہ ۲۳۹ طاس صاحب بہادر گڑھ سے کوچ کرے اور چھترے میں آیا
 اور بیان اجمیری خان وغیرہ اپنے ملازمان کو واسطے بندوبست چھترے کے جوڑ کر جہاز
 گڈہ گیا اور وہاں آتہ سولفر سوار و پیادہ سب گردگی شتاخان معین کے خود قبضہ ہا
 دارا حکومت انہی کو چلا گیا۔ ۲۰ متعاقب طاس صاحب کے پیرون صاحب نے
 ہی اپنا کوچ چھترے کے اول منزل موضع دولیرہ میں جو چھترے سے لفاصلہ چھترے کے
 واقع ہے کی اور بہورے خان رسالدار کو آگے واسطے قبضہ و دخل کرنے قبضہ
 جھترے کے روانہ کر دیا شہر والوں نے اوس روز رات کو اوسی شہر میں نہ آنے دیا اور
 صبح کو جب اونہیں خبر ہوئی کہ لشکر پیرون صاحب کا دولیرہ آگیا ہے تب اونہوں نے
 نجیال اس امر کے کہ اگر اوسکو شہر میں دخل نہیں دینگے تو فوج پیرون صاحب کی شہر کو

لوٹ لیکے تہانہ طامس صاحب کو تھاکر عمل دخل ہو رہے خان کا شہر میں کٹا دیا اور اسی روز
 بیرون صاحب ہی مع لشکر کے چھ پرچہ بھیج گیا اور چھبر میں اوسنے سولہ سترہ روز قیام کیا
 اور ہمیں سے اوسنے لوٹ صاحب کو ایک کپو دیکر واسطے ایوانی طامس صاحب کے
 روانہ ہانسی کیا اور اسمٹ صاحب کلان کو دو بلٹن اور کچھ تو جانہ دیکر واسطے خالی
 کرانے قلعہ جہاز گدہ کے مامور کیا اور یہ بند و بست کر کے خود کول کو لوٹ گیا اور
 کل فوج بیرون صاحب کی جو واسطے مقابلہ اور محاربہ طامس صاحب کے مامور ہوئی تھی اس
 تفصیل سے نہی پیادہ سوار گروہ روہیلہ اتواب دفعہ ۲۴۱ جب
 طامس صاحب ہانسی پہونچا تو فراہمی سامان حرب میں اوسنے کچھ دیر تکی اول اوکا
 ارادہ تھا کہ وہ لوٹ صاحب پرچہ اوسکے پیچھے قرب و جوار ہانسی میں گیا تھا حملہ کری کر
 جو کہ کپتان اسمٹ صاحب جہاز گدہ کا محاصرہ کئے ہو تھا اس واسطے وہاں فراہمی خبر
 رسد وغیرہ کی دشوار تھی لاجرم اوسنے ہانسی میں ایک گروہ روہیلوں کا واسطے خطا
 چوڑ کر جہاز گدہ کی مٹو پہونچنے کا ارادہ کیا اور وہاں سے جیکر قصبہ مہم میں جو ہانسی
 پندرہ سولہ کوس سے دیرہ کیا اور اوسوقت خبر پائی کہ لوٹ صاحب مع فوج وہاں سے بفاصلہ
 سترہ کوس کے گوشہ شمال اور مغرب میں پڑا ہوا ہی اس واسطے طامس صاحب کے زور بہت
 جلد روار و کر کے کچھ رات گئے جہاز گدہ پہونچا اور وہاں آکر سنا کہ اسمٹ صاحب
 اہل قلعہ سے لڑائی میں ظفریاب نہوا چھ کپٹ لوٹ گیا کیونکہ اوسکو خبر ادا طامس صاحب
 لگ گئی تھی دفعہ ۲۴۲ دوسرے روز صبح کو طامس صاحب نے تعاقب اوسکا شروع
 کیا اور مر لٹنی خان سردار رحمت دوم کو حکم دیا کہ تم آگے بڑھ کر سردارہ کپتان اسمٹ صاحب
 کے ہو کر نامبرہ اتفاقا راستہ بھول گیا اور جو کہ سپاہی لوگ تھک گئے تھے وہ جی

جندہ کے ساتھ نہ سیکے اور تفرق ہو گئے اس واسطے بہ مجبوری طامس صاحب صرف اپنی
 بلین ہمراہی کے ساتھ تعاقب کپتان اسمٹ صاحب میں پہونچ کر حملہ آور ہوا اور کپتان اسمٹ
 صاحب نے اپنا توپخانہ اور سہاۃ آئندہ کو روانہ کر دیا اور خود بمقابلہ طامس صاحب نے کچھ
 تھوڑی سی گولہ اندازی کر کے روانگی بنی جاری کی اور آگے جا کر جب دم طامس صاحب کی
 خورستہ بھول گئی تھی فوج حریف کو مل گئی اور اس وقت رحمت مذکور میں بستر نفریہ زیادہ
 جمع ہوئے بنائے تھے اور انہوں نے فوج دشمن کو آتے ہوئے دیکھ کر نے احتیاطی سے ایک بار کے
 کہیت میں نباہ لی کہ فوج اسمٹ صاحب نے اون پر ہلہ کیا مگر وہ سبب قتل کے اس سے قبل
 ہٹ کر سکے اور ان میں بہت لوگ کشتہ آؤستہ ہوئے اور توپیں اون کی اسمٹ صاحب نے چھین لین
 دفعہ ۳۴ طامس صاحب اس حادثہ کا حال سن کر فوراً اپنی فوج نقصان زدہ کی مدد کو بھاگا
 اور اس موقع پر اصالت خان سردار فوج طامس صاحب کا تلوار کھینچ کر معہ اپنی گروہ کے
 دشمن پر حملہ آور ہوا اور ایسی تہور اور صلابت کے ساتھ شگامہ کارزار کا گرم کیا کہ فریق
 ثانی نے شکست فاش کھائی اور ایک سردار اسکی فوج کا زندہ اسیر و دستگیر ہوا اور
 اگرچہ فوج طامس کی بہت تھوڑی رہ گئی تھی اور بہ سبب شدت تکان اور ماندگی کے
 اون میں استعداد تعاقب غنیم کی نہ تھی لیکن تاہم اوہنے سواروں کو فراریوں کے پیچھے بھیجا اور انہوں نے
 جا کر چند گروہ علم شکستہ اور چھوٹے چھوٹے دشمنان نہریت خوردہ لوہے
 اور اس لڑائی میں سات سو آدمی اسمٹ صاحب کے اور سو آدمی سے کم طامس صاحب
 کے مارے گئے اور اسمٹ صاحب فرار ہو کر پھونچ گیا اور طامس صاحب نے وہاں سے دو
 میل کے فاصلہ پر اپنا کمپوڈالا دفعہ ۳۴ علی الصبح طامس صاحب لڑائی کا سامان اور
 طیارہ کر رہا تھا کہ ہر کار سے خبر لائے کہ لوہیں صاحب پیچھے سے معہ لشکر حرا حلا آتا ہے

اور غفریہ پہنچا ہے اور سوقت اول تو فوج طامس صاحب کی تہک ہی تھی اور سوک اوکے اکثر
 سپاہ اوکے لوٹ کھسوٹ کے واسطے منتشر ہو چکی تھی اس واسطے اوکے لڑنا مناسب نہ تھا
 اور جہاز گدہ کو معاودت کی اور وہاں تک پہنچنے ہی نہ پایا تھا کہ آثار براہ میں معلوم ہوا
 کہ فوج لوئس صاحب کی موضع بری میں جو اوکے کمپو سے دو ڈھائی کوس پہلے پہنچ گئی
 خضیکہ جس طرح بناطامس اپنے کمپو میں بمقام جہاز گدہ کے داخل ہوا اور آخر لوئس نے
 بری سے چلکر جہاز گدہ سے بفاصلہ ایک کوس کے مغرب اور جنوب کے گوشہ میں بربقہ
 موضع پہنچ کر قیام کیا اور کبیر موضع بارانہ پر مورچاں اپنی قائم کئے اور فوج اسمٹ صاحب
 جو چھپر چلی گئی تھی وہ وہاں سے لوٹ آئی اور اوکے شرق کی طرف ایک گولی کی مار پر
 ڈرہ کیا اور قوین اپنی ٹیپہ موضع دھاڑا اس پر لگائیں غرض کہ فوج میر نصاحب کے طامس
 صاحب کو دو طرف سے گھیر لیا اور اوکے ہی تقریباً مناسب و نو طرف سامان حرب ضرب کیا
 مگر یہ ہوا اور موجود کیا کہ شرق میں بمقابلہ فوج اسمٹ صاحب کے کنارہ جو بڑی جہاں
 بربقہ موضع محمد پور ماجرہ کے ایک چھتری بنی ہوئی ہے مورچہ بندی کی اور غرب میں
 بمقابلہ فوج لوئس صاحب کے تہلی کلان پر جو موضع جہاز گدہ اور محمد پور ماجرہ کے ختوین
 واقع ہے اتواپ اپنی قائم کین اور جا بجا فوجی تقسیم ہی اپنے اپنے موقع پر کر دی چنانچہ
 طرفین میں خاطر خواہ لڑائی کی طیاریاں ہو گئیں دفعہ ۲۴۵ اگلے روز صبح کو لڑائی
 شروع ہوئی اور اولاً طرفین سے گولہ اندازی تو پون کی ہوئی رہی اور جس پر کو
 لوئس صاحب کی فوج نے معہ توپوں کے نہایت صولت اور تندی کے ساتھ پور کیا
 اور کبیر سے طامس صاحب نے بھی اوکے پر اپنی توپخانہ کے گولوں اور گراپ کی ایسی لگائی
 کہ جہاز گدہ کی کہ لوئس صاحب کی فوج میں ترزل اور کبیر اسٹ پر گیا اور غفریہ بتا کہ

کہ لوئیس صاحب کو شکست ہو جاوے لیکن ساتھ ہی ٹامس صاحب کی فوجیں بھی اس اور
 چھاگئی اور لوگ بہاگنے لگے خصوصاً فوج ٹامس صاحب کی نے دباو سواران لوئیس
 زیادہ مضطرب ہو کر راہ فرار شروع کر دیا اس واسطے خود فوج ٹامس صاحب پر صورت نہ رہی
 کی ظاہر ہونے لگی تب ٹامس صاحب نے براہ استقلال اور قائم مزاحی کے ہاکیں صاحب کو مدد
 اور برج صاحب کو دیرہ کو حکم دیا کہ براہ خستی اور چاکی آگے بڑھ کر جھپون سے سنگینوں
 کے ساتھ مقابلہ کریں چنانچہ معاودہ دونوں افسر معہ اپنی اپنی سپاہ کے آگے بڑھ کر فوج
 مخالفت میں مخلوط ہو گئی اور ایسے جوان مردی اور بہادری کی کہ لوئیس صاحب کی فوج
 ہٹا گئی اور لوٹنا شروع کر دیا اگر ازاں جا کہ اس کے تو چنانہ بدستور آتش فشانی جاری رہی
 ٹامس صاحب کے بہت آدمی مجروح اور مقتول ہوئے اور جب ان لوئیس صاحب نے یہ حال
 نقصان خوردگی فوج ٹامس صاحب دیکھا تو انہوں نے ایک اور حملہ کیا مگر یہ حملہ کچھ نہ
 ہوا کیونکہ فوج ٹامس صاحب نے مار کر بٹا دیا اور سواران ٹامس صاحب دوڑ تک اوٹ
 میدان جنگ سے بہگائے اسی عرصہ میں نا کہان ہاکیں صاحب افسر فوج ٹامس صاحب
 ٹانگ میں جو ایک بڑا بہادر اور دباؤ والا افسر تھا تو پکا گولہ لگا کہ اس کے صدر سے اس کی
 ٹوٹ گئی اور اس سے پہلے ٹامس صاحب کی فوج بیدل اور ہراسان ہو کر متفرق اور تماشائی ہو
 گئی اور اس کے قلب میں بھی انتشار اور شکت پڑ گیا اور جو فوج مورچاں شرقی پر تعینات تھی
 دستہ فوج اسمٹ صاحب نے فرصت ہی کہ وی ایسے وقت میں ادھر اگر کچھ اعانت کر سکے تو
 بہا لہم لا جاری ٹامس صاحب نے حفاظت قلب کے صرف ایک ہی لیٹن رکھ سکا چنانچہ اوٹ
 لیٹن نے ایسی بہادری کی کہ اگر سو آدمی بھی اور ان کی مدد کو پہنچتے تو غالب تھا کہ اوٹ
 ڈرائی کا کہیت ان کے ہاتھ رہتا قصہ اسی حالت میں سات ہو گئی اور دونوں لشکر تباہ

اس کے
 بارے میں

رات مسلح پڑے رہے اور اگلے روز صبح کو بعد تھوڑی گولہ اندازی کے لڑائی بند ہو گئی
 پس لڑائی میں لوئس صاحب کی دوسرا آدمی اور میں ضرب توپ کا نقصان ہوا اور طائر
 صاحب کے لشکر میں سات سو آدمی اور میں ضرب توپ بموضع تفت پہنچیں اور صوت نقصان
 را توپ فریقین کی یہ ہوئی کہ کچھ تو طرفین کی گولہ اندازی سے گر گئے تھے اور کچھ کاڑھی
 توٹ جانے سے زہر گئے اور اسی لڑائی میں لوئس صاحب کی طرف اہمٹ صاحب خور جو
 لوئس صاحب کی فوج میں ایک افسر تھا گولہ توپ طامس صاحب سے زخمی ہوا اور دھچک
 واسطے علاج کے بھیجا گیا کہ وہاں عاکر پانچ روز بعد مر گیا اور بالکل صاحب افسر فوج طامس صاحب
 کا ہی چند روز بعد زخمی ہونے کے مر گیا اور وہیں موضع جہاز گدہ میں آبادی بھی بجانب جنوب
 کے جہان جو ٹرو واقع ہے مدفون ہوا لیکن اب اس مقام پر کچھ نشان قبر اس کی کاموجود نہیں
 دفعہ ۶ ہم ۴ ہالکین صاحب کے مرنے سے طامس صاحب کی بالکل کمر ٹوٹ گئی کیونکہ وہ ایک
 بڑا شجاع اور بہادر جوان تھا اور طامس صاحب کی اس قدر اطاعت کرتا تھا کہ اس کے
 سے اور لوگ طریقہ حسن ارادت کا سیکھ گئے تھے اور اس پر یہ ہوا کہ
 لوئس صاحب کی طرف روزمرہ دہو پہنچتی تھی چنانچہ افواج بابو سندھیہ اور گوردست سنگھ
 ونگا سنگھ و جندی سنگھ سکھان اور رنجیت سنگھ حاکم بہرت پور و راجہ ہاتھ دس
 رام دھن سنگھ سردار کپٹل والا اور راجہ رام دیاں سنگھ و مین سنگھ کار فرمایاں ممالک حصہ شاہ
 دو اب کے اگر آؤ سکی فوج میں شامل ہو گئے تھے سواب لشکر لوئس صاحب میں میں ہزار آدمی
 اور ایک دس ضرب توپ ہو گئے اور انہوں نے چاروں طرف طامس صاحب کو کھیر لیا
 اور گد نواح کے زمیندار لوگ جو طامس صاحب کو رسد پہنچاتے تھے لوئس صاحب نے
 ان میں سے کئی شخصوں کی ناک کان کٹوا دیے اس واسطے انہوں نے خائف ہو کر طامس

لشکر میں رسد رسائی بالکل بند کر دی ناگزیر طامس صاحب ایک حالت نزعہ میں ہو گیا جس
 طرحی بنا او نیسے سامان ایک مھینے کا جمع کر کے اپنی لشکر کے گرد بار کمانوں کی کر لی اور جو کہ
 او سکو لکھو امر سہنے ابتدائیں عدہ ملک نیسے کا کیا تھا اس واسطے طامس صاحب نے اپنے دل میں
 یہ بات ٹھہرائی کہ تا وقتیکہ لکھو کی مدد پہنچی اس طرح سے ایام گزاری کیجی اور اس حالت میں
 روزمرہ کچھ کچھ لڑائی تہی تہی اور ہر چند کہ فوج طامس صاحب کی قلیل تھی لیکن او سکو خد
 نقصان نہیں پہنچا تھا دفعہ ۱۲۴۶ افسران اعلیٰ فوج طامس کی بین خوشی سے جو
 شتاب خان اور خیراتی خان و شخص بڑے جلیل القدر سردار تھے او نیسے کے مسکن صلی
 درمیان عملداری میں صاحب کے واقع تھے اور ابتدائیں جب فیما بین فوج سر و امین صاحب
 طامس صاحب کے لڑائی شروع ہوئی تو برین صاحب نے او نیسے کے گہروں پر پہرہ بٹھادی
 تھی اور جب او نیسے دیکھا کہ محاربہ اور مقاتلہ سے طامس صاحب مغلوب ہونے لگا تو تائب کل قبائل
 اور عشائر شتاب خان اور خیراتی خان ارکان ریاست طامس صاحب کو او نیسے قید
 کر دیکے قلعہ کول میں جہاں وہ خود مقیم رہتا تھا داخل کروادیا اور پہلے تو اون پر
 انواع انواع طرح کے تشدد اور عقوبت کی اور پھر اونکو خطایے انعام اور جاگیرات
 وغیرہ کا امیدوار کر کے اس امر کی ترغیب دی کہ وہ باغث تخریب رسد رسائی طامس
 صاحب کے ہون لاچار اون لوگوں نے شتاب خان اور خیراتی خان وغیرہ کو لکھا کہ ہماری
 نجات اور خلاصی بجز اس کے نہیں ہے کہ تم اپنے تئیں طامس صاحب سے علیحدہ کر کے او نیسے
 حاضر کرو اور جو تباہی واسطے تباہی اور بربادی طامس صاحب کے موثر ہون اون کو
 حمل میں لاؤ چنانچہ وہ ملک ام بھال جزوی اذیت اور تکلیف خویش و تبارانی کے
 حقوق و انہمی طامس صاحب کو مطلقاً محو اور مٹا کر کے دے دے یہ بیان آقا اور مرلی

ہتھکنڈا اور پٹا صاحب تین چار روز تک اپنی جگہ پر قائم رہا اور جسطرح سے ہوا بہت تھک گیا
 اور عدم موجودگی ذخیرہ رسد کے آپ بھی صدقات بہوک اور سز و دی جا جانت ضروری
 اوشہائی اور اوکی مولشی بھی بی علف نہ ہی لیکن فوجیکہ پاؤ بالکل اوکھڑ گئے اور گروہ
 گروہ ہما گئے لکھی آؤلا جو سپاہ روہیلون کی برہنہ تعینات تھی وہ وہاں برخواست ہو کر
 صاحب جالی اور پیر شام کو نام فوج جو کمپو کی چاروں طرف چوکیات پر تعینات تھی زار
 ہو گئی اور تھوڑی دیر گزرنے پائی تھی کہ شاخان حاکم جہاز گدہ معہ تمامی اپنی عمر ایمان اور
 اس کے قلعہ چوڑ کے لوٹیں صاحب کے لشکر میں شامل ہو گیا پھر تمام کارخانہ طامس صاحب کا
 درہم برہم ہو گیا بند و قچی جوق جوق ہر طرف کو بہا گئے لگے اور جس کا جھنڈا کو منہ اٹھا
 چلا گیا اور اب صرف دہائی سوا زمی اوس حمت کے جو ماتحت ہا یکین صاحب کے تھے زار
 وفاداری اوکی رفاقت میں باقی رہ گئی یہ فوج اگر چہ قابل مقابلہ کے تو نہ تھی الا اگر ذخیرہ غلہ
 اور چارہ وغیرہ کا ہوتا تو قلعہ جہاز گدہ البتہ بچ سکتا تھا دفعہ ۲۴۵ حبیب جالی پر احتمال
 طامس صاحب کا لوٹیں صاحب کو معلوم ہوا تو اس نے تہیہ آگے بڑھنے کا اور اوکی باپ مال
 کرنے کا کیا لا جرم انتہائے کار طامس صاحب کو سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ وہ رات کو
 نوبت معہ جزوی سواران ہمراہی کے اپنی قرار گاہ سے علیحدہ ہو کر طرف ہانسی کے روانہ
 ہوا تھوڑے دو تکت پہونچا ہو گا کہ اوکو لوٹیں صاحب کی فوج نے راستہ میں گھیر لیا
 اور سواران ہمراہی اوکے جو حادثات متواترہ کے سبب بیدل اور کم حمت ہو گئے
 تھے فوراً ہر طرف کو بہا گئے اس واسطے وہ بھی معہ چند ہمراہیان اپنے کے جان بچا کر
 خلاف راستہ غیر فون میں کو فرار ہوا اور اگرچہ سید راہ ہانسی جہاز گدہ سے قریب
 چالیس کو کے ہو گئی مگر بہت سے راستوں کے سبب اوکو دو فی مسافت طے

کرنی پڑی اور چونکہ گنیشہ کے عرصہ میں ایک مہینے میں طی کر کے ہانسی پہونچا دفعہ ۲۵
 ہانسی پہونچکر طامس صاحب نے فوراً بندوبست قلعہ اور شہر کا باموری فوج راجپوتانہ کے
 کہ اس کے تین ہزار فادار اور معتبر سپہ سالار لیا اور پیچھے اس کے فوج کو جس صاحب کے
 زمان پہونچ گئی بیرومان جا کر خوب لڑائی ہوئی اور کئی دفعہ طامس صاحب نے اپنی بہادری
 سے لشکر کو تیس صاحب کو پس پکایا کہ آخر کار بہت بہت ملنی تخواہ کی فوج طامس صاحب کی بار
 منحرف ہو گئی اور متعدد اس امر کے ہوئی کہ اگر لوئس صاحب ہماری تخواہ چڑھی ہوئی
 دیدی تو ہم طامس صاحب کو چھوڑ کر اس کی طرف ہو جاویں اس واسطے بلا چاری اس نے قلعہ
 ہانسی ہی پہونچا اور کچھ آدمی قوم رچپوت اپنے ہمراہ لیکر فرار ہو گیا اور ماہ جنوری سنہ ۱۰۸۷
 میں داخل عملداری انگریزی کی ہو کر ہوائے کشورستانی اور فرمان روائی کی سر سے
 باہر کی اور عوام الناس کی طرح بقیہ عمر اپنی سیر کردی فصل ششم عملداری جنرل
 بیرون صاحب سپہ سالار فوج دولت رام سندھیا کے بیامن
 بعد از مدت خارج طامس صاحب کے عملداری جنرل بیرون صاحب سپہ سالار فوج دولت رام
 سندھیا کی پرگنہ جھرم قایم ہوئی اور اس کی طرف سے اولاً چند روز کنورنگہ و سٹنگ
 اور بعد ہراؤ بالکش امیر اور پیر ایک سال تک نواب احمد بخش خان الدنواب امین الدین خان
 لوہاروالہ عامل ہے اور دو سال سے کچھ زیادہ عملداری بیرون صاحب کی یہی آخر کار
 ہجری مطابق سنہ ۱۰۸۷ میں لارڈ لیک صاحب مع فوج حرات توجہ شیر شاہان آباد کی ہوئی تو
 اولاً بیرون صاحب دولت رام سندھیا آقامی اپنی کی طرف سے جو اس وقت کہین تھ
 تھا بمقام کول لارڈ لیک صاحب سے صفت آرا ہوا اور کچھ خفیف سی جنگ بھی کی مگر

بعد ہر بار سازش معرکہ سیو فرامو کر لشکر انگریزی میں داخل ہو گیا کہ وہاں نظر بند ہو کر کھلتے
 کو بھیجا گیا اور لارڈ لیک صاحب نے کرنل ٹونی اختر صاحب سے سپاہ آہستہ داخل شاہجہان آباد
 کر ہوئے اور بادشاہ سے ملازمت حاصل کر کے عہداری اپنی اور ہونہ نے قائم کر کے
 فضل ختم عہداری متفرق راجہ فوج سنگہ رئیس بلبل کے پنجاب علیجا
 بھرجی عاملان سرکار انگریزی وزیران راوا اور مرزا اسد بیگ عاملان
 حسوت راوا و مولکر کے بیان میں دفعہ ۲۵۲ میں شاہجہان آباد شاہجہان علیا انگریزوں
 کا داخل ہو گیا تو اولاً لارڈ لیک صاحب نے فوج سنگہ رئیس بلبل گڈہ کو حکومت برگنہ جھیر کی عطا
 فرمائی اور نامبروہ ایک مہینا میں وز تک حکمران رہا اور پھر برگنہ مذکور بجا گیا تو اب
 پنجاب علیجا بھرجی کے مقرر ہوا اور نو مہینے تک اسکی عہداری رہی اور اسکی طرف سے
 مہتاب رک اور دلسکھ رک قوم بقال تہ ساکن موضع سلانہ برگنہ جھیر عالمی کرتی رہے
 دفعہ ۲۵۳ بعد تسلط شاہجہان آباد کے لارڈ لیک صاحب نے بندوبست کارملی اور مالی
 تفویض کرنل اختر ٹونی صاحب کے کیا اور خود واسطے تنبیہ و رکو شمال مفسدان اطراف و
 حوالب کے روانہ ہوئے جبکہ حال حسوت راوا مولکر کو کہ اس زمانہ میں مقیم مہرا تھا معلوم
 ہوا تو اوسنے شاہجہان آباد خالی سمجھ کر لشکر سائستہ معہ توپ خانہ بسر کردگی ہر ناتہ جیلہ
 اپنی کے براہ اور شاہجہان آباد پر پہنچا کہ اوسنے نہایت زور اور شور کے ساتھ وہاں ہو چکر
 باغ شاہ نظام الدین میں ڈیرہ کیا اور محاصرہ مہرا کا کر کے گولہ اندازی شروع کی اور اوپر
 اختر ٹونی صاحب بھی شہر کے اندر سے اوسکے دفعہ میں مصروف ہوئے اور یہ خرخشہ ایک صہ
 تک تھی رہا اور اسی ضمن میں ہر ناتہ جیلہ حسوت سنگہ راوا مولکر کا گرد و فواج شاہجہان آباد
 میں مولکر کی طرف سے عہداری کرنے لگا جبناچہ برگنہ جھیر میں اوسنے اولاً نرائن راوا

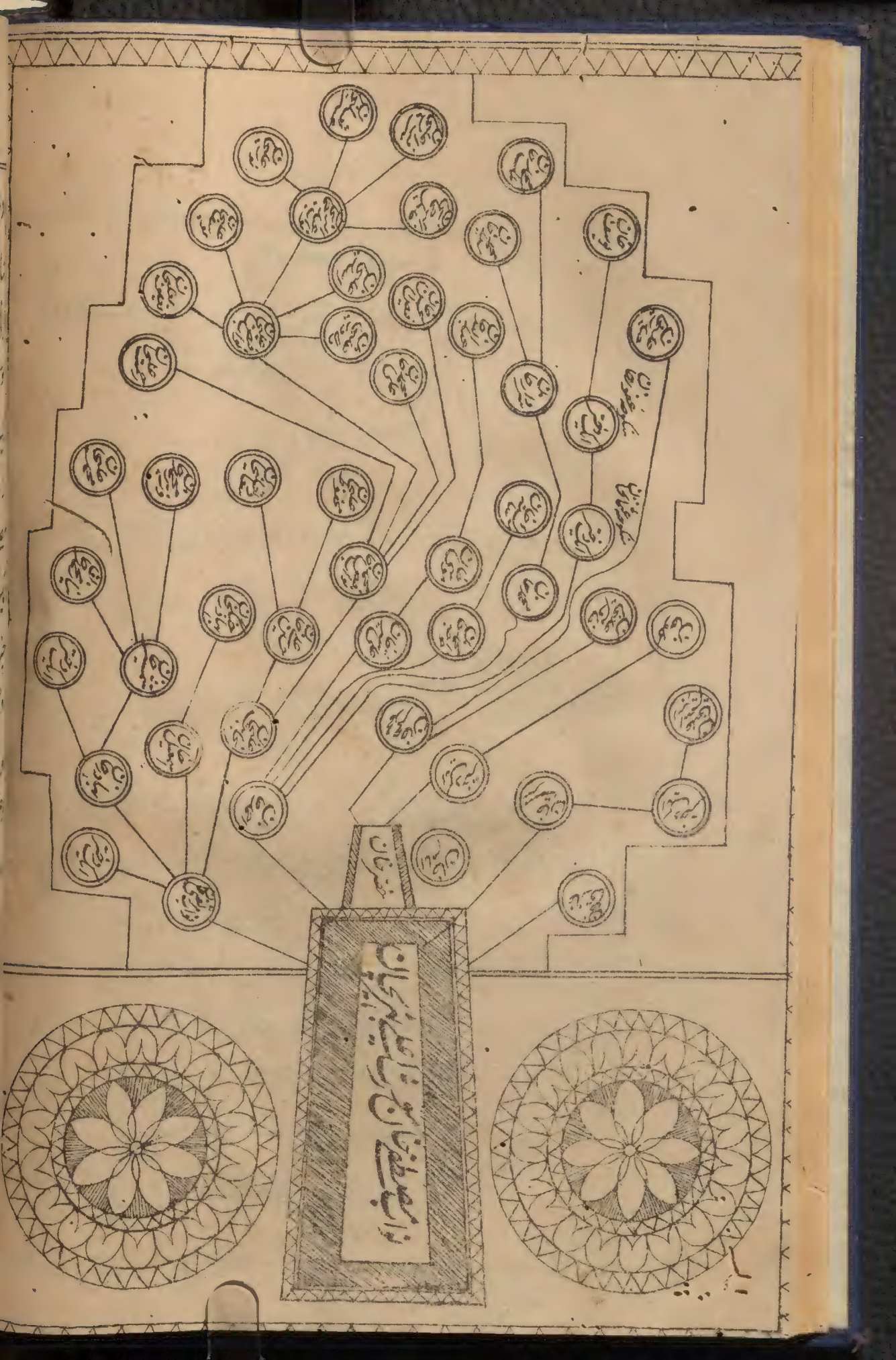
مرتبہ کو اور پھر اسد بیگ نعل کو عامل مقرر کر کے یہی سو جسوقت کہ ابتدا آمد نرائن راو
 ہوئی تو شتاباً ہی عامل نواب نجابت علیخان کا خود بخود کنارہ کش ہو گیا اور نرائن راو
 اور اسد بیگ دونوں شخص اگے چھپے ہوئے جگہ پر مقام چھپر ہوئے جگہ انہی اپنی نوبت پر حکومت کرتے
 اور عہد حکومت مرزا اسد بیگ عامل میں مقام چھپر اکیسے وار ذات عظیم واقع ہوئی کہ مرزا
 بابر خان لد اکبر خان افغان اور حبونت راوی کا تہہ ساکن رہا کہ کے جو کارکن قانون گوین
 چھپر کا تھا اور اس زمانہ میں برگنہ کے اوپر بڑا قابور کہتا تھا لڑائی ہوئی اسطرح کہ اولاً
 بابر خان مذکور اور فحیاب خان ولد مکین خان افغان مکان حبونت راو مذکور پر مار گئے
 اور حبیب خیراوی کے وارثان نے سنی تو اعظم خان وغیرہ افغانان گروہ باندہ کہ حبونت راو
 کے مکان پر چڑھ گئے اور معاذ خدا خون بابر خان اور فحیاب خان کے حبونت راو کو معہ سترہ
 کس بیکر اقرار با ورموسلان اوسکے کے قتل کیا اور اثاث البیت اوسکا لوٹ لیا الفرض
 نرائن راو اور مرزا اسد بیگ نے شخص حبونت راو کو لکر کی طرف سے تھمنا عرصہ چھ مہینے
 تک نعل اور کار فرما رہے آخر کار حبیب مقام کا بنور لارڈ لیک صاحب بہادر کو خبر محاصرہ
 فوج ہو لکر کی نسبت شاہجہان آباد کے ہوئے بنی تو اوہنوں نے بڑے کروڑ کے ساتھ
 غم محاربہ ہو لکر اور فوج اوسکی کا جو شاہجہان آباد پر مامور تھی کیا تو اوہکی دہاک سے
 ہو لکر معہ ہر ناتہ جلد اپنے کے طرف فرخ آباد کے فرار ہو گیا اور لارڈ لیک صاحب ہی
 اوسکے تعاقب میں گئے اور ملک دہلی کا خلش اوسکے سے خالی ہو گیا اسواسطے ہر تہہ
 نواب نجابت علیخان پہنچنے چھپر وغیرہ محالات جاگیر اپنے پر قبضہ کر لیا اور اسد بیگ
 نعل عاملی حبونت راو ہو لکر کا اپنا اور یا بدہنا لیکر کسی طرف کو کا فور ہو گیا فقط

باب سوم
 کیفیت حال ریاست بہر سچان اور عملداری سرکار انگریز کے
 بیان میں مشتمل آؤ پرچہ مضبوطی کے
 فصل اول

مضمون ذکر اجمالی خاندان بہر سچان اور واداد کارکردگی اور حصول جہاد و مناصب
 اونکی کے

دفعہ ۲۵۴

زمانہ سلفت میں بہر سچ نامی ایک شخص قوم افغان تھا اوسکی نسل اور قبیلہ
 سے جو لوگ گئے وہ بہر سچ کہلاتے ہیں چنانچہ اوسی خاندان سے پہلے سے خان
 افغان ترانہد رسی ولایت میں بمقام سردار
 ایک رئیس تھا اوسکا بیٹا نعمت خان اور
 نعمت خان کا بیٹا قلندر خان اور قلندر خان کا
 بیٹا مصطفیٰ خان ہوا اور مصطفیٰ خان ولایت سے
 ہندوستان میں آیا اوسا سولے اوسیکو ہوش
 اعلیٰ بہر سچان رئیس جہم کا سمجھ کر کسی نام بہر سچ
 کہاجاتا ہے



دفعہ ۱۵۵ جب نے محمد شاہ بادشاہ میں صفت سلطنت کا واقع ہوا تو جا بجا ملکین
 تنازعات برپا ہو گئی لامحالہ سرداران ہند مردان بہادر اور واقع آزمائی توفیر اور قدردانی
 کرنی لگی اس واسطے اکثر لوگ لائیت بامید حصول جاہ و مراتب ہندوستان کی طرف رجوع ہوئے
 اوسے ضمیمہ میں مصطفیٰ خان پٹنچ بھی مع اپنے بہائے بندوں اور دوستوں اور سوتلوں
 ایک فوج آراستہ کر کے بامید تلاش روزگار وار ہندوستان ہو کر دہلی کو آتا تھا کہ انار
 راہ میں متصل شہر سمانہ علاقہ ٹیالہ سکھ لوگ سدراہ ہوئے کہ اونسے لڑائی ہوئی اور آخر کار
 مصطفیٰ خان فتحیاب ہوا اور ہر تباہی رشتہ ٹیالہ کو اوسے جگہ بود و باش اختیار کر لی اور
 ایک موضع نامزد بہریمان آباد کیا چنانچہ ایک آبادی اوسکی ہاں موجود ہے دفعہ ۱۵۶
 چند روز بعد مصطفیٰ خان ہر کار نواب علی بردی خان مہابت جنگ نام صوبہ بنگالہ عظیم آباد
 اور تیسہ میں معہ جمعیت ہمراہی اپنے کے عہدہ رسالہ داری پر نوکر مو اگر از سکبہ شخص دشمن
 اور عالی حوصلہ تھا محاربات اور مجاہدات مرہٹہ ویر جلیک وستانی و سر نواز خان مرہٹہ
 وغیرہ میں اوسنے ہمراہ مہابت جنگ کے بردوات نمایان اور خدایات نمایان کین اس واسطے
 اوسکے آقائے مقتضائے قدر دانی اور جوہر شناسی کی اوسکو رتبہ عالی پر پہنچا دیا اور حضور
 محمد شاہ بادشاہ کو اسے اوسکو خطاب فرمایا اب مصطفیٰ خان بہادر بہر جنگ کا عطا کر آیا اور شان
 و شوکت میں اوسکو اپنی برابر لایا دفعہ ۱۵۷ جب مصطفیٰ خان نے عظمت و جہت نبی
 بدرجہ مساوی مہابت جنگ کے دیکھے تو اوسکو طمع دانگی ہوئی اور خواہاں اس امر کا ہوا کہ
 بغاوت اختیار کر کے اپنے واسطے فی نفسہ ایک جدی حکومت پیدا کرے اس واسطے اوسنے
 مہابت جنگ سے درخواست کی کہ اپنے نہ کام مصروفیت محاربات ادا کی جھے امید
 نیابت نظامت صوبہ بہار کا کیا تھا سو اب ایفار وعدہ کار کے جھے اوس عہدہ پر نواز

فرامی مہابت جنگ نے اس معاملہ میں تعاضل اور لیت وعل گیا لاجرم مصطفیٰ خان بچھلے سے
 ہوا صوبہ اری بہار کی سرمن رکھتا تھا اس بات کو اوسنے ذریعہ بغاوت اور تنگناہ داری
 کا قراقرض آمدت دربار کی موقوف کی اور افواج اپنے رسالجات کو قریب پچیس ہزار ہوا
 اور پیادہ کے ہوگی اپنی ساتھ موافق کر کے پیغام استغفار نوکری اور طلب تنخواہ کا مہبت
 سے کیا مہابت جنگ نے ہر چند کہ دل جوئی اور رفق و مدارا اوسکے ساتھ کیا
 مگر مصطفیٰ خان ہر کچھ اثر اوسکا نہوا اور معرفت وکیل کے ایک فرد حساب شاہ فرخو
 سپاہ ہمراہی اپنے کے بدون دینے تصحیحہ اور موجودات کے تعداد موعا لاکہ روپیہ کے
 بھیج دی مہابت جنگ نے خرچ سترہ لاکہ روپیہ میں عقب گذاری اپنی سمجھ کر بلاتامل
 زر مطلوبہ اوسکے پاس بھیج دیا چنانچہ مصطفیٰ خان نے بعد وصول تنخواہ کے شہرہ ہجری
 مطابق شہرہ میں نواب علی بردی خان مہابت جنگ اپنے آقا سے بغاوت
 اور عداوت اختیار کر کے اولاً اسباب و ربار بردار کو روانہ آئندہ کیا اور پھر جہاں
 کو آگ لگا کر آب بکرو فرما مرسد آباد سے باہر آیا اور اراوہ اشترع صوبہ بہار کا دین
 مصمم کر کے روانہ ہوا دفعہ ۲۵۵ بعد علی کی مرسد آباد کے مصطفیٰ خان اولاً راج محل
 میں پہونچا اور ہانیکے توپ خانہ اور فیل خانہ وغیرہ ساز و سامان کا برتصرف پنا کر لیا اور وہاں
 لے کر بکر مونگیر میں جو مصافات صوبہ بہار سے پہونچا اور اوسکے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اگرچہ بدلو
 ہزاری قلعہ دار خیمہ المقدور خوب لڑا مگر آخر کار مارا گیا اور اوسی لڑائی میں عبدالرسول
 برادر کلان مصطفیٰ خان کا بھتیجا بگشتہ ہوا اور قلعہ مونگیر کا مصطفیٰ خان فتح کر لیا اور پھر
 اوس جگہ سے منزل منزل فوج عظیم آباد میں وارد ہوا اور بیان پہلے سے خبر غم مصطفیٰ خان
 کی حسرت یہ مہابت جنگ کے زین الدین احمد خان ہیبت جنگ اور زادہ مہابت جنگ

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

کو جو اس وقت نائب صوبہ بہار کا تھا پہنچ گئے تھے اس واسطے وہ معہ ہندو سولہ ہزار
 سوار اور پیادہ کے سوا عظیم آباد میں قتل باغ جعفر خان کے کہ عظیم آباد سے بفاصلہ
 ایک سو کے بجانب شرق واقع ہے خیمہ زن تھا پس دونوں لشکر میں مقابلہ اور محاربہ
 واقع ہوا اور بہار زبان طرفین نے کما حقہ داد و ستد اور شجاعت کی دی جب کہ ہتھیار
 لشکر بایں اور سرداران دونوں جانب کے مقتول اور مجروح ہو چکے تو مصطفیٰ خان نے طرف
 سے چال سندر سنگہ زندہ رجمہ گاری کی جو ہر اسیان ہیت جنگ سے تباہ کیا سو مبرہ تباہ
 مقاومت کی نہ لاکر پس ہوا اور افغانہ نے اس کی مورچال میں داخل ہو کر ہات قتل و
 غارت کا دراز کیا اسی عرصہ میں تفرنگیان ہیت جنگ نے پہنچ کر افغانوں کو باڑ پر
 رکھ لیا ناچار افغان لوگ مغلوب ہو کر اپنے خیموں کی طرف ہٹ گئے اور سرداران ہیت
 نے فرصت و وقت کو غنیمت جان کر سندر سنگہ کے مورچوں کو از سر نو مستحکم کیا اور ان میں حال
 خبر آمد مہابت جنگ کی مرشد آباد سے بمقاب مصطفیٰ خان کے مشہور ہوئی یہ خبر
 لشکر مصطفیٰ خان پہر آمادہ حرب اور نبرد کا ہوا اور کشش اور کوشش مردانہ ظہور میں
 لایا قصداً عین جنگ میں عید الشاہ مان شاہ و بعضے دیگر رفیق مصطفیٰ خان کے
 ماری گئی اور یہی ایک گولی بندوق کی ہوسٹال اوسکے دہنی انکھ پر لگی اور افواج
 ہیت جنگ کی اوسپر ایسی مار مار کر کے پڑی کہ سوائے فرار کے اوسکو اور کوئی راہ
 نظر نہ آئی ناگزیر بنارس کی طرف فرار ہو گیا اور مہابت جنگ مع لشکر اپنے کیے شامل جنگ
 کے ہو کر دونوں چپا ہتھیے بالاتفاق بمقاب مصطفیٰ خان کے مصروف ہوئے اور مصطفیٰ خان
 دریای کرم ہاسا کو جو حد فاصل صوبہ بہار کی یہ عبور کر کے رہ نوز بنارس کا ہوا دونوں
 افترق نے کنارہ دریا مذکور پر خیمہ کیا اوس وقت خبر ہوئی کہ مرہٹوں نے بنگالہ کے

۲
 عظیم آباد سے
 ہزار سوار اور
 پیادہ کے سوا
 عظیم آباد میں
 قتل باغ جعفر
 خان کے کہ عظیم
 آباد سے بفاصلہ
 ایک سو کے
 بجانب شرق
 واقع ہے

۳
 عظیم آباد سے
 ہزار سوار اور
 پیادہ کے سوا
 عظیم آباد میں
 قتل باغ جعفر
 خان کے کہ عظیم
 آباد سے بفاصلہ
 ایک سو کے
 بجانب شرق
 واقع ہے

ملک میں پہونچ کر سر بٹور ش اوٹھایا یہی ہند اہلبت جنگ عظیم آباد کو لوٹ آیا اور وہاں
 عازم مرشد آباد کا ہوا اور بہت جنگ لے کر ہر انجام کار نظامت صور بہار کے شعل کیا
 اور مصطفیٰ خان فیہارس میں پہونچ کر سپاہ اور توپ نہ جمع کیا اور ساز و برگ حرب ضرب کیا
 عظیم آباد کی طرف پہونچ گیا دفعہ ۲۵ بہت جنگ و دریا اس باجر فوج جبرالیکر عظیم آباد کا
 پہلا اول شہر سحری مطابق شہر میں نواحی ہونچ پور متصل کھر نیٹی شعلہ صور بہار کے
 مقابلہ دونوں فریقوں کا ہو گیا اور اسپین ایک لڑائی سخت پڑی مصطفیٰ خان بعد جنگ
 تو پناہ کے معہ مخصوصان اور معتمدان اپنی کے لوازمین علم کر کے فوج بہت جنگ
 حملہ آور ہوا لیکن اولیہ میں گولی رند وق کی مصطفیٰ خان کے سینہ میں قلب کے متصل ایک
 پشت سے پار ہو گئی اور مصطفیٰ خان اس کے صدر کے حالت نزع میں ہو گیا اور فوج
 کی یہ حال دیکھ کر مخالف پر نے تحاشا اگر گئے اکثر کو مار کر خاک پر ڈالا اور بقیہ اسفند
 ہو گئے اور رعای نواحی نے بھی فراریوں کے پیچھے ہو کر جہاں تک بنا اوں کو خوب قتل
 اور غارت کیا اور مرزا پانیدہ بیگ مخاطب بہ ہاشم قلیخان نے کہ عرض ملکی بہت
 تھا مصطفیٰ خان کے ہاتھی پر چڑھ کر اسکا سر کاٹ لیا اور اپنے آقا کے سامنے حاضر کیا
 اس نے شادیاں فتح کے بجا کر عرضی مبارک باد معہ مصطفیٰ خان کے حضور جہان
 کے روانہ کی اور حکم دیا کہ لاشہ اس سر کو عظیم آباد میں ہاتھی کے یا نوسی باندھ کر تمام شہر
 کچھو اوین اور پیر دفن کر دین چنانچہ اسی طرح عظیم آباد میں تعمیل حکم کی ہوئی جب یہ
 معاملہ میر محمد باقر سوشتری نے جو اس وقت کے اکابرین سے تھا سنا تو فرمایا کہ سنی خوا
 میں دیکھا ہے کہ حضرت کرم اللہ وجہہ نے اس فغان پر کین کی لاش کو کمر سی دو ٹکڑی کیا
 پس لازم ہے کہ اسکا جسم دو نیم کیا جاوی چنانچہ بعد از تدفین ہر حکم بہت جنگ کا پتہ

راؤنڈ نصف ایک
 بیضی نصف ایک
 کعبہ اولیہ

کو اسکے جسم کے بیچ سے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکرہ بطرف شرق اور دوسرا بطرف
 غرب شہر عظیم آباد کی لٹکایا جاوے سوایا ہی کیا گیا اور بعد چند روز کے اعضاء
 کہ مہیدہ اوسکے اوتار کر جہان آویختہ تھے وہیں دفن کر دے گئے دفعہ ۶۰ بعد کیا جانے
 مصطفیٰ خان کے برتضی سپر کلان اوسکے نے خویش واقارب اپنے اور فوج قیام
 کو فراہم کر کے سجاوے باپ کے مریت اور سرپرستی اونکی اختیار کی اور وہاں جمعیت خود
 روانہ ہو کر بحضور نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اور دہ والہ آباد کے آکر نوکر
 ہو گئے اور ایک صہ دراز تک بعد صفدر جنگ نواب شجاع الدولہ خلف الرشید
 اوسکے کے ساتھ اپنے رسالہ اور اعموان اور اکفاری کی اغزار اور آرام کے ساتھ اوقاف
 کی جب کہ زمانہ حکومت مرزا امانی عرف نواب صفت الدولہ دلد شجاع الدولہ کا ہوا تو
 ناقدردانی نواب مذکور سے رنجیدہ ہو کر مع پانچ ہزار سوار رسالہ اپنے کے دہلی میں چلا آیا
 بیان بستگیری مرزا خجف خان وزیر شاہی کے بحضور بادشاہ کے ملازم ہو کر بیاہر
 جاگیر اور مناصب کے معزز اور سرفراز ہوا و جنگ ہمارا جوتان کچواہہ علاقہ حمی پور
 میں ترددات نمایان سجایا آخر کار عزت اور نیکامی کے ساتھ مر گیا قبر اوسکی
 فتح پور سیکری ضلع اکبر آباد میں مقام خانقاہ سلیم حشتی کے ہے دفعہ ۶۱ میں واقع
 مرتضیٰ خان غازی خان اوسکا بہائے اور اسماعیل خان اور نجابت علیخان اور بہادر خان
 اوسکے بیٹے بدستور سرخیلی رسالہ اپنے کے بجال اور متنازری اور جب تسلط بادشاہ
 سید بیہ کا دہلی پر ہوا تو اوسنے ہی قدر اور منزلت اونکی قائم رکھی اور اون لوگوں نے
 ہی اوسکی اطاعت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا چنانچہ جب ۱۲۸۰
 ہجری مطابق ۱۸۶۳ء میں باد ہو جی سید بیہ ملک جیپور میں راجہ دہراج پرتاب

گجوانہ سے لڑنے گیا اور مقام قصبہ لال سوت اور خوشحال گدہ کے جو جے پور سے تھا
 بارہ کوس کے واقع ہے مقابلہ اور محاربہ ہوا تو ان لوگوں نے بدرجہ غایت دلاشجاعت
 اور جان نثاری کی دی چنانچہ غازی خان اسی لڑائی میں مارا گیا علاوہ بران جو ہم
 سلطنت دہلی کی پیش آتی رہی اسکو بہ لوگ کوشش اور سعی جمیل سے بجا لاتے رہے
 اس واسطے نجابت علیخان خلف مر قننی خان کو جو سرشار بہر سچان تھا حضور شاہ عالم
 کے سے خطاب اسد الدولہ ممتاز الملک نواب نجابت علیخان بہادر سرسبز جنگ کلا
 ہوا دفعہ ۲۶۲ جب شہسہا سحری مطابق شہسہا عین علمداری سرکار انگریزی کی
 آئی تو نواب نجابت علیخان مذکور فوراً بحضور جنرل لیک صاحب در سپاہ رفوچ گلگت
 حاضر ہو کر رجوع قلب شرائط رفاقت اور خیر خواہی کی بجا لانے لگا اس واسطے بموجب
 سند مہری صاحب مدوح مرقومہ چار دہم اکتوبر شہسہا کی جو نیت وغیرہ پر گنا
 میان نواب جاہداد رسالہ اور مواضع کوڑی و تنگے اونیدہ و حسن گدہ و ویر
 پہلا دیور و سوکھہ بار پور دروچہ جاگیر نواب نجابت علیخان کے پہلے سے مقرر تھے وہ
 بدستور بجال اور برقرار رہی اور بالعوض پر گنہ ریتک کے کہ وہ قصبہ اس کے سے
 نکالکر اور لوگوں کے نام مقرر ہوا تھا پر گنا تہجہ اور دادری و بہادر گدہ جاہداد رسالہ
 دے گئے دفعہ ۲۶۳ پہلے شہسہا سحری مطابق شہسہا عین فوج انگریزی بہر کی خاطر
 منس صاحب شہسہا دفعہ جسوت راو ہو لکر کے مامور ہوئے تو سواران بہر ہی ہمراہ
 اور بروقت نواسی رام پور دیہان پورہ وغیرہ اور درہ مکندرہ کے اگرچہ تو تین صاحب
 ایک افسر فوج انگریزی کا مارا گیا اور فوج انگریز کو شکست ہوئی الا بہر یچون نے نہایت
 جرات اور مردانگی کی چنانچہ فیض طلب خان بہنوی نواب نجابت علیخان کا زخمی شدید

ہو کر فوج ہو لکر مین کرا لیا کہ آخر کار بہ شفاعت محمد اعظم سردار ہو لکر کی رہائی اوسکی عمل
مین آئی لہذا انظر مزید خوش خدمتی اور کارگذاری بہر سچون کی لارڈ ایک صاحب ان
کو گوئی بہت راضی ہوئی اور فیض طلب کو پرگنہ پاٹودی از روئی سند مرقومہ ۲۲
ماہ اکتوبر سنہ ۱۱۹۰ مطابق ۱۹۔ رجب سنہ ۱۱۹۰ ہجری علیحدہ بطور جاگیر کے دیا اور حضور
نواب گورنر جنرل بہادر کی سفارش از دیا دیوریش اور پردخت بہر سچون کی کی
اور بہرہ محالات میان دو آب کے کسی ضرورت کے سبب سے ضبط سرکار ہوئی تو اوتکے
معاوضہ مین محالات چھوڑنا رنول کانٹنی و بادل و کانٹنی معہ قلعہ جایدا ذات
ور سالہ نواب نجات علیخان اور پرگنہ بہادر گڑھ و بدھوانہ و دادری سوای سوای
ہو و ناہرو و جہال کی جایدا رسالہ محمد اسماعیل خان و فیض محمد خان مین بموجب سند
ہری جنرل ایک صاحب بہادر مرقومہ دہم مارچ سنہ ۱۱۹۰ مقرر ہوئے اور چند
بعد رپورٹ سفارش جنرل موصوف کے درباب از دیا دیوریش بہر سچان کے
حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے منظور ہو گئی اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ مطابق پروانہ
سر جارج ملارڈ بار بو بارونٹ گورنر جنرل بہادر مرقوم چار دہم صفر سنہ ۱۱۹۰ ہجری
مطابق چہارم ماہ مئی سنہ ۱۱۹۰ کی پرگنات مرقومہ بالا بریل دوام نسلا بعد نسلا صاحب
تفصیل ذیل معاون اور رحمت ہوئی۔

تعلقہ نواب نجات علیخان مع مال رسالہ		نام محمد اسماعیل خان فیض محمد خان جایدا رسالہ	
بہادر		اسماعیل خان و فیض محمد خان بشرط متابعت نجات علیخان	
بہادر	بہادر	دادری سوای ہو	بدھوانہ
کانٹنی و بادل	کانٹنی و بادل	و ناہرو و جہال	جاگیر فیض محمد خان تعلقہ
کانٹنی و بادل	کانٹنی و بادل	جاگیر اسماعیل خان پرگنہ	پاٹودی
بہادر گڑھ	بہادر گڑھ		

اور یہ شرط اوسمین لگائی کہ مہوہوب بہم بند و بست محالات مذکور کا اپنی جمعیت سے کرے
 اور سرکار سے کچھ مدد نہ مانگین اور چار سو سوار عین الضرورت سرکار میں حاضر کہیں
 اور عموماً ہر صرف بخیر خواہی و جانفشانی سرکار کی رہیں پس بطن او کی نواب خجابت علی
 پرگنات جھڑ و بادی و کانوڈ و کانٹے و بادل و مارنول پر رئیس و جاگم مستقل ہو گیا
 اور جو منجملہ پرگنات موسومہ محمد اسماعیل خان کے پرگنہ دادرسی اور بدھوانہ مشترکہ محمد اسماعیل خان
 برادر اور فیض محمد خان اسپر خجابت علی خان کا تھا اس واسطے از روی تقسیم با عہد خجابت
 علی خان نے پرگنہ بدھوانہ بنام ہما حصہ فیض محمد خان بیٹے اپنے کے محمد اسماعیل خان
 سے علیحدہ ہو کر کے شامل اپنی حکومت کر لیا اور علی ند القیاس تعلقہ پاٹودہ بھی حسین
 خاص پاٹودہ اور لوہاری اور کھٹری مل میں بوجہ ہونے جاگیر فیض محمد خان اسپر
 خجابت علی خان کی متعلق عملداری نواب موصوف کے رہا چنانچہ حال مفصل کا رونا
 خجابت علی خان کا مع اولاد اسکے کے حب تک اس کا خاندان میں ریاست رہی
 میں لکھا جاتا ہے فصل دوم متضمن ذکر ریاست نواب خجابت علی خان پھر
 دفعہ ۲۶۴ نواب خجابت علی خان ولد مرتضیٰ خان پھر سرکار دولت مدائن
 سے ملک پاکر ۱۱۸۰ ہجری مطابق ۱۷۶۷ء میں سند نشین ریاست کا ہوا اور جو کہ
 سرکار سے بخشش ملک بنام خجابت علی خان کے معہ لواحقان ہوئی تھی اس واسطے
 اوسے منجملہ پرگنات موسومہ اپنے کے پرگنہ کانٹی اور بادل تو تفویض احمد خان
 اعام اور عبدالرسول خان داماد سرست خان عم مرحوم اپنے کے کر دیا اور باقی پرگنات
 جھڑ اور بادی اور کانوڈ اور مارنول اور بدھوانہ و غیرہ دیہات سرگاندہ اپنے
 قبضہ و دخل میں رکھے اور قریب دس مہینے تک اسی طرح سرکار روائی ہوئی رہا

* اعام جمع

بنے جی

بعد اویکے جب ہ لولک صدی امور انظام برگتات کے ہویکے تو اوہون نے
 اپنی خوشی سے محالات مذکور نواب نجابت علیخان کو پکدے اور بالحق
 اویکے نواب نجابت علیخان نے سولہ روپیہ سالانہ اونکو دیا اور لکھو
 ترشہ نفر سوار عند الضررت سرکار اویسے لینے مقرر کر لے اور نوشت خواند اویکی
 باجہد کر اویکے انطرح سے ہو گئی کہ غلام احمد خان اٹھائیس ہزار چار سو روپیہ لیویے
 اور ساٹھ نفر سوار نوکری میں دیویے اور عبدالرسول خان تیس ہزار چھ سو پانچ
 سالانہ لیویہ و شصت و پنج نفر سوار نوکری میں دیویے اور خضر خان ستر ہزار سات
 روپیہ سالانہ لیوی اور اٹھتیس نفر سوار نوکری میں دیویے اور اویکے مطابق
 عملہ آئے گیا اور جو کہ چار سو نفر سواروں کا مطالبہ اٹھی سرکار سے واسطے تعیناتی منسلک
 دہلی بانی پت رستگ کوڑگانوہ و جھار کے نواب صاحب سے ہوا اس واسطے موافق
 قرار دیکے مات نفر سوار تو اون تینوں خالصا جان سے لیے جاتے تھے و بانی
 مات نفر نواب صاحب نے یہاں سے پورے کر کے کل چار سو نفر سوار سرکار میں بھیجے
 تھے دفعہ ۲۶۵ قیام اور بود باش نواب نجابت علیخان کی بطور استقلال خاص
 شاہجہان آباد میں تھی چنانچہ شاہجہان آباد میں نواب صاحب نے کلان محل و عویلیات
 دہلی کے دامانی بگیم دباغ شدی والد و دکانین وغیرہ جایداد بچاس ہزار روپیہ
 کی خرید کر لی تھی اور انظام ملک کا اپنی طرف سے فیض طلب خان اپنے بہنوئی کو جو گجرات
 تہہ پاؤدی کا تھا سہر کر رکھا تھا اور فیض طلب خان اونکی طرف سے برگتات
 میں بطور نائب کے رہتے تھے اور نواب صاحب نے خود ایام فضل میں اکثر
 بطور ورکے برگتات میں آیا کرتے تھے اور باج ہزار سوار و پیادہ کی کن جمعیت بھی

اہلکے بیان نوکر تھے دفعہ ۲۶۶ اولاً جہاؤنی فوج کی کچھ عرصہ تک بہادر گڑھ میں
 رہی کیونکہ درمیان نواب نجابت علیخان رئیس اعظم اور محمد اسماعیل خان جاگیردار
 بہادر گڑھ سبب اخوت کے کچھ مفارقت نہ تھی اور بعد اوسکے چھپرہ میں مقفل عید گڑھ
 قریب سال اور بہر مقام کا نوڈن تھینا ڈھائی سال تک رہی اور جو کہ اونی عرصہ میں محمد
 اسماعیل خان برادر نواب صاحب رئیس دادرسی کے مر گئے اور بہادر جنگل خان اونی
 بیٹے منیر حسن شاہ اور علاقہ دادرسی میں صورت بد نظمی کی واقع ہوئی در صورت
 اگرچہ ابتداً افغانین اسماعیل خان اور نواب صاحب کے آپس میں تقسیم پرگنہ دادرسی اور
 بدھوانہ کی ہو گئی تھی لیکن عمل درآمد اسکا اچھی طرح نہیں ہوا تھا اور مذہب داری مشترکہ
 انتظام کی باعتبار ظاہر سرکار میں بحال تھی اس واسطے نظم و نسق علاقہ مذکور کا نواب
 صاحب نے تاملوغم بہادر جنگل خان کے اپنے اوپر واجب گردان لیا دفعہ ۲۶۷
 ظاہر اوہنیں ایام میں زمینداران ہوانی متعلقہ پرگنہ دادرسی نے اولیہ معاملہ میں
 عمل کے بغاوت اختیار کی بلکہ ازراہ شرارت اور جرم دگی کے کچھ ٹکڑان ہوانی کے
 اسباب مخمور صاحب کا کہ مقام موضع دہانہ دیرہ اونکا تھا چورا لگنے کے عند تحقیقات
 آنا اسباب مذکور کا مقام ہوانی کے تحقیق ہو گیا اور بہر چند کہ اونکو فہمائش ہوئی مگر اسباب
 واپس نہ آیا بلکہ سترگازر صاحب ناظم ملک ہریانہ سے جو تقریر سیر و دو مقام
 ہوانی میں آئی تھی بدھوا وغیرہ زمینداران بگستاخی اور کلمات ناگفتنی پیش آئے
 اور صاحب صوف نے جہاؤنی بہادر اس علاقہ ریواری سے فوج منگا کر ہوانی
 پر چڑائی کی اور بدھوا وغیرہ زمینداران نے ہی بہت سے دیہات گرد و پیش جمع کر کے
 سلمان مقابلہ کا مہیا کیا چنانچہ اسوقت اوہر تو فوج سرکاری اسکی سرکوبی کی

دادرسی بھائی بندی

پہنچی اور اس مقام کا نوڈیہ فوج نواب صاحب کی بفرص شمول فوج سرکاری کے گئی اور
 باہم ہوانی والوں اور افواج متفقہ کے لڑائی واقعہ ہوئی آخر کار فوج سرکاری نے
 سمت اکبراجیت مطابق سنہ ۱۲۹۹ء موافق سنہ ۱۲۹۹ ہجری میں ہوانی کو فتح کر لیا اور اس وقت
 سے ہوانی معہ کوٹ کا لوہا اس گھیرے میں ان تحت بہرچون سے خارج ہو کر نسل
 عمارت سرکار داخل ہو گئی اور مبلغ چہ ہزار روپیہ سالانہ نقد بابت جمع ہو سکے
 سرکاریہ انکو ملنے لگا پس اس وقت سے جہاں فوج نواب صاحب کی کا نوڈیہ سے بہت ہو کر
 تحصیل آدمی میں مقرر ہوئی اور اندازاً چار پانچ سال تک تاحین حیات نواب نجابت علی
 کے جہاں فوج کی میں ہی بعد اس کے انتظام اور باو علاقہ رہا کہ کسی شخص نے بعد از نجابت علی
 کے چون نہیں کی مگر ایک دفعہ ایسا ہوا تھا کہ رعایا نے نواب احمد بخش خان رئیس فرور پور
 جہر کا کی باغی ہو گئی تھی اور اوہوں نے بی پاس اتحاد طرفین نواب نجابت علی نے
 مدد چاہی سو نواب صاحب نے دو ضرب توپ اور ایک بلین خمیوں کی سیر کردگی کر نسل
 محمد اعظم کے روانہ کی سو کر نسل مذکور نے قبل از ہونچ نواب احمد بخش خان کے سر کو بی
 مصندان کی بوجہ حسن کر کے انکو دبا دیا جتا پچھلے سے نواب احمد بخش ہوئے
 اور کر نسل محمد اعظم سے بہت راضی ہوئے اور اسکو خلعت دیکر حضرت کیا اور خط شکریہ
 بخد مت نواب نجابت علی کے ارسال کیا دفعہ ۱۲۸۸ تا ایام حکومت نواب نجابت علی
 کے کچھ صورت ترتیب قرار انتظام شدہ تھی کہ صرف ایک طور سبامیانہ جاری
 یعنی وقت طیار می فصل کے فیض طلب خان ہر ایک محال میں ہو چکر تحصیلہ اردن سے
 حساب وصولاتی آمدنی اور خرچ کا سمجھ لیا کرتے تھے اور تحصیلہ اردن کو اختیار تھا کہ
 زمینہ اردن سے معاملہ بطور مناسب از روئی بنائی یا محل کنگوت اور شد کار کے

مذکور وقت میں
 نواب احمد بخش
 خان کے سر کو بی
 ہوئے اور خط
 شکریہ
 ارسال کیا
 دفعہ ۱۲۸۸
 تا ایام حکومت
 نواب نجابت علی
 کے کچھ صورت
 ترتیب قرار
 انتظام شدہ
 تھی کہ صرف
 ایک طور
 سبامیانہ جاری
 یعنی وقت
 طیار می فصل
 کے فیض طلب
 خان ہر ایک
 محال میں ہو
 چکر تحصیلہ
 اردن سے حساب
 وصولاتی آمدنی
 اور خرچ کا
 سمجھ لیا کرتے
 تھے اور تحصیلہ
 اردن کو اختیار
 تھا کہ زمینہ
 اردن سے معاملہ
 بطور مناسب
 از روئی بنائی
 یا محل کنگوت
 اور شد کار کے

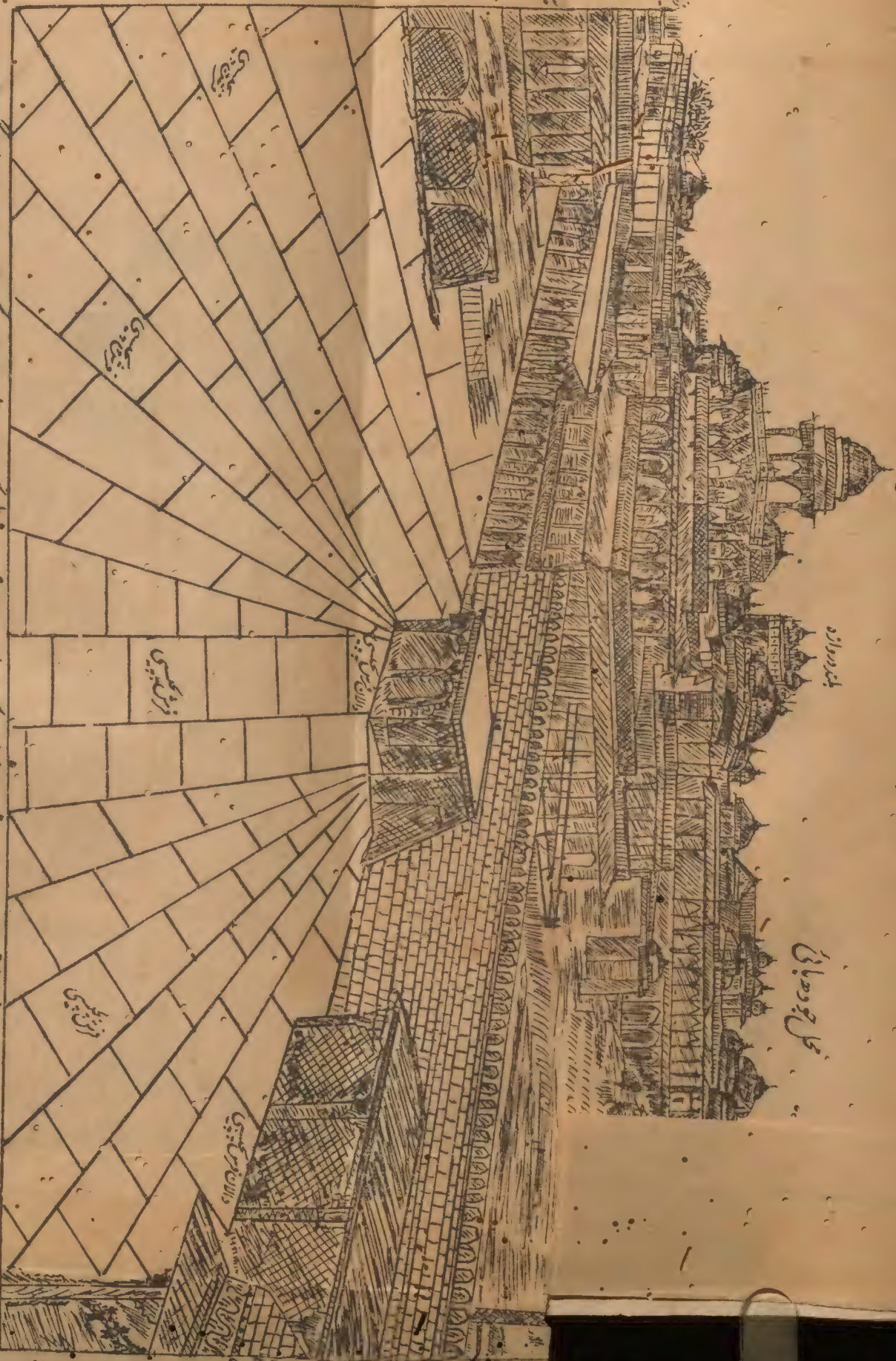
وصول کر لیا کریں اور منجملہ زر موصدہ کے حسب قدر تنخواہ مردمان فوج اور اہلکاران میں جگہ کی
 ہو کر یہ تقسیم کر دیا کریں اور حساب و سکا سرکار میں بھیج دیا کریں اور اس وقت میں اس قدر آمدنی
 ملک سے ہوتی تھی کہ مصارف ات اور عیال اور اطفال کا اور تنخواہ فوج اور خرچ ریاست
 بیشکل ہوتا تھا اور کوئی صورت اجتماع زر اور معموری خزانہ کی نہ تھی اور نہ کوئی خزانہ
 تھا دفعہ ۲۶۹ جو احکام عند الضرورت نواب نجابت علی خان کی طرف سے بنام تحصیلدار
 وغیرہ کے جاری ہوئے تھے وہ بطور خطونیکہ لکھے جاتے تھے اور کچھ نقل احکام مجاری کی
 نہیں کی جاتی تھی صرف ایک ہی یادداشت کی تھی اس میں کسی ضروری حکم کی یادداشت
 لکھ لی جاتی تھی اور عرض جو تحصیلدار لوگ نواب صاحب کو لکھتے تھے اس میں براہ
 تے تکلفی اور اہلکاران فوج کے نام بھی سلام وغیرہ لکھ کر پائے تھے دفعہ ۷۱ مل اہتمام
 فوجداری اور دیوانی کا متعلق جو ترہ سائر کے تھا جو شخص بھیکہ محصول سائر کا نواب صاحب
 سے لیا کرتا تھا وہی کو تو ال کہلاتا تھا اور وہی مقدمات زبانی فیصلہ کر دیا کرتا تھا کچھ ستر
 ترتیب میں اور تحریر اظہارات کا تھا اگر کوئی مقدمہ سنگین ہوتا تھا یا تنہا صلیب کوئی شخص
 فیض طلب خان یا نواب صاحب تک استغاثی ہوتا تھا تو اس کو فیض طلب خان مختار ریاست
 اپنی ذات سے بعد ملاحظہ سر زمین وغیرہ کے فیصلہ کر دیتے تھے اور طبیعت نواب
 صاحب اور فیض طلب خان کی خیرات کس طرف بہت متوجہ تھے چنانچہ فیض طلب خان کا
 دستور تھا کہ سوایے روزنیہ اور وظیفہ معمولی لوگوں کے ہمیشہ سو پاس روپیہ نقد سوچے
 وقت ایک یا چھ مین باندہ کر اپنے پلنگ کے نیچے رکھ لیتا تھا اور صبح کو منگام بیداری
 محتاج کو تقسیم کر دیا کرتا تھا دفعہ ۱۷۱ نواب نجابت علی خان بڑا کریم الخلق اور تواضع
 شعار تھا خاطر داری اور دجوتی اہل فوج کی بہت کرتا تھا اور جو بہائی بیٹے ملازم

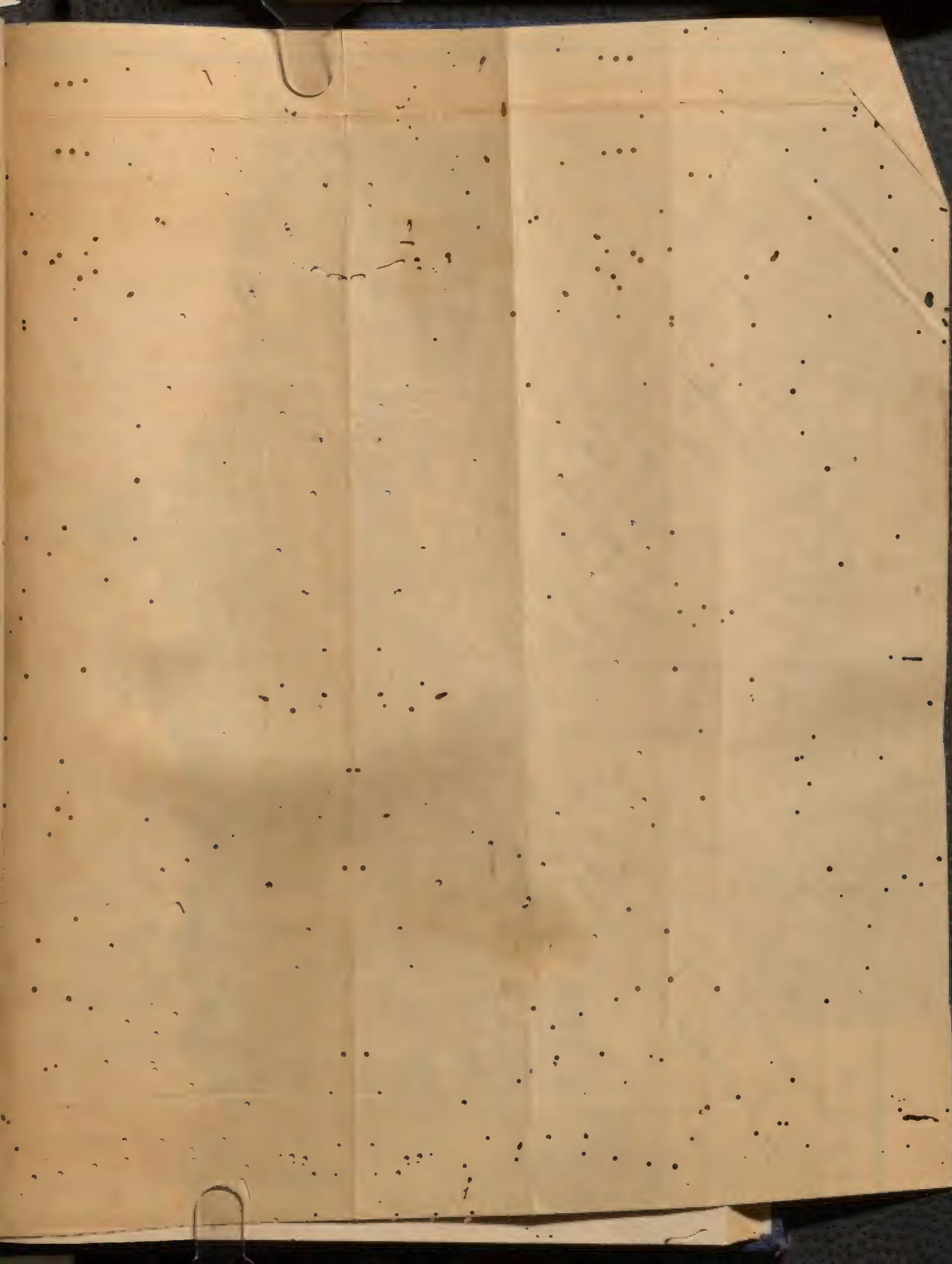
قدیم تو انکی قدر دانی در خواست بر ایک شخص کی کرتا رہتا تھا اور انکی شادی اور غمی میں ملا جھج
 کی ہی کرتا تھا ملک جو جو مردم دی عزت مثل سالہ دار وغیرہ کی تھی بروقت تقاریب سے اور شادی کے
 خود انکی مکانات پر جایا کرتا تھا اور ہر ایک طرح کا فقیر رعایت اور پرورش کا مرغی رکھتا تھا جو
 کہ ان لوگوں سے راہ و رسم برادری کی برتا کرتا تھا اور وی لوگ ہی اوسے ایسا اعتقاد درست
 اور ارادت کامل رکھتے تھے کہ تمہیں حکم اوسکے میں جان ٹال سے حاضر رہا کرتے تھے دفعہ ۲۷۲
 نجابت علیخان آدمی شہزادہ اور پرنس گارہا اور صرف ایک وجہ اوسکی اہل برادری میں سی تھی اور
 دومی اوسکی تھی ایک فیض محمد خان پسر گلان و سر اس علیخان پسر کو جب چنانچہ نجابت علیخان
 دس برس کئی ہشتی تاریخ سند لارڈ لیک صاحب سے اور آٹھ برس کئی ہشتی بعد عطاء ملک کے گورنر
 ریاست کی اور آخر کار بتاریخ نیم ربیع الاول ۱۱۸۰ ہجری مطابق ۱۷۶۷ ع کے مقام دہلی میں
 مر گیا اور جنازہ اوسکا قطب صاحب میں جا کر دفن ہوا اور اوسکی وفات کی بعد چچا اوسکے فیض محمد خان
 پسر گلان اوسکا سند نشین ہوا فضل سویم مضمین کر ریاست نواب فیض محمد خان
 پسر چچ کے دفعہ ۲۷۳ از لیکہ نواب فیض محمد خان آدمی نہایت ذکی اور زیرک اور متظم اور
 مدبر تھا اور ہر ایک قسم کی خوبی کا مادہ اور جو بہر قابلیت کا اوسمیں موجود تھا اسواسطے وہ چاہتا تھا
 اپنی عہد ریاست میں بمقتضای اسے صاحب اور فکر بالغ رس کے بہت اچھی اور عمدہ کام کرے مگر
 جو کہ فیض طلب خان عہد نواب نجابت علیخان سے مختار اور نایب ریاست تھا اوسے بہت ارستگی
 طبیعت نواب نجابت علیخان کے کہ وہ دہلی میں رہتا تھا کل امور ملکی و مالی پر محیط اور مستط تھا
 لہذا اگر اچانک نواب فیض محمد خان اپنی طرف سے کوئی بات جدید نظام کی جاری کرنی چاہتا تھا تو
 سبب حادی ہونے فیض طلب خان کے حسب نحو اتمیل اوسکی ہوتی تھی لاجرم فیض محمد خان کو خلعت
 فیض طلب خان کی کا بار ملک میں گوار ہوئی اور دہائی برس بعد سند نشینی اپنے سے فیض طلب خان کو

باوجودیکہ رشتہ بن اوسکا پہچان تھا دست اندازی مہام ریاست سی برطرف کیا اور اگر فیض طلب خان
 نے ناراض ہو کر استغاثہ اوسکا صاحب زینت دہلی کے بیان اس مضمون سے دائر کیا کہ جو کچھ رعایان اور
 بہادری پنجانب بہرچان برفاقت سرکار انگلیزی ظہور میں آئی وہ میری ات ہی ہوئی چنانچہ زخم آہ
 سب کے جو جنگ نکرہ میں اوسینے کہائے تھے کہو لکر دکھائی اور بیان کیا کہ عطا ملک کراچی
 دوام کو صرف ایسی ہی مات نہایت کے سبب سے بڑھ چو کو موایہ اور نظر اوس استحقاق جانفشانی کے کا
 نیابت ملک میں میرا صرف تہا اب بدخلی میری ہائیں کو نکر موتی ہے لیکن جو کہ اس یاست میں قلعہ
 کیے رو سے کچھ حق اوسکا نہ تھا اوسو اسطے سماعت نالاش اوسکے کی نہوئی اور مجبواً وہ اوس یاست سے علی
 ہو کر رگتہ پاؤدی بنی جاگیر میں چلا گیا دفعہ ۲۷۴ بعد علی کی فیض طلب خان مختاری یاست سے
 نواب فیض محمد خان نے کشن لعل نامی قوم کا تہہ ساکن شاہجہان آباد کو کہ پہلے سے منشاہرہ روپیہ
 کجا بیوتات نویسی کے ملازم تہا بعد دیوانی کل کے مقرر کیا اور بہ آدمی بہت دشمن اور مٹھنم
 اور لٹیک تہا نواب نے باستشارہ اور تصلاح اوسکی کی مہات زیاست کو نہایت عمدگی اور خوبی ساتھ
 انجام یا اوسن انتظام کو اسطے ہی اچھی طریقہ ملک داری کے جاری کئے اور اوقات حیات مستعار بنی کو
 مصروفیت کارہائے سرگرم میں بسر کیا چنانچہ تذکرہ اوسکا بقدر دریافت تفصیل کے ساتھ ذیل میں لکھا جاتا ہے
ترتیب و رستگاری فوج کا بیان دفعہ ۲۷۵ جو کہ نواب خات علیخان کے عہد میں کچھ تفریق
 اقسیم فوجی میں تھی اور جملہ ملازمان جنگی کیا سوار کیا پیادہ بطور علی غول کے تھے لہذا نواب فیض خان
 نے اس نے ترتیبی کو رفع کر کے اقسام اور فراق اوسکا اس طرح کیا کہ سواران کی فوج کے لئے سالہ مقرر
 منجملہ اوسکے چہ سالہ بارگیران کے تھے اور تیرہ سالہ خود سہون کے دفعہ ۲۷۶ بارگیران کے ایک سالہ
 میں ایک سالہ دار منشاہرہ اور ایک حصہ دار منشاہرہ اور چار حصہ دار منشاہرہ اور ایک نشان بردار
 منشاہرہ میں اور ایک قہارچی منشاہرہ نور و پیہ کے اور دو نفر سواران منشاہرہ کے تھے اور

مدار از
 صاحب
 قلمی
 اصلاح
 دستورہ

(مرتبه عالی ریاضی و الفبائی)



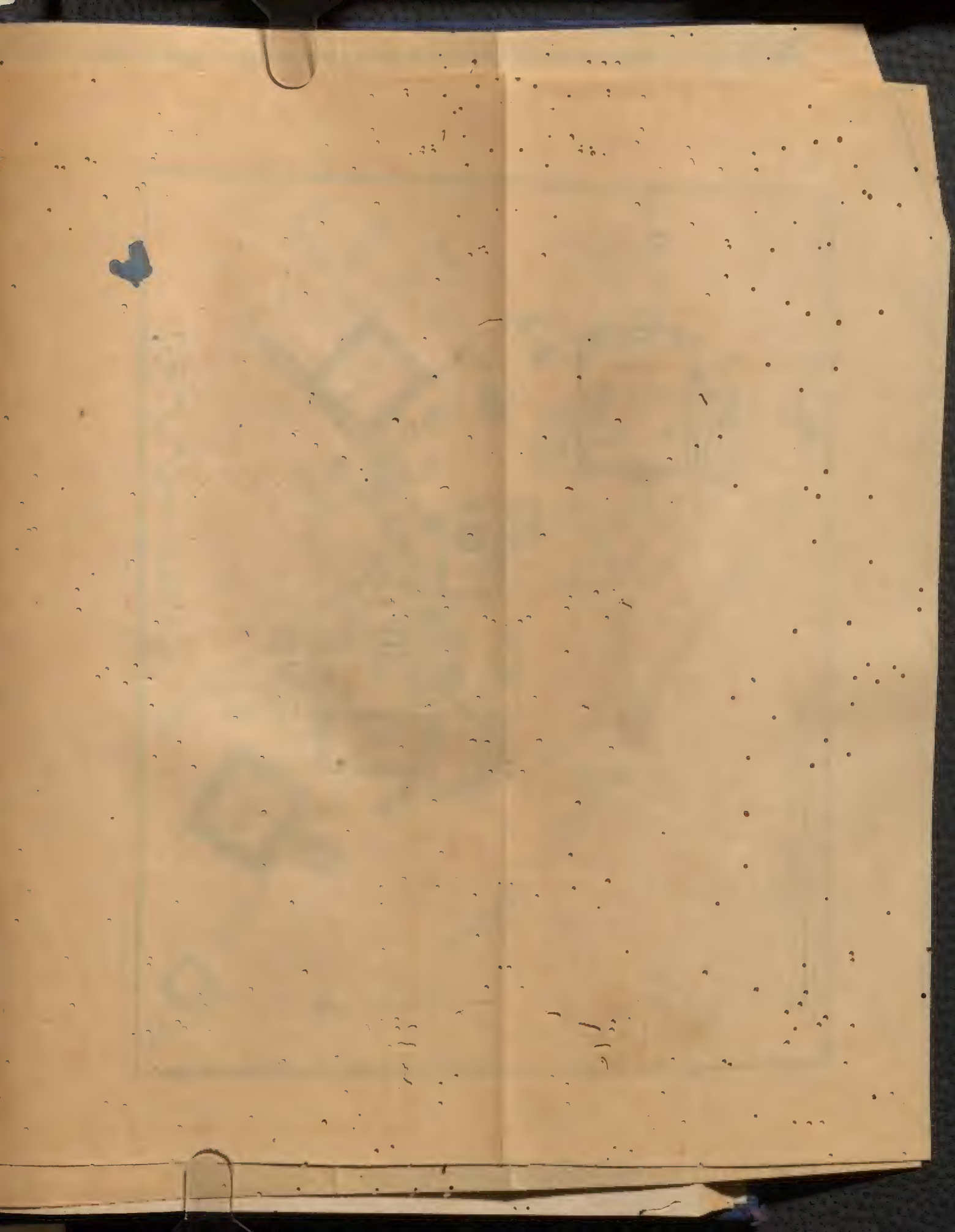


نقشه پلان عمارات خاص قشور سیکری



- ۱- نقشه پلان
- ۲- دروازه شاهی
- ۳- دروازه شاهی
- ۴- دروازه شاهی
- ۵- دروازه شاهی
- ۶- دروازه شاهی

اسکیل یکسان فوٹ



پہون سالون پر ایک نیل منشاہر ۵۵ اور ایک میجر منشاہر ۵۵ اور ایک منشی منشاہر ۵۵ کے معین ہوتا
 اور علاوہ ملازمان مذکورہ بالا کے سقا اور ہنگی اور سائیں وغیرہ شاگردیشہ معمولی ہی سرکار سے
 تنخواہ پاتے تھے دفعہ ۲۷۷ خود پہون کے رسالوں میں پابندی قاعدہ کی اچھی طرح نہیں تھی
 ہر ایک سالہ کم پویش نو فھر کا ہوا کرتا تھا اور اس میں ہونا ایک سالہ دار اور نقارچی اور نشان کا
 کا ضروریات ہی ہوتا تھی کسی سالہ میں بگڑا فسران معمولی تھے اور کسی میں نہیں اور تنخواہ کی تعداد کی بھی
 جہد ان قید نہ تھی ہر ایک شخص کی لیاقت ذاتی یا خاص عایت پر مقدار تنخواہ کا حصر تھا چنانچہ
 رسالہ داروں میں منشاہر دار سو سو ڈیڈہ ڈیڈہ سوز و میہ کے بھی تھے اور ۵۵ کے بھی
 اور ۵۵ کے بھی اور سواروں کی شرح معمولی تو ۵۵ ماسواری تھے مگر اکثر لوگ ۵۵ اور ۵۵
 اور ۵۵ اور ۵۵ ماسواری بھی پاتے تھے اور چند رسالجات خود پہون میں ایک تیب
 منشاہر ۵۵ ماسواری کے نوکر تھا دفعہ ۲۷۸ وردی سواروں کی افاق بانات سبز کا ہی اور
 گڑھی اور وہ سبز اور نوڑہ چرمی تازا نو اور با جامہ سفید اور تلوار اور بندوق توڑہ دار تھی اور
 بار گرنے گھوڑوں پر کاٹھیاں اور جو اسونیکے گھوڑوں پر چار جامہ ہوا کرتے تھے اور ہر ایک پوش
 بانات رنگ سبز اور زرد کا ہوتا تھا اور فسران میں دفعہ رنگ بجا دستار مخدیل سبز باند تھے
 اور بجلیے زین پوش کے غاشیہ کلاتوینے رکھتے تھے دفعہ ۲۷۹ سواروں میں دستور تعلیم و راداب
 قواعد جنگی کا نہ تھا مگر ہر ایک ارکوہان تک مھارت ہونی لازماً تھی کہ گھوڑا دوڑا کر و کی حالت میں
 نشانہ بوتل پر بندوق لگا دیکو دفعہ ۲۸۰ فوج پیا دگان کی مشق اور پڑھ پٹھون کے تھی ایک پلٹن پلٹن
 قوم بوریہ اور دوم خچیان کی جس میں کچھ خصوصیت کسی ایک قوم کی نہ تھی ہر ایک قوم کے شریف و خبیث
 بہرتی تھے اور ہر ایک پلٹن میں آٹھ آٹھ کمپنی اور ہر ایک کمپنی میں ایک ایک صوبہ دار اور جمعدار اور دو
 حوالدار اور کوت حوالدار اور دو نشان بردار اور دو نفر سپاہی افضل تھے اور ہر ایک پلٹن میں

ایک کرنل اور ایک میجر اور ایک منشی اور سب نفر باجے نواز انگریزی اور سب نفر بیلدار اور سب
 دفعہ ۲۸۱ ملین پور بیون تین تنخواہ کرنل کی سو روپیہ اور میجر کی ۵۰ اور صوبہ دار کی ۵۰۰ جمہور
 کی ۵۰۰ اور منشی کی ۵۰۰ اور حوالدار کی ۵۰۰ اور نشان بردار کی ۵۰۰ اور کوت حوالدار کی
 ۵۰۰ اور سپاہی کی ۵۰۰ اور بیلدار کی ۵۰۰ اور ۵۰۰ ۵۰۰ تنہو میجر اور بالہسری میجر کی اور ۵۰۰
 ڈسولر الیکے اور ۵۰۰ ہر کلچر کے اور ۵۰۰ ایک بالہسری والہ کے اور باقی بالہسری والوں اور تنہو
 والوں کے سات سات روپیہ ماسواری تھے اور پنجپون کی ملین تین تنخواہ کرنل کی ۵۰۰ اور میجر کی
 ۵۰۰ اور صوبہ دار کی ۵۰۰ ۵۰۰ اور سپاہیان کے بانج بانج روپیہ ماسواری تھے اور کچھ
 نہ تھا دفعہ ۲۸۲ ملین تلنگون کی وردی سرمائی میں تیلون بانات آبی اور کرتی بانات سرخ
 اور ٹوپی بانات سرئی مکنی اور مونڈا جوتا اور توسدان اور بندوق بہر کلا مکنی ٹوپی کرتی
 اور موسم گرمی میں سوک ٹوپی کے اور لباس سفید ہوتا تھا اور وردی ملین پنجپون کی گلہ ماشی اور باجہ
 شیاہ اور سرخ بگڑی اور مونڈا جوتا اور باقی سب باقی وردی ملین تلنگون کے تھا دفعہ ۲۸۳
 دو ملین موسم سرمائی قواحدگی کی مشق مطابق دستور انگریزی کے کیا کرتی تھیں اور ازبکوں
 کبھی کبھی دفعہ ۲۸۴ علاوہ فوج سوار و پیادہ مذکورہ بالا کے چار توپخانہ تھے منجملہ ان کے ایک توپخانہ
 قلعہ کاندھل میں تھا جہاں میگرن اور گودام اور خزانہ زاید جمع اور محفوظ رکھا کرتا تھا اور اوسمیں ساہم
 ضرب توپ میں مختلف قسم کی اور بہت سے جزائر اور زنبورک وغیرہ تھیں اور چالیس گولہ انداز
 اور ایک جمہور اور چار حوالہ دار اور دس خلاصی تھی اور سوای ازبک تین سو نفر جوان سہ بندی اور
 ایک جمہور بھی قلعہ کاندھل میں رہتا تھا اور حملہ ملازمان متعلقہ قلعہ پر ایک فسر بنا فرمودہ قلعہ دار
 اور ایک مقصدی ماتحت اوسکی تھا اور باقی تین توپخانوں میں ایک توپخانہ اسپر تھا اور سہراہ ساہم
 کے رکھتا تھا اور دو توپخانہ بلیوں کے تھے کہ وہ بلیوں کے ساتھ رہتے تھے اور ہر ایک توپخانہ میں

چار چار توپ تین گولہ اونیکہ دو توپ سہ فوج کے رتی تین اور دو توپ مگیزین جیمز مین ٹاگرت
 اور ہر ایک فوجی پانچ مین ایک ایک محمد ار اور دو حوالدار اور چھ چھ خاصہ تعینات تھے اور بقیتوں تو پانچ
 متعلق سے تقریباً اور اونکا محمد ار تھا دفعہ ۸۵ ۸۶ قلعہ کا نوڈ مین تخواہ محمد ار تو پانچ کے
 فوج اور حوالدار کے چھ ہر اور گولہ اندازوں کے پانچ پانچ روپیہ اور خلاصیوں کے ساڈہ تین
 روپیہ ماسواری تھے اور تخواہ سہ ہندی ملازمان کی تین تین روپیہ اور اونکے محمد ار کی سہ روپیہ
 ماسواری تھے اور مشاہد افسر گلان لغنی قلعہ ار کا سو روپیہ ماسواری اور مشاہد اسکے مسدوی کا سہ
 ماسواری تھا دفعہ ۸۶ ۸۷ اسی تو پانچ مین محمد ار اور سہ حوالدار اور نو نور روپیہ
 گولہ انداز اور چھ روپیہ ماسواری خلاصی پاتے تھے اور تخواہ سلیداران کی چار چار روپیہ ماسواری اور
 اونکے محمد ار کی سات روپیہ ماسواری تھے اور پلٹن ملنگونکے تو پانچ مین محمد ار اور سہ روپیہ
 حوالدارونکے اور سات سات گولہ اندازونکے اور لکھنؤ ماسواری خلاصیوں کے تھے اور تو پانچ مین
 نجیوں مین سہ محمد ار اور سہ حوالدارونکے اور چھ چھ روپیہ گولہ اندازونکے اور چار چار روپیہ
 ماسواری خلاصیوں کے تھے دفعہ ۸۷ ۸۸ وردی گولہ اندازان تو پانچ قلعہ کا نوڈ اور دو نو پلٹن کے
 موسم ہوا مین گلہ آبی اور باجیا مہ سیاہ پرا اور گہری خرچ اور پٹی بانات سرخ جس مین تلوار پٹی تھی
 اور نوڈا جوتا تھا اور گرمی مین بجای گلہ آبی کے سفید انگر کدہ و ہر اسوا کرتا تھا اور باقی سٹ سٹور تھا
 اور وردی گولہ اندازان تو پانچ سہی کی بتوں بانات سرخی اور کرتی بانات زرد اور کلاہ مای شہت خود
 جیمز پوشش بانات زرد کی ہوتی تھی اور او سکے اور پھر پٹیل کے بدھی مٹا جیمز کئی سوئی ہوئی تھے اور پٹی
 اونکی سرخ ریشم کی گونڈی سوئی تھی اور اوس مین ایک ال صابرنگ سفید کا ہوتا تھا جس مین تلوا
 ر ٹاگرتی تھی اور وردی کل خلاصیوں کی سیاہ پٹوں اور سیاہ کرتی اور سیاہ ٹوپی باناتی تھی اور سفید
 صابر کی پٹی مٹا پٹہ تلوار کے تھی اور کل فوج کا ایک خبرل تھا اور جو کہ یہ محمد متعلق نوایس مین

برادر کو چک نواب فیض محمد خان کی تھا اور تین ہزار روپیہ ماہوری بوجہ مصیبت برادری رئیس کے ہاتھ تھا
 اس واسطے کچھ شرح خواہ خبرل فوج کی منکشف نہیں ہوئی دفعہ ۲۸۸ بعد از تبت اور دستی فوج کے خدادی
 پلٹن اور توپخانوں میں مقام ملی پس کپتان ریلی صاحب ہتھم سگیزین سگری کے پہنچ گئے کہ انہوں نے
 وہاں جا کر شامل سپاہیان سرکاری ایک سال تک آباد و قواعد جنگ کے تعلیم پائے اور جبے لوگ
 انہیں مشاق اور ماہر کامل ہو چکے تو وہاں سے واپس آ کر انہوں نے وہی امور دیگر اہل لشکر کو سکھلائے
 شروع کیے چنانچہ اس طرح سے رفتہ رفتہ کل فوج نواب کی قواعد دان ہو گئی اور واسطہ تعلیم ناجی نواز
 ایک سرسیر تہ سے بلا کر مشاہیر ۵۵ کے نوکر رکھا گیا تاکہ اوسے تین سال تک لوگوں کو فوج باہر
 نواز کا سکھایا اور حال فراہمی مصالح اور سامان حرب کا یہ بھی کہ اسے نال بند و ق حقائق اور
 د و ضرب توپ ہاؤنڈی تو ایک دفعہ لصلہ خیر خواہی اور خدمت گزاری جنگ بہت پورے سرکاریہ بطور
 انعام کے ملی تین اور باقی توپین اور بندوقین اور دیگر آلات و ادوات جنگ کے دنواب کے کارخانہ میں
 طیار ہوئی تھی اور نیز بقدر ضرورت عملداری سرکاریہ سے منگالیے جاتے تھے دفعہ ۲۸۹ ایک
 کچھ ہی نامزد دفتر بخشی خانہ کے مقرر تھے کہ اوس میں چہرہ نوی ملازمان قدیم اور جدید اور حساب خواہ
 ملازمان فوج اور دیگر محلہ امور لشکر کی متعلق تھے اور جو کوئی شخص اندر حد و دجہاؤنی کے تالش قضیہ
 وغیرہ معاملات دیوانی کے کرتا تھا اوسکے مقدمہ کی ترتیب ہی دین ہوتی تھی اور حکومت اور کار فرما
 دفتر بخشی خانہ کی تفویض خبرل فوج کے رہتی تھی اور علاوہ برین جہاؤنی کے اندر ایک ششہ کو توالی کا
 جدا تھا کہ نظم و نسق پولس کل اندر حد و دجہاؤنی کے معرفت افسر ششہ مذکور کے جو لقب کو توالی
 تہا سوا کرتا تھا اور جو مقدمات کو توالی سے جلالان ہوا کرتے تھے فیصلہ اور تجویز انکی معرفت کو رہا
 بارشل کے موجب تو لشکر انگریزی کے ہوتے تھے نہان تقرری ششہ دواج
 عملداری سرکار میں مابقی کسر ششہ نامزد دفعہ ۲۹۰ بعد از تبت اور

راستگی فوجیکہ ایک رشتہ دواب کا مقرر ہوا اور پرورش اور طیاری ساز و سامان میدان و
 اسباب و خیرات اور دیگر چار پایاں سرکاری کی متعلق اوسیکے کی گئی اور اس شہر میں ایک مقصد
 رہتا تھا اور انتظام شہر مذکور کا سپرنٹنڈنٹ فوجیکہ تھا بیان انتظام عدالت
 دفعہ ۲۹۱ جو کہ عدالت کی دوستی میں ایک فوجداری دوسری دیوانی چنانچہ اون دونوں
 کی کارروائی کیو بیٹے اولاً قانون اور ضوابط علیحدہ علیحدہ تالیف اور طیار ہو اور واسطے فتویے اور
 بیستہ مفتی اور پندت تجویز کی گئی پھر مطابق قانون مولفہ اور خاص مقدمات میں فتویٰ مفتی اور
 بیستہ پندت کے فیصلہ مقدمات متاثرہ کامونے لگا اور اگرچہ حاکم دونوں عدالت کا
 ایک شخص ہوتا تھا مگر شہر اور دفتر دونوں کا علیحدہ علیحدہ تھا اس واسطے ذکر کارروائی دونوں
 شہر تون کا جدا جدا کیا جاتا ہے ذکر شق عدالت دیوانی کا دفعہ ۲۹۲
 تمام ریاست میں تین محکمہ عدالت دیوانی کے مقرری دو محکمہ صدر انی اور ایک عدالت اعلیٰ
 منجملہ سر دو محکمہ صدر انی کے ایک محکمہ بمقام نرنول تھا اور وہاں مقدمات پرگنہ گاہی بادل
 و کانونڈ کے ڈیڈہ سورویہ کی تعداد تک کے سینے جاتے تھے اور صدر امین ہانکا قاضی نظام الدین
 تھا کوئی عملہ سرکاری اوسیکے پاس نہیں رہتا تھا صرف چار چیراسی مذکور رہتے تھے اور تنخواہ
 اوسکی نقد ۵۰۰ ماری اور کچھ زمین چاہی اوسیکے نام ملے تھی دفعہ ۲۹۳ دو محکمہ
 صدر انی کا بمقام جھجر خاص کے تھا کہ وہاں مقدمات پرگنات جھجر اور بادی اور دادری
 اور بدھوانہ کے تین سو و بیس کی تعداد تک کی سماعت ہوتی تھی اور صدر امین دہانکا مفتی عمالہ
 ساکن ہانی بت کا تھا اوسیکے پاس ہی کوئی عملہ خاص مقرر نہ تھا ضرورت کیوقت کوئی مسد
 عدالت اعلیٰ سے اجاتا تھا یا وہ بطور خود کوئی مسد دی رکھ لیتا تھا تنخواہ اوسکی ۵۰۰ ماری
 نقد اور کچھ زمین خانی تھی اور چار چیراسی مذکور رہتے تھے دفعہ ۲۹۴

تیسرے محکمہ عدالت اعلیٰ کا بمقام ججبر کے مقرر تھا وہاں تمامی ریاست کی مقدمات جو زائد از تین سو او
 کم از پانچ سو روپیہ ہوتے تھے دائر کیے جاتے تھے اور نیز مرافعہ ثانی کپہری صدر امینوں کا بھی ہاں سنا
 جاتا تھا اور حکومت اسکی متعلق دیوان کشن لعل کی تھی اور اسکی عملہ میں ایک سرشتہ دار مشاہیر
 ۵۵ اور ایک ناظر مشاہیر ۵۵ اور ایک پروانہ نویس مشاہیر ۵۵ اور محافظ دفتر مشاہیر ۵۵
 اور ایک قری مشاہیر ۵۵ اور ایک نفر چپراسی مشاہیر ۵۵ چار چار روپیہ کے ملازم تھے اور چارکیل
 مقرر تھے کہ انکو تعداد دعویٰ پر پانچ روپیہ سیکڑا عتدائے ملتا تھا اور وہ مقدمات مروجہ عدالت ہذا
 کے سوا عدالت صدر امینی ججبر میں ہی وکالت کیا کرتے تھے اور خدمت افتا کی دہر بھی دالہ
 صدر امین کی تھی اسواسطی اسکو خاص بنام خدمت مفتی گری کی کچھ تنخواہ جدا گانہ نہیں
 ملتی تھی مگر تنخواہ کہنی رام بندت ہوستہ نویس کی ۵۵ ماسواری تھی دفعہ ۲۹۵
 میعاد سماعت مقدمات دیوانی کی یہ تھی کہ جس روز سی عملداری بہرچون کی قیام ہوا
 اوس روزی سماعت مقدمات کی ہوتی تھی خواہ کسی قدر مدت بنای دعویٰ کو گذر گئی ہو اور
 اوس ہی ماقبل اور عملدار یون کے مقدمات نہیں سنی جاتی تھی دفعہ ۲۹۶ ترتیب میں
 از روی کو اغذار بعضی عرضی دعویٰ اور جواب دعویٰ اور رد جواب اور جواب الجواب اور
 اطہارات گواہان فریقین کے اوی طرح سے ہوتی تھی جیسا کہ اوس زمانہ میں سرکار انگریز
 کی عملداری میں دستور تھا دفعہ ۲۹۷ کوئی اسناد یا اسطے کاغذات عدالت کے
 مقرر نہ تھا متفرقات عرائض تو سادہ کاغذ پر گذرتی تھیں اور اون پر کچھ لاگ کسی طحلی
 محصول کی نہ تھی الا جو عرائض دعویٰ مقدمات لمبری عدالت دیوانی میں ہوتی تھیں اونکی
 بابت تعداد دعویٰ پر پانچ روپیہ سیکڑا عتدائے عدالت کی لیا جاتا تھا دفعہ ۲۹۸
 عدالت دیوانی کے کاموں میں رسبری وثائق بھی شامل ہی شامل تھے اور طریقہ کار رو

او سکی کا یہ تھا کہ جب سب کو فروخت کرنا اپنی ملکیت کا منظور ہوتا تھا تو وہ اولاً عدالت اعلیٰ میں جی
 دیتا تھا اور سپرداوس ہی مقدار قیمت پر فی روپیہ ایک آنہ فیس کا لیا جاتا تھا بعد اویسے ایک سہ ماہ
 سیادی ایک مہینے کا بدین مضمون جاری ہوتا تھا کہ اگر کسی شخص کو دعویٰ ہو تو افسر سیادی
 کے حاضر ہو کر پیش کرے سو اگر اندر سیادی کے کوئی عذر دار ہوا تو اس کے تحقیقات عمل میں آتی
 تھیں اگر عذر اوس کا وہی ہوا تو مقدمہ بیج کا خارج ہو جاتا تھا اور اگر عذر عذر دار کا عین تحقیقات
 نادرست نکالایا اندر سیادی اشتہار کے کوئی عذر دار نہ ہوا تو زبورٹ او سکی عدالت میں جواب حسب
 ہوتی تھی وہاں ہی احتیاطاً ایک اشتہار سیادی آٹھ روز کا جاری ہوتا تھا اور بعد
 القضائی اویسے سیادی کے حکم ہوتا تھا کہ قبایح معمولی طیار کئی جاوین اور متعاقبین میں
 وثیقہ بیج نامہ اور دوسرا قبض الوضول زرٹمن اور تیسرا صورت حال فروخت اور اون تینوں
 کا غدون کو موباسیر اور گواہی رؤساء اور معتمدین شہر کے مرتب اور سبیل کر کے نواب صاحب
 کی حضور میں جس کا حال مفصل آگے لکھا جا یگا گذرانتی تھی وہاں شہرہ دار سب کا اولاً
 شہری تھی دو روپیہ رسوم مہر نہ کی حکماً خود لے لیتا تھا اور سب ان بعد ثبت دستخط
 نواب صاحب و مہر شہرہ دار کے شہرہ عدالت میں پہر چلے آتے تھے اور عدالت
 میں اونکی نقل ہو کر اور اونکی اور لفظ اطلاق شد کا حاکم عدالت کی طرف سے ثبت
 ہو کر نینوں کا غد شہری کو مل جاتی تھی ذکر شق عدالت فوجداری کا
 دفعہ ۲۹۹ بولس کی بند و بست کو ایسے مقدمات جھجہ اور بادلی اور دادرسی کو نہ
 (نانی الحال کو نہ سے برخاست ہو کر بد موافقہ میں نہانہ مقرر ہوا) اور کا نوڈ اور ناول
 اور کانٹی اور بادل میں تھری تہا نجات کی عمل میں آئی اور جو جو تہانہ باعتبار کثرت
 دیات کی کلان تھا اوسکی متعلق مقامات مناسب میں جو کیا تھی مقرر ہوئی جیانی

ملاحظہ فرمائیں
 و تفسیر

تہانہ جہیز میں جو کی سالہا دس اور کوسلی اور پانودہ اور تہانہ داری میں جو کی بوند
 مائیدہ رانیہ ومانہرو و ہار و بادشاہ ویرلا اور تہانہ کافونہ میں جو کی کہتہ دست نایہ
 اور تہانہ ناروا میں جو کی ناگل جو دہری و ناگل کالیا و اسلام گدہ و گدھی بابل اور کورہ
 دہوی قایم ہوئی ۵۰ سہر ایک تہانہ میں ایک تہانہ دارا و ایک محرا و ایک محمدار اور ایک
 اور ایک کہو جی اور برقدازان بقدر ضرورت چار نفر سے لیکر ۷ نفر تک اور علی القیاس
 سواران پانچ نفر سے ۷ نفر تک ہوتے تھے اور سہر ایک جو کی میں ایک سہر بنامزد و صلحدار اور
 ایک محرا و ایک کہو جی اور چار نفر سے چھ نفر تک بقدر ضرورت اور چار نفر سواران تین
 رہتے تھے اور ملازمان جو کیات سو کافریت امور بوس کی تحصیل رمالگذار میں بھی اخت
 تھے دفعہ ۱۳ عہد تہانہ داری پر سواران کے افسرین میں سے کوئی شخص مقرر ہوتا تھا اور
 تنخواہ معمولی اپنی سرشتہ فوج سے پاتا تھا اور تہانہ سے سو کافریت ان کے حکم کی تفصیل
 دفعہ ۱۴ میں آگے اور کچھ تنخواہ مقرر نہ تھی اور تنخواہ محمدان کی سات روپیہ سے لیکر ۷
 معہ سارے خرچ کے اور تنخواہ مدد محرر کی صر اور تنخواہ محمدار کی چار روپیہ چھ روپیہ تک اور تنخواہ
 کہو جی کی چار روپیہ اور تنخواہ برقدازان کی تین تین روپیہ ماسواری تھی اور سوار لوگ تنخواہ
 معمولی اپنے رسالوں سے پایا کرتے تھے اور جو کیات میں تنخواہ صلحداروں کی ۷
 اور تنخواہ محرر کی صر اور تنخواہ کہو جی کی ۷ ماسواری تھی اور تنخواہ برقدازان
 اور سواران کی مثل برقدازان اور سواران تہانہ کے تھی دفعہ ۱۵ کارروائی
 تہا نجات اور جو کیات کے اسی طرح نیسے ہوتی تھی جس طرح سے عید العموم علاقہ سرکار
 انگریزی میں اور وقت جاری تھی اور واسطے ڈاک سانی فیما بین سرشتہ جات مفصل
 اور صدر اور نیز دہلی اور جہیز کے جا بجا چار چار کوس سہر سہر کارروائی جو کیات

نام ایک سالہا دس
 علاقہ
 داری میں
 داری میں

اور نیز عزل نصب زبان اور پوت ہا عہد داران دیگر کا غلات متعلقہ ذات خاصہ بقا
 کی اس شے میں بھگتا کرتی تھی اور مقصدی و کارکنان سرشتہ کا منشی شوقی سام قوم کا تھے
 ساکن ہلی کا تھا اور خواہ اسکی صے مامواری تھی ذکر تقرری حیح انہ دفعہ ۳۱۲
 مقام حج میں ایک شے خزانہ صد کا قرار دیا گیا اور وہاں ایک خزانچی کل ریاست کا کار
 کرنا تھا اور تمام وہی مدنی ہر ایک صیفہ کا اوس میں دخل اور جمع ہوتا تھا اور وہیں سے
 بعد گزرنے دو ماہ کے تقسیم خواہ ملازمان سیف اور قلم اور خوش و اقارب مرہن
 شاگرد پیشہ اور خرچ دیگر مصارف ضروریہ کا ہوتا تھا اور کچھ خواہ مامواری خزانچی کی
 سرکاری مقررت تھی فیصدی ۵ ربہ رز تحصیل مالگنداری پر منجملہ حساب قوم سوا اور ایک ہجہ
 سالانہ ہر ایک نو سو اوسکو ملتا تھا اور جو کہ اس نواب کی وقت میں خرچ ریاست کا آمدنی
 زیادہ تھا اس واسطے اوسکے خزانہ میں کچھ وہ جمع تھیں رہتا تھا بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا
 کہ خزانچی مصارف ضروریہ ریاست کی کارروائی اپنی پاس سے کیا کرتا اور وقت آمدنی
 کی مجرا لیتا اور نواب صاحب قہندار رہا کرتے تھے ذکر دفعہ دیوانی کل ریاست کا
 دفعہ ۳۱۳ ایک شے دیوانی کل ریاست کا جہا تھا اور ہتمام اور کاروبار اسکا
 منشی سوہن لعل قوم کا تھے ساکن ہلی کا کرتا تھا اور خواہ مامواری اسکی سور وہی تھے
 اور اس سرشتہ میں حساب تمام اور مامواری تمام علاقہ کلکٹری و عدالت دیوانی
 و فوجداری اور دیگر سرشتجات اور جمع و خرچ تمام مدنی ریاست کا داخل ہوتا تھا
 بیان کارگنداری فوج کا دفعہ ۳۱۴ نواب فیض محمد خان کی وقت
 میں جنہی ذمات اتفاق ماموری فوج اسکی کامہات جنگ میں واقع ہوا اسکی شرح
 بھٹی خالی از مطلب ہوگی اس واسطے ذیل میں کیجانی ہر ضمن اول ہر گاہ فوج سرکار

یہ خبر سنا کر نواب صاحب نے حسن علی خان اپنی بیوی بھائی کو جو جنرل فوج کا تھا بہراہی پلٹن بخین
اور چار ضربتوں پر رسالجات سواران اور توپخانہ سپہی کی روانہ کیا اس صدمہ میں جمعیت لایا
زمیندار باغی کی قریب پچیس ہزار آدمی کو موٹی تھی تب حسن علی خان نے نواب فیض محمد خان کو
عنایت حال سے اطلاع دی اور نواب صاحب نے اس وقت فوج باقی ماندہ کے دادرئی میں
ہونچے اور ازراہ حکمت عملی اپنی طرف سے حملہ آوری میں حبارت کر کے اونکی رسد کو بند کیا
اور چاہا اگر جمعیت گواروں کے مورچہ بندی قائم کر دی اور فوج سواران کو مواقع سے
برقعات کر کے حکم دیدیا کہ نہ باہر کا کوئی آدمی باغین نذر جانے دو اور نہ کثیر کے آدمی کو
باہر جانے دو چنانچہ اتفاقاً قریب پانسو آدمی کثیر کے ایک طرف سے ٹکڑ جھل میں واسطے
درو کرنے ہمہ سختی کے جاتے تھے کہ سواران ان پر یورش کیا اور نوبت تلوار اور لہٹ
وغیرہ کی ہونچی چنانچہ سواران نواب صاحب نے قریب دیکھ سو آدمی کی مجروح اور قتل
کئے اور سواران نواب صاحب میں سے صرف چند سوار اور چند گھوڑے زخمی ہوئے اور نوبت
حاکم کسی کی نہیں ہونچی آخر کار زہا قین کثیر کے عدم رسی رسد تنگ ہو گئے اور چاروں
طرف سے فوج نواب کی اونکو نزعہ کئے ہوئے تھے پس دن لوگوں نے لڑائی میں صورت نہی
اور فتحیابی اپنی کی ندیکھی لاچار لایا سر غنہ باغیان اپنی موٹھ میں تھکا لیکر اور دونوں ہتھ
انگوٹھ سے باندھ کر لائھی پر چادر بہر اتا ہوا کہ یہ نشان بیاہ مانگنے اور امان چاہنے کا ہے
آیا اور نواب صاحب سے غوث قصیر چاہی سو نواب صاحب نے درگزر کی اور دروز کے
واسطے اسکو بغرض متفرق کرنے کثیر کے رحمت دی اور خود ہجیر کو لوٹ آئی چنانچہ
دروزمین لایا تمام کثیر کو رحمت کر کے دیوان کشن لعل اور حسن علی خان کے پاس
دادرئی میں حاضر ہو گیا وہ اسکو گرفتار کر کے جھڑپے آئے نواب صاحب نے اسے سخت

۱۰
 کرمی که در کمال
 تازی غنای
 دسکت یا جوی
 و باغهای شکرند
 جمعیت نور
 گلزاران
 جو باراد و دانی
 که فراخ و بزرگ

ایک من تک خیر رکھا اور اس سے کل رہا قی سنوات اور ~~نہ~~ رہا رہا نہ صاف
 فوج کشی کا لیکر رہائی دی تھی جس میں بنی دہرائی قوم کا تھک ساکن بھلی تھوڑا یوان
 کس لعل کا جو موضع کہوڈانہ میں تھانہ دار مقر تھا اسکی طبیعت عادی ظلم و تعدی کی
 بہت تھی اوسنے مقام تھانہ کے ایک لکڑی کا نام لعل خان مشہور کیا تھا گاڑ رکھا تھا اور
 ایک جو تاسوا ہا تھک کا بنوایا تھا اور تھک حکم عام اوسنے دی رکھا تھا کہ جب کوئی شخص باندھا
 علاقہ سے بولس میں آوی تو پہلے لعل خان لکڑ کو سلام کر کے آوی اور ہمیشہ ذرا اسی بات پر
 آدھو لکڑی لعل خان لکڑی بندھا کر اس سوا ہا تھک کے جوتہ سے پٹا کر تاتھا اور موضع کہوڈانہ کا
 زمینداری اقوام راجپوت کا تھا اور طہار بھی کہ یہ لوگ غنچور اور شورہ نسبت ہوئی تھیں
 جہاں حرکات جبر یہ بنی دھر تھانہ دار سے تک بے حرمتی اونکی زیادہ ہوئی تو جیسے
 درپے انتقام اور استیصال نامبرہ کے ہوئے آخر کار تھک نوبت پہونچی کہ ایک مرتبہ موسم
 ہولی میں ایک طع ایف قصبہ کا نوڈ سے دھان دار دھوئی تھانہ دار نے جا ہا کہ ناچ
 اوسکا مقام تھانہ کی مو اور جو انا وغیرہ زمینداران فی سہات کو منظور کیا اور برخلاف
 تھانہ دار کے ناچ اوسکا بطور خود گانوں میں کرادیا لاچار تہانہ دار نے ایک نچنیہ کے چوکہ
 پر قناعت کر کے تھانہ کے مقام میں اوسکا ناچ کر دیا القصہ ات کیوقت ادھر تو تھانہ
 شراب پی ہوئی جو تاشا رقص چھو کرہ کا تھا اور ادھر راجپوتان محفل رقص و سرود طواف
 میں سرشار نشہ شراب کے تھے اور اسی حالت میں اونکو تھک ترنگ آئی کہ زندگی کو
 بچانے ہوئے تھانہ میں لاکچھ ترنگ تو تھانہ دار کو ناچ دکھلایا پھر کسی بات پر اوجہ کر
 تھانہ دار سے لڑ پڑی اور نوبت گنت و خون کی پہونچی او طرفین سے کئی آدمی مجروح ہوئے
 مقتول ہوئے سچان تک کہ زندگی اور ایک چھو کر می خور دسالہ اسکی بھی ختمی ہوئی

مقرر تھیں اور ہر ایک چٹ کی پرد و دوسرے کا اہ نقیات رہتی تھے اور کل ہر کارون کا ایک
 جہدار تھا اور تنخواہ ہر کارون کی چار چار روپیہ اور جہدار کی صر ماہواری تھی اور
 سو روپیہ سال بطور انعام کے علاوہ تنخواہ اور سکولتا تھا اور عوام الناس بھی خطوط
 اپنی بذریعہ اسی ڈاک کے روانہ کیا کرتے تھے اور فی خط منزل مقصود پر مکتوب الیہ یہ
 ہر کارہ خط رہبان ایک پیا بطور انعام کے لیا کرتا تھا دفعہ ۳۰۳
 بمقام حجیر ایک ہر شتہ عدالت فوجداری کل علاقہ کا مقرر تھا اور حاکم اور مفتی
 اور پڈت اور عملہ اس ہر شتہ کا وہی تھا حسب کا تذکرہ دفعہ ۲۹۱ میں بہ نسبت انصر
 عدالت دیوانی کی مذکور ہو ا صرف محافظ دقرا اس ہر شتہ کا ہما سرہ کے
 علیحدہ تھا اور حاکم عدالت کو بذات خود اختیار چہ ہنی قید اور صر جرمانہ کا حاصل
 تھا اور جب اس سے زیادہ سر تجویز ہوتی تھی تو مثل مقدمہ کی واسطہ منظوری کے
 نواب صاحب کے سامنے پیش ہوا کرتی تھی اور نیز سماعت اپیل حکام پان کشن لعل کی لکھنؤ
 کیا کرتے تھے دفعہ ۳۰۴ ایک مکان جہل خانہ کا بمقام حجیر بنا ہوا تھا
 داروغہ اور سکا کوئی شخص نہجہ افسران فوج کے ہوتا تھا اور سپاہیان محافظ اور
 اپنی اپنی نوبت پر بیٹھون میں سی آیا کرتے تھے لیکن اس جہل خانہ میں صرف تین سال
 کی میاد تک کے قیدی رہا کرتے تھے اور اس سے زیادہ میعاد قلعہ کا ٹوڈ میں
 چلے جاتے تھے اور انتظام آسامیان حوالا تیر تجویز کا متعلق کو تو والی چاؤنی
 کے تہا بیان انتظام ہر شتہ مال دفعہ ۳۰۵ انتظام
 ہر شتہ مال کا اسطرحیہ عمل میں آیا کہ کچھ کچھ دیہات کا نوٹیکہ چار سالہ یا پنج سالہ
 ہو جاتا تھا اور اکثر دیہات خام ہتے تھے اور نہجہ دیہات متخصہ کیے جاتے تھے

کوئی کانو تو تفویض متاجر کی کیا جاتا تھا اور نہ حکمت زمینداران کی نام نہ جاتی تھی اور
 دیہات خام کی تحصیل از روی کنگوت یا بنائی کے بقاعدہ پچھو یا تہارہ کیے کیجاتی
 تھی اور علاوہ برین ادا کرنا ایسے سیکر ابا بت رقوم سوا اور نیز معارف اجرتین
 و مردہ و بنراول و رخنہ اور پیادہ و غیرہ جو پیشتر واسطے حفاظت ذراعت کے تعینات
 ہوئے تھے کانو والوں کے ہی ذمہ تھا اور اس سے بھی زیادہ سال بہرین تین تین
 سہلہ اوکری ایک سہلہ ساگرہ اور دو بابت ہولی و دیوالی کے لیجاتی تھیں اس
 صورت میں بدرجہ غایت پیداوار ہر دو سہرین قریب ایک تہائی کے اوں لوگوں کو
 چھ ماہ کا دفعہ ۶۰۰ صوت ملازمان تحصیل کی یہ تھی کہ ہر ایک محال میں ایک
 تحصیلدار اور ایک نائب تحصیلدار اور دو دو قانونگو اور ایک جٹ دہری اور ایک فوطہ
 اور ایک جمعدار اور چہر سپان بقدر ضرورت اسطرحیہ کہ کہیں اس کہیں بندرہ کہیں
 میں مقرر ہو گئے تھے اور سو آچہر سپان ملازم کے بیشتر لوگ سپاہیان مگوری
 متوسلان علم تحصیل کے نہی کا تحصیل کا کیا کرتے تھے اور اجرت یومیہ اوکری کانو
 والوں سے ملتی تھی اور نیز ہر ایک تحصیل میں سواران سالہ پندرہ پندرہ میں ہیں مامور
 رہتے تھے دفعہ ۴۰۰ تحصیلدار اکثر اہل فوج میں سے ہوا کرتے تھے اور اوکو سو
 متاثرہ فوجی کی اور کچھ زیادہ نہیں ملتا تھا اور جو اتفاقہ کوئی شخص سو ملازمان
 فوج کے تحصیلدار ہوتا تھا تو خواہ اسکی لیس سے لیکر ایک اعتبار حیثیت محال
 یا لیاقت اور عایت ذاتی او سکے کی ہوتی تھی اور نائب تحصیلدار کے عہدے
 لیکر ایک فوطہ دار اور جمعدار کے بانچ یا چار روپیہ ہوتے تھے اور چہر سپان
 تحصیل تین تین روپیہ مامواری پاتے تھے اور قانونگویان اور جو دہری کی

کچھ خواہش اور ملاذیانک ماسواری تھی سو سود و سودیاس کچھ یادہ سالیانہ بنامزد
 نامکار انکو ملتا تھا اور تیراون لوگوں کے نام علاوہ نقدی سالانہ کے کچھ کچھ زمین ہی بطور
 معافی کی مقرر تھی اور سو اتنا خواہ کی تحصیل دارون اور کسی کسی نائب تحصیلدار کو تین
 حسب تفصیل ذیل معاف تین بروقت تقرری عہدہ تیوہار مولی تیوہار دسہرہ
 دفعہ ۳۰۸ دیہات میں حکما کوئی عہدہ پٹوار گری کا مقرر نہیں تھا مگر گانودا سے
 بطور خود ایک محاسب کھا کرتے تھے خواہ تو کوئی بیگا گانوکا ہوتا تھا اور یا لمبرداران
 خواندہ میں ایک یا دو شخص گانوکے حساب کا اہتمام کیا کرتے تھے اور وہی پٹواری کھلاتے
 تھے دفعہ ۳۰۹ دیہات میں جو لوگ قابو یافتہ اور جتہ والے تھے وہ اور بچہ
 مقدی یا لمبردار گانوکے مقرر تھے اور زر مالگداری موصولہ پر سے فیصدی لیکر آٹھ
 روپیہ فیصدی تک بقدر لیاقت اور حوصلہ کے رسوم لمبرداری کی پاتی تھی اور جو زمیندار
 خاص اپنی گانویا دیہات مصلہ میں کچھ اقتدار یا دباؤ رکھتا تھا اور اسکی امداد و سعی
 اضافہ تعداد اور سہولیت تحصیل زر معاملہ میں موثر ہوتی تھی اسکو علاوہ رسوم لمبردار
 ایک اور رسوم سالانہ جو عرفاً بنام زر و سیاہی کی مشہور تھی ملا کرتی تھی اور وہ سیمہ
 زر و سیاہی کی دو معلوم ہوئیں گانوکے ہوشیار اور مغر زادی جنکو اکثر رسوم مذکور
 ملتی تھی وہ تو بیان کرتی ہیں کہ دراصل یہ لفظ رؤسائی یعنی سرداری ہے اور
 جو کچھ رسوم سالانہ بطور رؤسائی کے ملو ملتی تھی وہ اسی نام سے شہرت پڑ گئی عوام
 لوگوں نے اسکا لفظ بگاڑ کر و سیاہی زبان زد کر دیا اور علی القوم و انہ بیان کرتے
 ہیں کہ جو لوگ گانودالون پر ظلم اور ستم کر کے سرکاری مطالبہ کو بڑھا کر اپنا موہنہ
 کالا کرتے تھے اسیکے عوض میں وہ رسوم انکو ملتی تھی اسوسیٹ نام اور سکار و سیاہی کہلاتا تھا

دفعہ ۱۰ - سو از مال گذاری میں کے اروج آمدنی سائر کا بہت تھا اور ہجہ تھی
 ہر یک پیشہ و اور اہل حرفہ سی اور نیز حبل اور شیار کی درآمد برآمد محصول لیا جاتا تھا اور
 انتظام و سکا بطور ہیکہ کے اور کٹر انانی موتا تھا اور ہر یک قصبہ میں جہان کچہری تحصیل کی
 مقرر تھی وہاں سائر کا بھی موتا تھا اور اسکو چوتراہ بولتی تھے اور زمین ایک اروضہ
 حکو سائر دار بھی کھتے تھے اور ایک و محروا و چند چہر اسی اور ایک پوال جو مال اور
 اشیاء محصول کو تھیند کیا کرتا تھا مقرر رہتا تھا دفعہ ۱۱ صدر میں ایک سرشتہ اعلیٰ
 و قریب اور خراج کا بنام دیکھی کلکری کی معین کیا گیا تھا اور ہجہ سرشتہ مرجع کل سرشتہ
 مفصل تحصیل مال گذاری اور سائر وغیرہ کا تھا اور حکومت اور کار فرمائی اسکی مقرر تھی
 دیوان یاست کے تھی دیوان مذکور ہر یک فضل میں دو مرتبہ بھیات علاقہ میں دو کر کے
 صورت تردد اور پیداوار زراعت و دیگر حالات ملک کو ملاحظہ کیا کرتا تھا اور جہان کھین
 زمینداران کو واسطے کنرید کی جاہات کے ضرورت تقاوی کی ہوتی تھی تو نوا اصحاب کے
 خصوصاً سفارش دیوان کے اون لوگوں کو تقاوی کیجاتی تھی ہر یک طرح سے افزونی اور خراج
 موجبات ترقی زراعت میں کیجاتی تھی اور تخمیناً دس لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ
 کل یاست میں ہوتی ہوگی بیان تقرری سرشتہ پنج دفعہ ۱۲ علاوہ سرشتہ
 مذکورہ بالا ایک سرشتہ پنج کا مقرر ہوا تھا کہ حکومت اور کار فرمائی اس سرشتہ کی
 تعلق ذات خاص اصحاب سے تھی اور اس سرشتہ میں کاغذات کارخانہ باقیات
 و املاک مرمت مکانات و نوشک خانہ و فراش خانہ و رتھ خانہ و عریض چوہدران و چہر
 و غیرہ شاگرد پیشہ ہر کار ہاؤڈاک ترتیب پاتے تھے اور سو اس کے جو کام نالائت ابتدا
 از مال از پانچزار روپیہ و مراغہ ثانی بناراضی فیصلت عدالت یا دیگر کسی سرشتہ کا ہو کرتا تھا

اور انجام کو راجپوت لوگ غالب آئے اور تھانہ دار کو گرفتار کر لیا اور چاہا کہ اس کو قتل کر دیں
 مگر اودی رام نامی جمہدار تھانہ جو قوم کا برہمن تھا بیچ میں آگیا لاجپار اوہنوں فی زمین کا لحاظ
 دیا جس کی اس کو جان سی تو نہ مارا مگر گرفتار کر کے بھاڑ میں جواوس گانوی کے سر پر واقع ہے
 لٹکے اور اگلے روز اس کی ناک میں سوراخ کر کے ایک حلقہ آہنی اوس میں ڈالا اور اوس حلقہ میں
 رسی ڈال کر اس کو برہمنہ تن تمام گانو میں تشہیر کیا اور چند روز تک بھی طریقہ جاری رکھا
 اور وہ جمہدار بھی اس کے ساتھ رہا اور اسی سبب سے اس کی جان بھی رہی ورنہ ضرور
 مارا جاتا تھا اصل جیت خبر ہجر میں نواب صاحب کو پہنچی تو اونھوں نے فی الفور ارادہ
 فوج کشی کا کیا مگر دیوان شن لعل مانع آیا کہ اگر سر دست تدارک اونکا کیا جاوے گا تو
 بالضرور دیکھنی دہر کو جان سی مار ڈالیں گے اس واسطے اونکی سزا دی بمعصن تاخیر کی
 گئی اور دیوان مذکور نو دو برہمنوں کو لباس جو گیا پہنا کر وہاں بھیجا وہ دونوں سکورات
 کی وقت اون لوگوں کو غافل دیکھ حکمت عملی سے زندہ نکال لائے بحسب وقت مہنی دہر زندہ تھیں
 میں پہنچ لیا تو وہاں سے دو لپٹن اور چار سالہ سواران معہ تو بھانجات بسر کر دی گئیں
 محمود خان دیکھو محمد اعظم کے روانہ ہوئی اور شبائیں کوس چل کر صبح دم کہو دانہ پہنچا
 اور متصل آہل ہراگی کی قیام کیا اور اوس طرف گانو ولیے ہی بعد چوٹ جہانے
 مہنی دہر انی جمعیت فراہم کر کے متعدد جنگ تھے جہاں چہ فوراً فوج کے پہنچتے ہی گانو
 سی باہر نکل آئے اور گولیان بندوق کی مادیے لگے جب ادھر سے توپیں چلنی شروع
 ہوئیں اور گولوں سے اوس طرف کے آدمی اوڑنے لگے تب بلاجاری دی لوگ بہت ہو کر
 گانو کی طرف بھاگے ادھر سے سواران نواب صاحب نے اونکا تعاقب کیا اور جو کہ
 پہ گانو دامن کوہ میں واقع ہے اگے جا کر بسبب شیب فراز بھاڑ کے گزر کو روکا

نہ ہوا تو یہ لوگ پیادہ پا ہو گئے اور اندر گانویکے جانے کا ارادہ کیا تو پہلے نوکر قریب
 اندر آبادی کے ایک ماری تھی اوس میں س پندرہ آدمی بند و قچی جمع ہو گئے اور وہاں
 سے انہوں نے ایسا تار گولہوں کا باندھا کہ راہ مداخلت فوج نواب صاحب گاہک دیا
 اور جن لوگوں نے اقدام آگے جانکا کیا تو ماری گئی یا زخمی ہو گئے تب مہتاب خان سدا
 اور سلطان خان سوار اور دیگر چند آدمی کل چلی اعتباری آگے ہوئے اور مہتاب خان
 رسالہ دار نے اوسی وزن میں جس میں گولیاں آتی تھیں گولی ماری اور اسکی گولی
 وہاں کوئی آدمی مارا گیا اور کئی گولیاں اور لوگوں نے بھی ماریں تب اوپر گولی تار
 چلنے لگی اسواسطے اہل فوج اندر گئے اور اندر جاتے ہی لشکر نے گانوں میں آگ لگا دی
 سو مردمان بھیہ وہاں سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور فوج نے انکا تعاقب کیا اسی وقت
 نصا عین مہتاب خان رسالہ دار ضرب گولی سے مارا گیا بغور مرنے اوسکے کے جونا
 وغیرہ تباہ کران سرگروہ اور سر مشا طرف ثانیان اوسکا سر کاٹنے کیواسطے اوسکی نعش پر
 واپس آئے اور اوپر فوج نواب نے حملہ کیا سوا اوسکی نعش کے اوپر خوب تلوار چلی اور جونا
 وغیرہ جو پٹان وہاں مری گئے اور لڑائی فتح ہو گئی اور انشاء لڑائی میں ایک اردت
 عجیب قہم ہوئی کہ پہاڑ کے عقب میں ایک گھائی ایسی بنی ہوئی تھی کہ اوسطرح کوہ آمدت
 کا اچھا تھا اور اوپر کو آمدت مردمان طرف ثانی کی بہت تھی اسواسطے اوس نے
 میر کو کرنل نے جبار و کا وہاں ایک عت رت تلوار برہنہ کیے ہوئے اوسکی طرف حملہ آور ہوئی کہ
 سواران نے جاہ کہ اوسکو ضرب گولی یا تلوار کے مار ڈالین میر کلونے سب کو منع کیا آخر کا
 اوس عت رت نے پہونچ کر میر کلونے کے ایک تلواران پر ماری تب میر کلونے اوس عت رت کا
 گلا پکڑ کر اوٹھالیا اور جاہ کہ اوسکو گھوڑے پر کینچ کے ڈال سیلے مگر وہ عورت زور کر کے چھو

۵
 اب مہتاب خان

جمعیت زیادہ کر لی محو اور پردہ کچھ لوگ فوج جو پورے بھی انکی حمایت اور مدد کے
 واسطے دائیں بائیں لگے ہوئے ہیں ناگزیر نابزہ ہائیں تحصیل میں لوٹ آیا اور نواصبا کو
 کثرت جمعیت مفسدن سے مذہبی عرضی کے اطلاع دی نواصبا نے اسوقت کہ تخمیناً
 گہری تگئی ہوئی حکم دیا کہ پانسو سوار مرد و ضربت پسپی بسر کردگی میرکلو کرنل کے قاتل
 ہوں چنانچہ مطابق اوسکے فوج سواران سمیت نواب تمام رات چلکر صبح کیوقت موقع
 بر جو جہر سے تخمیناً چالیس سو گاہو پچی اور دین زبردست خان تحصیلدار سمیت
 اپنی کے کہ قریب سوار اور پیادہ کے ہمراہ اوسکے تھی شامل ہو گیا چنانچہ مجھ دہو پچی
 اپنے کے میرکلو کرنل نے خفیہ آدمی بھیج کر حال جمع مفسدین کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ باج
 چہنر آدمی کی قریب جمع ہیں اور انانی میں مصروف ہیں اور سیکر بہر کیوقت بعد پوچھے
 ہوئی کے ارادہ حملہ آوری کا کہتے ہیں یہ بات دریافت کر کے میرکلو نے سوچا کہ هجوم اور
 اجتماع دشمنوں کا بہت کثرت سی ہے اگر وہی لوگ پنی وقت پرستعد اور طیار ہو کر مقابلہ کر لے
 تو اونسے عہد برائی دشوار ہوگی اسواسطے اوسنے اسوقت اون لوگوں کو غافل بلکہ کر
 اون پر بلہ کر دیا اور ناگہان اونسے اوپر ہو پھوٹ کر گانوں کو آگ لگا دی اور مار دھاڑ شروع
 کر دی اسطور سے جو فوج نواب کی کر و فر کے ساتھ تھا اون پر جا کر گری تو کچھ سی ہیبت
 اور دہشت اون پر طاری ہوئی کہ بہت سے لوگ تو معاذ ہو گئے اور کچھ تھوڑے آدمیوں نے
 مقابلہ کیا کہ اوس میں زبردست خان تحصیلدار اور بہادر خان بہانچہ اوسکا جو سواران
 میں نوکر تھا اور چند آدمی دیگر فوج نواب کے زخمی ہوئے اور طرف نایمان میں چند لوگ
 مجروح اور مقتول ہوئے کہ آخر کا کہیت میرکلو کے ہاتھ ہا اور کو لوگ نہریت کہا کر گئے
 اور ہر چند کہ لگے جا کر فراریوں کی کمانے حمایت پر اور لوگ ملے اور اون لوگوں نے

پہر لوٹ کر ارادہ محاربہ کا کیا لیکن میرکلوٹ لکولہ اندازی تو پون کی شروع کیے اوکو ڈرایا
 اور سب متفرق کیے حوصلہ اونچا پست کر دیا اور وڈر پھر کر بعد تشار کلی جمعیت ان کے
 میرکلوٹ نظر اور منصوبہ جو چھ کر لوٹ آیا اور نواب صاحب نے آئندہ معرفت صاحب اجنٹ دہلی کے
 صاحب ڈپٹی جی پور کو تحریک کیے کہ رفخ داداوس فساد کا کروادیا۔ بیان
 برخاستگی چیاوینی لشکر بھرچان کا قصبہ درمی سی اور مقیم ہوئے
 اوسکے کا مقام چھہرین اور انقسام پر گنہ داری اور بدعنوانہ کا
 فیما بین نواب فیض محمد خان مین جھہر اور بھاد جنگ خان جاگیر دار
 بھاد رگدہ اور معاوضت مقال پر گنہ داری بھاد رگدہ کی ہمدگر
 مردور میان مذکور کے دفعہ ۱۸۱۶ جو کہ پھلی دفعہ ۱۸۴۵ میں کو
 ہو چکا ہے کہ نواب نجابت علی خان باپ نواب فیض محمد خان فی جاہ پانچ سال قبل وفات
 پائی کہ سبب زور سالی بہاد جنگ خان مین داری بھاد رگدہ برادر زدہ پن اور وقوع
 بہ انتظامی علاقہ مذکور کے انتظام اور اتہام پر گنات مذکورہ کا ای ذمہ لیکر جہاونی فوج
 اپنی کی قصبہ درمی مین قائم کی تھی تو بعد وفات نواب نجابت علی خان کے جب نواب
 فیض محمد خان سند نشین ہوا تو اوسے ہی تمینا آئندہ نور بس تک چا وانی اپنی داری
 مین کی لیکن جیسا در جنگ خان بالغ اور جوان ہوا تو اوسے تصرف اپنا پر گنہ داری
 برجا ہا اوسوقت نواب فیض محمد خان نے مطالبہ رقصان اپنے کا جو زمانہ اتہام پر گنہ
 داری مین اوسکو بوجہ قلت مداخل اور کثرت مخارج کے مو ا تھا اور یہ بھی عذر کیا کہ
 پر گنہ داری اور بدعنوانہ در میان بھاری اور تہاری مشترک یسینے دو نو پر گنوں مین
 بالاجمال حصہ تہاری مین اور ایک حصہ ہمارا ہے بلا تقسیم خصوصیت داری کی تم پر

نہیں ہو سکتی تھی اور پھر مین بہادر جنگ خان اور نواب فیض محمد خان کے تعلق واقعہ ہو کر
نوبت استغاثہ کی حضور صاحب اچیت گورنر بہادر مقام دہلی کے پونجی ہنوز مقدمہ کو
ٹینگا جہ صاحب اچیت موصوف سی فیصل نہیں ہوا تھا کہ ماہ مارچ ۱۸۵۷ء عیسوی میں نواب
فیض محمد خان نے اپنی مصلحت دیکھ کر چھوڑی فوج کی داری سے اڑھا کر چھوڑ دی تھی
یہ خوب کی طرف بفاصلہ ایک میل کے آدلی اسی عرصہ میں مقدمہ تقسیم ہو کر
کا اجلاس سٹرائٹ صاحب اچیت گورنر بہادر مقام دہلی سے تیار ۲۴ فروری
۱۸۵۷ء عیسوی کو بدین خلاصہ مضمون فیصل ہوا کہ بعد منہائی دیہات معافی اور
آمدنی سار کے کل جمع برگتہ داری اور بد ہوانہ کی لہ ۱۸۵۷ء ماہ ۴ قرار دیے گئے
منجملہ اسکے ۱۸۵۷ء ماہ ۴ بابت دولت حصہ بہادر جنگ خان اور ۱۸۵۷ء ماہ ۴
بابت ایک تلت حصہ نواب فیض محمد خان کا قرار پایا اور جو کہ نواب فیض محمد خان
مبلغ چار ہزار و بیہ بطور عایت کے بہادر جنگ خان کو قدیم سے دیتا تھا لہذا اس کو
حصہ نواب فیض محمد خان میں سے کم کر کے حصہ بہادر جنگ خان میں اور اضافہ کیا
پس نو بر کنون کی آمدنی میں سے حق بہادر جنگ خان کا ۱۸۵۷ء ماہ ۴ اور حق نواب
فیض محمد خان کا ۱۸۵۷ء ماہ ۴ مسلم ہا سوا و سکی بابت بالعوض ۱۸۵۷ء ماہ ۴ کے
کل برگتہ بد ہوانہ اور بالعوض ۱۸۵۷ء ماہ ۴ کے دیہات مفضلہ ذیل برگتہ داری سے
بھوپوہ کالا بٹوالہ بادل اس بھوپوہ پرا تو دی سٹین و ارشی رلواری کہہ
سرسا کوڑا مائین کلان چدنی مائین خود جرنی نانڈا چو جو خورد وغیرہ
روٹن نواب فیض محمد خان کو دیے گئے اور باقی برگتہ داری نصیب خود بہادر جنگ خان
کے چوڑا گیا اور کچھ تعلق نواب فیض محمد خان کا دیہات باقی ماندہ برگتہ داری سے

چنانچہ مطابق فیصلہ صاحب محبت گورنر بہادر کے تھینا عرصہ دیکھ دو سال تک قرض و
 خلی بہادر جنگ خان کا دیہات باقی ماندہ برگتہ داری برہما گرازا بجا کہ بہادر جنگ خان
 نے ایک ٹی ڈی مین اسی ہزار روپیہ کو ہر نرین مہاجن دہلی سی قرض حزیلی اور قریب
 دو لاکھ و پچیس کے دادنی نواب فیض محمد خان کا بابت حسارہ برگتہ داری عہد نامہ بالفی
 بہادر جنگ خان کی ذمہ بہادر جنگ خان کی برآمد ہو اتھا یہاں تک کہ کل تعداد دین
 ہر نرین اور نواب فیض محمد خان کی اوپر بہادر جنگ خان کی تین لاکھ پچتر ہزار روپیہ گیا
 اور عہد نامہ مین ہر نرین احمد الدین بہادر جنگ خان کا کہ خراجی جنرل ٹرینری مقام ملی
 کا تھا پوچھنے کے سرکاری بخوف نا خودیت اپنی کے زہر کہا کر مر گیا اور سرکار نے زمین
 اوسکا اوسکے وارثان و متفرضان سی وصول کرنا ہوا تو سنبھلا اوسکے اسی ہزار روپیہ
 کی مانگ بہادر جنگ خان سی ہی ہوئی اور وہ سرست مقصدی ادائی اوسکے کا نہو سکا ہوا
 ستر الٹ صاحب محبت گورنر بہادر نے ۱۸۴۳ عیسوی مین بغرض سبیل وصول کر دیوں
 نواب فیض محمد خان اور ہر نرین خراجی کے کہ ثانی الحال قایم مقام اوسکے سرکار کوئی
 تی برگتہ داری و بہادر گڈہ لکھو ٹیکہ گیارہ برس کیواسیط نواب فیض محمد خان کو ہر
 تفویض کر دیے اور اسی ہزار روپیہ بقدر بابت قرضہ ہر نرین خراجی متوفی کیا دس کے لیے لیئے
 اور یہ بات مقرر کر دی کہ اندر سیاحہ ٹیکہ کے وہ آمدنی برگتہ مذکور سے زر مطالبہ اپنی کا
 وصول کر لے اور بہادر جنگ خان کو موعہ توسلان اوسکے کے بندرہ سور و پیہ ہوا سی دیتا
 رہی اور بہادر جنگی نا کو حکم ہوا کہ سکونت اپنی دلی مین کیو اوسپر بہادر جنگیانی العیانت اور
 داوید مجایا اور تین چار سال تک داد فرما دیکر مین کرنا آخر کار بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۸۴۳
 عیسوی کو سر چارلس ٹکف صاحب گورنر بہادر روٹ نا جوازی ٹیکہ مذکور کی محضو

۴۰
 نواب فیض محمد خان

۴۱
 عہد نامہ

۴۲
 جمع دین

۴۳
 نواب فیض محمد خان

نواب رزخبر بہادر با جلاس کو نسل وانہ کی کادوان سی ماچ ۱۲۳۵ عیسوی میں بغداد
 مستر کو بکر صاحب چٹ گورنر بہادر کی حکم منسوخی ہیکہ اور فوٹو نجات دادری اور
 بہادر گدہ کا بہادر جنگ خان کو اور کراڈینے سبیل رطالہ نواب فیض محمد خانیکہ مومی الیہ سے
 صادر ہوا چنانچہ بہادر جنگ خان نے مطابق حکم مذکور کیے اور انصرف اپنا پرگنات دادری
 اور بہادر گدہ ہر کر لیا اور پہاڑی خوشی سی برگندہ دادری کا بالغو ضلع تین لاکھ پچتر ہزار روپیہ
 رز نقد قرضہ کیے نواب فیض محمد خان کی پاس بیعاد میں سال میں ابتدا ۱۲۳۶ فصلی آغاز
 ۱۲۳۵ فصلی بدین شرط رہن کھا کہ نواب بہترین علاوہ اخراجات محال تنخواہ ماسے نفر
 سواران کی جو نوکری سرکار میں ضرورتی تھی بچاس ہزار روپیہ لاندی برگندہ مرنوہ میں
 راسن کو دی تھی سو سطر حیسے بہر برگندہ دادری قبضہ نواب فیض محمد خان میں ہو گیا اور برگندہ
 بہادر گدہ قبضہ دھل بہادر جنگ خان میں رہا اور حبلہ فساد ہمد گری رفع ہو گئے میان الی
 عمارات و رہنما ہای عمدہ کا جو عہد نواب فیض محمد خان کی تعمیر اور
 احداث ہوئے دفعہ ۱۴۳۵ نواب فیض محمد خان اپنے عہد ریاست میں عمارت
 اور رہنما ہای عمدہ کی تعمیر اور احداث بہت کثرت سے کیں کہ اب شمار و سکا احاطہ امکان سے
 باہر ہو گونکہ اکثر اسکے عہد کی بنائیں اور عمارات اور ریاست اسکی خلاف میں متغیر اور
 دگرگون ہو گئیں اور بعض نکاحا دانات نہایت سے ایسا قلع وقوع موا کہ اب بالکل نشان تک
 بھی باقی نہیں رہی اور علی بنڈالقیاس جمع جو بلیات اور مکانات جہاونی جہر میں نہایت عمدہ
 عظیم شان کے ساتھ وسیعے بصرف لکھو کہا روپیہ بنائیں تھیں کچھ نواب عمارتیں سرکار میں
 دگر طلبہ و کافروخت ہو گیا اور حسبہ باقی میں ہی غرقیت بنیت و نابود ہوئی الی میں اسوا
 ایسی رست کا کچھ حال محض لکھتا ضرر نہیں رہا محالہ صرف انہیں عمارات مفید عام مذکور

دیکھا بہادر
 فیضی البضال
 دفعہ ۱۲

کیا جاتا ہو جو بالفصل ہو اور قابل دکار میں دفعہ ۱۳۱ مقام کا نوڈ میں جو بفصل
 بعلداری محاراجہ پیا لیکھے ایک باغ اور باوڑی کہنے کسی عہد کی بنی ہوئی نہایت
 خراب شکستہ ٹری ہوئی تھی نواب فیض محمد خان نے سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں اس باغ اور
 باوڑی کو نہایت وقت و فصاحت کے ساتھ از سر نو راستہ اور پرستہ کیا اور علاوہ اس کے
 اور کانات جدید و منزلہ اور مساحانہ واسطے آسائش کو بہت دیکھنے پر تیار کر واپس
 چنانچہ وہ باغ اور باوڑی جو جب فضا و فیض عام کایے اور تیار رخ طیاری او کے
 بقاعدہ تخریج کے اس مصرعہ میں * از خیمہ فیض آب برگیر * برآمد ہوتی ہے یعنی شہر فیض
 مادہ تیار رخ کے اعداد او کے حساب سجد کی رو سے سنہ ۱۲۲۰ ہجری ہوتے ہیں اور تین
 تین عدد لفظ آب کے خارج کر کے اسی سال جو سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں باقی رہا
 میں دفعہ ۱۳۱ جو کہ موسم برسات میں ونڈی کساؤ کی اگر قطع شمالی باغ مذکور
 بالاکو زو پونچا تھی اس واسطے وہاں ایک بختہ اور پاید آمد بطور شہر کے ٹھینا آدہ میں لیا
 اور چھ فٹ اونچا اور تین فٹ چوڑا تعمیر کیا دفعہ ۱۳۱ موسم برسات میں ایک نئی
 موسم بہ سہابی کوستان سے دیہات پرگنات جھیر اور بادلی میں نہایت زور و شور سے
 آیا کرتی تھی سو سابقا بسبب بندوبستی کے جو فواید سیرانی زراعت وغیرہ کے پانی سے
 متصور تھیں دیہات باست جھیر کو کم ہونے تھے اور نقصان غرق دیہات کا طمانی تھے
 سامع جاتا تھا واسطے نواب فیض محمد خان نے اندر شہر قی اپنے علاقہ کے جو ضلع دلی سے الحاق
 کرتی تھی دسیان قہ موضع پیلہ و قصبہ دلی کے ایک بند بختہ و خام ای ترکیب بنایا
 کہ جو پش و خرد و شانی رو کا ہوتا تو بدستور نہا ہوا چلا جاو اور جب پانی ضرر قابل
 استعمال زراعت وغیرہ باقی ہے تو اس کے جانے سے رک جاو دفعہ ۱۳۱ ایک لڑکی

سہابی کا درمیان سرک فرخ نگر اور دیہا سوری غیر کے ایسا حائل تھا تاہا کہ اویکے سبب سے
 بہت عرصہ تک آمد و رفت مسافران کا تردد ہو جاتا تھا اس واسطے نواب فیض محمد خان نے
 ایک پل لے مذکور کا بند ہوا یا کہ اس کے مردمان تردد دین الامتات کو ایک صورت آرام کی
 ہو گئی دفعہ ۳۳۳ ایک دفعہ ہٹیاد ہا کوٹ پولی حلقہ جی پور جانور سبھی شہین
 یعنی آغاز موسم سرما میں سب سے پہلے لائے تھے اوپر نواب فیض محمد خان اونسے بہت خوش
 ہوا اور انکو بہت انعام یا اسوقت ہٹیاد بننے عرض کی کہ حضور ہنہاری ای میں ان
 مسجد بنیں اگر میرا سب سے کچھ مدخر کی ہو تو ہمارا ارادہ ہاں کو ان اور مسجد بنایا یہ
 اس بات پر نواب نے سر کا کوٹ پولی میں ایک کھان اور مسجد بہت عمدگی کے ساتھ نصرت
 زخیر کے بنوادی کہ ہنوز قائم و موجود ہے بیان ان امور مفیدہ کا جو بہ تجویز
 نواب فیض محمد خان کے جاری ہوئے دفعہ ۳۳۳ نواب فیض محمد خان
 نے غرض سہولیت بہرہ گیری گہاس جا رہ مویشی اور فراہمی جانوران وحشی جو شکار کے جا
 میں اپنی عملداری میں مقام ذیل پہنچا کہ اس کے گنہ جہر سونار والہ برگنہ جہر
 ہٹا سونہر گنہ بادی داندی طاہر گنہ بادی جھلانک برگنہ نارنول کاشنی گنہ
 جرجی داندی ساٹور برگنہ داندی کلان بدھوانہ برگنہ بدھوانہ کئی کئی دیات سے
 رقبہ فروغہ اور غیر فروغہ جدا کر کے بیڑن مقرر کی تھیں یعنی اون قطعاً محدود کرتا
 سی باز کہہ کر گہاس درختان خور و او میں کو لائے تھے چنانچہ ان کے سب سے اول تو
 آسانی شکار کی تھی اور علاوہ اویکے ہر ایک بیڑن بقدر ضرورت دو اب سرکاری
 گہاس محفوظ رکھ کر باقی کل بیڑن کا ہیکہ لوگوں کو دیدیا جاتا تھا اور رقم زر ہیکہ کی کہ
 آمدنی معقول یا ست کی ہو جاتی تھی دفعہ ۳۳۳ ریاست جہر کے اقبال میں

لا
 سوان
 اطراف
 نواب

بمقام قصیر سی ان ہر مین دفعہ سیدہ یوی کا ہوا کرتا ہی وہاں سا بقا سیدہ کو مین ہوشی
 ہی نہایت کثرت کی ساتھ کرفروخت ہوا کرتی تھی اور فروخت ہوشی پر کسی قدر محصول سرکا
 مین ہی لیا جاتا تھا سو اس کے یہ مہر ہی ایک صغیہ آمدنی کا ہی واسطے نواب فیض محمد خان نے
 اپنی ریاست مین تفصیل موضع حسین کج بر گنہ چہر موضع کراوہ بر گنہ کا نوٹ دہر نوٹ
 بر گنہ نارنول موضع ہما سر گنہ کا مٹی بدھوانہ خاص دادری چرخ موضع انہ
 بر گنہ چرخ دادری سات مقام بر سال ہر مین دفعہ سیدہ ہوشی مقرر کیے اور واسطے اجرا
 اور ترقی اونکے کے اپنی پاس سے بہت دیر صرف کیا یعنی جاہا مقامات دور دست سے بیارنگی
 بلایا اور انکو شہر بنی اور بکریاں مین اور سیدہ پر جو لوگ تھوک دارا اور سرغنہ بیارنگی
 تھیا انکو کچھ سوم فروخت زرگاوان پر مقرر کی اور چند سال تک محصول سرکا ہی معاف
 رکھا اور بعد اوسکی تھوڑا تھوڑا محصول لینا شروع کیا اور آخر کار رفتہ رفتہ آمدنی سلون کی
 بڑھ گئی اور نیکہ جات اونکے لوگوں کی نام مقرر ہوئے لیکہ او محصول سلون کا ایک صغیہ حل
 معذیہ کا ہو گیا دفعہ ۳۵۰ نواب فیض محمد خان نے نیکہ قسم کی کار گیری کی جمع کرنے
 مین نہایت کوشش اور توجہ کی تھی چنانچہ دو دور سی سرکین کے استاد کو بلا کر براہ
 برویش اور قدرانی کے مقام چہر مین آباد کیا اور اپنی چلیون اور عایا کو ترغیب دیکر
 اون صنعت کاریوں کو زیادہ تر بلایا اور رواج دیا سو بقدر صانع اور کاریگر لوگ اوسکی
 حمد مین جمع ہوئے تھے شرح اقسام اونکے کی بقدر ریاست ذیل مین لکھی جاتی ہے
 تفصیل کاریگر توپ ساز بندق ساز کمان گر تلوار بنانی والا گھڑی ساز تجارتی
 مہرکن صقیل گر کورہ گران شہار ساز جلون ساز وکری بافان وغیرہ سیرگر
 سطرچی باف رسن ساز جرح علاقہ بدان کشمیر رفوگر سچہ ساز غلیل ساز مقامات

دوربانوالا سکار مای کا خیاط کشیری ^{۲۳} سونڈہ ساز ^{۲۴} ہندہ ساز ^{۲۵} مزجج کار ^{۲۶} جلد ساز ^{۲۷} خیر و
 خراوی ^{۲۸} مصو شاعر ^{۲۹} کر مومتی ^{۳۰} بنانے والا ^{۳۱} نواز ^{۳۲} یاف سنگت ^{۳۳} تاش حکاک ^{۳۴} بالوش ^{۳۵} ساز
 سادہ کار ^{۳۶} زرہ ساز ^{۳۷} دیگر نان ^{۳۸} بیان ^{۳۹} اوشا ^{۴۰} تیر ساز ^{۴۱} زردوز ^{۴۲} آسگران نامی ^{۴۳} ذکر
 اوسن ^{۴۴} یاد دغیر منقولہ کا جو نواب فیض محمد خان ^{۴۵} اپنی ^{۴۶} یاست ^{۴۷} سی ^{۴۸} باہر
 اور مقامون ^{۴۹} مین ^{۵۰} خرید کی ^{۵۱} تہی ^{۵۲} دفعہ ^{۵۳} ۲۶ ۳۱ نواب فیض محمد خان ^{۵۴} علاو
 جایداد ^{۵۵} زر خرید ^{۵۶} نواب ^{۵۷} ساجت علیخان ^{۵۸} کی ^{۵۹} مقام ^{۶۰} دہلی ^{۶۱} مین ^{۶۲} جید ^{۶۳} دوکانات ^{۶۴} بیزار ^{۶۵} خانم ^{۶۶} اور ^{۶۷} کی
 حویلیان ^{۶۸} فراخانہ ^{۶۹} کی ^{۷۰} کٹر ^{۷۱} کی ^{۷۲} مین ^{۷۳} کوٹھی ^{۷۴} موتی ^{۷۵} سین ^{۷۶} صاحب ^{۷۷} اور ^{۷۸} بگلہ ^{۷۹} گون ^{۸۰} صاحب ^{۸۱} کا ^{۸۲} در ^{۸۳} گنج
 مین ^{۸۴} اور ^{۸۵} باغ ^{۸۶} سعادت ^{۸۷} خان ^{۸۸} والہ ^{۸۹} سبزی ^{۹۰} منڈی ^{۹۱} مین ^{۹۲} تعمیر ^{۹۳} تھینا ^{۹۴} اسی ^{۹۵} ہزار ^{۹۶} روپیہ ^{۹۷} خریدا ^{۹۸} کیا ^{۹۹} تھا
 اور ^{۱۰۰} جو کہ ^{۱۰۱} شیر ^{۱۰۲} اور ^{۱۰۳} خوش ^{۱۰۴} فی ^{۱۰۵} ایلی ^{۱۰۶} انمار ^{۱۰۷} انہ ^{۱۰۸} مقامات ^{۱۰۹} کرانہ ^{۱۱۰} اور ^{۱۱۱} چہنہ ^{۱۱۲} ضلع ^{۱۱۳} مظفر ^{۱۱۴} نگر ^{۱۱۵} کے ^{۱۱۶} مشہور ^{۱۱۷} تھے
 اسو ^{۱۱۸} اسطے ^{۱۱۹} چند ^{۱۲۰} باغات ^{۱۲۱} مقامات ^{۱۲۲} مذکور ^{۱۲۳} مین ^{۱۲۴} تعمیر ^{۱۲۵} دس ^{۱۲۶} ہزار ^{۱۲۷} روپیہ ^{۱۲۸} کے ^{۱۲۹} خرید ^{۱۳۰} کیے ^{۱۳۱} کہ ^{۱۳۲} سو ^{۱۳۳} فصل ^{۱۳۴} مین
 ڈاک ^{۱۳۵} لگ جاتی ^{۱۳۶} تھی ^{۱۳۷} اور ^{۱۳۸} ہر ^{۱۳۹} روز ^{۱۴۰} بگینان ^{۱۴۱} آنون ^{۱۴۲} کی ^{۱۴۳} ہاں ^{۱۴۴} سی ^{۱۴۵} آتی ^{۱۴۶} تھیں ^{۱۴۷} اور ^{۱۴۸} اوس ^{۱۴۹} مین ^{۱۵۰} بقدر
 ضرورت ^{۱۵۱} نواب ^{۱۵۲} خجہ ^{۱۵۳} در ^{۱۵۴} کہہ ^{۱۵۵} لیتا ^{۱۵۶} تھا ^{۱۵۷} اور ^{۱۵۸} باقی ^{۱۵۹} بطور ^{۱۶۰} سوغات ^{۱۶۱} کی ^{۱۶۲} دہلی ^{۱۶۳} گوڑ ^{۱۶۴} گانہ ^{۱۶۵} ورتک ^{۱۶۶} حصا ^{۱۶۷} کو
 خدمت ^{۱۶۸} مین ^{۱۶۹} صاحبان ^{۱۷۰} اگر ^{۱۷۱} نری ^{۱۷۲} بھیجا ^{۱۷۳} کرتا ^{۱۷۴} تھا ^{۱۷۵} بیان ^{۱۷۶} تقسیم ^{۱۷۷} اوقات ^{۱۷۸} و ^{۱۷۹} اشغال ^{۱۸۰} نواب
 فیض ^{۱۸۱} محمد ^{۱۸۲} خان ^{۱۸۳} دفعہ ^{۱۸۴} ۳۶ ۳۱ ^{۱۸۵} معمولی ^{۱۸۶} دستور ^{۱۸۷} نواب ^{۱۸۸} فیض ^{۱۸۹} محمد ^{۱۹۰} خان ^{۱۹۱} کا ^{۱۹۲} یہ ^{۱۹۳} تھا ^{۱۹۴} کہ ^{۱۹۵} جا ^{۱۹۶} لکڑی
 رات ^{۱۹۷} باقی ^{۱۹۸} سے ^{۱۹۹} خواب ^{۲۰۰} سے ^{۲۰۱} بیدار ^{۲۰۲} ہو کر ^{۲۰۳} اول ^{۲۰۴} طعمہ ^{۲۰۵} جانواران ^{۲۰۶} سکار ^{۲۰۷} کیو ^{۲۰۸} کھلو ^{۲۰۹} ایا ^{۲۱۰} کرتا ^{۲۱۱} تھا ^{۲۱۲} اور ^{۲۱۳} بعد ^{۲۱۴} اسکے
 غار ^{۲۱۵} بڑہ کر ^{۲۱۶} کاغذات ^{۲۱۷} ڈاک ^{۲۱۸} کو ^{۲۱۹} سناتا ^{۲۲۰} تھا ^{۲۲۱} اور ^{۲۲۲} ہر ^{۲۲۳} روز ^{۲۲۴} مین ^{۲۲۵} افسران ^{۲۲۶} سپاہ ^{۲۲۷} ودار ^{۲۲۸} ونگان ^{۲۲۹} کا ^{۲۳۰} خا ^{۲۳۱} تھا
 اور ^{۲۳۲} دھوڈیات ^{۲۳۳} گذرتی ^{۲۳۴} تھیں ^{۲۳۵} ان ^{۲۳۶} پس ^{۲۳۷} کاغذات ^{۲۳۸} عدالت ^{۲۳۹} دفعہ ^{۲۴۰} کے ^{۲۴۱} جو ^{۲۴۲} لائق ^{۲۴۳} ملاحظہ ^{۲۴۴} خاص ^{۲۴۵} تھے
 ہوتے ^{۲۴۶} تھے ^{۲۴۷} ساعت ^{۲۴۸} کرتا ^{۲۴۹} تھا ^{۲۵۰} اور ^{۲۵۱} نہایت ^{۲۵۲} مضرت ^{۲۵۳} سے ^{۲۵۴} تجویز ^{۲۵۵} مقامات ^{۲۵۶} در ^{۲۵۷} بین ^{۲۵۸} شدہ ^{۲۵۹} کی ^{۲۶۰} کرتا ^{۲۶۱} تھا
 اور ^{۲۶۲} در ^{۲۶۳} میان ^{۲۶۴} اس ^{۲۶۵} و ^{۲۶۶} گیارہ ^{۲۶۷} ہجری ^{۲۶۸} کی ^{۲۶۹} کہنا ^{۲۷۰} کہا ^{۲۷۱} کہ ^{۲۷۲} قلیو ^{۲۷۳} کیا ^{۲۷۴} کرتا ^{۲۷۵} تھا ^{۲۷۶} اور ^{۲۷۷} ایک ^{۲۷۸} وگنہ ^{۲۷۹} سے ^{۲۸۰}

اور ہر روز مین افسران سپاہ و دار ونگان کا خا تھا
 اور دھوڈیات گذرتی تھیں ان پس کاغذات عدالت دفعہ کے جو لائق ملاحظہ خاص تھے
 ہوتے تھے ساعت کرتا تھا اور نہایت مضرت سے تجویز مقامات در بین شدہ کی کرتا تھا
 اور در میان اس و گیارہ ہجری کی کہنا کہا کہ قلیو کیا کرتا تھا اور ایک وگنہ سے

جو اوہتا تھا تو نماز اشغال اور دست کاریوں کی تفصیل آئندہ کی جائیگی کسی شغل یا دست کاری
 مصروف ہو جاتا تھا اور دو گھنٹی دن ہی چار یا پنج گھنٹی رات کی تک بہر کام کچھری کا
 ہوتا تھا اوسکے بعد بہر خاصہ کہا کہ کچھ عرصہ تک عشا کی وضو سردین مصروف رہتا اور
 آخر کار سو جاتا تھا دفعہ ۳۳ جن دستکاریوں اور اشغال کی مصروفیت نسبت
 نواب فیض محمد خان کی اور پند کو رہوئی تفصیل اوکلی مشغل و پردہ متعلقہ کیجاتی ہے شوق
 اول مشغل و پردہ ذکر دستکاریوں نواب فیض محمد خان کے دفعہ ۳۴
 اول یہ کہ بندوق توڑہ دار اور حقائق بناتا تھا دوم توپ کے ڈھالنے میں اور چرخ پر
 اوتارنے میں سگاہ رکھتا تھا چنانچہ ایک دفعہ تو ضرب توپ برنجی مقام کا فونڈ میں ملیر
 تین سو آنکری کے کام میں مہارت رکھتا تھا چنانچہ چاقو اپنے ہاتھ سے بہت اچھے
 بناتا تھا ہارم ہر قسم کے تیر بناتا تھا پنجم غلیل زنجیری بناتا تھا اور اپنے آپ اور سرخون
 کرتا تھا اور کساری جانور بہت پلوار کیے تھے اونکے قالب کے بہت سے نہایت باریک
 اور عمدہ لچک کر اوسکے بند لگایا کرتا تھا ششم کار زر و زری جانتا تھا اور انکے اپنے ہاتھ
 بٹوہ اور کلاہ اور شعلہ زر کا بناتا تھا ہفتم کار حرادی میں واقفیت رکھتا تھا اور چو
 جوئی ہتھیاں ملے و رہا تھہ کی چھری اور پلنگ کے پایہ خیر اور تار لیتا تھا ہشتم
 سربک قسم کے سجرہ بانس کے بناتا تھا خصوصاً علو کا سجرہ تو نہایت سبک اور باریک
 بناتا تھا کہ تیلیان اوسکی خستری میں کھچی جاتی تھیں اور شبکات سجرہ کے ایسے کیا جاتے
 تھے کہ اوسمیں امی سوئی کے اور کسی دینر خیر کے جانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی تھی نہم
 دوسرے شکاری کی اپنے ہاتھ سے نہایت باریک اور مضبوط بناتا تھا اور آب اوسپر
 روغن کیا کرتا تھا دہم جوئی چھری کے اپنے ہاتھ سے بنانا جانتا تھا اور ادسپنے

اپنی طرف سے ایک نئی قطع جوتی کی نکالی تھی کاجیہ اور سکا بہت لہنا ہوتا تھا اور وضع و سی
 کچھ کچھ جفت سلیم شاہی سے مشابہ تھی شوق و مشتعل برز کر اشتغال نواب فیض خان
 دفعہ ۳۳۳ ضمنی چارونکی موسم میں اکثر شغل تھا اور اپنے کبوتران گولہ اور لڑا اپنے
 طبلان کا رہتا تھا چنانچہ ہزار ہا کبوتر پلے رہتے تھے اور نئی جنس اور قسم و شخص کبوتر بڑا کتا
 دہلی کے اونکی پرورش اور تعلیم پر نوکر تھے اور عید ہذا القیاس ہزار ہا پران پان سو
 بلبل پلے رہتے تھے اور اکثر مصاحب لوگ اونکی تربیت اور شالستگی میں مصروف
 رہتے تھے اور جمعہ کے روز انکے اعلیٰ اونکی لڑائی کا ہوتا تھا ضمنی اگر می کے
 موسم میں شغل مرغ بازی کا رہتا تھا اور چار خانہ مرغون کے مقرر رہتے اور ہر ایک
 کارخانہ میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو سو مرغ پلے رہتے تھے اور ہر ایک مرغ خانہ میں ایک مرغ
 اور دس دس بارہ یا دس مرغ باز نوکر تھے اور اوایل موسم چارہ سے پرورش اور تعلیم
 اونکی شروع ہوتی تھی اور حلویات اور طرح طرح کے خوراک اونکو کھلائی جاتی تھی جب
 چارہ میں اونکی طیاری اور جنگ آموزی ہوتی تھی تب گرمیوں میں لڑائے جاتے تھے
 ضمنی برسات کے موسم میں علون اور بیڑونکی لڑائی ہوتی تھی ہزار ہا عل اور بیڑ
 بکڑی آتی تھی اور بیڑونکی بکڑی میں بڑا اہتمام ہوتا تھا تیس تیس چالیس چالیس جال میں
 میں گر کے مریع اور سٹیل ہواران اور پیادگان اور سہران سپاہ ہر ورجکل میں لکھا
 تھے اور کبھی کبھی نواب خود بھی جاتا تھا اور وہ جال کھڑے ہوئے کہنتی پر بھا کر چارون
 طرف سے آدمی گھیر گھیر بیڑونکو جالونکے نیچے کہنتی کے اندر اندر لایے تھے اور جال کی
 اطراف کو دبا کر حقد ر میں جال کے نیچے آتی تھیں اور زمین بکڑ لیتے تھے اور انکے ہی
 ترکیب جال میں پہنچانے بیڑونکی کھیلتی تھی کہ دس یا بیس بیڑی ہوئی ہوتی تھیں اور

او کو آواز زینل پر بولنے کی عادت ہوئی تھی اور عرفا او کو ملایا بولا دیا بولتے تھے او کو پوچھو
 میں بند کر کے اور پوچھو او کے بانسوں میں لٹکا کر اون بانسوں کو دو چار جگہ راعت کے اندر
 لٹکا کر دیتے تھے اور گرد پیش و سنانس کے راعت پر جال پہلا دیتے تھے اور حسب وقت کہ
 ملائیر بانس کے اور پوچھو میں بولتا تھا او کی آواز پر ایدہ اور دہر بڑ راعت کے اندر دو
 دوڑ کر اون جالوں کے نیچے جو بانس پوچھو آویختہ کے بائیں لگے ہوتے تھے چلی آتی تھیں پس
 اور وقت پہچ میں جال کے کنارہ دبا کر او کو بکڑ لیتے تھے اور ذمہ آری پرورش اور سدہ
 او کے کی بھی اہل لشکر کو سپر تھی چنانچہ جبات کی وقت بعض دفعہ حشت او کے کا توین
 کو مار جاتی تھی تو لشکر میں ایک عجیب شور صدای کوک کا ہوتا تھا ضمنی کہی کہی
 نواب آخر موسم برسات اور آمد جاڑہ میں تنگ زنی بھی کیا کرتا تھا اور اپنے بھائی
 حسن علی خان یا نواب غلام حسین خان یں تین یا کھو خان اپنے رسالہ سے تنگ لڑایا
 کرتا تھا ضمنی جن اشغال اور دستکاریوں میں نواب فیض محمد خان بجا لیتے سند
 نشینی ریاست کے مصروف تھا تھا تفصیل او کی اوپر ہو چکی لیکن اس موقع پر مناسب ہے کہ
 جو فنون سپہ گری کے اوسے حالت صاحب دگی میں سیکھے تھے اجمالاً کچھ ذکر کا بھی کر
 کیا جاویں سو وہ یہ ہے کہ اول تو وہ پٹہ بازی و کیتی میں بڑا مشاق تھا دوم کشتی گری میں
 مہارت کامل کہتا تھا اور حسب و خیر میں ایسا جت جالاک تھا کہ قد آدم بلندی کو کو
 جاتا تھا اور میٹھے میٹھے او جب کہ گھوڑہ بر جڑہ جاتا تھا سوم تیر اندازی میں اسی
 قدرت رکھتا تھا کہ تیر او کا نشانہ سے خطا نکرتا تھا اور تاب آہنی توڑ کر خاک تو وہ
 میں نہٹ معشوق ہو جاتا تھا چہارم بندوق لگانے میں نہایت مشافی رکھتا تھا کہ تیر
 سواری سپہ میں دست و بندوق یہ نشانہ اوڑا دیتا تھا نقل ہی کہ ایک دفعہ شیر محل

۲
 جی جی

۲
 جی جی

موضع دورانہ اور مہارمین آگیا تھا اسکی خبر سنکر نواب ہان اسطے تسکایے کیا تو قضا
 اکٹھے ہوئے شیر اوٹھ کر الف خان نامی ایک شخص کو دہالیا اور قریتا کہ اوٹھو ہا کر
 مار ڈالے کہ معاوضی حالت میں نواب نے حافظ حقیقی کو ضامن کر کے ایسی گولی بندوق کی
 لگائی کہ جس سے صرف شیر لاک ہو گیا اور جسم الف خان کو کچھ صدمہ و سکانہ ہوئی پنجم سو سال
 فنون سیکھی کے جراث اور لاوری ذاتی ہی بہت رکھتا تھا چنانچہ ایک دفعہ مولائش
 نامی شیر بردارہ نواب صاحب چنگر چوبی میں بند ہوا تھا کسی طرح کنگری سے باہر نکل گیا اور
 سب لوگ اسے ہلاک گئے اور ایک غل ہو گیا جسوقت نواب کو خبر ہوئی تو اس شیر کو
 مولائش کے نام سے پکارتا ہوا دیکھے پاس چلا گیا اور اسکا کان بکڑ کر اندر قفس کر دیا
 بیان شعل شکار اندازی نواب فیض محمد خان کا دفعہ ۱۳۳۳ نواب
 فیض محمد خان کو ذوق شوق شکار کا بہت تھا چنانچہ جا بجا مواقع مناسب پر جنگلون اور
 دریاؤں کی اوپر جنگلے اور کوئٹیان بطور شکار گاہوں کے بنوادی تھیں سو فی الجملہ تذکرہ شکار
 اوسیکے کا اس موقع پر لکھا جاتا ہے ضمن ان نواب فیض محمد خان شکار ماہی کا بذریعہ
 شست اور مٹی در حال کے کہلا کرتا تھا اور اسقدر کثرت سے چھپان بکڑتا تھا کہ قضا
 جھم اور بادی اور داری اور فرخ نگر میں اسکی بکری ہوتی چھپان چمکڑہ کی جھکڑہ بہری
 ہوتی آیا کرتی تھیں اور جو چھپان اسکو خوبصورت معلوم ہوتی تھیں اسکی ناکون میں سونے
 اور جاندی کی تھنیاں ڈلو کر مقام چھپتا لالہ بختہ معروف لواوالہ میں چھوڑ دیتا تھا
 اور اسکی حفاظت کے لئے تالاب مذکورہ پر ایک پرہ تعینات رہتا تھا ضمن شکار شیر و ہشت
 وغیرہ درندان اور دیگر وحوش اور طیور کا خود بندوق سی کیا کرتا تھا ضمن ۱۳۳۳
 قریب لیس چار ٹونکی نازی کتے بے چارے تھے اور ہر ایک جوڑی کتے کو چھپان لگایا اور توڑ

سیاہ لہدی سیر بہر آ اور ذیدہ سیر نیر کی گوشت کی بطور انب کے ملا کر پی تھی اور سیر کی
 پر ایک ایک ہنگی مشابہ تین تین ویکے اور جملہ ہنگیوں پر ایک جہاں مشابہ جہم ویکے نوکر
 رہتا تھا اور داروغہ کی کل زخمی خانہ کی کسی حید کے نام درستی تھی اور جھٹے سکار خروش کا کیا کرتے
 تھے اور گڈ را اور ٹیریا اور سیر کو بھی مار ڈالتے تھے ضمن ۲ جاڑہ کے موسم میں غان گیر
 باز جہ ہاشہ ہاشین شکرہ حج حج جرجہ جرجہ سحری سحری سحری سحری سحری سحری
 جگر دورنی دوریلا جوا جھوی سحری پالے جاتے تھے اور واسطے سیر کی جگہ رکھے
 بعض بعض نو چرانی جانور ایک ایک آدمی پرورش کر نوالا موتا تھا او باج باج جہم ہذا
 جہم ہیات سات روپیہ ہوا کی اور بعض بعض استاد سے سے کا بھی نوکر موتا تھا
 اور کلان زور خاں ایک اور غنیمت ہوتا تھا اور خواہ اسکی صیفہ فوج یا اور کسی شہر
 میں بنام دیکھی کہ موتی تھی اور منجملہ جانوران مفضلہ بالا کے حج حج اور جرجہ اور گڈ
 اور جگر اور شکرہ اور حج تو ہر یک قسم کا گوشت کھاتے تھے اور باقونکے واسطے طعمہ
 پرندان مثل کبوتر چڑیا و تیر وغیرہ جانوران حلال کا مہیا کیا جاتا تھا اور انکی تخی کو
 چڑی را و ہلیہ نوکر رہتے تھے کہ وہ جا بجا بذریعہ ام اور لاسہ کنی کے اونکو ہر وز بکر کر لایا
 کرتے تھے اور ان مرغان صید فگن میں سے باز اور جہ تو سارس اور کلنگ فرقہ اور طوس
 اور کمرغ اور تیر کو اور ہاشہ اور ہاشین تیر اور تیر کو اور شکرہ تیر اور زاغ کو اور حج حبی
 تیر اور کجنگ کو اور حج حبیل کو اور جرجہ زاغ کو اور سحری و شامین کلنگ فرقہ سارس
 و لوہا سارنگ اور بڑو و سحری سحری تیری کو اور گڈ جگر خروش اور زاغ کو اور دورنی
 اور دوریلا اور تیری سحری سحری کلنگ کو اور جھٹا اور جھٹا بد بد کو شکا کیا کرتے تھے
 ضمن ۵ دس بارہ چیتے پلے رہتے تھے اور سیر کی جگہ کے اور ہر سو چیتہ بان کے تین آدمی

اور واسطے پرورش اور تعلیم کے نوکرتے تھے اور یہ جتنے شکار ہر گائیا کرتے تھے صمن ہا
 چار چار پانچ پانچ سیا گوش پلے ہوئے رہتے تھے کہ وہ اور تی ہوئی چل اور گویے دھڑکند
 مار کر بکڑیا کرتے تھے اور نیز دوڑتے ہوئے خر گوش کو بھی کو دکر شکار کر لیتے تھے اور حقیقت میں
 سیا گوش کا شکاری اچھلے پر کیفیت تھا دفعہ ۱۳۳۳ شکار سے طبیعت نواب صاحب کی بہت
 خوش ہوئی تھی جسوقت کہ بحری کسی کلنگ کا شکار کرتی تھی تو اس کلنگ کے پریش طرہ کے
 نواب صاحب در دیگر ہر اسبان اونکے اپنی اپنی بکڑیوں میں رکھ لیا کرتے تھے اور اسی حالت
 میں شادان و فرحان لشکر کو لوٹ آتے تھے اور لشکر میں اگر شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور بحری
 کے رکینے والے کو کچھ زر نقد اور داروغہ باز دارخانہ کو دو سالہ انعام ملتا تھا اور اکثر ہزار
 بھی نوکر رکھے جاتے تھے چنانچہ ایک جگہ جہیل موضع کلایں پر نواب صاحب نے بنایا تھا اور حالت
 شکار میں اکثر قیام اور کا وہاں رہتا تھا از بسکہ وہاں شکار بحری میں امیدوار لوگوں کو
 ہوئے اور واسطے اس جگہ کا نام بنگلہ امید داری بڑ گیا تھا چنانچہ اب ہ بنگلہ نوعلداری
 سرکار میں سمار ہو گیا مگر اس جگہ کا نام غلط العام اب تک مہد واری چلا جاتا ہے
 ذکر عادات و خصایل نواب فیض محمد خان دفعہ ۱۳۳۳ نواب
 فیض محمد خان آدمی انصاف و ست سخی بامروت غور تھا چنانچہ صراحت جملہ اوصاف
 مذکورہ بالا کی بالائے افراد آئندہ کیجاتی ہے دفعہ ۱۳۳۳ ایک مرتبہ ڈیرہ نواب محمد خان
 کا مہر لشکر تقریباً زہ موضع ہندو اس میں تہادو گھڑی ن باقی یہ دو آدمی کھار ب
 خیمہ خاص دسکے کے پر لٹگو کرتے ہوئے جاتے تھے کہ کیسا اتنی رائی چوٹ نگر ہی ہے
 (خیمہ الفاظ ہندی میں اور معنی اونکے حاکم ظالم اور نامنصف کے ہیں) یہ بات اوسکے کان
 پہنچ گئی وقت اؤ کو بولایا جب و خائف و ہراسان دبروئے تو اونکی بہت دھمکی کی دیا

کہ تم ہرگز چھوٹ نہ کرو اور حال مفصل اپنے ظلم کا ظہر کرو اور ہونچ بیان کیا کہ ہم اس کے کہا
 میں ایک سپاہی خانصاحب حسن علیخان کا (حسن علیخان برادر خود نواب فیض محمد خان کا تھا)
 جا کر گہری سی بھان لشر میں لو کر لایا تھا وہ گہری زبردستی بلا قیمت سمیٹے چھین لئے اور ملک
 دیکھ دیکھ نکال دیا یہ بات سنکر نواب فیض محمد خان عظیمین آیا اور مجلس نامہ مجید اور بداران کو حکم
 دیا کہ اس وقت مبلغ چار دہسے حسن علیخان سے کہا ورنہ دلو کر ڈیرہ انکا لشکر سے باہر کر دو
 چنانچہ بھر دہ فی الفور حسن علیخان سے چار دہسے کہا ورنہ دلو کر ڈیرہ انکا لشکر سے باہر کر دو
 دفعہ ۴۳ سو ۴۳ اس کے محمد خان کا کرنل ملین حسینی نے جو آدمی نہایت بے عزت اور مقرب نواب
 کا تھا بطبع ایک سپاہی پوربہ کو جسکی دل حضرت کی آگئی تھی حضرت دینی سے انکار کیا تھا اس
 سپاہی نے عرضی شکایت کرنل کو کی نواب صاحب کے روبرو گذرانی اور سپر نواب صاحب نے حکم دیا کہ
 عرضی بہ حسن علیخان صاحب جنرل فوج کے بھیج دوئے کہ اگر فی الحقیقت نوبت حضرت سائل کی
 آگئی ہو تو اسکو چھٹی لو ادین جو کہ سپاہی بل مطلق تھا اور اسکو افسران ملین سے ہر گرامیہ حصول
 حضرت کی تھی بلکہ جو اسنے عرضی شکایت کرنل کی گذرانی تھی تو اپنی نوکری بھی مایوس
 ہو گیا تھا لاچار بیجا زبان پر لے آیا کہ نواب صاحب تم حکم اس جو ترہ پڑی اور باہر حکم کرنل سے
 کا ہے ہماری حضرت موچکی ہم اپنی گہر کو جات میں اور کرنل نہوت لیکر حضرت دیت ہی ہم نوکری
 کرنل کو واسطے نہیں کرت میں اپنے بال بچا کو واسطے کرت میں بجز اتنا کہ تبا کیے نواب حسن صاحب
 سے کانٹنے لگا اور اسوقت کرنل اور صوبہ دار اور مقصدی ملین کو معہ کو افندہ رول حضرت کے ملوایا
 اور خود حقیقات کی توفی الواقعہ رول سپاہی کی دست نکل اور عطا حضرت میں کرنل کا غدا
 او بے اعتدالی پائی گئی اسواسطے سپاہی کو حضرت عطا فرمائی اور کرنل کو موقوف کر دیا اور
 کہہ کر اسکو چھٹی کرنل برنوکر رکھا بیان سخاوت نواب فیض محمد خان دفعہ ۳۳

اس وقت
 ۱۰

سخاوت کا حال یہ ہے کہ اوہ اپنے اپنی اوایل حکومت میں قریب ایک لاکھ جلد کلام اللہ کی لوگوں کو سنوے
 اور نہروں ایسی خیران ناکھڑا کی شادی بصر زر اور بارہ وغیرہ سامان کے اپنے پاس سے کرادی
 جنکے والدین اور لیونکو استطاعت انکے بیاہ کر نہ کی تھی اور انکے فقہ بھر سیر و سکار کے
 اتفاق جانے اویکے کا طرف گدہ مکسیر ضلع میرٹھ کے مواتھا تو اس راہ میں حنفیہ ریکہ یا سہل
 با عبدالسلام اور بنود کے پیش آئے اون سب کے متولیونکے واسطے روزیہ اور سالیانہ مقرر
 کر دیے کہ وہ وظائف مقررہ اویکے تابعی یا ست جہر جاری رہے اور اخیر زمانہ اپنے میں کل نیٹا
 ذبیح اور غیری وح ملکیت اپنی یہ ایک ایک چیز خیرات کی کہ اندازہ قیمت اوسکی کا قریب
 پچاس ہزار روپیہ ہو چکا ہو گا ملک اس خیرات میں درمیان فقر کے اور تقسیم فیل و شتر و حبشیہ وغیرہ
 اشیاء مفردات کے بہت تنازع اور تکرار ہی رہا آخر کار نواب نے اون کی اختیار کی قیمت و کسر
 رقعہ شکر کیا بیان مروت نواب فیض محمد خان دفعہ ۳۳۳ حال متونوب
 فیض محمد خان کا یہی ضمن احب راجہ دھوکل سنگہ رئیس یاست جو وہ پور بجالت
 طفولیت محبت اپنی دلیون کے موضع جہاز گدہ علاقہ جہرمین بعد نواب نجابت علیخان کے
 اگر وار د ہوا تو اوہوں نے اوسکو رئیس اودہ سمجھ کر کچھ فراحت قیام اویکے کی موضع مذکور میں
 مکی اتفاقاً اوس سال میں نواب نجابت علیخان مر گیا اور نواب فیض محمد خان سند نشین ہوا
 تو اوہ اپنے مقتضای فراخ جو ملکی در ولت موضع بڑہ جبار قباہ تہداد العاصیہ اور جمع
 بہ تعداد سمار روپیہ کے بنام فرد مصارف چارہ و ہیمہ خونی وغیرہ کے راجہ مذکور کو معاف کر دیا
 اور سوا اویکے اور نہار ماروہیہ واسطے سلوبی کار اویکے کے خرچ کیا کیفیت حال احب
 دھوکل سنگہ جو کہ راجہ دھوکل سنگہ مذکور ایک شخص عالی خاندان نسل راجہ ہمای جو وہ پور
 تھا اس واسطے ضرور ہوا کہ اس موقع پر کل حال اوسکا اختصار کے ساتھ درج کیا جائی اور وہ بہت

کہ راجہ بھجی سنگہ راہور والی جو دہ پور کے دو بیٹے تھے ایک بھوم سنگہ دوسرا گمان سنگہ جانیان
 دو نوٹیکے ایک ایک بیٹا پیدا ہوا اس طرح کہ بھوم سنگہ کا بیٹا بھیم سنگہ اور گمان سنگہ کا بیٹا مان سنگہ
 سو اتفاقاً بھوم سنگہ اور گمان سنگہ دونوں شخص بچپن حیات راجہ بھجی سنگہ اپنی باپ کے مر گئے
 اس واسطے سمٹ میں بعد مر جانے راجہ بھجی سنگہ کے بھیم سنگہ نہرہ کلان اور سکا سنگہ نشین یا
 کا ہوا اور تھینا دس سن حکمران ہو کر کاٹک سدی چوتھہ سمٹ کو لا ولد مر گیا اور درانیان کی
 ایک دختر بنا کر ظلم سنگہ رئیس قصبہ پراور اور دوسری دختر راجہ پرتاب سنگہ والی جو پور پانی میں
 منجھلہ سر دورانیان کی رانی اولی دختر بنا کر ظلم سنگہ کی وقت وفات راجہ بھیم سنگہ کے چہہ مھینے
 کی حاملہ تھی اس واسطے اس وقت مان سنگہ خلف گمان سنگہ نہرہ خور در راجہ بھجی سنگہ کا راج گدی پر
 بیٹھا اور باجہ گریسکے اور رانیان جہ بھیم سنگہ متوفی کی یہہ معاہدہ خانگی ہو گیا کہ اگر رانی خانہ
 کے طفل نہ نہ پیدا ہو تو راجہ مان سنگہ سے استرداد یا ست کا ہو جائیگا اور مالک آج گدی و لوگ
 رہے گا تین مھینے بعد نشینی راجہ مان سنگہ سے رانی حاملہ راجہ بھیم سنگہ نے وضع حمل کیا اور وٹ سے
 دھونکل پیدا ہوا جو بھو تولد ہوئی کے ملازان قدیمی راجہ بھیم سنگہ کے بانی خیال کہ ایسا ہو کر آہ
 مان سنگہ و سکوا ملک آج کا سمجھ کر مر وادے بطور خفیہ دھونکل سنگہ کو مقام کیشتری علاقہ راجہ بھجی پور کے
 لیے آئے اور تین برس تک ان مقیم رہ کر پرورش اسکی کرتے رہے بعد بھا کر سوائی سنگہ رئیس
 ہو کر ان علاقہ جو دہ پور کہ کن کن یا ست کا تھا مقام کیشتری اور راجہ حکمت سنگہ والی جو پور اور
 راجہ صوٹ سنگہ الی بیکانیر اور دیگر راجہ ہائی گرد فوج کو جمع کر کے دھونکل سنگہ کو جمعیت
 کثیر مقام جو دہ پور لگیا اور سو قلعہ جو دہ پور کے اور یا ست پرا و سکوا مستطہ کر دیا اور
 علاقہ راجہ دھونکل سنگہ کی بولایت سوائی سنگہ کے جاری ہو گئی اور مان سنگہ ہند قلعہ کے رہا
 لیکن جب حکومت جو دہ پور کی اس طرح اوسکے ہاتھ سے جاتی رہی تو اوسنے نواب امیر خان سے

بصرف سازش کر کے علاقہ راجگان جو پور بیکانیر وغیرہ میں فتنہ و فساد برپا کر دیا لاجپا
 راجہ ہمای مذکور اپنی بی بی سے نکو لوٹ گئے اور سوائی سنگہ ولی راجہ دہوکل سنگہ بھینے جانیے
 جمعیت قلیل کے اور طاقت بڑھ جانے راجہ مان سنگہ کے جو وہ پور سے اوٹھ کر راجہ دہوکل سنگہ
 کے قلعہ ناگور میں جو دیاس سے بفاصلہ پچیس کوس کے واقعہ چلا گیا اور وہاں جا کر اوسنے بابو
 سیندھ مرہ اور جان پتیس فرنگی کو اپنی طاقت میں رکھ کر ایک خبر و علاقہ جو وہ پور پتھر
 کامل بنا کر لیا اور چھ مہینے تک روائی اپنی گرفتار رہا جو کہ راجہ دہوکل سنگہ و سوائی سنگہ جب
 مان سنگہ کی نظروں میں منسل خا کے کہنکتے تھے اس واسطے اوسنے امیر خان کو صلاکہ دیا
 اس شرط سے دینے کیے کہ وہ خلش سوائی سنگہ کا رفع کر کے کل ریاست جو وہ پور کی نیے خدشہ
 اوسکے قبضہ میں کر دیے چنانچہ امیر خان جو وہ پور سے موٹھ کر کوچ کر کے موضع کھربال میں کہ ناگو سے
 بفاصلہ ایک میل کے پچیس خیمہ بنوا اور بابو سیندھ و راجان پتیس فرنگی کو مبلغ ایک لاکھ روپے
 علاقہ آسوت سے دلو کر ازراہ حکمت علی لکھ سوائی سنگہ سے باز رکھ کر اجیر کھڑیف حضرت کو
 اوپر سوائی سنگہ بظاہر شہرتی کر کے یہ بات مقرر کی کہ اگر تم بھوکو چالیں کہ وہ یہ دیکھو تو ہم مان سنگہ
 جو وہ پور سے خارج کر کے دہوکل سنگہ کو بطور استقلال کے صدرین ریاست جو وہ پور کا کارڈینگ
 اور باطن میں اوس سے دفا رکھی اور اکیسے مقام موضع منڈو وہ جو ناگو سے پانچ کوس سے بہا
 ملاقات اوسکو بلوایا اور اکیسے یرہ علیحدہ میں اوسکو ٹھرایا اور پچھلے سے اوس کی یرہ کی نسبت یہ بات
 مقرر کر لی تھی کہ ہر وقت داخل ہونے سوائی سنگہ کے ایک طرف سے ٹھابا وٹ یرہ کی جو خن
 بند ہی میں اور دوسری طرف سے ٹھابا سے ٹھابا کوٹھدے بکڑیے زمین اور حسب وقت نفیر ہی بجائی
 جہاں دفعہ ٹھہر لوگ ٹھابا ڈیرہ کو پہنچ کر علیحدہ ہو جاوین چنانچہ سوائی سنگہ معہ
 خاصان آئیے ڈیرہ میں داخل ہوا اور کار پر دان امیر خان کے محلہ لائے تحائف وغیرہ

پشکشی کے وہاں سے باہر چلے آئے تو اونہوں نے فقیری جوادی کہ معائنہ ن فرسیان ہوڑین
 اور اوسوقت ڈبرہ گرہا اور سوانی سنگہ سے اپنے رفیقوں کے اسکے نیچے دب گیا تب میرخانوں
 نے اکراون سب اہل سید و مقل کر دیا اور پھر میرخان نے ناگور پر راجہ مان سنگہ کی طرف سے
 قبضہ کیا کر لیا اور سوانی انی سنگہ دھوکل کو لیکر ہو کر ن چلے گئے اور وہاں سے ہٹا کر تباہ سنگہ
 رئیس کہہ اسے غلام سنگہ رئیس سولہ دھوکل کو لیکر بہر کتہری میں آئی اور مدت تین سال تک اس
 علاقہ میں رہے کہ اس صدمہ میں عمر دھوکل سنگہ سات برس کی ہو گئی اور اگرچہ اس زمانہ میں کینل
 اسکر صاحب صاحب گورنر بہا در نے جاہا کہ واسطے گزارہ دھوکل کے کچھ جاگیر راج
 جودہ پور سے مقرر کر دیا تھا مگر اوسکے رستوں نے مقتضای حجالت اس کے اقبال میں لانا نہ تھا
 ریاست جودہ پور کا سمجھ کر منظور کیا اور سمٹت میں دھوکل کو مقام بہار گڑھ علاقہ ریاست جھم
 میں لے آئے اور نواب نجابت علی خان نے اوسکو باغوازر رکھا اور بعد ایک سال کے نواب محمد خان
 نے موضع بڑہ واسطے خرچ چارہ مویشی کے اوسکو بطور معافی کے دیدیا اور مرہیاں دھوکل سنگہ
 نے موضع بہار گڑھ میں چھاؤنی اپنی ڈال کر وہیں بود و باش اختیار کر لی جب دھوکل سنگہ
 جوان ہو کر عمر جو میں پچیس برس کی ہو چکا تو اوسکے دماغ میں بھی مولیے حکومت راج جودہ ہوئی
 بہری اور ربیان اور ہٹا کر ان گرد میں راج مذکور سے استحقاق اپنا ظاہر کر کے خواہاں دکا ہوا
 اور آخر کار سمٹت یا سمٹت میں لباسش اور موافقت ہٹا کر نجاب و سنگہ رئیس آموہ اور ہٹا کر
 ساتوٹ سنگہ رئیس نیم ماج اور ہٹا کر سونا تہ سنگہ رئیس بگری وہوٹ سنگہ رئیس ہو کر ن غیر در ان
 اس نواح کے بارادہ انزع ریاست جودہ پور جمعیت سے آدمیوں کے برگنہ دینے والے علاقہ راج
 جودہ پور میں ہو چکا اور وہاں جا کر حکایت اور تقویت سرداران سابق الذکر قریب و ہزار
 آدمی کی فراہم کیے عملداری بنی کر لی جب خبر راجہ مان سنگہ کو ہو چکی تو اوسنے حسنا زبید

بہادر کو معاملہ میں تحریک کی حسرت ازیدٹ بھادر نے حامیان ہونکل سنگہ کو خیم علی کرکے
 اوکو او سکی معاوت سی باز رکھا اور ہونکل سنگہ کو حکم دیا کہ تمہارے واسطے علاقہ ریاست جودہ
 میں اجازت رہی کی نہیں ہی ہر بھی کہ بھیان سی لوٹ جاؤ ورنہ تمہاری حق میں بھرتو گاجا بنجہ
 دہونکل سنگہ مایوسانہ جہاز گدہ کو واپس جلا آیا سمیت امین جبے اجہ مانسنگہ والی ریاست جودہ کو
 موافق بعض بعض سراران ریاست جودہ پور دہونکل سنگہ کو لکھا کہ اب میدان خالی ہے
 ایسا وقت بہر ماتہ نہیں آویگا جس طرح بنے جودہ پونچو او سبر و بارہ ہونکل سنگہ ہوں تحصیل
 ریاست کے روانہ جودہ پور کا موجب اجہ میر ہو چا تو صد لین صاحبہا در زیدت نے اوکو
 روک لیا اور لگے نہ بڑھی دیا اور تخت سنگہ خلف راجہ مانسنگہ کا گدی پر بیٹھ گیا اور ہونکل سنگہ
 کو صاحب زیدٹ نے اجہ میری قید کی کہ سحر است سواران سالہ سحر فاسٹہ صاحب کے اولہ بھجھ کو
 بہجھ دیا اور نواب عبدالرحمان خان میں جھجھ کو لکھا کہ آئندہ سے دہونکل کو بدخان اجازت
 سرکار کی ریاست جودہ پور کی طرف نہ دے دو چنانچہ بہر کہی دہونکل سنگہ نے سرنہ اوٹھایا اور
 بقیہ العمرانی برابر موضع جہاز گدہ میں رہا راجہ ہونکل سنگہ کی جائز اتیان تین اول انی دختر
 راجہ جلیو پاٹن دوم انی دختر راجہ جلیو سوم رانی دختر راجہ نیمرانہ چہارم رانی دختر راجہ کی انی
 چنانچہ طہن انی نیمرانہ والی سی سبل سنگہ ایک بی بی پیدا ہوا اور دو بیٹے حرم سے پیدا ہوئے اسمت
 میں اجہ ہونکل مر گیا اب اجہ سبل سنگہ بیٹا اوسکا موجود ہے اور معاش اوسکی کچھ تو آمدنی جاکر
 موضع بڑہ بر ہے اور بانج روپیہ وز سوار پٹالہ سے ملتے ہیں اور کچھ اوسکی سسرال ورتس
 دلیے خبر گیری کہتے ہیں ضمن ۲ نواب مظفر خان الی فرخ نگر سبب اسکے کہ خرچ اوسکا
 آمدنی سے زیادہ تھا اور وہ اوس کے راہ و رسم دوستی کی رکھتا تھا پانسو و پینہیا بنام نہاد
 خرچ الی لایچ کی دیتا تھا ضمن فیض النیخان منڈان جاگیر دار موضع ٹکری علاقہ دہلی کو خانہ

اور کم معاش سمجھ کر بالنور و پیہ مینا دیتا تھا اور سوای حاضر باشی گاہ گاہ کیے اور کوئی
 خدمت حاصل نہ ہو متعلق تھی ضمن میں نواب غلام حسین خان ولد رفیع احمد بیگ خان
 رفیع نقیب متین کو اپنے پاس بٹھرایا اور مکان عمدہ اوسکے قیام کے واسطے بنوادیا اور بالنور
 مینا اوسکا واسطے صرف وزمرہ کے مقرر کر دیا بیان عیوری نواب فیض محمد
 خان دفعہ ۳۳۸ جو معاملات متعلق عیوری اوسکے مزاج کے میں شرح مفصل آئے
 ہیں بوجہ طوالت درگزر صرف ایک ماہ جو انونہ کے طور پر لکھا جاتا ہے کہ ایک وزمحل میں
 زوجہ حسن علیخان برادر خورد اپنے کو پا جامہ غوارہ دار پہنے ہوئے دیکھا جو کہ اوسوقت میں
 اس طرح کا پا جامہ سوا بیگمات قلعہ شاہجان آباد اور عورت بازار میں عیدہ العوم شرفا
 میں جاری تھا اس واسطے اوسکو نہایت غیظ آئی کہ اگر ان عورتوں نے اپنی قدیمی پوش
 کو پہن کر لباس سبوتا پہنا شروع کر دیا تو پہر ایسا نہ ہو کہ آگے کو تنگ و ناموس میں کچھ اور
 خرابی پیدا کریں لاجرم دفعتاً ترک لباس کر کے صورت فقیر و کمی بنائی اور اپنا بویا بدینا
 جدا کر کے ایک گوشہ تنہائی میں جا بیٹھا اور حسین علیخان اور اوسکے دیگر اقربا آئے
 اور سب نے منت اور سماعت کر کے عہد کیا کہ آئندہ کو محل میں کوئی ایسا لباس معیوب
 نہ پہنے گا تب دینے وہ وضع قلدروشی کی ترک کی ذکر از مزاج و اولاد نواب
 فیض محمد خان دفعہ ۳۳۹ نواب فیض محمد خان کی دہلی بی منکوہ از
 قوم افغان اور ایک حرم تھی سوز و جہاں سے اولاد فیض علیخان سپہ سالار اور
 غفور خان سپہ خورد پیدا ہو اگر مان اوسکی اوسی وقت ہنگام وضع حمل صد ولادت اوسکے
 سے مرگئی اور غفور خان چھ مہینے بعد مر گیا تب نواب فیض محمد خان نے دوسری شادی
 اپنی دختر تہو خان افغان کن موضع کھرام علاقہ ٹیالہ سی کی اوسکے لطن سے

مسلمان علی محمد خان ارفض حسن خان در کے اور سماءہ پیاری بیگم اور شمس السناد و دیگر کین
 تولد ہوئیں بقسمت سماءہ کندن کنیز کو داخل حرم سرائی کیا اوس سے صرف رحمت علیخان ایک
 لڑکا پیدا ہوا ذکر اوان اشخاص با جوہر و اہل کمال کا جو ریاست نواب
 فاضل محمد خان میں اوسکی قدر دانی سے جمع ہوئے تھے دفعہ ۴۰۰
 جو کہ نواب فاضل محمد خان ایک دم قدر دان اور جوہر شناس تھا اس واسطے اوسنے
 اپنی صاحبی میں اچھی چھی با جوہر اور با کمال آدمی جمع کئے تھے جہاں چھ تفصیل اور کئی دہشت
 ذیل میں لکھی جاتی ہے ضمن احکیم محمد حسن خان بیٹھخص سے والا دہلی کا اور فتنہ
 میں دیکھا کامل کہتا تھا اس واسطے نواب نے اوسکو دہلی سے بلا کر نوکر رکھا تھا جہاں چھ با احمد
 کا فرمائی اوسکی کے برابر نوکر رہا بعد فات اوسکی کے عہد نواب فاضل علیخان میں جسے
 ترک وزگار کیا اور اس کے قدر دانی فاضل محمد خان سے اوسکے طبابت کو فروغ اور ترقی
 زیادہ ہو گئی تھی اس واسطے جب اوسنے چھپر سے نوکری چھوڑی تو فوراً بہادر شاہ بادشاہ
 دہلی کو حضور میں نوکر ہو گیا اور وہاں جا کر بڑا اختیار اور رونق پائی اور باقیام اقبال
 بادشاہ موصوف کے برابر اوسکے ہاں بنا رہا ضمن احکیم محمد حسن خان بیٹھخص قدیم
 رہنے والا سنبل ضلع مراد آباد کا تھا مگر نشوونما اور فروغ اوسکا دہلی میں ہوا اور بدیعہ
 حسن علیخان برادر کو چک نواب فاضل محمد خان کے اوسکی ریاست میں بعدہ طبابت کی نوکر ہوا
 آدمی نہایت عابد اور بارسا تھا اور جب کہی باہر جاتا یا نواب کے دہار میں آتا تھا تو
 سر پر نرم سے ایک پلڈوٹیا کا ڈالے رکھتا تھا تاکہ غیر لوگوں پر اوسکی نظر نہ پڑے
 اس واسطے لقب و سکا اور نیے والا مشہور ہو گیا تھا حتی یہی کہ شخص ض من میں اوسکو
 کمال تھا اور علاج اوسکا بدیعہ غایت موثر اور شفا بخش تھا جہاں چھ ایک دفعہ کی نقل ہے

کہ خدایا رجا نامی ایک شخص اور اچھا نواب بن ہی جا رہا تھا اور اس کا علاج اور حکم کیتے تھے مگر اس کو
 کچھ خفیف نہیں ہوئی تھی اس واسطے آخر درجہ نوبت اس کے علاج کی حکیم محمد حسن خان تکت ہوئی
 ہوئی لہذا اس کو دیکھتے ہی کہا کہ اس شخص کے پیٹ کے اندر سوڑے کسی طبیب کے اور سیکے سب
 اتفاق کیا تا وہ اپنے پیٹ کے شور بہ من ملا کر کوئی دوا مرض کو کھلائی اور سب ایک دست مریض
 لیا آیا کہ اس میں قریب تین سیر پاپر خون کھلا اور دو چار وزن دوا صحت پا گیا
 اس کے مرض چکی کے علاج میں دوا اس کی حکم عجاظ کار کیتی تھی کہ معالجتی اور تیرتے ہی وہ
 مرض جاتا رہتا تھا سو یہ حکیم بھی تازمانہ حکومت نواب فیض محمد خان کے جہیز میں ہوا اور بعد
 نواب فیض علی خان کے بادشاہ ملی کے ہاں نوکر ہو گیا اور میں من چکی میں جس کے علاج میں اس کو
 کمال حاصل ہوا حکیم غلام حسن خان لد حکیم بوعلی خان بہت شخص پہلے سے جا رہا تھا کہ
 برکت داری میں رکھتا تھا جب سرکار انگریزی سے وہ علاقہ بھر بھوکو ملا تو سبب اس کے کہ
 دیہات جاگیر اس کے کے علاقہ میں بھر بھوکے تھے اس کو خواہ مخواہ ان لوگوں سے رجوع
 لانا پڑا اس واسطے اس نے فیض محمد خان کے حضور میں سوچ حاصل کیا اور نواب نے مقتضایہ
 قدر دانی سو دیہات جاگیر سابق کے ڈیڈہ سو وہ بہ مہینا اس کا اور کر دیا اور خاطر داری
 اس کی حاجت کھینچنے زیادہ کرتا تھا اور اس کی حیات تک براہی طرح اس کی قدر اور منزلت
 بحال ہی تھی مگر حکیم محمدی بیگم نے شخص رہنے والا پانی پت کا بنا اگرچہ فن طبابت میں میرا
 حکیم و کا نہ تھا الا علم مجلسی میں نہایت مشاق تھا چنانچہ زبان بہا شامین کہتے ہیں کہ
 اوشن مہا اوپستان میں بھی مہارت کامل کہتا تھا اور لطیف اور ظریف ہی تھا مگر
 مولوی عماد الدین بہت شخص رہنے والا پانی پت کا اور قوم سے سید عالم میں اس کو کمال
 اور عمل علم کا معاملات اور عبادات دونوں میں رکھتا تھا اس واسطے نواب نے اس کو عہدہ

صدیقی اور افتاب پشاور کے نوکر رہا تھا اور علاوہ علم و فضل کے جوان ہی نہایت فداور
 اور جیم اور جہیم اور اوسکا باوا یا بڑا تھا کہ انہیں انگشت کا جو ہاؤ سیکے پاؤں میں آتا تھا اور
 فن شناسی میں بھی اوشاہی بدل تھا جب انچہ نواب نے ہی اوس سے تیرنا سیکھا تھا بہت عرصہ تک
 نوکر ہاؤ میں سو کر اپنی گھر چلا گیا اور نواب نے تاحین حیات میں مہینا پشن اوسکی کردی
 ضمن میں مولوی فضل حق شیخ سے والا خیر آباد کا ہوا اور آدمی بڑا نامی گرامی اور علم
 و فضل میں ایک علامہ وزگار تھا کہ ہندوستان میں مثل اوسکی دوسرے معصوم ہوگا جب
 اوس نے عہد شہتہ داری ملی کو چھوڑا تو قدرانی نواب فیض محمد خانیہ دہچھر میں آیا
 اور ایک تہ تک مصاحب نواب میں تھا مگر آخر کار سبب سے مزاجی اپنے کے نوکر کی جھوٹ
 چلا گیا ضمن میں دیوان کشن لعل شیخ قوم کا شیخ رہنے والا دہلی کا تھا اور لاہور کا نواب
 فیض محمد خان میں بعلاقہ بیوات لوسی مشاہیر سے رومیہ ہوا ساری کے نوکر تھا از سیکہ مد
 عاقل اور منظم اور معاملہ فہم اور خیر خواہ تھا رفتہ رفتہ ترقی اوسکی تا عہد دیوانی کل یاست
 ہوئی اور مدائن نظم و نسق میں ایک مرکا صرف اوسکی رہے پر ہوتا رہا اگرچہ تنخواہ ماہواری اوسکی
 دیوانی کے عہد میں گیا سو وہ بھی مگر کچھ تنخواہ پر چھڑ گیا وہ ہر ایک طرح سے مالک اور مختار
 رطب یا بس سرکار نواب فیض محمد خان کا تھا اور زمانہ حکومت اوسکے کے نامبرہ برابر افاق
 وفاق یاست کار نامہ بعد وفات اوسکے کے بعد نواب فیض علی خان کے ترک وزگار کے چلا گیا
 اور عہداری سرکار انگلزمین ملک خجاب عہد اکثر اسٹیشن پر مامور ہو گیا اور کئی سال
 ناکہ مان نوکر رہا اور آخر کار سبب ضعف بصارت کے خانہ نشین ہو کر ۱۸۵۸ء میں
 مر گیا ضمن میں شوقی رام شیخ قوم کا بہتہ ساکن دہلی تھا اور نواب فیض محمد خان کے یہاں اگر
 عہدہ ہر وہاں نوٹسی مقرر ہوا اور آخر کار سبب دہنوٹسی اور حسن لیاقت کے شہتہ دار

۲
 فیض محمد خان

حضور ہی ہو کر اختیار کیا انتظام یست میں اسکا ساتھ پر داختہ ہی بالکل منظور ہوتا تھا
 اور اگرچہ تنخواہ اسکی سو و پینہ سواری تھی لیکن فتوحات بالائی اسکو اربس تھی اور راحت
 نواب فیض محمد خان کے برابر اوی اختیار اور اقتدار کے ساتھ رہا اور بہر بعد نواب فیض علی
 کے نوکری چور کر چلا گیا ضمنی قہ مشر بنی لیں صاحب شخص پہلے محکمہ کشوری میرٹھ میں
 بعد سید کلار کے فخر انگریزی کی نوکری تھا جب ہا نیسے اسکی نوکری چوٹی تو سفارش مستر
 ولیم فرزند صاحب در اخیٹ گورنر دہلی کے اسکو نواب فیض محمد خان نے نوکر رکھا اور کام
 ترجمہ نویسی کاغذات انگریزی کا اویکے سپر کیا اور تنخواہ اسکی ڈیڑھ سو و پینہ سواری مقرر کی
 اور دیجاتی کچھ سو م بطور نذرانہ کے ہی جائز کر دی یہ شخص سوایے انگریزی دانی کے
 علم فارسی میں ہی ضروری استاد اور کہتا تھا اور کچھ کچھ خل طبابت یونانی میں بھی
 اسکو تھا اور اخیر زمانہ فیض محمد خان میں آیا تھا اور تا انقرض حکومت بہر جون کے راجہ میں
 رہا ضمنی نواب غلام حسین خان بھٹنئیں قصبتین ضلع گورگانوہ کا تھا نواب فیض محمد خان
 نے رعایت اسکو عالی خاندان سمجھ کر انہی مصاحبت میں رکھ لیا تھا اور بانسو و پینہ سواری اسکو
 دیا تھا اور اس شخص کو فن ستار نواز میں کمال تھا اور تاحین حیات انہی ریاست جھپڑ میں
 اور آخر کار زمانہ نواب عبدالرحمان خان میں مر گیا ضمنی شیخ غلام نبی یہ شخص رہنے والا
 نازنول کا تھا اور اسکو علم فارسی اور تحریر خط تعلیق اور تصنیف بیہ و بھری بارہ ماہ
 و خیال کتب اور غزل فارسی اور اردو میں لہجی مہارت تھی اور خون تخلص کرتا تھا اور
 فی الجملہ گائیں ہی خل کہتا تھا اور اونی پوٹھی راگ مالاسندی بہاشا کی ترجمہ کر کے ایک بڑی
 ضخیم کتاب طیار کی تھی اور اکثر بیہ و بھری وغیرہ نواب کے نام سے تصنیف کر دیا کرتا تھا
 تنخواہ اسکی سو و پینہ سواری تھی سو تا ضبطی ریاست جھپڑ کے وہ برابر نوکر رہا اور اب

ہی مقام پانی پت باس شرف محل وجہ نواب عبدالرحمان خان کے نوکر جیسے ضمن ۱۱ اخیر خوجی قوم
 سید ساکن ملی تھا اور سکوردش اور تعلیم جانوران صفر سنج و خوش نوا اور پندر خانوی گند
 بڑی دستگاہ تھی اور اسمی اسطی وہ مصاحبت نواب میں رہتا تھا ضمن ۱۲ جانی خان بھی
 شخص ساکن ملی تھا اور سکول لڑائی میں بڑی مشق تھی اور کبھی لڑائی میں رخونکی نوک
 یا کانٹا لٹ جاتا تھا تو یہ شخص اپنی جبرائی سے غیر مرغ کی نوک اور یوم کا کانٹا اور مرغ
 مجروح کے جسم پر ایسی ترکیب سے تعبیر کرتا تھا کہ مثل اصلی چونچ اور خار کے وہ مرغ اونکے
 ذریعہ سے پر لڑنیکو طیار ہو جاتا تھا اور عینہذا القیاس اگر کبھی حالت جنگ میں نہت
 زد و ضرب کسی مرغ کا چہرہ سوچ کر انکھیں بند ہو جاتی ہیں اور مرغ دیکھنے اور نظر کرنے
 سے محفل ہ جاتا تھا تو وہ بلکونکو لوٹ کر ایسی ترکیب سے سی دیتا تھا کہ فوراً مرغ کی انکھیں
 کھل جاتی ہیں اور علاوہ برین ماسر تنگ بازی کا بھی خوب تھا اسی اسطی بلا لڑ
 خاص نواب فیض محمد خان کے سرفراز ہو کر ایک وپیہ وزبانتھا اور تاعہ حکومت فیض خان
 کے برابر نوکر رہا پھر زمانہ فیض علی خان میں چلا گیا ضمن ۱۴ مرزا محمد بیگ یہ شخص ساکن
 دہلی مرد سنجیدہ اور صاحب علم قرنیہ شناس مرا کا تھا اور جانور باشہ کو تعلیم صید گیری کی
 بہت اچھی کرتا تھا خواہ اسکی ایک وپیہ فرحتی اور تازمانہ نواب عبدالرحمان خان کے برابر نوکر
 رہا اور اوس کے عہد میں مر گیا ضمن ۱۵ مرزا محمد حسین بیگ یہ شخص متوطن ملی اور
 آدمی معتبر اور دیانت دار تھا اور بنائے پنجرہ اور غلیل اور علاقہ بندی اور دیگر دستگاہوں
 میں بڑی دستگاہ کتا تھا اسمی اسطی نواب فیض علی خان کے سرفراز ہو کر اسکو بنامزدار و غلی
 باد چینیانہ کے نوکر رکھ کر اپنی مصاحبت میں رکھتا تھا چنانچہ اپنی حیات تک برابر
 نوکر رہا اور نواب فیض علی خان کے زمانہ میں مر گیا ضمن ۱۶ غلام نبی یہ شخص رہنے والا

فرج نگر کا اور فن چاکساری میں کتنا تھا اس واسطے اور خدمت دار دنگی اسپان کے متنا
 ہو کر مصدحت نواب فیض محمد خان میں رہا کرتا تھا اور جب تک جیتا رہا اسی خدمت
 پر نوکر رہا اور زمانہ فیض علی خان میں مر گیا ضمن ۱۱ احمد خان اور واحد خان یہ دونوں
 شخص سنی والی پنجاب کے تھے فن چرخ بازی میں علم استاد ی بلند کرتے تھے ایک فہرہ دو
 شخص سنی وطن ہی جا رہا نور چرخ خوب تعلیم کر کے لائے اور نواب صاحب کی نذر کیے اور جب
 ان کو چھوڑا گیا تو انہوں نے چلو نکاس کا بہت اچھی طرح سے کیا اس واسطے نواب نے خوش
 ہو کر ان دونوں کو عہدہ سالہ داری پر مقرر کر کے اپنی مصاحبت میں رکھا تا زمانہ فیض
 کے بدستور رہے اور فیض علی خان کے وقت میں موقوف ہو گئے ضمن ۱۲ مرزا سدیک
 یہ شخص باورچی تھا اور فن طبع میں اپنا ثانی کم رکھتا تھا اگر اس کی استاد کی شرح
 لکھائے تو ایک جلد ہی کتاب بنانی پڑے ایک ایسے سی بات اس کی بھی ہے کہ ایک نڈی میں
 جا چار پانچ یا پانچ رنگ کے جانول مختلف ذائقوں کے کاتا تھا اور ایک قسم دو سر قسم
 مخلوط ہونے پاتے تھے سوائے کے باندھنے کے رنگین بلاؤں کا نہیں ایسی صفت کرتا تھا کہ تو
 جس میں بونے کی طرح رکھتا تھا وہی نقش و نگار برابر ہر یک جانول پر ہوتا تھا اس واسطے
 نواب نے اس کو نہایت اعزاز اور اکرام کے ساتھ رکھا اور اگرچہ تنخواہ ذاتی اس کی سے
 ماہواری تھے لیکن جس قدر عزیز و قریب اس کے تھے وہ اس کے ذریعہ سے سب کو کر یوں
 ملازم تھے اور تمام عمر اپنی اوسنے اسی سرکار میں بسر کر دی اور وفات اس کی نواب
 عبدالرحمان خان کے آخر زمانہ میں واقع ہوئی ضمن ۱۹ مرزا محمود بیگ یہ شخص چھوٹا تھا
 مرزا سدیک باورچی کا تھا اس کو فن رکابداری یعنی ساخت و رجالت و لوزیات وغیرہ
 شیرینی اور آجائین کمال تھا چنانچہ ایک دفعہ اوسنے خر بوزہ اور چھوری اور کابی شیرینی

کی بنا کر اور خرپوزہ اور چہری کو رکابی میں دکھ کر دربار نواب میں پیش کیا تھا بوسہا مذکور
 کی خست میں سی کارگیری اور پنے خرچ کی تھی کہ بادی النظر میں مطلق تیرہن میں ہوتی تھی
 کہ وہ سہارہ موضوعہ میں جہانچہ عبدالرحمان خانیکہ زمانہ تک یہ یاست چہرہ میں ہاؤپر نوکری جوڑ کر
 الوجل گیا اور ہاؤن نوکر ہو گیا اور وہیں مر گیا صمن ۲۰ رحیم سین بیہ شخص والا گوانکارتا
 اور اپنے آپ کو اولاد تان ستین سی طاہر کرتا تھا اور فن ستار نوازی میں الینا استاد تھا
 کہ مثل او سکی شاید دوسرا نہو جہانچہ ایک فہ جو نامبرہ واسطے کسی کار نفاذ صاحبکے لکھنویا تھا وہاں
 نواب مکرمل الدولہ کے مکان پر جلسہ کل اہل سرامیر کا جمع ہوا اور ایک شخص نے اپنے سر اور جوہر
 نوازش میں اور قانون اور حل ترنگ اور رباب اور ستار کے طاہر کیے لیکن خسوف رحیم
 نے سار بجایا سب لوگ شاش کر گئے اور انکی حالت سکتہ کی ہو گئی اسی واسطے نواب اسکو
 عزیز رکھتا تھا اور ڈیڈہ سو وہیہ سواری نقد اسکو دیتا تھا اور موضع کو اور پر گنہ چہر
 ایک گاؤں در دست بطور جاگیر کے اسکو دیے رکھا تھا سو نامبرہ ماضبطی یاست چہرہ میں ہا
 اور اب اور میں نوکر ہے صمن ۲۱ میان سد حوسر و زراران حقیقی یہ دونو شخص شہ
 داران رحیم سین میں سے تھے خیال اور دہرست گانے میں انکو کمال تھا اور دونو شخص ڈیڈہ
 ڈیڈہ سور وہیہ مھینا پاتے تھے یہ صرف ڈیڈہ برس تک ہے اور بہر نوکری چھو کر چلے گئے
 صمن ۲۲ خوش دل بیہ شخص دم شہیہ والا فیروز پور چہرہ کہ کا تھا ٹیہ ٹیہ می خیال غزل
 بہت اچھی کا تھا مگر بیہ عیب و عین تھا کہ شرابی بڑا تھا بدون نشہ شراب کے اس سے کوئی
 چیز بن نہیں آتی تھی تنخواہ اسکی سے مامواری بھی قریب برس وز کے رہا بہر موقوفہ گیا
 صمن ۲۳ چنگے خان نظام خان سکنا یہ دہلی حبقدر گویا دن نون میں شاہجہان آباد
 میں تھے اور سب میں بیہ شخص انتخابی اور مشہور تھے اسواسطے نواب نے انکو دہلی سے

بلوکر مشاہیر ۵۵ کے نوکر رکھا تھا اندازاً دیکھو دہرے نوکر ہی ہو گئے پر موقوف ہو گئے
 ضمن ۲۴ احمد خان کلانوت بہ شخص قوم میرسی ہنے والا نواح گوالیر کا تھا مگر علم موسیقی
 میں استاد بنے نظیر تھا حبوت وہ گاتا تھا تو اسکی تاثیر یہ سب لوگ حضار حبیب مثل نقش تصویر
 کے زیرِ حرکت رہ چکے تھے اسواسطے نواب نے خواہ اسکی پالیسی و بیہ ماسوری مقرر کر کے
 تھے اور بڑی خاطر داری یہ اسکو رکھتا تھا تخمیناً دو ڈھائی برس نوکر رہا پر نوکر ہی چھوڑ
 کر چلا گیا ضمن ۵۵ خدائش بن نواز بہ شخص شہنشاہی میں سالہ چیمہ میں کا تھا میں بہت
 اہمی بجاتا تھا خواہ اسکی بچاؤ و بیہ ماسوری تھی اور یہ شخص تازمانہ ریاست نواب
 عبدالرحمان خان کے نوکر رہا اور پر نوکر ہی چھوڑ کر اور چلا گیا ضمن ۲۶ عبداللہ کہتے
 ہوئے کہ میں اس شخص کے ناچ کی بڑی تریف اور دھوم تھی جب نواب نے اسکا حال
 سنا تو نہایت شوق سے بیاب ہو گیا اور چیمہ میں ستار نواز کو لکھنؤ بھیج کر یہ تقریر مشاہیر
 دیکھ کر ماسوری کے اسکو بلوایا اور اسکا ناچ دیکھ کر بہت خوش ہوئی تحقیق علیحدہ
 فن رقاصی میں بڑا سوگڑ تھا حالتِ رقص میں ایسے ادا اور کرشمہ کرتا تھا کہ گویا مضمون
 راک کی صورت باندھ دیتا تھا علاوہ ازین یا کوئی اور حرکات و سکنات میں سوجھا
 ہوا تھا کہ جب چاہتا تھا ایسے انداز میں ناچنے لگتا تھا کہ صرف ایک پانو کے گونگر و
 آواز دین دوسرے پانو کے گونگر و مطلق آواز دین سولے اسکے ایک چھپے
 کرشمہ کرتا تھا کہ برابر رقص کیے جایے اور جو دست و حرکت و خیر رقص کا یہی اوسم
 کچھ فرق نہ پڑے اور باوجود اسکے دونوں پانو کے گونگر بالکل نہ سمجھ سونا مبراہ جائز
 حیات نواب فیض محمد خان کے برابر رہا اور بعد وفات اوسکے کے بعد نواب فیض علی خان
 کے چلا گیا ضمن ۲۷ دیا لداس کہتے ہیں کہ شخص نے والا بنارس کا تھا اگرچہ فن قافی

میں کہا کہ کتاب تہا لہ یکن جو کہ عمر یہ ضعیف تھا سو اسے بچا کہ تہا الا او سکو علم کتابی نگاہے او
 ناچے کا سند ہی بہا شائین اچھا تھا اور کئی بوہتاں راک ٹالا کی بھی اپنے پاس کہتے تھے سو
 نواب صاحب نے دوسو روپیہ مامور تنخواہ او سکی مقرر کر کے او سکو تبارس سے بلوایا اور او سکی
 بوہتاں کا فارسی میں ترجمہ کر کے ایک کتاب گاہے ناچنے کی بہت عمدہ طیار کرائی او یہ شخص
 تخمیناً ایک سال ماہر حضرت ہو کر چلا گیا ضمن ۲۸ میر شغلی یہ شخص ساکن لکھنؤ تھا
 او سکو ٹیہ گاہے میں بہت مشافی تھی نواب نے او سکی تعریف سن کر او سکو روپیہ کی تنخواہ
 پر لکھنؤ میں بلوایا اور بہت خاطر داری اور امتیاز کے ساتھ رکھا چنانچہ نامبرہ کئی سال تک
 رہا پھر چلا گیا ضمن ۲۹ حسین بخش یہ شخص قوم میرانی ساکن بنارس کا تھا او سکو سارنگی
 بجائیے میں ایسی ست قدرت تھی کہ او سن مانہ میں دو دو رنگ او سکا ہمیشہ تھا سو اسے
 نواب فیض محمد خان نے او سکو بہت قدر دوسو روپیہ یومیہ کے بنارس سے بلوایا رکھا اور
 اپنے بھائی سارنگی نواز ونگو او سکا شاگرد کر کے تعلیم کروایا کہ او سکو سب سے بہت
 میرانی چیمبر کے استاد کامل ہو گئے ضمن ۳۰ مسلمان سندر مندرینہ و نو طوائف
 رہنے والی فرخ آباد کی تھیں سجدہ او نیکی سماء سندر ایک عورت بہت خوب گاتی تھی
 اور مال ستم اور ستر آورد میں بہت سلجھی ہوئی تھی اور گانا او سکا ایسا اچھا تھا جیسے بڑے
 مرد گنی گاتے ہیں سو اسے نواب نے دوسو روپیہ مامور مقرر کر کے بلوایا تھا اور کئی سال
 تک ہی پھر حضرت ہو گئی ضمن ۳۱ الفن وزین بیہ و نو طوائف رہنے والے قطبہ
 علاقہ ریاست چیمبر کی تھیں اور عراوینی نو نو دس دس کی تھی تقریباً سوچ ان کے کی
 یہ ہوئی کہ جب عبد اللہ کہتے لکھنؤ سے آیا ازہ ناچے اور گت بہرے میں طرح طرح کی ادا
 معشوقانہ نکالتے لگا تو نواب کو اس امر کا خیال گذرا کہ جو غمزہ اور کرشمہ عبد اللہ کرتا

کا شیکے اگر وہ کسی عورت حسینہ اور جمیلہ سی ادائیگی جاوین تو نہایت زیبا اور بر محل ہوں ہو سکتے
 یہ بات تجویز کی کہ کسی طوائف کم عمر کو تعلیم رقص عبد اللہ کہتے ہیں کرائی جائے تو اوست
 لوگوں کی زبانیں شہر حسن و جمال ان دونوں طوائف کا سنکر اونکو نارول کر ملوایا اور دوست
 اور شکل اونکی پسند کر کے الف کو لقب خورشید طلعت کا اور زین کو لقب طلعت خنشا
 اور ایک بیکان علیٰ پردہ دارین اونکو مقیم کر کے بڑی دلہاری اور ناز و لغت کے ساتھ
 رکھا اور مسماۃ الف و فطین و مدار و گنڈ جارا طوائف مشاہیر سے ماسواہی واسطے
 مصاحبت اونکی کے نوکر رکھین اور علاوہ تنخواہ کے کھانا اور کپڑا بھی اونکا اپنے ذمہ پر
 رکھا اور عبد اللہ کہتے ہیں واسطے تعلیم رقص کے ان پر مامور کیا جانا چہ عرصہ میں اس تک
 عبد اللہ نے اونکو ناچنا سکھا یا جب کہ دونوں رقصی میں متماثل کامل ہو چکیں تو
 یسے ایکٹھی ہماری محفل عام کی کہ اوس میں صومرا و دروزن ماہرین گانے اور ناچنے کا
 اور نرانا آدمی اور شوقین موجود تھے اور یہ دونوں طوائف شام سے آدھی رات تک
 تک عجیب و غریب کیفیت کے ساتھ گانے اور ناچنے اور خصوصاً حقیقت خورشید طلعت
 نے جو گیارہ روپ بنایا اور ذمہ کونچ میں سے جاک کر گئے میں کتنی ڈالی اور کھڑکی
 بہت اٹکا کر صرف ایک کہہ سے روئے گی اور اسی حالت میں ناچنا اور بھڑکنا
 شروع کیا راک جو گیارہ مجھے جو کن بنا کر گیا یہ اوست تو تمام محفل
 حیرت زدہ ہو کر سکتے عالم میں رہ گئی اور اکثر لوگوں کے دل بہرے سوئے ایکے اور محل
 میں اذیت نے ایکے صفت قاضی غازی کہ دو نو برابر ایک ایک تھالی میں کڑی تھکر
 ناچنے اور جب حالت رقص میں پاکوئی کہتی ہوئی آمد و رفت کرتی تھیں تو تھالی برابر
 اونکے پیروں کے نیچے رہتی تھی اور اوس تھالی میں گہو ٹروں کی چھکار یہ گت گتی

جاتی تھی غرض کہ اوس زبیری خوشی نواب کو مولیٰ اور پانچ ہزار و پیمہ عبد اللہ کے کتب کو انعام
 دیا سو دن و طواف تازندگی نواب فیض محمد خاں کے نہایت قدر اور منزلت اور اختیار کے ساتھ
 رہیں جب بعد وفات فیض محمد خاں کے فیض علی خان اور سکا بیٹا منشدین ہوا تو اول او سے
 دو ٹوکاں لیا اور پھر چند روز بعد دو ٹوکوں کو بلا کر او سے نکاح کر لیا اور غور شدہ طلعت کو خط
 عیش محل کا اور ماہ طلعت کو خطاب سکھ محل کا خط کیا چنانچہ سکھ محل تو مگر گئی اور عیش محل
 اب تک شامل دیگر قبائل نواب عبد الرحمان خان کے مقام لدیانہ زندہ موجود ہو ذکر وفات
 نواب فیض محمد خان دفعہ ۳۴۱ کہتے ہیں کہ جب ستر ولیم فریر صاحب ہمارے
 گئے اور تحقیقات مقدمہ قتل افکے کی مقام دہلی میں شروع ہوئی تو اس وقت کچھ
 کسی قسم کا اشتباہ نسبت نواب فیض محمد خاں کے بھی ہوا اور دہلی سے طلبی اس کی عمل میں
 آئی تو او سے خوف سے اپنے آپ کو ستر عارض پر ڈالا اور بجای اپنے حسن علی خان اپنے
 جوئے بھائی اور فیض علی خان بٹے بیٹے کو دہلی میں بھیجا اگرچہ بعد تحقیقات کے اس کی طرف
 سر رفع شک کا ہو گیا اور جرم قتل صاحب موصوف کا نسبت نواب سمن لدیانہ سے
 فیروز پور جہان کے ثابت ہو کر اس کو ستر لیے قصاص و ضبطی زیادت کی مل گئی مگر اس کے
 نواب فیض محمد خان کا مزاج خفائی اور وہی تھا وہ مل جو اس کے دلمین بیٹی تھی نہ گئی اور
 اس حالت میں بیمار ہوا اور کئی مہینے تک بیمار ہوا اور کئی مہینے تک بیمار ہوا اور اس حال
 کبدی اس کو آتے رہے اور پھر چند کہ اطباء نے بالاتفاق دوا کی مگر موت کا کچھ علاج
 نہیں ہوتا کچھ اثر نہ ہوا اور آخر کار اسی دھوکے بیماری میں تہا رخ ۱۴ اکتوبر ۱۲۳۷ عیسوی
 مطابق ۲۲ ماہ جمادی الثانی ۱۲۳۷ ہجری وفات پائی اور تابوت اس کا اولاً نقلاً
 شاہ غازی کمال میں سونپا گیا اور بعد چھ مہینے کے وہاں سے نکلوا کر موضع مہرلی علاقہ

نواب فیض محمد خان
 کا انتقال
 ۱۴ اکتوبر ۱۲۳۷
 عیسوی
 مطابق ۲۲ ماہ جمادی الثانی ۱۲۳۷
 ہجری

دہی کو بچوایا گیا اور وہاں متصل خانقاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مدفون ہوا وقت وفات
 کے عمر نواب کی تخمیناً پالیس سال کی ہوگی اور بعد کارفرمائی دس سال کے وفات ہوئی
 واقعہ ہوئی فصل چھارم متضمن ذکر ریاست فیض علیخان پٹنچ کے
 بیان مسند نشینی نواب فیض علیخان و منصبی بعض دیہات جاگیر دفعہ ۳۲
 بعد وفات نواب فیض محمد خان فیض علیخان سپر کلان آدھکا بھربائیں سال واقع تاریخ وارہ کتو
 ۱۱۳۰ عیسوی مطابق ۱۲ سنہ ہجری لٹانی ۱۱۳۰ عیسوی کو مقام ملی میں کار کھڑ فیہ معرفت بہت کو
 سند ریاست برپا اور ہمہ جزیری ۱۱۳۰ عیسوی کو مقام ملی میں کار کھڑ فیہ معرفت بہت کو
 بہادر اولاً خلعت نامی اور بعد خلعت منشی عطا ہوا لیکن مواضعات و سیرا و اولیہ و
 حسن گدہ و ہلاد پور و سو کہ پار پور دیہات جاگیر خاص جو خارج از ریاست تھے بھربائی
 میں مقیم ہوئے اُنکی بعد وفات نواب فیض محمد خان کے مناسب طور پر نئی واسطی حکم سرکاری
 اُنکی عمل میں آئی دفعہ ۳۳ جب نواب فیض علیخان سند ریاست برپا ہوئے تو اُنکے
 قواعد مقررہ نواب فیض محمد خان میں کچھ تغیر نہ کیا مطابق دستور مقررہ سابق کے کار بار کرے
 الا بعد چند روز دیوان کشن لعل نثار ریاست اور شوقی رام سرشتہ دار کھڑ فیہ کچھ سو مڑا
 واقعہ ہوئی اس واسطی و نو شخص فوری چھوڑ کر چلے گئے تب نواب نے منشی امداد علی لدھانوی
 احمد علی کن قصبہ فی پت کو جو ہم مکتب آسکا تھا بعد سرشتہ داری خاص و منشی سوڑ مل قوم
 کتیری ساکن ملی کو بعد دیوانی مقرر کیا او تعلق آسکا خاص نشہ مال سمکھا او نظام عدل
 دیوانی اور فوجداری کا تفویض تن لعل قوم کا تہہ ساکن قصبہ پور ضلع میرٹھ کے کیا دفعہ ۳۴
 چھ مہینے بعد از روئے امتحان معلوم ہوا کہ منشی امداد علی و منشی سوڑ مل ہی سر انجام عہد جات ہوئے
 اُنکے کا چھٹی طرح نہیں ہوتا اس واسطی بلا جاری منشی امداد علی بڑہ سواران یکے متباہرہ

یکے اور منشی و زمل اور پر عہد و کالت محکمہ صنی دہلی میں ہمسو و پیہ کے ناموں پر ہوئی اور سچا منشی
 امرا و علی کے مولوی محمود علی متوطن قصبہ نرہ علاقہ جی پور میں ہمسو و پیہ کے ناموں پر ہوئی اور سچا و زمل
 کے پر شونی رام علی سے طلب کر کے ہمسو و پیہ کے مقرر ہوئے اور اسی زمانہ میں مولوی
 محمد الدین صدائین مرگیا اس واسطے عہد مذکور پر مولوی امام الدین ساکن قصبہ تنک و ستاد
 نواب کے مقرر ہوئے چنانچہ تین سال تاحیات اپنی مقرر رہا اور جب مرگیا تو کار صدائین کا متعلق
 مولوی محمود علی شستہ دار خاص کے ہو گیا دفعہ ۳۴ حسن علیخان خیرل فوج زمانہ ریاست
 نواب فیض محمد خان اپنے بھائی کے مین تین نزار و پیہ ہمسواری بنام تخواہ یا کرتا تھا لیکن تخواہ
 کے اسکو اور کسی طرح سے یہی کسب کی گئی تھی جب عہد نواب فیض علیخان اوسکے ہتھیار کا
 ہوا تو اوسنے سو تخواہ مقرر کئے اور کچھ اندر دینے میں مضائقہ کیا اس واسطے حسن علیخان
 ناراض ہو کر دہلی چلا گیا اور حضور صاحب اچیت گورنر بہادر استغاثہ افرونی تخواہ کا کیا
 لیکن کچھ پیمانہ ہوئی زان بعد حسن علیخان کریم خان افغان کن چہر کو اپنا وکیل مقرر کر کے
 روانہ لندن کیا وہاں سے بھی کچھ ہوا تب مجبور ہو کر حسن علیخان سکوت کیا اور چہر سے بڑے
 و باش ترک کر کے دہلی میں مجلہ دریائے ایک کو بھی اپنی بنائی اور مین سکونت اختیار کر لی
 تین نزار و پیہ تخواہ ہمسواری اپنی معرفت صاحب اچیت گورنر بہادر دہلی کے ہاتھ رہا دفعہ
 ۳۵ میں جب حسن علیخان اسطہ جیہ علی محمد ہو گیا تو جرنیل فوج کی خالی ہوئی اس واسطے اولاً
 فرعی محمد خان برادر علاقائی اپنے کو بہتر جرنیل فوج کے مقرر کیا اور قرعیت مھینے کے اوسنے
 عہدہ جرنیل کو انجام دیا بعد ازاں اوپر تقسیم زراند وختہ نواب فیض محمد خان کے ہوا و سنے
 بطور خزانہ خانگے پاس الدہ علی محمد خان کے جمع کیا تہا در میان نواب فیض علیخان اور
 علی محمد خان اور اوسکی والدہ وغیرہ کے ناچانی واقعہ ہوئی اور رفتہ رفتہ یہاں تک بے ہوشی

ای سوینا
 حبلی

کہ ایک وزیرین سے سلاح بندی ہو کر قریب تھا کہ فنا عظیم برپا ہو مگر نواب فیض علی خان تھل
 کیے چپ رہا اور آخر کار تاریخ ۱۱ رمضان ۱۱۸۰ ہجری موافق ۶ مارچ ۱۷۶۷ء بروز جمعہ
 وہاں سے جہادنی اوٹھا کر علیحدہ بفاصلہ ایک میل کے گوشہ غرب و جنوب میں نئی جہادنی
 بنام خدا و فیض آباد کے ڈالی اور عبدالصمد خان ساکن قصبہ سنور علاقہ راج پٹیا کو جو پرہ
 سواران نوکر تھا بعد ہر جنلی مشاہرہ دو سو روپیہ ماہواری کی مقرر کیا اور بلحاظ اس امر کے
 کہ جہادنی بند کیجی نواب سے دلیمن کنہ رکھتے تھے اس سے عبدالصمد خان سے محبت زیادہ ہوئی
 بیان ملک عبدالرحمان خان سپر کلان اپنی کی نسبت اس کی بی بی سے کر دی دفعہ ۳۴
 جب سنوئی رام کو عہدہ دیوانی پر عہدہ زیادہ گذر گیا تو وہ بخوف ہو گیا اور اکثر بطور ناجائز
 اخذ و جر زیادہ کرنے لگا اور عیاشی اور شراب خواری میں اپنی حیثیت سے گذر گیا اس واسطے نواب نے
 اس کو موقوف کیا اور سچاؤ کی تاریخ ۸ جولائی ۱۱۸۰ء کو غوث محمد خان افغان ساکن ام پور
 کو جو خود اسون میں نوکر تھا اور پر عہدہ دیوانی مشاہرہ پان سو روپیہ کی مقرر کیا اور جو کہ نامبرہ
 ناخوند محض تھا لہذا کار تحریر کیواسطے اس کے نیچے دولت ام قوم دہو ساکن کانڈ جو آدمی
 لائق اور ہوشیار تھا مشاہرہ ۵۰۰ مانو مقرر ہوا سو اگرچہ غوث محمد خان امی محض تھا مگر اس نے
 نظام مال بہت اچھا کیا الا آخر کار یہ عیب و عین الحال کلر میں درج کرنے لگا
 اس واسطے تاریخ ۱۵ مارچ جولائی ۱۱۸۰ء کو مولو احتقان نے کٹا لایا اور بعد اس کے ہر کوئی شخص
 بنام نہاد عہدہ دیوانی کے نوکر ہوا اور کل کام کلکٹری کا نواب ذات خود کرنے لگا ضرر واسطے
 کار تحریر کے کوئی کوئی شخص بنام فرشتہ دار کچہری کے مقرر ہو جاتا تھا بیان بقصر نواب
 فیض علی خان نسبت اصلاح بعض مراتب صیغہ فوج دفعہ ۳۸ ۳۸ میں مقرر
 نواب فیض علی خان نے نسبت فوج کے کچہرے بقصر نواب کیا اول تو یہ کہ جو تیرہ سالہ خود اسون کے

نواب فیض محمد خاکی عہد سیاحی آتے تھے اور بنیے باج رسالہ تحفین میں موقوف کر کے صرف انہی
رسالہ قائم کیے دوم دست دست تنخواہ کرنیو بنی کی کردی سوم جو بیہ سالہ بارگاہی تھے انہی
سے اتنی جوان ہم عمر انتخاب کیے ایک سالہ ادکا جدا بنامزد رسالہ خاص کے مقرر کیا اور اس
رسالہ میں کل گویا ہر رنگ کست بہرتی کیے اور دی اس سالہ کی مطابق ورنہ لیا دی
نواب گورنر خیر بہادر کے تجویز کی مگر یہ وردی اس وقت قائم نہیں تھی جب اب اسطے ملا
نواب گورنر خیر لکھنؤ گورنر بہادر کے جاتا تھا اس وقت ہی وردی پہنائی جاتی تھی جو در
دگر رسالجات بارگاہی کی قدیم تھی کیفیت نظم و نسق صنف مال جو نواب
فیض علی خان نے ازراہ کفایت شعاری بطور خود کیا دفعہ ۳۴ اگرچہ
نواب فیض علی خان کام مجاہد باست کا اچھا کرتا تھا مگر بہ نسبت دیگر معاملات کے نظم و نسق کلکتہ میں
زیادہ توجہ دیتا تھا یہاں تک کہ آخر کار ناظم ان اور یوانان سرشتہ مال کو حلی تھریا نظام
عہد نواب فیض علی خان سے حلا آتا تھا موقوف کر کے اہتمام اور تکفل و سکا اپنی ذات خالص
کیے اور لیا اور مقصود اصلی اسکا یہ تھا کہ ہر طرح سے کفایت اور مہنتی جمع مالگذازی وغیرہ
کی کر کے کوشش فرودنی مال اور فراہمی خزانہ میں کیجا ہی بخیر جو اعمال اویسے اس بات میں
صراحت انکی آئندہ کیجاتی ہے دفعہ ۳۹ تحصیلدار اور تہانہ دار وغیرہ بندہ بیٹا اور جو
دیہات سی بطور جائز سابق سے لیا کرتے تھے ان لوگوں کو لینے رسوم مذکورہ سے معاف ہوئی اور
حقوق دیہات دیہات سے لوگ لیتے تھے وہ سب داخل جمع سرکاری ہو گئیں اور مزید برآں
یہ ہو اگر ہندی کھنڈائی اور لاد فرزند زنیہ اور سالگرہ نواب میں ادائے کا حقیقت
جملہ دیہات اور ملازمین تنخواہ دار از اس میں وہیہ ماسواری برلندم گردانگیا اور جو وہیہ
سوا تنخواہ ملازمین اور موہن صرف ہوتا تھا اوہن مکہ روپیہ دستور کا وضع ہو کر ہر خزانہ میں

جمع ہو جاتا تھا دفعہ ۳۵ نواب فیض علی خان علاقہ ریاست اپنی میں اسیطے ملاحظہ حال تہ
 اور پیداوار زراعت کے سال بہرین و دفعہ فصل اذورہ کیا کرتا تھا اور دیہات میں جا کر گانو کو
 کی بہرین تک نخلی بالطبع باتین تالیف قلوب کی کیا کرتا تھا اور ایسی التیام میں قطع نظر و قیمت
 حال علاقہ سے ایک حصہ فائدہ ہوتا تھا کہ جہاں فی اشل نشست ہزار و پینے سالانہ کی ہوتی
 تھی وہاں گوار لوگ حضور رسی کی خوشی میں ہول کر ماری رسوخ اور سرخروئی کے پندرہ سو
 دین پر راضی ہو جاتے تھے دفعہ ۳۵۲ اخراجات محلون اور کارخانوں کے جو عہد نواب
 محمد خان میں بطور امانی موار تھے اور اون میں مصارف بلا کسی دک ٹوک کے خوشی خواہ ہوتا
 اون سب چون کے پر مال کی گئی اور جو امر داخل صرف اور فضولی کے معلوم ہوا وہ موقوف
 کیا گیا اور صرف و حاجی اور ضروری کی مقدار معین کر دی گئی تاکہ اوس سے زیادہ اور
 کچھ سرکار سے نہ یا جاوی دفعہ ۳۵۳ پہلے سے باور چنانہ نواب اور کل قبائل اور متعلقان
 نواب کا ایک جگہ باہر مکان مردانہ میں رہتا تھا اور باہر اور بہتر سب جگہ کہانا میں سے
 جاتا تھا سو بجے اب فیض علی خان نے محلات اور دیگر قبائل کی تنخواہ مقرر کر دی تو باور چنانہ عام
 موقوف کر دیا اور حکم دیا کہ ہر ایک شخص اپنی تنخواہ میں سے انتظام مطبخ اپنے کا بطور خود کرے اور طعام
 خاصہ کے واسطے یہ تجویز کی کہ ہر روز لبر وار ہر ایک محل میں تناول کیا کرے اور جس محل میں
 باری کہانا کھلانے کی سوا و سکو بابت مصارف طعام خاص کے دو روپیہ دیدے جاویں دفعہ ۳۵۴
 جو وزیر نواب فیض محمد خان نے محتاجوں اور مسکینوں کے نام دائمی مقرر کر رکھے تھے اون میں سے بعض
 حین جات رکھے اور بعضوں کی مقدار مقررہ میں کچھ کمی ہو گئی دفعہ ۳۵۵ نواب فیض محمد خان کے
 وقت سے انتظام خزانہ کا اسطرح تھا کہ حملہ آمدنی ریاست کی تفویض خزانچوں کے ہو جاتی تھی
 اور بقدر مصارف ریاست و اخراجات خانگی تھے وہ سب انچوں کی معرفت ہوتے تھے اور

سال تمام پر حساب جمع اور خرچ کا موکر فضل باقی کر دین کیلئے حاتی تھی اور اس رتبہ میں کہ نہ دین
 خانگی خراجچیان و خزانہ ریاست میں تھی اور عیسائی آمدنی ملک کا بیوا خراجچونین صرف ہوتا تھا
 طریقہ کو اب فیض علی نے پسند کر کے خلط ملط خانگی خراجچیان اور خزانہ سرکاری کا بالکل
 کر دیا اور جو خراجچی لوگ مال گذاری پر مفید تھے اور کچھ کہہ نہ راد و خوب دیات سے لیا کرتے تھے
 ان کے شامل مال سرکاری کیلئے خراجچی کو مبالغہ معین نوکر رکھا اور ایک کان محفوظ اور
 قلعہ واسطے خزانہ کے مقرر کیے حکم دیا کہ سیالہ اور خام آمد اور خرچہ روزانہ کا مرتب کر لیا
 میں گذرنا ہی اور اگر خراجچی کہی کوئی دسیہ ایسے حکم سرکاری کیلئے خراج کر لگا تو مجرم تھیں
 دفعہ ۳۵۶ جو کہ ملازمان اور زمینداران اکثر خراجچون زر قرضہ دے لیتے تھے اور سال
 میں آمدنی سو کی خراجچون کو ایک رقم مقول ہوتی تھی اس واسطے اب فیض علی نے فیض علی نے
 بیٹے کی نام سے ایک ٹھی ہویا اور زر نقد کی مقرر کی اور اس میں حسب تفصیل ذیل عملہ نوکر رکھا
 طاسن کھنڈا فخرانہ مبالغہ مار روٹل لہتر مبالغہ جن ساکن جھیر محاسب دی مبالغہ
 شول محل مبالغہ جن قصبہ جھیر محاسب دی مبالغہ جنی محل قوم کا تہہ ساکن ملی مقصدی فاسی
 مبالغہ جن اور جن لوگوں کو جس میں شرط سوریہ یا سارنیا ہدایت مفصل اور سکی تحریر کے
 حوالہ خزانہ کے کردی اور شرح سو کی جیسے روپیہ قرض یا جانا تھا نصیدی و روپیہ اور تھیں
 دفعہ ۳۵۷ اب فیض محمد خان میں دستور تھا کہ اکثر دیات خام تحصیل ہتے تھے اور کتری
 شخص سوئی تھی سو دس میں اول تو اخراجات تحصیل زیادہ پڑتے تھے اور سو ایک دہاقتن کی
 نسبت چھ بھی تھا کہ وہ بیاد میں تصرف بجا کرتے تھے اس واسطے طریقہ خام تحصیل کو اب
 فیض علی نے پسند کیا اور یہ تجویز کی کہ جہاننگ سے یکے جمع دیات کی شخص کردی جاویے
 چنانچہ اکثر دیات تاسعائین سال یا پنج سال کے یکے کر دیے اور جمع انکی جہاننگ ملن ہوا

برہائی اور شخص جمع کی کچھ کچھ تو بنام زمینداران گانویہ کی اور زیادہ تر گانویہ اران فوج اور دیگر
 ملازمان اور متوسلان کو بطور مستاجری کے دیکر دفعہ ۳۵۸ نتیجہ اس نظام کا یہ ہو کہ خرچ
 ریاست کا بہت کم ہو گیا اور آمدنی سرکاری بہت عہد فیض محمد خان کے تخمینہ بقدر دولا کہ وہ یہ
 بڑھ گئی اور اس سبب سے فیض علی خان نے تخمینہ چار لاکھ و بیہ قرضہ بدری ادا کیا اور قریب آٹھ
 سات لاکھ و بیہ خرانہ میں جمع کیے مگر بندوبست ملکہاری سے رعایا کو البتہ تکلیف پہنچی کیونکہ
 اول تو شخص سخت ہوئی دوم جو عمل دیئے جانے مستاجری کا سراران اور متوسلان ریاست کے
 جاری ہوا تو ان لوگوں نے اہل دیہات پر نہایت سخت گیری اور ظلم کیا اور ان لوگوں
 میں گنجائش بھڑی اس واسطے رعایا دواویلا اور العیات کرنی لگی اور بار بار زمینداران علاقہ
 خصوصاً برگہ کانٹی اور باول و نارنول کے فراہم ہو کر مستغاثی زیادہ ستانی اور شاق طلبی
 نواب کے حضور صفاً محبت گورنر بہادر مقام علی کے جانے لگے اور یہاں سے بدایت اسی کہنے
 ان کے کی بنام کیل بہت کے ہونے لگی چنانچہ برین تقدیر فی الجملہ صورت بدنامی کی بھیجی گئی
 اور کسی قدر وہ بھی ان کی ضماندی کی تدبیر میں صرف ہوا دفعہ ۳۵۹ جب نواب فیض علی خان
 نے دیکھا کہ بلاقاعدہ شخص اور افراد فی جمع میں ایک صورت بدنامی ریاست کی ہوئی ہے اور رعایا
 بھی نالایق و شاکہ رہتی ہے تب اس نے یہ تجویز کی کہ بندوبست اپنی علاقہ کا مثل بندوبست عملدار
 سرکار انگریز کے کیے اس واسطے کہ میں اسے ایک شہر مساحت کا مقرر کر کے علاقہ اس کا
 مشاہرہ حاصل حسب تفصیل ذیل نوکر رکھا میں مشاہرہ ملے۔ مقدمہ مشاہرہ دار

جنڈی بردار مشاہرہ صدر جیسے مشاہرہ ملے۔ جب کس مشاہرہ صدر
 اور پچائیش شروع کر دی صرف کانٹی اور باول دو پر کنون کی پچائیش عرصہ چار
 پانچ مہینے میں ہو چکی تھی کہ عمر نواب نے وفات کی اس سبب سے وہ بندوبست نہ تمام ہوا

اور تکمیل و سکی نیدہ بعد نواب عبدالرحمان خان کے عمل میں آئی بیان عمارات معمرہ
 نواب فیض علی خان کا دفعہ ۳۰۶۰ نواب فیض علی خان کو باوجود کھاتہ شکاری کے
 شوق تعمیر کا بہت تھا اور خصوصاً طیاری مکانات خاصہ میں صرف زر نمی دریغ نہ کرتا تھا مگر
 ان بھی بات ضرور تھی کہ عمارات مفید عام کے بنانے میں توجہ کم رکھتا تھا شاید یہ امر نزدیک
 نزدیک اس کے داخل فضول خرچی کے موحنا بنجہ اوسے تمام اعلیٰ ریاست میں سوائے مل بختہ
 اور مل کی جو پیش دروازہ قصبہ رنول کے جاری تھے اور کوئی ایسی عمارت نہیں بنائی
 جو مفید عامہ خلائق کے ہو اور جو عمارات خاصہ اوسے بنائیں تذکرہ ادکا ائندہ کیا جائیگا
 دفعہ ۳۱۳۸ بضمن آبادی جہاں فیض آباد کے ایک قلعہ واسطے سکونت اپنے اور محلہ کے
 زمانہ کے طیار کرایا کہ باہر سے خندق اور احاطہ اور کا خام تھا اور اندر سے مکانات اس قصبہ
 سے بھارت بختہ بنوائے تھے کہ برائے خود ایک و سر اقلہ بختہ درمیانی بن گیا تھا اور تفصیل
 اندرونی قلعہ کے بھیہر اول باغ معہ کوٹھی بے نظیر آرا نگاہ خاص نواب و ماحض حسین ضلع
 شمالی کی دیوار اونچی بنی ہوئی بنائی تھی اور اس کی سطح دیوان پر چکنے پتھر بن پر آدمی فی
 رستہ جاری نصب کر کے تھے کہ بھاتے وقت آدمی اس پر بھلتا ہوا حوض میں چلا جاتا تھا
 اور اکثر اوقات نواب و سپر لوگوں کو لٹو متحر کے رہتا کہ خوش طبعی کیا کرتا تھا سوم کلان محل
 حسین خاص میاں تابی بی بی تھی جہاں مبارک محل پنجم عیش محل ششم سکبہ محل ہفتم نیت محل
 ششم ایک چاہ بختہ متصل دروازہ لیکن عملداری سرکار میں یہ قلعہ اور مکانات اوس کے
 مسما ہو گئے صرف ایک نیت محل سبب سکونت تحصیلدار کے موجود ہے دفعہ ۳۱۴۲
 متصل قلعہ شمال کے ایک و سر احاطہ خام سبکی فضیل اور خندق اور برج چارگانہ بعینہ
 مثل قلعہ کے تھے بنوایا اور اس میں ایک باغ بہت دلچسپ و خوش قطع جس میں کل شہا

پختہ قلعہ دار بنائی گئی تین سو چار ہجرتہ طیار کرایا اور اسکے وسط میں ایک کوٹھی بنایت عمدہ
 اور وسیع تعمیر کرائی اور ساز و آمان آرائش اوسکے کا بنایت پر تکلف نہوایا تھا چنانچہ تمام
 فرش و درجہ بانائی اور زینتی اور انواع انواع کی تصاویر اور جہاڑ اور فانوس وغیرہ شیشہ آلات
 اور چکر ٹکٹا اور شامیانہ کار جو بی اور دیگر لوازمات حسب ذیل اور زمین سجائے گئے تھے اور کچھ کوئی
 طیار جو کچی تو سولہ شرہ و زینت برائے زمین حلیہ الگ رنگ اور رض اور سرور اور اعلیٰ و شرف کار بنا
 اور نام کوٹھی کار و فنی بخش رکھا گیا اور یہی مادہ تاریخ طیاری اوسکی کا یہ اور اب تک بھی
 ہی یہ کوٹھی بدستور صحیح و سالم موجود ہے اور زمین کچری تحصیل اور تھراپٹ کشتہ سجائی
 ہوئی ہے مگر باغ جو حوالی اوسکی تھا وہ خراب و خستہ ہو گیا صرف کوئی کوئی دخت انار و انجیر
 کا باقی ہے دفعہ ۳۳ سو قلعہ دار کوٹھی فیض آباد اور بلندی نارول کے جو لوہو عدا
 نواب فیض علی ان بنی بنا کی تین وہ پہلے میں اول قصبہ نونہ میں ایک کوٹھی مع باغ اور باجیل
 اور ایک حاکم اندون قلعہ دار ایک کوٹھی درمیان اوس باغ کے جو کنارہ ندی پر واقع ہے
 دوم ایک کوٹھی بطور حویلی مقام نارول اندرا حاطہ تحصیل سوم ایک کوٹھی اندر کڈی بدھوئے جہاں
 ایک کوٹھی بطور حویلی سرسٹک موضع کہہ برگہ کا نوڈ پنجم ایک کوٹھی بطور حویلی موضع سالماواں
 برگہ چھ ششم ایک کوٹھی موضع چاہہ پنجہ اٹنایہ راہ چھ اور چھ ہیک واس بر لب شکر تحصیل موضع
 گوالین برگہ چھ ایک کوٹھی انگریزی اور بنگلہ حسن پوش انگریزی اور محل نانہ اندر بر سر چوہ
 واس برگہ چھ ششم بر سر سونار والہ برگہ چھ میں ایک شکار گاہ کہ جس میں مکانات اور ایک ایسی
 زمین و تہی نیم ایک کوٹھی بطور حویلی قصبہ ٹٹی میں ہم ایک کوٹھی بطور حویلی قصبہ بول میں
 یازدہم ایک کوٹھی بطور حویلی اندون قلعہ چرخ ذادری جنانچہ بعد طبی ریاست چھ بھلیہ کانا
 مذکور کے لبر اول و دوم بھلہ داری مہاراجہ میاں اور لبر سوم و یازدہم بھلہ داری مہاراجہ

ولبہر چہارم و پنجم و ششم عملداری محصار اجہ نا بھجہ کے منتقل ہو گئی ولبہر خیم کو بھی ساتھ لے کر
 اہلک قایم ہے اور اوسمین علمہ پولس سرکاری ہوتا ہے اور لبہر ششم و ہفتم عملداری سرکار میں
 ہو کر طلبہ و کساحی گیا اور قیمت اوسکی نزول فہدین جمع ہو گئی ولبہر ششم مکانات ہیر سوار والہ
 کے نواب عبدالرحمان خان نے اپنے عہد یاست میں توڑا کر وہاں ایک کوٹھی انگریزی
 بنائی تھی کہ تذکرہ اوسکا آئندہ اپنی موقع پر ہو گا بیان تنبیہ تدار کی زمینداران
 موضع مینا تھل و چانگ جنہوں نے براہ ممد و شہارت ادا کے مال و
 مین استادگی کی تھی اور منتقل ہو جانے دھیات مذکورہ کار یست
 جہجہر سے ضلع ریتک عملداری سرکار انگریزی میں دفعہ ۳۴
 شہ ۳۷ میں میدان موضع مینا تھل نے باعانت زمینداران موضع جانک کے مشورہ
 اٹھا کر ادا مال جب مین استادگی کی اور بار بار وہ فساد اجتماع گوہار کا کر لیا بدرفت
 اس حال کے نواب فیض علی خان نے چھوٹے سالہ بار گیران سے و ضرب توپ سپی اور دین
 سے جار ضرب توپ بسر کردگی دیوان شوقی رام کے واسطے سرادی مفسدان مذکور کے مامو
 کے چنانچہ پلٹین پونچھو بھی نہ پائیں سواران نے اولاً ہو چکر گانو کا محاصرہ کر لیا اور
 تمام کھیر دھیات کی خوف زدہ اور ہراسان ہو کر بھاگ گئی اور سہندگان مینا تھل
 قریب ہائی سونفر کے بکریے آئے اور کئی روز تک قید رہے جب اطلاع اس بات کی سرکار
 انگریزی کو ہوئی تو انتقال موضعات مینا تھل اور جانک شہ ۳۷ میں لصلح نواب
 صاحب ضلع ریتک عملداری سرکار میں ہو گیا اور جمع اونکی بدین تفصیل مینا تھل ادا
 جانک ادا ہے مقرر ہو کر معرفت اہالیان سرکار انگریزی نواب صاحب کے یہاں ہو چکے
 لگی ذکر ٹہرایے جا میا رمن ۷ سالہ پر گنہ داری جو بہادر جنگ خان

رئیس ادبی و رہدار گدگے بنام فیض محمد خان نواب فیض علی خان
 کے رکھا تھا دفعہ ۳۴۵ پہلے جو بھادر جنگان میں ادبی و بھادر گدگے نے
 برگند ادبی کا بالعوض مبلغ تین لاکھ مس روپیہ زرد ادنی نواب فیض محمد خان باب
 نواب فیض علی خان کے اوسکے نام دس س کیواسطے من تبدیلے ۳۳۳ لغات ۳۳۳ فیض
 رہن کیا تھا میا اوسکی ۳۳۳ عیسوین بعد نواب فیض علی خان کے گزر گئی اور بھادر جنگان ان
 سی گدگے شتہ من منجہ زر رہن کے صرف ایک لاکھ و بیہاد اسوا اور دلاکھ مس ہزار روپیہ
 کا اوس کے کچھ بند و بست ہو سکھا مجبور اوسنے دس س کے واسطے ہر برگتہ مذکور بالعوض زر
 باقی رہن کے نواب فیض علی خان کے پاس گرو رکھا اور جو شرائط رہن کی سابقہ قرار پائی
 تھیں ان میں فی الحال اس قدر ترقیم واقع ہوئی کہ جو چاس ہزار روپیہ سال مرتن سے
 راس کو نام تھا آمدنی برگتہ مسو نہ کے بتا تھا وہ تابلیاتی دو لاکھ مس ہزار روپیہ
 لغتہ رہن کے مسد دیے اور جب اس بعد نقصا میا در رہن کے فک رہن کرنا چاہیے
 تو ایک لاکھ و بیہ نقد اور اپنی طرف سے مرتن کو دیکو اوس وقت برگتہ داری کا ریا چھپنے
 والد شت ہو سکے گا اونھیں تو بھین ذکر ازواج و اولاد نواب فیض علی خان
 دفعہ ۳۴۶ نواب فیض علی خان کے پانچ بی بیان بدین تفصیل تین اول مسماہ جان لی لی
 دختر عنایت خان افغان ساکن سنہو علاقہ راج بیالہ الخا طب کلان محل دوم مسماہ جند
 کنیز حم الخا طب مبارک محل سوم مسماہ افن طو لیف جو عہد نواب فیض محمد خان میں ب
 نخواست طاعت تھی الخا طب عیش محل چہارم شازین طو لیف جو عہد نواب فیض محمد خان میں ب
 جاہ طلعت تھی الخا طب سکھ محل پنجم مسماہ سنا طو لیف الخا طب بہر نیت محل او ششم محل
 مذکور کے ایک مبارک محل کے مبلغ ڈھائی سو روپیہ اور باقی اور محلوں کے دو سو و بیہ تنخواہ

ماسوری تھی اور علاوہ برین بھر کلان محل کے اور محلوں کے نام سے نواب صاحب نے بیعت
 پچیس ہزار روپیہ خزانہ عامہ سرکار انگریزی میں اخل کیے پر سیکر لوٹ بنامزادوں جہاں محل
 کے حاصل کر لیں تھے کہ سوا نکاب تک سارک محل و عیش محل اور نیت محل بذات خود اور سماء
 اور اوکیم ذخیرہ محل متوفی کی لیتی ہو دفعہ ۳۶ حال اولاد نواب فیض علی گاہا بھیجے کہ
 سب بڑا بیٹا عبدالرحمان خان تھا اور کیفیت ولادت اوسکے کی اسطرح برہے کہ زمانہ
 صاحب دگی نواب صاحب میں سماء جو اہر اکثرک بطور مخفی اوسکے تصرف میں تھی اور اوس
 حالت میں اوسکو حمل ہ گیا جب فساد اس ازکاموا تو والدہ فیض محمد خان یعنی دی نواب فیض علی
 نے کہ بھائی زیک اور عاقلہ تھی بھائی اس امر کے کہ مبادا وہ بہ کشف اس ناجرا کے شادی
 فیض علی گاہا کی برادری میں ہو تو آمد و رفت اوسکی محل سے بند کر دی اور جب عبدایام معمولی
 کے سماء جو اہر نے وضع حمل کیا تو عبدالرحمان خان پیدا ہوا اوسوقت بھی نواب فیض علی
 کی بیانیہ اندیشہ مذکورہ بالا خفیتا اوس اڑکے کو خوالہ سماء کندن حرم فیض محمد خان کے کر
 تاکہ وہ پرورش اوسکی کرتی رہے اور سماء جو اہر کا نکاح محمد اجلیہ سے کر کے محل سے باہر نکال
 دیا اور پرورش عبدالرحمان خان کی بہتو رہا تمام سماء کندن حرم نواب فیض محمد خان کے
 ہوتی رہی جب عمر عبدالرحمان خان کی دو سالہ ہوئی تو ایک فرزند نواب فیض محمد خان نے اوسکو
 دکھایا اور اپنی حرم سے پوچھا کہ بھہ لڑکا کسکا ہے اولاد سے بگنا سے لگا کر کیا اور پر کہہ
 کہ بھہ بکا پوتا ہے تب اب فیض محمد خان نے جلدی سے فیض علی خان کی شادی کر دی اور
 جسوقت سماء جان بی بی فیض علی گاہا کی بیای ہوئی آئی تو والدہ نواب فیض محمد خان نے
 عبدالرحمان کو طہر کر کے اوسکی گود میں دیا کہ بھہ مہار بیٹا ہے اسکو تم پرورش کرنا چاہیے
 اوس بی بی نے عبدالرحمان خان کو فرزند پرورش کیا اور سوا عبدالرحمان خان کے کوئی بی بی

دیکھتی ہوئی اور جب فوج سرکاری شہر میں نضر ضبطی ریاست کے مقام محجر کے داخل
 ہوئی اس وقت بھہ بی بی حالت سرسبکی میں ایوانی چلی گئی تھی وہیں اپنی قضا سے مرئی
 دفعہ ۳۴۸ سوامی عبدالرحمان خان کے سپہ سالار یعقوب علیخان یوسف علیخان اسد علیخان
 دلاور علیخان چار سپہ اور سماء تریا بیگم ایک نضر بطن مبارک محل سے اور شہا حسن بن بیگم ایک
 نضر بطن شش محل سے اور شہا سر فریگیم بطن سکھ محل سے پیدا ہوئی اور وہ سب بتک زندہ
 ہو کر دین ذکر اوصاف ذاتی و صفاتی نواب فیض علیخان معہ
 کیفیت بعض اشغال اسکے کے دفعہ ۳۴۹ نواب فیض علیخان آدمی تھا
 وجہ اور خوبصورت تھا اور علم فارسی اور عربی بھی اوسکو اچھا تھا اور فی الحکام علم انگریزی بھی
 حالت پیدا کر لی تھی چنانچہ اپنی دستخط بھی کاغذات ریاست پر خط انگریزی کیا کرتا تھا اور ضابطہ
 نامی کن قصبہ کلیانہ پر گنہ داری اور دست انگریز کو نوکر رکھ چھوڑا تھا کہ فرصت کی وقت
 اس میں شغل نوشت و خواند انگریز کیا کرتا تھا اور وضع اسکی بھارت سادہ سیاحتی تھی
 خود آرائی اور خود پوشی کا اوسکو کچھ خیال نہ تھا اور جو جانوران سکاری معہ نواب فیض علیخان
 میں تھے اگرچہ وہ سب سینے قائم کیے لیکن اسقدر اسکو ذوق نہ تھا کہ انہیں بھی شکار
 جیتے یا بھری کا دیکھتا تھا مگر مان بندوق کے شکار سے طبیعت اسکی کسی قدر اوجھل تھی بلکہ تازہ
 ہمارا ہمارے شہر کو کھنکھل چو تھل واقعہ یہ ہے کہ اس میں ایک شیر کو بھی اوسنے ہذا
 شکار کیا تھا اور سوکے اسکے نواب کے مزاج میں مسخر اور مصروفیت اور ولعب کی بھی بہت تھی
 انگریز مردوں اور عورتوں سے یہ حرکات لغو و بے نفعی کر کے تماشا دیکھا کرتا تھا اور اس
 ریاست میں شروع لغویات کا اوسی سے ہوا ذکر وفات نواب فیض علیخان کا دفعہ ۳۵۰
 نواب فیض علیخان جو حکم اس میں شکار کھینچ گیا تھا وہاں جا کر ایک پرانے جینت کا جسکی

ایک شاخ کشیدہ گزہر کی لہنی تھی و دروسری شاخ مدورس طرح پر مغولہ کیے ہوئے تھی کہ خبیہ سہ
 کندلی تار کے بیٹھا یہ نظر پڑا اوکو نوائے بندوق سے مارا اور سر او سکا کاٹ کر انیسٹا لیں
 مکان کے لایا اور بہت خوش ہوا مگر وہاں سے آتے ہی بجار ضہ بخار و کھانسی کے بیمار ہو گیا
 چوتھے روز حکیمان آنے لگی ہر چند علاج کیا مگر کچھ تخفیف نہ ہوئی بلکہ بمصرعہ مرض بڑھتا گیا
 جون جون والی بد اور آخر کار بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۰۸۷ مطابق ۸ شہر رمضان ۱۲۶۱ ہجری
 روز جمعہ دسویں ص من امیر ۳۳ سال کے وفات پائی اور تابوت اسکا چھ مہینے تک دست
 قبرستان شاہ غازی کمال میں بہت رکھ کر موضع مھرولی ضلع دہلی میں مقبر خانقاہ صاحب کے
 اپنے باب کی قبر کے پھلو میں دفن ہوا مقبر میں خیمہ مقصود کر ریاست نواب عبدالرحمان
 بھٹہ کے بہنو ذکر سند نشینی نواب عبدالرحمان خان معہ چند
 سوانحات دیگر کے جو اوی ضمن میں واقعہ ہوئے دفعہ ۱۵۴
 جب نواب فیض علی خان مراد آباد سوت دو گھڑی دن باقی ہو گا اور مان او سکے اس
 وقت مر گئے نواب اکبر علی خان میں باٹو دی اور عبد الصمد خان جنرل فوج جسکے بیٹھے
 خان سپر کلان فیض علی خان سے منسوب تھی موجود تھے اونہوں نے بحیال اس امر کے
 کہ بہاد علی محمد خان برادر بے مات نواب فیض علی خان کا بوجہ خبیہ الطوفین ہوئے اپنے کے
 دعویدار ریاست کا مو کر کچھ فساد کرے یہ توڑی دیر تک اسکی وفات کو پوشیدہ کیا اور
 اس صدمہ میں صند و تچہ ہوا نیز اور کلید خزانہ کونگا کر اپنی قابو میں کر لیا اور جاگینی تلگانہ
 خبیان کے حفاظت کیواسطے قلعہ میں بوالین اور دروازہ قلعہ کا بند کر دیا اور دروازہ چھلتا
 زمانہ باہر سے مقفل کروا دیے اور بلحاظ اس امر کے کہ عبدالرحمان خان بڑا میا نواب محرم کا تھا
 اور پیر وقت سند نشینی اپنے باپ کے خلعت و لہجہ کی سرسری باجکا تھا اکبر علی خان ریس

باؤدی اور عبد الصمد خان خیرل فوج نے باتفاق اور ہر ان فوج کے عبد الرحمان کو اس کے
 مکان سے لے لیا اور فیصل کے اوپر چڑھ کر اندر قلعہ کے داخل کر لیا اور بطور خود مسند پر بیٹھا
 مہرین گہران میں اسی عرصہ میں علی محمد خان عموی عبد الرحمان جمعیت میں جو آدمی
 مسلح ہو کر چڑھ آیا لیکن سبب اس کے کہ پھلے سے انتظام کامل ہو چکا تھا اس کی کوئی بات پیش نہ کی
 اور بعد فاتحہ سوم کے عبد الرحمان کو سرخیش دیکھ کر اپنے سوئے علی محمد خان وغیرہ کے ہاں
 رہا اور علی محمد خان بدخود داری ریاست وادہ ملی ہو کر محکمہ اخٹی میں بندھن مستقیم ہوا
 لیکن نواب فیض محمد خان کا اصلی بیٹا سیستانی بی کے لطن سے ہون اور نواب فیض محمد خان
 بھلا ایک اپنے نوشتہ میں بھلا مر تحریر کر چکے ہیں کہ اگر ہماری نسل میں کوئی پسر پیش آئے گا تو
 اس سے ہوا اور بھائی اور کا بھائی کے بیٹ سے موجود ہو تو اسحق یاست کا اس
 بھائی کو بونچر گا چنانچہ میں بھائی علانی فیض علی کا بیٹا نیکے شکم سے ہون اور عبد الرحمان
 خان اول تو لطن حرم سے ہے اور علاوہ اس کے صحت اس امر کی بھی نہیں ہے کہ وہ بصلبی نواب
 فیض علی کا بیٹا ہے اس واسطے ریاست اس کو نہیں ہو سکتی اور حق مسند نشین کا میں ہون اور
 کسی بھنیے مقدمہ اخٹی میں نہ اتر رہا آخر کار ستر کا کس صاحب ایدینڈ جٹ محسوس اور
 دبی کلکٹر ضلع رتھک واسطے تحقیقات امر بابہ النزاع کے چھہر میں کیے اور کئی روز تک
 قیام کر کے کل اندران فوج اور مردمان خاندان پیرچ سے تقش حال کی کر کے رپورٹ اپنی
 دستاویزات حق عبد الرحمان خان اور لطلان عوہ علی محمد خان کے بخدمت صاحب جٹ گورنر
 دہلی کے ارسال کی مطابق اس کے حکمرانیا فلس مکنت صاحب جٹ گورنر دہلی نے منظوری
 مسند نشینی عبد الرحمان کی محکمہ گورنری سے منگو کر تاریخ ۱۹ نومبر ۱۸۵۷ء کو دہلی
 حکمران کے قاعدہ کے موافق خلعت ریاست کا عطا فرمایا اور دعویٰ علی محمد خان کا خارج ہوا

اس کا بیٹا
 نواب

دفعہ ۳۷۲ بعد نشینی ریاست کے نواب عبدالرحمان خان اوپر قواعد اور دستورات
 مقررہ اب وجد اپنے کے رائق اور فائق ملک ہوا اور جب تک اقبال یا درو طالع بر
 مساحت ہا ایسا انتظام کیا کہ ہمیشہ حکام عالمی مقام سرکار انگریزی کے اوکی خوش نظمی اسلوب
 بندوبست راضی اور فرین کنان یہی چنانچہ جو جو وقایع عمدہ اور ہم مانہ ریاست اور
 واقعہ ہوئے خلاصہ و سکا اختصار کے ساتھ ذیل میں لکھا جاتا ہے ذکر معاملات متعلقہ
 صلیغہ فوج دفعہ ۳۷۳ جب عبدالرحمان خان کا دور کار فرمائی آیا تو اوہیں وردی سال
 خاص کی جو وردی رسالہ ہادی کاڈ نواب گورنر جنرل بھادر سے ملتے تھے بازیا اور نانا
 سبھک موقوف کردی اور بدستور سابق وردی رسالہ مذکور کی قائم رکھی گویا یہ اختراع کیا
 کہ تہہ نفر سواران منجملہ سالہ خاص کے اپنی اردلی اور جلو خاص کی واسطے انتخاب کئے اور ان
 وردی بدین تفصیل مقرر کی گئی کلاہ گہدہ اسراخت محل اودہ جسپر نیک ملی ہوئی تھی
 کرتی باتات سرج تیلون باتات سری تاران کوت باتات سرج تلم فقرہ مگر یہ وردی
 اوی وقت ہوتی تھی کہ جب نواب بطور تفتن طبع ہوا خور کیو سوار تو ہاتھا اور حوت
 کسی صاحب انگریزی ملاقات کو جاتا تھا تو بھیہ ردنی ہنن ہوتی تھی اوی وقت دست
 وردی رسالہ کی ہن لیتے تھے دفعہ ۳۷۴ جب سرکار انگریز کو ہم لاہور میں آئی تو تہہ
 ۳۷۵ دسمبر ۱۸۵۶ء جب اطلب سرکار نواب عبدالرحمان خان ایک ملین حسینی اور تین سوار اور
 دو ضربت سربسہ خیرہ کھیر کسیر کردگی جنرل عبدالصمد خان کے روانہ کین چنانچہ بھیہ جیت جا
 مھینہ تک ابر خدنگداری سرکار میں ہنن مصرف رہی اور ۳۰ اپریل ۱۸۵۷ء کو رخصت
 ہو کر لوٹ آئی اور بجلد و حسن متی ہم مذکور کے ایک خطے تین اور انگریز سرکار کا نام
 صاحب کے آیا اور عبدالصمد خان جنرل اختر حسین میر ملین کو خلعت اور رنج کو انعام بطور

بہتہ کی عطا ہوا دفعہ ۵۷۳ جو کہ بذریعہ فہم لاہور کے عبدالصمد خان کو کٹر صاحبان عالیشان
 سے رسوخ ہو گیا تھا اور اس سبب سے وہ نواب کے سرکاری معاملہ میں خلل دینے لگا تھا چھ ماہ نواب کو
 ناگوار گزارا سو اس نے اپنے عبدالصمد خان کو عہدہ جرنیلی سے موقوف کیا مگر خواہ مخواہ تفرہ بہ
 بحال اور قائم رکھی اور جب یہم سفارشتیں بجالی عہدہ عبدالصمد خان کی لفٹ گورنر اور صاحب
 اجت دہلی اور دیگر صاحبان کی طرف سے ہونے لگیں تو اپنے رنج کھا کر عہدہ جرنیلی کی تحفیف
 کردی اور سفارش کنندگان کو جواب دیا کہ مالک فوج کی سرکاری اور میں خود سرکاری کے
 جانب سے افسر فوج ہوں مجھے ضرورت جنرل کی کچھ تھیں جب بعد موقوفی عبدالصمد خان
 جنرل فوج کے سرکار کو پہرہ و بارہ ضرورت فوج کی بوجہ پیش تھے مفسد مولراج صوبہ اربلین
 کے واقعہ ہوئی تو نواب نے تاریخ ۱۸ نومبر ۱۲۸۷ء مطابق منگل بدھ ۱۰ اکادمی ۱۲۸۷
 روز شنبہ کو دو سو لنگہ پلین جینی اور پانچ سو سو اربعہ و ضرب توپ گھوڑہ بھی
 سرکردگی محمد ابراہیم علی خان لہ عبدالرسول خان کے کہ رتبہ میں داد انوار کا تہ تھا حاجاب
 صاحبان آصف الہ روانہ کیے کہ وہ بھی بوجہ حسن اپنی خدمت بجا آگے فتح سرکار بتایا
 ہارون می ۱۲۸۷ء واپس آئی اور اس دفعہ میں بھی اہالیان سرکار بالنگری کے فوج نامہ
 کی نیکو خدمتی سے راضی رہے اور اس موقع پر خورشید حسین میر پلین جینی کا اہلہ حسن خدمتی
 اور عہدہ کرنیلی کے سرفراز ہوا ذکر صنیعہ عدالت دفعہ ۵۷۴ نواب عبدالرحمان
 نے نظام عدالت میں کچھ اپنا دخل تھیں کیا صرف بقدر ضرورت ہوا کہ جب تین لاکھ غنم عدالت
 میں امور مفوضہ اپنی میں اعتمادی اور یادتی نہ فوج کردی بتایا کہ فروری ۱۲۸۷ء
 کو موقوف کر کے ششی امداد علی کو سجاوے کیے مقرر کر دیا سو کئی سال تک وہ بہ طور
 جاب و سبب بھی شکایات خود بردہ کی ہونے لگیں یہی مغرور ہوا اور قاضی غلام علی

ہر چہ جو اسکی جگہ پر مور مو اتھنا برس ورتک اویسے کام کیا ہو گا کہ بنا پندی نہظم
 کے اسکو بھی جواب دیکر پریشی ادا دلی کو اسکی جگہ قائم کیا اور نابدرہ ضبطی یا سٹال
 ذکر عین حال دفعہ ۷۷۷ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ نواب فیض علی خان نے اپنے آخلف
 خدمت میں غوث محمد خان ناظم کلکٹری کو موقوف کر کے اہتمام اسکا اپنی ذات خاصہ
 لے لیا تھا جس جناب عبدالرحمن خان کا عہد ہوا تو اویسے اس پر کو نابندر کے تیار ہوا
 ہولانی شہداء شوقی رام کا تھہ ساکن دھلی کو جو پہلے بھی اویسے باپ کے وقت میں اویسی منت
 نامور تھا کلکٹر مقرر کیا اور دیدہ برس تک نابدرہ اسکی مہربانیاں بعد از ان اسکو تعلقہ تصرف
 کی علت میں تباریح ۲۵ فروری ۱۸۵۸ء موقوف کیا اور جو کہ ناظم کلکٹری نے قبلیت
 خواہ کیے اکثر ناجائز طور پر مال سرکار اور عاید دست برد کرتے تھے اسواسطے اکی فہ
 عبدالرحمان خان نے نڈت کدار ناتھ کشمیر کو جو دکیل خاصہ پیش محکمہ گورنری آگرہ کا تھا
 آگرہ سی بلا کر تباریح ۶ ماہ ۱۸۵۸ء میں بارہ گیارہ سو روپیہ بدین شرط کلکٹر مقرر کیا
 کہ وہ سو آئی خواہ کیے اور کسی طرح سے اخذ نہ کرے چنانچہ کئی سال تک نابدرہ اپنا کام
 اچھی طرح کئے گیا پھر جنرل ری ۱۸۵۸ء میں جناب نواب لفٹنٹ گورنر جہاد آگرہ نواح کی
 آئے تو کچھ لوگ علاقہ نواب سے ناراض ہو کر واسطے شکایت کے جناب محمد وحید حصو میں حاضر
 ہوئے اور سوقت نواب نے کاشی ناتھ برادر کدار ناتھ کو جو دکیل جنرل پیش محکمہ گورنری تھا
 کہا کہ جس طرح تم انتظام ان لوگوں کا کرو اور میں میں نواب کو نسبت کدار ناتھ دکنی
 دو لوگ ہائونیکے کچھ استباہ بد مسلکی کا بلوگر مصلحتی دست خاموش ہوا اور کچھ خاص
 ساتھ نکی آخر کار جناب جسٹس صاحب لفٹنٹ گورنر جہاد تباریح ۲۴ جنوری ۱۸۵۸ء
 رینکب شریف لک اور نواب صاحب سے حسب تور ملاقات اور باز دید خاطر خواہ ہوئی اور

جو لوگ شہ کی اور لان چھے اونکی نسبت بھی حکم ہو گیا کہ تم نوابی کی حد میں جا کر حاضر ہو
 یہاں سے کچھ نہیں ہوگا تب نواب نے اول کدرا ناخہ کو اور بعد چند ماہ اس کے چھوٹے بھائی
 کا نشانی تہہ موقوف دیا دفعہ ۷۷۳ بجو توفی کدرا ناخہ بندت کشمیری کے نواب کے شخص کو
 اور عہد کلکٹر کے نوکر رکھا اور کار کلکٹر کا خود کرنا شروع کیا اور شیر تیرہ سالہ کا سیہ
 سالوں کے قوم جوت ساکن موضع کو تانی علاقہ بادلی کا ملو کر اس کے پیچھے چل محض تھا
 نواب طبیعت کو طرف ایسی جلتی تھی کہ رغب کیا کرتا تھا جس میں موجب از خلاق
 اور اراکین دولت کا ہو ہو اسطے بدنامی نواب کی ہو گئی اور پیش کاہ صفا حبث گوزر دلی
 سے مصلحتہ ایسا ہوا کہ ایسے شخص کی بدخلت محلات یا ست میں مناسب نہیں تب ظاہر میں
 اس کا دخل موقوف ہو گیا اور درپردہ کبھی کبھی مخبرانہ طور پر آمد رفت اس کی جاری تھی
 دفعہ ۷۷۳ اول اول تو نواب عبدالرحمان خان مثل دستور گذشتہ اور پیوستہ کے بندوبست
 سب سے بھیات علاقہ کا کرتار بنا اور ملازمان اور زمینان بھی بذریعہ ستاجری و زمین
 رہے لیکن آخر کو بھیل معصوب مقصور ہوا اور شہ اعین نواب صاحب نے عملہ پائش اور بندوبست
 علیہ نوکر رکھ کر پائش پر گنہ چھپر کی کرائی اور بعد جمع اس کی مشورہ خفیہ سالوں کے شخص کو
 ترتیب دیا اور کہتوں اور دیگر کاغذات بندوبست مثل شہتہ اور ضابطہ کارانگر کے کی اور
 جملہ سامان کو برصہ فرق کشتہ بقید زمین کر دئے گئے تاکہ ہر ایک شخص کو بخوبی معلوم رہے کہ
 اس قدر زمین میری ملکیت اور کاشت کی ہے اور اس قدر جمع سالانہ مجھے دینی ہوگی
 دفعہ ۷۷۳ جب اس طرح سے ایک گنہ کا بندوبست مکمل ہو چکا تو اس زمانہ میں مستر فیروز
 صاحب کشنر و حبث گوزر دلی معہ مستر جان حاج راس صفا دہلی کلکٹر رہتا تھا جن میں
 تشرف لگا اور ملاحظہ دفتر اور امثال بندوبست کا فرمایا اور بہت خوش ہو کر ایک خط لکھا

خوشنودی مزاج کی نواصبا جکودی گئی اور چند مشکین بند و نسبت کی ذکر سے میرا ہنس گئے
 اور فرما گئی کہ مجھے مشکین خصوصاً خباب اب لغت گورنر بھادر کے پیکر ایک کار گزار کا اظہار
 کیا جا چکا ہے خیر عرصہ بعد خباب اب لغت گورنر بھادر نے بذریعہ اپنے خلیفہ ان
 امثال کو دین پیکر خوشنودی اپنی نسبت اسلوبی بند و نسبت کے ظاہر کی دفعہ ۸۱
 جب اس طرحی بند و نسبت خاص گنہ چھپر کا حسن انجام پایا تو نواب صاحب پیمائش اور بند
 برگہ کاؤنڈ کا پیش بھاد خاطر ہوا اور جو کہ وقت تشریف آوری خباب صاحب حب گورنر
 بھادر کے نواصبا صاحب نے سالو سنگہ کو پیش کر کے سفارش اور تعریف جازت بانی دہلی
 اسکے کی امور ریاست میں حاصل کر لی تھی بہر ان فی الحال سالو سنگہ سر کیا عہدہ خصوصاً
 کار بند و نسبت میں دخل اپنا دینے لگا اور نواصبا صاحب کو بھی اکثر اسکی ساختہ اور برحقہ
 نظر سونے لگی لہذا اجرائے کار پیمائش اور الفضال تنازعات پر گنہ کاؤنڈ کا اسکی
 موافق شروع کیا گیا منور مجھ کا ختم ہوا تھا کہ سنگامہ عبدالرشید ع کا برپا ہوا اور بند
 مذکور نامامہ گیا ذکر سترہ خاص دفعہ ۸۲ مجھے سترہ جس طرحی عہد نواب
 فیض خان کے مقرر ہوا تھا اسی طریقہ سے بدستور مقرر رہا صرف ملازمان کی فوفی
 بجالی البتہ ہوئی رہی اور علاوہ برن آخر کار زمانہ نواب عبدالرحمان خان کے میں کار
 اہتمام سترہ دیوانی کل اور نظام کلگری اور بند و نسبت کا بھی متعلق اسی سترہ کے ہو گیا
 تھا چنانچہ اس سترہ میں جو غل و نسب ملازمان کا ہوا خلاصہ سکا مجھ کے اول مولوی
 محمد علی جو صد امین اور میرٹھی عہد نواب فیض علی خان سے مقرر تھا وہ بدستور رہا
 اور آخر وقت میں ہ اپنے کام مفوضہ سابق کے ہوا کار سترہ داری سترہ دیوانی کل او
 کا خانات اور تحریر خطوط وغیرہ کا بھی جو صاحبان انگریز اور روسا کو لکھے جاتے تھے

یا کرتا تھا دوم سرشتہ عدالت میں اولاً منصب ای کا تہہ ساکن دہلی جو ملازم قدیم اس خاندان کا تھا
 کام سرشتہ داری کرتا تھا جب وہ اندھا ہو گیا تو اس کی جگہ مامواری نشین مقرر ہو گئی اور بجای
 اس کی منشی پر بودیال قوم برہمن ساکن چھپرہ مشاہیرہ لالہ مامواری کے مقرر ہوا اور وہی
 آخر تک قائم رہا سوم جب بعد مو قوفی کد ارنا تھہ کلکڑی کے انتظام کلکڑی کا نواب نے متعلق
 ذات خاص اپنی کے کیا تو اولاً اندرسنگہ دوسرے ساکن کا فونڈ مشاہیرہ لالہ کے سرشتہ دار
 مقرر ہوا اور جب نامبرہ بعد تین جہا رسال کے مر گیا تو رام بخش نامی دوسرے ساکن قصبہ کا فونڈ
 پھیل بخشی فوج کا تھا اس کی جگہ مقرر ہوا سو نامبرہ تاضلی ریاست بدستور نوکر ہا چہاں
 سرشتہ فوج میں پھیلے کام سرشتہ دار یکا بخشی فوج یا مولوی محمود علی میرٹھی کر دیا کرتا تھا بعد
 اس کے تین جہا رسال ہی یا بخش نامی ساکن شاہ پور ضلع فتح پور رہا جو ملین خدیون میں حوالہ کرتا تھا
 مشاہیرہ کے سرشتہ دار فوج کا مقرر ہو گیا کہ وہ بھی بدستور ہا چیم سرشتہ بند و بست میں
 اولاً تین لال کا تہہ ساکن رتک مشاہیرہ چالیس پیہ کے مقرر ہوا تھا جب وہ براہ تنگ اچی
 کی سبائی فوج سے ناراض ہو کر چلا آیا تو بجای اس کے گانی لال کا تہہ رتک مقرر ہوا نامبرہ
 احمد تحصیل داری برسر فرازی بائی اور بجای اس کے مولچند قوم کا تہہ رتک مقرر ہوا
 نوآندہ داری سرکار انگریزی بدستور مامواریاں متعلق ہو جانے فوج داری موضع
 جھارا وغیرہ سات گانور یا ست جھجر کا ضلع رتک علاقہ سرکار انگریزی
 دفعہ ۳۸ جو کہ مواضع جھارا و مسود پور و گوچھی و سیر بر گنہ جھجر اور پواری کی کثیرہ کھوکھ
 و نسل بر گنہ داری علاقہ ریاست جھجر فیما بین حد رتک علاقہ سرکار انگریزی اور ریاست
 جھجر کے واقعہ تھی بلکہ دیہات مذکور از روی مواقع خود زیادہ تر حلقہ دیہات ضلع رتک کے طرف
 مائل تھے اور غرض یہ دیہات مذکور کے لین برہٹ سرکاری کی مائل تھی اکثر الیسا تو تھا کہ

ساکنان دیھات مسطور کے نمک ناجائز لے آتے تھے اور سبب بونی علاقہ غیر کے اہلکاران پر
 یہ کا تھا انتظام اوسکا نہیں ہو سکتا تھا اس واسطے تجرک ایک شرفیڈرک گھنٹہ صاحب کلکٹر
 ضلع رستک اور تسلیم نواب عبدالرحمان خان کے شروع سال ۱۲۳۷ء سے فوجداری ان ساتوں
 گانوں کی متعلق ضلع رستک کے ہو گئی اور صرف کلکٹری اور کئی ختیا ریاست جھیر کے حرجی بر
 خارج ہو جائیں گئے حرجی دادرسی کا ریاست جھیر سے اور متعلق ہو جائے
 اوسکے کا بھادرجنگیان جاگیر دار بھادرجگڑہ سے دفعہ ۳۸ اگرچہ
 بھادرجنگیان اصلی زمین داری نے ۱۲۳۷ء میں معادرتن پر گنہ مذکور کی دین سکے واسطے
 اور نرادی تھی لیکن جب عایای اوس پر گنہ کی شاکی اور نالان بدلہ کی ملازمان اور زیادہ
 ستانی نواب فیض علی خان رندہ کی ہوئے لگی تو بھادرجنگیان نے اظہار اوسکا صاحب اجبت
 گورنر بھادرجنگیان دہلی سے کر کے درخواست داگہ ارمی اوسکے کی ماقبل انقضایہ معاف
 کے کی ہوز بہ مقدمہ فیصل ہوا تھا کہ ۱۲۳۷ء میں نواب فیض علی خان مر گیا اور عبدالرحمان
 اوسکی جگہ کار فرمای ریاست ہوا تو اوسنے رعایای دادر کیوراضی کر لیا اور بھادرجنگیان سے
 بھی بدلہ کر ضعیف پیش آیا اور جو تشریطین کی چھپے بن نامہ میں لکھی ہوئی تھیں اوسمیں رعایت
 کے کے اقرار نامہ ثانی بدین تشریط لکھ دیا کہ بعد انقضایہ معافہ سالہ ۱۲۳۷ء کے حسبوت بھادرجنگیان
 خاک الرین پر گنہ دادرسی کا چاہیے گا بجای ایک لاکھ روپیہ معافہ سابق کے پچاس ہزار روپیہ نقد
 یکمشت لے لیا جاوے گا اور جو پچاس ہزار روپیہ سال کی قسط اوس سے در وجہ قرضہ لی جاتی ہے
 آئندہ کو تین ہزار روپیہ کے قسط لیاوے گی اس واسطے اس وقت سر دت دہ مقدمہ بطور رضی ہوئے
 فیصل ہو گیا مگر آخر کار ماہ اگست ۱۲۳۷ء میں بعد انقضایہ معادرتن بھادرجنگیان نے
 پچاس ہزار روپیہ یکمشت دیکر منظور کی نواب لغٹ گورنر بھادرجکے پر گنہ دار کا نواب

عبدالرحمان خان سی واکذاشت کرا لیا اور قرضہ باقیانده بموجب قساط تیس ہزار روپیہ سالانہ
 کے صاحب اجنبٹ بھادر دہلی کی معرفت ادا کر دیا ذکر عمارات اور دیگر بنائیاں ہی عمدہ
 نواب عبدالرحمان خان دفعہ ۳۸۵ بقدر عمارات اور بنائیاں ہی عمدہ مفید خاص
 باعام کی نواب عبدالرحمان خان نے اپنی دور ریاست میں بنائی تین تفصیل انکی اس موقع پر
 بطور یادگار لکھی جاتی ہے ضمن اول چاؤنی فیض آباد کے قلعہ میں ایک حوض وسیع
 بنایا اور اسکے بیچ میں ایک مکان مختصر کھائی عمارت کی اور کھانے کے سٹاپ کیا اور نام اس مکانی
 رکھا اور اوس حوض میں ایک کشتہ خورد پڑی رہتی تھی کہ اکثر نواب شاہ میں اوس پر سوار
 ہو کر کیفیت آب حوض دیکھا کرتا تھا لیکن کبھی محل صرف دو سال تک قائم رہا اور پھر نواب
 اوسکا حظ اوشا کر خود اوسکو مسمار کرادیا اور صرف حوض قائم رکھا ضمن دوم اوسی
 قلعہ میں ایک ایسا مکان تیار کرایا جسکی تمام دیواروں اور تہت اور ستون اور چوکھٹ
 اور سردار اور کواروں پر پڑھائی منقش فقرہ تعبیه کیے ہوئے تھے اور اوس میں پردہ اور فرش
 کھواب کے اور چاندنیان تن زیب اور بابرین کی اور جلوین اور دُور میں بڑوئی کلاہن
 فقرہ اور طلائی سی مغزق تین اور اوسکے صحن میں ایک جھونپاسا حوض تھا کہ سخت
 اوسکی بالکل معہ فوارہ چاندی کے پتروں سے تھی اور اوس حوض میں پیازی رنگ ہوا تھا اور
 اوس میں گنگا جمنی مقیس مقرر آستان کیا ہوا تھا اور حوض کے کناروں پر دو کیاریاں چھت
 کھار کی گئی ہوئیں تھیں کہ اوسکے پیروں پر چاندی کی تختہ بندی کی ہوئی تھی اور اوس مکان کے
 اندر تخت جلوس اور بلیک ستراحت اور کریسان اور دیگر ساز و سامان حملہ فقرہ تھا ایسے
 نام اس مکان کا چاندی نخل رکھا گیا تھا قریب ایک سال تک نواب صاحب نے اس مکان میں
 بعض عیش و عشرت بسر کی اور پھر اوسکو توڑا والا ضمن سوم قلعہ چاؤنی فیض آباد میں

سوای اون مکانات کے جو نواب فیض علی خان نے بنوائے تھے نواب عبدالرحمان خاں نے
 جبلہ گیات کی واسطے سے محل زنانه اور بنوائے اور علاوہ ان محلوں کے گانہ کے ایک اور
 بڑا فراخ اور وسیع مکان طیار کرایا تاکہ جب کوئی شادی اندرون قلعہ کے ہو تو اس میں
 مستورات خولیں واقارب کی جمع ہو کر گامہ آرائی محل شادی اور طرب کی سون اور نام
 شادی محل رکھا الا اب کوئی مکان اون میں سے قائم نہیں ہے بعد ازیں ریاست کے سب دئی گئے
 ضمن چھپام جو مکانات خاص قلعہ اور چھاؤنی فیض آباد کے نواب فیض علی خان نے
 بنوائے تھے ان کو نواب عبدالرحمان خان نے اپنی دلکشتائی اور فرحت افزائی کی واسطے
 کافی نہ سمجھا سو واسطے اون سے وہاں سے بفاصلہ نصف میل کے شمال کی طرف ایک قطعہ
 زمین کا اپنی تصرف میں لیا اور اس کی حدود کے اوپر بارہ منارہ کلان بہت خوشگلی کے ساتھ
 طیار کرائے اور اون مناروں کی حدود کے اندر ایک احاطہ مربع بھائی وسعت اور وسعت کے ساتھ
 منجہ بنوایا اور اس کی فصیل کے پیچھے باہر کی طرف خندق عمیق کو دوئی اور چاروں کونوں بڑے
 خوشنما کوئی اور اس احاطہ کی دیواروں کی منڈیر چھیاں آہنی جسکی نوکین تیز اور آبدار ہیں
 کرائیں تاکہ کوئی شخص کسی طرح سے یوازہ نہ چڑھنے کی حثارت نہ کر سکے اور دروازہ اس احاطہ
 غروبہ اور مشرقیہ کلان اور دروازہ شمال رویہ اور جنوبیہ خور و بنوائے اور ایک
 کو ان تو اس احاطہ میں پہلا بناوا تھا اور ایک کو ان خاص نواب صاحب نے احاطہ سے باہر
 سے ملاوا گوشہ جنوب اور مشرق میں احداث کیا اور احاطہ کے اندر ایک باغ نہایت عمدہ
 اور برفراخ لگایا اور اس میں ہر ایک طرح کے عجیب و غریب درخت شمر و گلدار نصب کرائے یہاں
 نمک درختان گنمش اور برگ تنول و غفران الاچھی جو اس نواح میں پہلے کہیں نہیں ہوتی تھی
 بڑی تلاش اور کوشش سے لگائے گئے اور حسن انتظام اور خبر گیری وجہ یہ بھی لگائے اور تھوڑی

مدت میں وہ سب بامراد پھل پھل دینے لگے اور دشمن اس باغ کی جگہ بچتے چوند کچھ سے ہوا میں
 گئیں لیکن جبار دشمن جو بچھین بطور چوڑے ایک وسیع سرک کے طور پر واقع ہوئے تین کی
 زدہ توختہ بنی اور سطح سرک پر کنگرہ استحکام اور خشکی کے ساتھ کٹوائے گئے تاکہ گزری اور جڑ
 دوڑی اور جبار ہی کا خاطر خواہ ہو جائے اور نام تاریخی اس باغ کا جھان آرا رکھا گیا اور باغ
 باغ میں ایک کوٹھی بہت بلند بوضع انگریزی طیار کرانی اور کمرہ اویسے بہت ازا اور کنگرہ
 بنائی اور کمرہ کی کواڑوں میں سبز سرخ زرد لاجوردی وغیرہ رنگ رنگ کے آئینہ جڑواؤں
 سہارا جانب کے کواڑوں میں کسی کسی آئینہ رنگین برخط جلی سفیدی سے اللہ میں قی سون
 نصر میں آئینہ فتح قریب لکھوایا اور ایک فرش اوس کوٹھی کا سراسر قالین دلائی کا اور دوسرا
 بانائی بوڑے دار اور شیر اچھالین کی چھینٹ کا اور چوتھا ایک قسم کا چہرہ لٹھی کا طیار ہوا تو نام
 پردہ اوسکے بانائی اور مٹھی تھے اور جابجا اپنے اپنے موقع پر چہرہ سفید اور رنگین کنول اور فالوس
 اور ہانڈیاں وغیرہ شیشے آلات نئی نئی وضع کے لگائی گئے اور یو ارون تصویرات فریج اور انگریزی
 اور ہندوستانی اور چہرہ ہاں جاناوران وحشی اور دودام اور دیگر آرائشات باستانی سے
 راستہ کی گئیں اور سر یک درجہ میں آئینہ قد آدم اور کرسیاں اور آرام چوکیاں اور کوہنچ
 جنہر رومی و کاشانی محلوں اور قسم کی بانات اور شجرہ کی پوشش اور گدیوں جڑی
 ہوئے تین اور ایک بلنگ اور ایک نیز موجود رہی تھی اور سچ کے درمیں انواع انواع کے
 باجو اور گنٹھ اور گہریاں قرنیہ کے ساتھ رکھی تھیں اور جبار دن طرف با صحن چوڑے پر
 سامیانہ بٹائی کے کمرے رہتے تھے ضمنی جسم مفضل اس کوٹھی کے شمال کی جانب ایک
 اور عمدہ مکان انگریزی قطع کا بنایا اور جو کہ یہ مکان شمال اور پر نور جون کے تھا اور وسطیہ
 اوسکا نو کمرہ رکھا اور اس میں اور سجادات اس مکان کی بھی بعینہ شکل کوٹھی اولیں کے تھی بلکہ مزید

اور تختہ قریب ہے
 اور تختہ قریب ہے

قطع اور دکٹاھی اور طائر اٹھاری اس سجد کی چھ سات برس بعد بنا باغ اور کوٹھی
 بنی ہوئی چنانچہ پھر مصرعہ مادہ تاریخ اور کی کا یہ معر بنائی فی بیت المقدس
 ضمن دھم ایک شکر باغ جہان آریسے بجانب غرب تا بیر جو حکم اس جو
 باغ مذکور سے بفاصلہ سات کوس کے واقع ہے تختہ کنکر سے بنوائی اور سرک میں کے صلیب
 ایک ایک سارہ تختہ تعمیر کرایا اور اس میں ایک ایک کمرہ سنگ مرمر کا جس میں تجرست
 سیارہ چھ اور چوچک اس کی کندہ تھی نصب کیا اور درویش سرک درختان شمر اور سایہ ا
 گواہی ضمن یا ز دھم اسی شکر پر چھ پھر سے بفاصلہ دو کوس کے ایک
 سدری معر کوٹھری اور جاہ تختہ کے نواب کی کسی سلیم نے طیار کرائی اور اس میں دو فقیر ایک
 ہندو اور دو مسلمان اس غرض سے مقیم کیا کہ مسافر کو حقہ پانی پلاتے رہیں لیکن بغیر
 بہ عمارت قائم نہیں ہے قلعہ اسکا صیغہ نزول سرکاری نیلام ہو گیا ضمن دواز دھم
 دوسری شکر باغ مذکور سے بجانب شرق تا بیر سونار والہ جو دہائے بفاصلہ چار میل ہوگی
 تختہ خانہ و دیو کی بنوائی ضمن سیز دھم دریا بیر جو حکم اس کے بصر
 قریب دلاکھ روپیہ کے بہت عمدہ عمارت بنوا کر لقب اسکا عیش بن رکھا چنانچہ فی
 عمارت ذیل میں کیجاتی ہی اول ایک تالاب تختہ بہت فراخ اور عریض طیار کرایا اور اس کے
 میں گھاٹ رکھے ایک گھاٹ بجانب جنوب واسطے آب نوشی نوشی کے دوسرے بجانب
 غرب بساوا پر درہ دار واسطے غسل عورات کے تیسرے بجانب شمال واسطے غسل مردوں کے
 سو گھاٹ جنوبی توڈلوان بناوا لیے اور باقی دو گھاٹوں غنی اور شمالی میں سیدیا
 بنی ہوئی میں اور گھاٹ شمالی کی دیوار غریب میں یہ کتبہ سنگ مرمر پر کندہ
 کیا سوا لگ رہا ہے۔

تالاب پختہ مقام عیش بن بنا کردہ اسد الدولہ ممتاز الملک نواب محمد عبدالرحمان
بہادر نیر جنگ بہر پنج رئیس چہر شہ اہجری
عبارت ناگری

تالاب پختہ مقام عیش بن بنا کردہ اسد الدولہ ممتاز الملک نواب محمد عبدالرحمان
تاجلہ ملک نواب محمد اسد الدولہ ممتاز الملک نواب محمد عبدالرحمان
ہجری جگہ پختہ مقام عیش بن بنا کردہ اسد الدولہ ممتاز الملک نواب محمد عبدالرحمان

عبارت انگریزی

Salab puchta mo kam ash kun hanuya hoya sand
ood dola k dunnat 3oolmolk dawot mahomed zab dowl
rahman Khan hohudar Hozur Jung
Baraich rices Jha gur
1866

دوم گھاٹ شمالی کے اقصا میں ایک احاطہ پختہ بنوا کر اس میں باغ لگوایا اور وسط
اوسکے ایک کونے پر انگریزی و دہلی نہایت مدفع اور وسیع بنوائی اور آرائش اور سجاوٹ
اوسکی اوسے ساز و سامان کے ساتھ کی جیسا کوٹھی بلنج جہان آرا مقام چہر کی نسبت
ہو چکا اور گوشہ شرقی اور شمالی احاطہ میں دو محل زنانہ اور گوشہ شمالی اور غربی میں
اور مکانات شاگرد بنیہ کے تعمیر کرائی اور جو کہ سر زمین باغ اور کوٹھی میں آب شیرین
نہ تھا اور بدون آب شیرین کے پرورش باغ کی غیر ممکن تھی اس واسطی ایک کوس کے
فاصلہ پر جنوب کی جانب ایک چاہ پختہ آب شیرین کا احداث کیا اور چاہ سے ناباغ اور کوٹھی
نالی پختہ واسطی آئے پانیکے بنوائی سوم کوٹھی اور باغ سے ملحق غرب کی طرف ایک مسجد

مختصر نجات عمدگی کے ساتھ بنوائی اور اس مسجد کے درمیان کی محراب کے اوپر بیکتبہ سنگ
 مرثیہ تختہ میں کندہ کیا ہوا لکھا ہوا ہے حکیم عبدالرحمان بھادر گرفت از مسجد نو عیش بن رب
 ملک تاریخ تعمیر بن بھدا کہ مسجد دادہ بابا بن عبدن زب مسجد بنا کردہ اسد اللہ ممتاز الملک
 نواب عبدالرحمان بھادر سبزی جنگ بیچ رئیس بھیر سنگ پوری تبارم مسجد سے تھوڑے فاصلے پر
 نواب کپڑا ایک سیاف خانہ بختہ بنایا کہ اس میں جو مسافر صادر وارد مفسل اگر قیام کرتا تھا اس کو
 فراک ملا کرتی تھی ضمن میں چار دسم ایک کوٹھی معہ چاہ اور حوض کے درمیان بیرون اولہ
 کے اسی مقام پر طیار کرائی جہان نواب فیض محمد خان نے سنگار گاہ اور اگلی بنوائی تھی اور
 نام بڑے کور کا گداز بن رکھا مگر بالفعل وہ کوٹھی قائم نہیں رہی بلکہ اس کا عمارتی کام میں
 اور فروخت ہو گیا الا کو ان بدستور سوچو جیسے ضمن میں پانزدہم قصبہ کا نونڈ کے قلعہ میں خواجہ ایک
 بہت وسیع اور کلان جو بنام مزدچو برجہ مشہور ہے اس کے اوپر ایک کوٹھی دو منزلی موضع انگریز
 طیار کرائی اور ایش اور زیبائش اس کی مثل اور کوٹھونیکے کی ضمن میں شانزدہم موضع
 زائد پور بھیر سے بقا صلہ بانج کوس کے گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے وہاں جیل بانی
 اندی سہابی کا موسم برسات اور چارہ میں ہمیشہ بہار تھا ہے اور طر حطر حکے جانور دریائی
 اور صحرائی قابل شکار کے موسم ہر ماہ میں آتے ہیں اور شکار جانوران پرند اور حشویہ کا وہاں
 ایک اٹلطف ہی اس واسطے نواب عبدالرحمان نے سواد موضع مذکور میں ایک احاطہ بختہ بنو کر
 اس میں ایک باغ معہ چاہ بختہ کے لگوایا اور اسکے پچھلے ایک کوٹھی دو منزلی اور گوشہ شمال
 غرب احاطہ باغ میں ایک جوتلی زمانہ بنوائی اور نام مزدچو کا اسد پور یا صبارا نے لقمہ کے
 کہ اسد اللہ تہار کہا ضمن میں ہشتادہم موضع زائد پور کے جنوب میں بربرہ بانو دی فوج تھوڑے
 کے ایک لہندی سہابی معروف بنالہ بھارہ والہ اور دوسرا لہندی مذکور کا اس سے

متصل موضع بڑھ علاقہ گورگانوہ کے حائل ہے کہ برسات کے موسم میں پانی اون نالو کا
 شدت طغیانی کرتا تھا اور گزر سافر و مکا اور سکے سبب سے بند ہو جاتا تھا اس واسطے نواب
 عبدالرحمان خان نے اون دونوں پر ایک ایک پل بصرہ زرخیر تیار کرایا چنانچہ وہ دونوں
 پل اب تک قائم ہیں ضمن میں پچھلے قصبہ یا ٹودی میں جو نواب عبدالرحمان خان نور علی خان
 انجیر میٹری کی شادی کر ڈیا گیا تو معلوم ہوا کہ اندر آبادی قصبہ مذکور کے کوئی مسجد نہیں ہے
 اس واسطے اوسنے اندر قصبہ مذکور کے ایک مسجد اور کنواں بچتہ بنوایا ضمن میں نو زویم
 قصبہ چھپرہ سے جانب جنوب میں فاصلہ دس کوئی ایک موضع بنام دپاٹوہ کے واقع ہے
 اور جو کہ وہ گانو کلان پتہ کا تھا کہ وہاں تحصیل چند دیہات کی ہوتی تھی اس واسطے نواب نے
 موضع مذکور میں ہی ایک بنگلہ انگریزی بنوایا تھا لیکن بالفعل وہ بنگلہ قائم نہیں ہے
 عملداری سرکار میں تصفیہ ردول ملے اور سکائیلام ہو گیا ضمن میں تنیم نواب موضع بدھوانہ میں
 آبادی سے جانب شرق چار سو قدم کے فاصلہ پر ایک حاطہ بچتہ تیار کرایا اور اوسکی مسجد
 پر واسطے روک اور دفع دخل جو ردون وغیرہ کے قبیحان اپنی نصب کر آئیں اور ان کا حاطہ
 کے ایک کچے پٹی دو منزلی بڑی تیاری کی ہوئی اور کہتے ہیں کہ واسطے ارایش اس کچے
 قریب چالیس ہزار روپیہ شیشہ آلات اور تصادیر وغیرہ ساز و سامان لندن سے معرفت
 مستر جان جلیج راس صاحب ڈبی کلکٹر ریسک کے جو ایک دست نواب صاحب کے تھے
 منگوایا تھا سوز و ت سجاوٹ اوسکے کی نہیں پہنچی تھی کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں آگیا
 اور سوائے کوئی مذکور کے اسی گانو کی آبادی کے اندر نواب نے
 ایک مسجد بھی بنوائی تھی ذکر ازواج و اولاد نواب عبدالرحمن خان
 معتمد کرہ شادی نور علی خان پسر نواب مذکور دفعہ ۳۸۶

نواب عبدالرحمان خان کی چودہ بیویاں بدین تفصیل تھیں اول مسماۃ کا فیہ یگم دختر جنرل عبدالصمد
 الملقب انور محل بیامتا بی بی تھی اوسکی لطن سے کچھ اولاد نہ تھی کیونکہ بعد شادی کے صرف چند
 روز تک وقت نواب کی اوس سیڑھی اور پہاڑوں سے بالکل ناچاقی ہو گئی تھی اور اوسکے مانا جانے
 بند کر دیا تھا دوم حبیبہ طویل ساکن قصہ بھی لطف بہ متا محل بی بی منکو حہ و سن بھی کچھ اولاد
 نہیں ہوئی سوم تراکت محل بھیہ عورت زوجہ سہمی ملا زادہ نواب کی تھی اوسیر جو نظر نواب کے
 بڑی تو نواب نے اوسکے خاوند سے جو سواروں میں نوکر تھا طلاق دلو کر اپنا کالج اوس سے
 لے لیا اس بی بی سے بھی کچھ اولاد نہیں ہوئی چہارم سرفراز محل یہ عورت کینر و ملین تھی
 نواب نے اوسکو حسین دیکھ کر اپنا حرم کر لیا تھا اور اوسکے لطن سے بتاریخ ۸ جنوری ۱۲۸۵ء
 مطابق ۱۹ محرم ۱۲۸۳ ہجری سرفراز علیخان لبر کلان پیدا ہوا انچم نور محل یہ عورت بھی
 کینرون میں سی تھی مگر وضع اور طریق اوسکا اچھا مثل شریف زاد یون کے تھا اور اوسکے
 لطن سے بتاریخ دم نوا مہر ۱۲۸۴ء مطابق غرہ ذیحجہ ۱۲۸۳ ہجری نور علیخان ایک بیٹا
 پیدا ہوا ششم عشرت محل یہ بی بی زمرہ لونڈیوں میں سی تھی اور اوسکے پیٹ سے اولاد بتاریخ
 ۲۸ فروری ۱۲۸۵ء مطابق پنجم جمادی الاول ۱۲۸۴ ہجری عشرت علیخان ایک بیٹا
 اور بعدہ سرفراز النسا یگم ایک بیٹی تولد ہوئی چنانچہ سرفراز النسا کو متا محل نے
 گود لے لیا تھا ہفتم امتیاز محل یہ عورت کسی نٹ کی جھوٹری تھی تھوڑی سی عمر سے
 اگر کینر کان خاندان نواب میں داخل تھی بوجہ خوبصورتی کے نواب نے اوسے نکال
 اپنی حرمونیکے کر لیا اوسکے لطن سے بتاریخ ۱۲۸۵ء مطابق ۱۸ رجب ۱۲۸۴ ہجری
 خلیل الرحمان ایک لڑکا پیدا ہوا ششم سنوکت محل یہ بھی کینر تھی اور اوسکے لطن سے
 ایک لڑکی مسماۃ پیاری یگم پیدا ہوئی نہم اشرف محل یہ بھی کینر تھی اور سنایہ

۷
 ملا زادہ محاورہ اطراف
 جہیز وغیرہ میں غلام کی
 اولاد کو کہتے ہیں اور
 غالباً یہ لفظ مولادہ
 سے لیا کہ لفظ مولادہ
 اور غلام دونوں میں
 مستند متواجدا ہے

کہ سر فرار محل زار شرف محل دو تحقیقی بہن بہن اور اوسکے لہن سے تین لڑکیاں ایک قمر النساء
 بیگم دوم بہن ان بیگم سوم محرم النساء بیگم پیدا ہوئی تھیں دہم فرحت محل یہ بھی کثیر تھی اور اوسکے
 کچھ اولاد نہیں ہوئی یا زہم مسرت محل یہ بھی لونڈی تھی اوسکے بیٹے سے نور جہان بیگم
 ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی سوا سکوزیت محل زوجہ نواب فضل علی خان کو دیے لیا تھا
 دوا زہم امیر محل یہ بھی لونڈی تھی اور لا ولد رہی سیر دہم راحت محل یہ بھی لونڈی تھی
 اور اوسکے لہن سے کیر النساء بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی چہار دہم نواب محل یہ عورت لونڈی
 علی محمد خان عم نواب کی تھی چال چین اوسکا بہت اچھا تھا نواب نے اوسکو پسند کر کے
 اپنی حرمون میں داخل کیا اوسکے بھی کچھ اولاد نہ تھی شگام ضابطی ریاست یہ عورت محلوں
 میں سیر کر کہیں جلی گئی اور یہ کہہ رہا اوسکا لگا با زہم اعجاز محل یہ بھی لونڈی تھی
 نواب سے اوسکی کچھ اولاد نہ تھی اور شگام ضابطی ریاست کے بروز و رود فوج سرکاری شگام
 میں یہ عورت بھی محلوں سے باہر نکل گئی تھی اسواسطے نواب نے اوسکو فہرست محکمہ اپنے سے
 خارج کروادیا چنانچہ اب یہ عورت پانی پت میں موجود ہے اور کسی شخص سے اوسنے اپنا
 نکاح کر لیا ہے سا زہم کو بل کثیر کہ یہ عورت بخدمت اعزاز محل کے رہا کرتی تھی ہر چند کہ
 نواب نے اوسکو داخل حرمون کی نہیں کیا الا صرف نواب میں وہ ضرور آئی تھی اور
 اوسکے لہن سے ایک لڑکی جہان گیر بیگم پیدا ہوئی تھی اسواسطے اوسکو بھی بذیل محکمہ
 نواب کے داخل کیا گیا دفعہ ۸۷ سجدہ اولاد اپنی کے نواب نے شادی نور علی خان ایک
 بیٹے اپنے کی دور حکومت میں کی اور کسی کی شادی کی نوبت اوسکے روبرو نہیں ہوئی اور
 حال شادی نور علی نگاہ یہ ہے کہ یہ شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی اور قریب لاکھ
 روپے کے اوس میں صرف ہوا اور سب مہمان اور سرداران گردنواح اور صاحبان

انگریز علیحدہ ملاقاتی محمد نواب صیاد الدین خان لوہار و والد اور اجداد میرانہ اور نواب
 دو جانہ اور ستر طاس شیا فلیس شکف صاحب بہادر گنہ و جنٹ دہلی اور ستر گتری صاحب
 اور اس صاحب دبی کلکٹر ضلع رشک اور ستر روڈ صاحب کلکٹر ضلع گورگانہ اوہین جیسے
 ہوئے تھے اور سہرہ بندی نوشہ کی جناب جنٹ گورنر بہادر نے اپنے ہاتھ سے کی تھی اور
 دو مہینے پھلے سے محفل رقص اور سرود کی شروع ہو گئی تھی اور قریب دو سو طالبہ زنانہ
 اور مردانہ نقال اور تماشا گران انگریزی وغیرہ کے ارباب نشاط میں جمع ہوئے تھے اور تمام
 شہر و دیہات کی صیافت کی گئی تھی اور ستر روڈ پر پھلے سے ہاٹ بندی باغ جہان آرا
 قلعہ کے فاصلہ پون میل کا ہوگا موکرات کو ستر روڈ شہر ہوتی تھی اور تباہی چوڑی تھی
 اور عزت سرکافہ کے ہاں علیحدہ علیحدہ محفل رقص اور سرود کی منعقد رہتی تھی علی ہذا القیاس
 اس طرح سے نہایت کد و فر کے ساتھ رات باٹو دی گئی اور ہاں اکبر علیخان رئیس
 باٹو دی کی بی بی سے تبارخ ۴ مارچ ۱۸۵۸ء کو شادی ہو گئی ذکر منہ و ران محمد
 نواب عبدالرحمان خان دفعہ ۳۸۸ جو لوگ نامی اور اہل شہر نواب فیض محمد خان
 دادا نواب عبدالرحمان خان کی وقت میں جمع ہوئے تھے اور ان میں سے سوائے شاد و نادار لوگوں کے
 جو رہ گئے بازمانہ نواب فیض علیخان میں کنارہ گیر ہو گئے اور سب لوگ زمانہ حکومت عبدالرحمان
 میں موجود تھے اور مزید برآں جنہاں شخص اور زیادہ ہو گئے تھے کہ تفصیل ذیل میں
 لکھی جاتی ہے ضمن اول منور بیگ ساکن نارنول شیر والہ اس میں یہ کمانا کہ شہر
 زدہ میں کوئی ایسی دو اہل دیتا تھا کہ اون میں بالکل لیاقت سبعی اور استعداد درگی
 کی باقی نہیں رہتی تھی اور مثل بکربون کے مسکین اور غریب ہو جاتی تھے چنانچہ ایک دفعہ
 اوسے نواب کو شیر بر سوار کر دیا تھا ضمن دوم منہ دار خان ساکن الور کو کر سید

اس شخص میں یہ جو ہر تھا کہ ایک واخشک بلی میں رکھ کر مثل بلاس لینڈی کہتے تھے کئی ناکین
 بہونکے پتا تھا اسکی تاثیر یہ لینڈی کہتی کو بہم جرات ہو جاتی تھی کہ شیر اور سوز وغیرہ نور
 قوی کو لپٹ جاتا تھا اور جب تک زندہ رہتا تھا ہرگز علیحدہ نہیں ہوتا تھا ضمنی سوم شخص
 سندھ و رجاڑہ کی طرف سے نواب کے بھان اگر ملازم ہو گئے تھے آؤن وہ کمال تھا کہ کل سے
 آسمان مٹنی کو بلا کر اپنے ساتھ لے آیا کرتے تھے خانہ کی دفعہ السبا ہوا کہ نواب نے مرہون کی
 ڈار میں کسی خاص ہرن کو مقرر کر کے اسکی تحویل کیا کہ وہ لوگ اپنی منہوری سے اسی ہرن کو
 اپنے ساتھ لگا کر نواب کے روبرو لے آئے ضمنی چارم وزیر خان دکنی اس شخص میں بہم و
 تھا کہ گھوڑے کی اسی رنگت کو بدل کر دوسری رنگت بنا دیتا تھا یعنی فقرہ نیسے مشکین و سند
 وغیرہ ہر ایک طرح کا رنگ نکالتا تھا اور وہ رنگت بہم بھینے تک قائم رہتی تھی ضمنی پنجم
 ایک شخص فوجیا برہمن رسو یا یعنی باورچی ہنودان منگامہ شادی نور علی خان میں الزور
 سے لگایا تھا اسکو نواب نے فن طبع میں کاریگر سمجھ کر رکھ لیا تھا اگرچہ مرزا سد و بگ وغیرہ
 باورچیان مسلمان فی الحقیقت استاد کامل اور بے بدیل تھے لیکن یہ شخص بھی باوجود ہند
 ہونیکے پنجوین متناز اور لا جواب تھا جنانہ اسیے دو چیزیں عجیب و غریب پکائی تھیں
 اول تو ایک ٹی اسی پکائی جس میں میں رنگ شماری تھے اور ہر ایک رنگ میں جدا جدا
 ضالیقہ تھا دوسرے ایک حلوہ اس قسم کا پکایا کہ جس میں اجڑا اور سامان معمولی میں سے کہ مر
 سید اور شکر اور روغن زرد اور بانی اور الگ سے بھ کوئی جزو نہ ہوتا تھا اور ہا اینہم حلوت اور
 خوش ذائقگی اسکی حلوا معمولی بر فانی اور چرب ہوتی تھی اور اصل سمجھ کہ وہ کشمش اور انار
 ہموزن لیکر دونو کو علیحدہ علیحدہ پس لیتا تھا اور بہر دونو کو ملا کر ایک لکھی میں جسکا تالہ لگا ادا
 بنا ہوتا تھا کہہ کر اس لکھی کو روڑی پانچتہ بدھن بھی ہوئی پر رکھ کر روڑی پر آب پاشی

کرنا تھا کہ اسکی گرمی سے دیکھی کے اندر کشش اور بادام پسے ہوئے طبع پاکر صورتِ جلو کی
 پیدا کر لیتے تھے ضمن **ششم** ایک فہ باز گران انگریزی نواب کے ہاں آئے اور وہ
 نے طرح طرح کے تاشیے اور کرتب دکھلائے چنانچہ اون میں سے تفصیل عمدہ عمدہ باتوں کی کچانی
 کہ اول تو ایک لحاظہ گولی اونوں نے بنایا اور اس احاطہ میں ایک دیئے گھوڑے پر سوار ہو کر
 اسکو بہت تیر دوڑاتا شروع کیا جبکہ گھوڑا خوب دین بڑ گیا تو وہ سوار گھوڑے کی پشت پر کھڑا
 ہو گیا اور گھوڑا اسی طرح دوڑتا رہا بعد اوسکے اسی حالت میں وہ سوار کبھی گھوڑے کی گردن
 اور کبھی منہ پر اور کبھی پشت پر دوڑتا رہتا تھا اور کبھی ایک ٹانگ اپنی اوٹھا کر صرف ایک ٹانگ سے
 گھوڑے پر کھڑا رہتا تھا اور دوسری ٹانگ موڑ کر اوپر دوسرے آدمی کو کھڑا کر لیتا تھا اور کبھی
 تمام بدن اپنا کچ کر کے برابر کھڑے گھوڑے کے جھک جاتا تھا اور گھوڑا اسی طرح سب دوڑا چلا
 جاتا تھا اور اس سوار کو کچھ لغزش بھین ہوتی تھی بہر ایک ور باز گر نکلا اور ادنیٰ تین
 گھوڑے اسی طرح سے اس حکم میں دوڑا شروع کئے اور خود اول تو ایک گھوڑے پر سوار ہوا
 دو گھوڑوں کی باگین اپنے ہاتھ میں رکھیں اور بعد ازاں دو گھوڑوں پر سوار ہو کر کھڑا رہے
 ایک یا تو ایک گھوڑے پر کھڑا اور دوسرا بانو دوسرے گھوڑے پر اور بہر ایک گھوڑے درمیان کو چھوڑ کر
 ایک یا تو اس طرف والے گھوڑے پر اور دوسرا بانو دوسری طرف والے گھوڑے پر کھڑا اور
 پچھین تیسرے گھوڑے کو خالی چھوڑا اور تینوں گھوڑوں کی باگ ہاتھ نہ رکھتے تیزی اور تندی
 کے ساتھ دوڑاتا تھا اور تینوں گھوڑے برابر دوڑتے رہے اور کوئی گھوڑا اون میں سے نہ
 آگے پیچھے نہیں ہوا اور سوار اسی طور سے ایک گھوڑا سچ کا خالی چھوڑ کر ایک ایک بانو اپنا
 کناروں کے گھوڑوں پر رکھ کر استقلال کے ساتھ کھڑا رہا بعدہ ایک در شخص اوٹھیں سے اٹھا
 اور ادنیٰ اول گھوڑا اپنا اس دائرہ میں خوب دوڑایا اور خود بھی اوسکے ساتھ نہیں رہا

پیادہ پا دوڑتا رہا بعد اوسکے دوڑتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اسی حالت میں کہی تو
 گھوڑے پر دو نو بانوں جوڑ کر کھڑا ہو جانا اور کہی کے سر بل اور کہی حبت کر کے گھوڑے کی بیٹھ پر کھڑا
 بیٹھ جانا اور کہی کا بھی کیے سر نہ میں انکو بھیے بانو کے جا کر زمین پر سرنگون لگ جاتا اور زمین پر
 جو چیزیں پڑی ہوئی تھیں انکو اٹھا لیا تھا اور ہر سید ہا ہو کر گھوڑے پر آ بیٹھا تھا اور کہی
 بیٹھ ہوتا تھا کہ ایک حلقہ چوبی مثل دف کے باریک کا غدیہ منڈ ہا ہوا زو طرف سے ایک ایک
 چوب میں نصب کر کے دو وادی اور چوب کو چوب راستے پر کر کے حالت میں گھوڑے
 میں اوسکے سامنے کرتے تھے کہ وہ بجائی تمام کا غدیہ ہا کر حلقہ سے باہر نکل جاتا تھا اور
 اسی طور پر حبت کر کے بدستور دوڑتے ہوئے گھوڑے کی پشت پر کھڑا ہوتا تھا اس ازان کا عورت
 گھوڑے پر چڑھی اور اوسنے گھوڑے کو بلاتا تھا لگ ٹوٹ دوڑا یا اور اسی حالت میں
 وہ عورت بچھا ہٹا دی کرتی تھی کہ گھوڑے کی کمر سے پیٹے نیچے کو مو کر دوسرے طرف سے ہر کمر پر
 آجاتی تھی اور اس طرح سے مثل دو لاکے دوڑتے ہوئے گھوڑے کی کمر اور پیٹ پر دیر تک چھ کرتی
 رہی علاوہ برین ایک ٹوٹو ڈکولنا کہ کہا کہ تو مر جا دہ فی الغورے جس حرکت ہو گیا یہاں تک
 کہ ایک بجہ میں اوسکی گھڑی کر کے باندھ دیا اور اوسنے مطلقاً کچھ جنبش نہیں کی بالکل بصورت
 مردہ ساکت و ساکن ہا جب دس بجے کھا کہ زندہ ہو جا تو معا کھڑا ہو گیا بعد ایک تختہ حولی
 قد ارم لہذا دلو ان دو چوبوں کے اُسیے کھڑا کیا اور ایک گولہ کروسی اوس تختہ کے پائین کھڑا
 ایک شخص شاگردن میں سی اوس گولہ پر چڑھ گیا اور دو نو بانوں اوس گولہ کو حرکت دینا
 شروع کیا یہاں تک کہ دو نو کف ہا سے رلتا ہوا اوسکو تختہ پر چڑھا کر کنارہ فوقانی تختہ تک
 لے گیا اور پھر وہاں سے بانو کے تلوون سے اسی طرح آہستہ آہستہ ریتا ہوا نیچے اتار لایا
 اور اوسنے اتار میں ایک ہا چالاکی کرتا تھا کہ جب ہا تھا منہ ہا نہا جانب تختہ کر کے گولہ کو

نیچے پیو اور لیجاتا تھا اور اوپر سے نیچے لے آتا تھا اور برخلاف اوسیکے جب چاہتا تھا تختہ
 کی جانب کشت کر کے وہی عمل صنوا و سوط گولہ کرتا تھا اور لطیفہ زیادہ یہ تھا کہ ایک بندہ لوگوں کے
 پاس نہا جو جو تماشائے اور بازی کے لوگ گئے تھے مجنبہ و جملہ اعمال وہ بندہ بھی کرتا تھا القصہ یہ
 یہ تماشائے و چکا و نواب کو خیال اس امر کا ہوا کہ یہ رستانی ہماری ریاست میں ہی لوگوں کو
 تعلیم کجی اس واسطے اویسنے سہمی کہانی نامی سائیس انگریزان بازگیر کو طمع دیکر اپنی طرف توڑ
 لیا اور تنخواہ اوکئی پیش قرار کر کے دس بارہ لوگوں کو وہ اعمال سکھلائے شروع کیے چنانچہ ہم
 مھینے کے عرصہ میں وہ لڑکے اور بندہ رفون مفضلہ بالا سیکہ گئے اور تا انقرض حکومت نواب
 کے دستور اوکئی سرکار میں یہ بعد ازان سماعت میں آیا ہے کہ بعض اوغین یہ متفرق اور اوہ
 ہو گئے اور بعض سبر کار مھاراجہ جو نیک چلے گئے ذکر اوصاف و عادات نواب
 عبدالرحمان خان دفعہ ۳۸۹ نواب عبدالرحمان خان ایک جوان قوی شکل
 لعل و جیہ تھا اور ضروری علم فارسی اور عربی اوسکو حاصل تھا اور لصف سے زیادہ کلام
 بھی اویسنے حفظ کیا تھا اور فی الجملہ انگریزی میں ہی مھارت رکھتا تھا بیان تک کے زبان
 انگریزی میں سو اسے معاملات دقیقہ کی لیاقت تقریر اور تفہیم سیدھی سیدھی باتوں زور
 کی رکھتا تھا اور کارروائی انتظام ریاست میں مصروفیت زیادہ رکھتا تھا اور اسکے مزاج
 میں انصاف اور سخاوت اور صلاحیت اور حفظ مرتبہ اپنا اور حقوق نکار اور دیگر مشغلات کا بہت تہا
 اور آخر کو طبیعت اوکئی نال بلویات و طمع بھی ہو گئی تھی چنانچہ تفصیل میں ابھام کی آئندہ
 کی جاتی ہے میان انصاف نواب عبدالرحمان خان دفعہ ۳۹۰ بازار بندہ
 قصبہ جھجھ میں دوکان محمد نیاہ رنگرزی کی واقعہ تھی اور اوکئی دوکان کے پاس ایک برہمن
 نے ایک بتی سے کچھ من خرید کر کے ہا کر دوارہ بنانا شروع کیا اس کے محمد نیاہ رنگرزی

شہید اسلام بن مقصوب در غانی تھا او اپنے برہمن مذکور کو وہاں مندر بنائیے سے روکا سب
 پر باہم اونکے ٹکرا رہا اور شدہ شدہ نوبت فساد کی بیان تک پہنچی کہ مسلمانان شہر اتفاق
 کر کے میر فضل علی کو جو ایک مرد بزرگ اور شاہان وقت سے تھے پیشو بنایا اور اونکو ہمراہ
 لیکر توبہ کر دیا اور موقعہ تازہ پر چڑھ گئے اور ہندو کو مار دھاڑ کر کے مندر مذکور حقد ر تباہ
 تھا دھا دیا جب یہ خبر نواب صاحب کو پہنچی تو او نے مطلقاً کچھ پاس اور خیال ہم ندھی کا
 نہ کر کے مسلمانوں کو گرفتار کرایا اور بعد تحقیقات کے حکم تعمیر مندر کا نافذ کیا اور بنو ایو کو قید اور
 جرمانہ کی سزا دی چنانچہ مغلہ اون لوگوں کے باوجود دیکھ میر فضل علی پر و مرشد نواب کے باپ کے تھے
 اور خود نواب بھی او نے عقیدت اور ارادت رکھتا تھا اور حقد ر ارکان ریاست مسلمان اور
 اقربا ی نواب کے تھے وہ اونکی شفاعت اور استعفا کرتے تھے مگر نواب نے سر مو توجہ نہیں کی اور میر
 فضل علی کو بھی مبعاد چھ مہینے کے قید کیا گو کہ جب میر فضل علی نے قید سے رہائی پائی تو
 نواب بذات خود اونکے مکان پر واسطے معذرت اور استمالت کے گیا لیکن انصاف کو وقت کچھ
 پروا اونکی کمی بیان سخاوت نواب عبدالرحمان خان دفعہ ۹۳
 نواب ایک مرد سخی اور مروت دوست تھا ہر روز غلہ فقیر کو تقسیم کیا کرتا تھا اور اکثر غریب
 کی ناکھڑا کر کون کی شادی اپنے پاس خرچ دیکر کر دیتا تھا اور جاڑہ کے موسم میں ہزار
 لحاف غلبہ کو تقسیم کیا کرتا تھا اور حقد ر سجدین نواب و سگمات نواب کی بنائی ہوئی تین
 اونین جو مسافر آتے تھے سب کو کھانا ملتا تھا اور قریب ایک لاکھ جلد کلام اللہ اور مسفد
 روپیہ کے محتاج بدھینے والوں کو دیا اور یہ بھی اوسکا دستور تھا کہ جب کوئی اوسکے لوگوں
 میں سے کہے کہ کو جاتا تھا تو اوسکو سال کی تنخواہ مع دیگر خرچے دیکر رحمت کیا کرتا تھا
 جب کبھی تقریب ہند یا فرخت سبک منحل خوشی کرنا تھا تو بہت مصاحبوں اور ہشتینوں کو

دوشالہ اور شالی وال انعام یا کرتا تھا غرض کہ نواب لکا اچھا تھا اور قرنیہ کے ساتھ مصافحہ
 خیر میں اوسکو دینے نہ تھا بیان صلاحیت فرج نواب عبدالرحمان خان
 دفعہ ۳۹۳ نواب عبدالرحمان خان کے فرج میں صلاحیت اور نفع شریعت تھا اور ہمیشہ
 اوسکو یہ منظور رہتا تھا کہ لوگوں کے ساتھ سلوک اور مدارات سیرت اور بھی خیر و نیکیاں کرتا
 چھپر اور ریاست باثودی اور اداری اور بھادر گڑھ اور علی محمد خان اور فیض الحسن خان
 اعام نواب کے مخالفت اور عداوت اوسکے باب اور اکیوت سے چلی آتی تھی حالانکہ چھپر لوگ
 باہم رشتہ دار اور قریب تھے اس لئے اپنے دور حکومت میں بعض التیام اور تالیف قلوب کے
 رشتہ نور علیخان بیٹے اپنے کا اکبر علیخان رئیس باثودی سے اور رشتہ سماء بیاری بیگم دختر اپنی
 کا سیر بھادر جنگ خان رئیس اداری اور بھادر گڑھ سے کیا اور علی محمد خان اور فیض الحسن
 سے جو ایک عداوت سخت تھی اور مقدمہ اوسکا حکمہ اضنی من دائر تھا اوسکا دفعیہ اسطرح کیا کہ
 خود اوسکے گھر چلا گیا اور اوسکی مان سے دائر مدار کر کے اوس کو راضی کر لیا اور نسبت ایک
 لڑکی اپنی کی فیض الحسن خان کے لڑکے سے کر دی غرض کہ جس طرح سے مناسب عزیز و اقارب
 اپنے کو آب سے راضی اور خوش کیا میان پابندی حفظ مراتب نواب
 عبدالرحمان خان دفعہ ۳۹۳ ازبکہ سرحد علاقہ چھپر کی ریاست الوری سے ملحق تھی
 اس واسطے سبب ملاصق الحدود و تنہو و علاقجات کی راہ رسم خط کتابت کی فیما بین نواب
 عبدالرحمان خان اور مہاراج بنہ سنگہ راجا والی الوری کے بہت تھی ایک مرتبہ کانکر
 میہ کہ کسی معاملہ میں محمد راجا الوری کا نواب عبدالرحمان خان کے پاس اسلہ لیکر آیا
 نواب کو خبر اپنے اوسکے کی ہوئی تو بآئین شائستہ اپنا دربار رستہ کر کے اوسکو طلب کیا
 اور جب وہ آیا تو بقدر مناسب تواضع اور خاطر داری کے ساتھ دربار میں جگہ می اور راہ

راجا کا مزاج پوچھا اسی عرصہ میں اوسنے مراسلہ دیا اور اچھا کاروبار نکال کر پیش کیا تو اس
 حسب دستور خرالطہ کو خواب کا نہ تھا دیکھتے ہی طبیعت نواب کی مکر ہو گئی اور خط لیکر کہہ لیا
 اور اوسکو کہواں کرنے پڑا جب سفیر نے درخواست مطالعہ خط اور طلب جواب اوسکے کی مکی تو
 سرکہ حسین ہو کر کہا کہ ہم اس خط کو نہ پڑھیں گے اور نہ جواب دے گا دیکھتے قاصد نے طلب جواب
 میں اصرار کیا اور تقریر میں بھی کچھ زیادہ سری کی اس واسطے اوسکو دربار سے حشمت
 کر دیا اور اوسی وقت اوسکو جھجھریسے باہر نکال دیا اور نتیجہ اوسکا یہ نکلا کہ راجا سے
 صورت رنجش کی پیدا ہو گئی علاوہ اسکے جب مقام داری دارالریاست بہادر خان
 پیرچ میں شادی دختر خود ہری جواہر سنگہ جاٹ کی درپیش ہوئی تو اوس تقریب میں پٹیل
 گردیش مثل نواب میں الدین خان رئیس لوہار و اور نواب اکبر علی خان رئیس بالوڈی اور
 نواب حسن علی خان رئیس وجانہ داری میں جمع ہوئی تھی اوسوقت نواب عبدالرحمان
 بھی معہ عزیز واقارب اپنی کے وہاں گیا تھا اور اوس شادی میں راجا سردیپ سنگہ دانی چند
 رگہر سنگہ اپنے بیٹے کو بیٹھنے آیا تھا اور اوسکی برات میں مہاراج سردیپ سنگہ دانی بیٹا لکھی
 شامل تھی اوسوقت فیما بین نواب عبدالرحمان خان اور مہاراج بیٹا لکھی کے پیام شتیاق و
 کامیاب آیا تو فریقین اور پروا دیدیکہ گیر کے راضی ہو گئے اور یہ بات قرار پائی کہ اول
 نواب عبدالرحمان خان اور برہمان مہاراج بیٹا لکھی کے جاوین اور بعد اوسکے مہاراج بیٹا
 اونکے مکان پر دو سر روز بازوید کرن لیکن جو کہ زمانہ سابق میں بود و باش بزرگان
 نواب عبدالرحمان خان کی عہداری بیٹا لکھی اس واسطے مہاراج فی جاہا کہ نواب صاحب
 ہمارے ہاں اگر سب پر ہماری بائیں طرف بیٹھیں نواب صاحب نے اس بات کو منظور
 نہیں کیا اور ملاقات کا کرنا موقوف رکھا تب آخر کار یہ بات قرار پائی کہ نواب صاحب

ملاقات کو جاوین تو مہاراج اونکو اپنی دہنی طرف بٹھا دین اور علی ہذا القیاس جب مہاراج
 نذر سنگہ نواب صاحب کے ہاں جا کر باز دید کریں تو نواب صاحب اونکو اپنے سین میں جگہ
 دین تب نواب صاحب نے مہاراج نذر سنگہ والی میاں سے ملاقات کی ذکر شکار
 و دیگر مشغلات نواب عبدالرحمان خان دفعہ ۴۴۵۴ ذوق و شوق شکار
 و دیگر مشغلات کو تر بازی اور مرغ بازی اور شیر اور تیر اور لال لڑائے کا نواب
 عبدالرحمان خان کو بھی مثل نواب فیض محمد خان اپنے دادا کے تھا بلکہ اوسے ان مشغلات
 میں اس قدر توغل اور مشاقی بہم پہنچائی تھی کہ نواب فیض محمد خان سے ہی بہت زیادہ
 بڑھ گیا تھا چنانچہ اوس کے عہد میں جانور ترستی نے کہ ایک مشت برابر کو بڑھو تا جیسے
 اور کلنگ کو کہ بندوق میں نہایت کمان جانور میں شکار کیا اور علی ہذا القیاس خرچ جانور
 ہی جانور ان اقسام بالا کا شکار کیا حالانکہ ایسا معاملہ سلف میں بھی کم گذرا ہوگا کہ اس
 سبب کے بہت فطرت جانور مرکب ایسی علتی اور والا حوصلگی کے ہون اور جتنے بھی اوس کے
 زمانہ میں ایسے مشاق ہوئے تھے کہ سکندر رشتیا اور برق پور زہرہ جتنی ایک ایک دن میں تین
 تین دفعہ ہر شکار کرتی تھیں ورنہ دستور ہے کہ جتنی ایک دن میں صرف ایک دفعہ شکار کرتا ہے
 اور نلیو کا شکار اگر چہ بذر یہ بندوق اور جال کے ہوتا تھا لیکن مزید برآں نواب نے یہیہ
 کمال حاصل کیا تھا کہ نلیو کے پیچھے گہوہہ دوا کر اور اونکو تنہا کر زندہ بکر لیتا تھا ایک دفعہ کا دیر
 ہے کہ اوسے میرسونار والہ یعنی گلزار بن سے گیارہ نلیو کے پیچھے گہوہے ڈالے اور جو جھکے
 اپنے عیش بن ہو کر مقام کاٹی کہ چھریہ براہ راست فاصلہ میں کوس کا ہے اور اس طرح
 قنیا جالیں کوس سے زیادہ ہو گا جا کر اونکو زندہ بکر لیا اور اٹا راہ میں چہ سات گہوہے
 بشت گرمی اور صدمہ کثرت دوا دوش کے مرگئے اور کئی جگہ نواب خود معہ گہوہہ کے لگا پڑا

۴
 نواب عبدالرحمان
 فیض محمد خان
 کے عہد میں

چھوڑا اور ہرنونیکے تھکار کیوسطے کئی سہولتیں پیدا کی گئیں اول تو چند ہرنونکو اسی تعلیم ہوئی
 تھی کہ وہ آسمان صحرا کو اپنے ساتھ لگا کر موقع زدگونی پر لے آتے تھے علاوہ اسکے کئی ہرنونکو
 یہ تعلیم ہوئی تھی کہ وہ گل میں جا کر صحرائی ہرنون سے لڑا کرتے تھے اور جبکہ وہ ہرن گل میں
 وحشی ہرنون سے لڑتے جاتے تھے اسوقت اونکے سینکڑوں میں تانت کے بہتے باندھے جاتے
 تھے کہ ان ہندون میں ساہی آسمان صحرائی ہرن جاتی تھیں اور اونکے سب سے وہ ہرن
 اوجھ کر عاجز اور مجبور ہو جاتے تھے اسوقت لوگ جا کر اونکو زندہ پکڑ لیتے تھے اور ہرن کا چرچا
 بھی یہاں تک ہوا تھا کہ صد ہا مرغ اسل لکھنوی سے پہلے تھے و تحائف ہزار بار وہ یہ خواجہ
 سرا اور کرم الدولہ سے منگوائے گئے تھے اور سمیان عالم علی اور حسن خان اور غبار کو
 بھی میں سے بلوایا تھا جانچہ عالم علی نے وقت لے لکھنوی سے بالنو وہ پہنچ گئے تھے اسوقت
 نصیر جہر کا کیا تھا اور بھان اگر ساٹھ روپیہ ماسواری تنخواہ اسکی مقرر ہوئی تھی اور بعد
 کے تیسہ شخص اسیے اور زیادہ پیدا کیا تھا کہ بکری باندہا دربار کا معاف کر لیا تھا اور ۵
 ماسواری میں ار رہے ماسواری حسن خان پایا کرتا تھا اور جب فصل جنگ مرغونکی آتی تھی
 تو سترادگان اور سمیان ملی اور ام بوری کے جوق جوق اکرجع ہوا کرتے تھے اور مھینوں
 تک چھہر میں ہتے تھے اور نواب و نواب اپنے مکان میں بخاطر داری تمام کیے ہر اکبر برابر تے
 مھانداری اونکے کیے ادا کرتا تھا غرضکہ اون ایام میں ایسی کیفیت رہی تھی کہ بارہ بجے
 مقام پالی یعنی جنگ گاہ مرغان میں لڑائی شروع ہوتی تھی اور نو بجرات تک قائم رہتی
 اور ہزار ہا آدمیوں کا جھوم وہاں جمع رہتا تھا ذکر لغویات و طمع نواب عبدالرحمان خان
 دفعہ ۴۵ سال زمانہ اخیر میں طبیعت نواب کی مایل بہ لغویات ہو گئی تھی جب لوگ سحر
 و صباحت میں جمع ہو گئے تھے کہ وہ تخلص میں اندر کوٹھی یا بر سر حوض طر حطر کا تشر او

وایات کرتے تھے اور نواب محو اور مصروف او کی حرکات لاسیہ کرتا تھا اور بعض اہل
 اور بھی مثل حسین خان وغیرہ کے انیل اور مقرب ہو گئے تھے کہ محبت اور قربت او کی سرسری
 خرابی اور تبری امور ریاست کی تھی اور علاوہ اسکے شانہ و شوکت موضع کتابی پر گئے ہوئے
 کا معاملات ریاست میں اہل حاوی اور محیط ہو گیا تھا اور اونی فراخ جو اس قدر طامع اور لا لگی
 کر دیا تھا کہ کوئی نوکر فوج یا ملک کا بدن پیش کرنے نہ دے کہ نوکر نہیں ہوتا تھا اور ایسا بھی نہ
 ہتا کہ عند ان عمدہ بہت ہی نا حق میں ماحوذ ہو جاتے تھے اور انجام کو با تو وہ نہ دے نہ ہا تو
 دیکر قائم ہتے تھے ورنہ مغرول ہو جاتے تھے اور بجایے او کے امیداران نہ دے نہ دے
 جاتے تھے اور عیہ ہذا القیاس جو بڑے بڑے مقدمات سرحد برآری اور سبہ داری وغیرہ
 دکھاتے کے دائرہ ہوتے تھے ان میں بھی نظر انصاف نہ تھی اور مدار الفضال اور تجویز
 اور برا خدا و رحمت کے تھا اس سبب رعایا فی الجملہ دکھی اور دردمند ہو گئی تھی اور اکثر لوگ
 ریاست کی واسطے دعا دے کر رہے تھے آخر کار نتیجہ اسکا اچھا نہوا اور ریاست نواب مہر
 زوال کی آئی آتش سوزان گند برپا ہوا + اچھے کند دودل دردمند +

فصل ششم عملداری سرکار انگریزی بیان میں

ذکر اون واقعات کا جو بایام غدر دہلی کے ریاست جہلمین
 سیر و سونین اور بیان ضبطی ریاست مذکور کا سرکار انگریزین
 اور ماجرا بھالشی پائے نواب عبدالرحمان خان رئیس جہلم کا دفعہ
 ۱۳۹۶ نواب عبدالرحمان خان تقریب بند و لب پر گئے کا نوڈ کے مقام کا نوڈ شہر
 کہ تاریخ ۱۲ مئی ۱۸۷۹ ع ۱۲۹۰ ضابطہ میں مہر و رضا مارہ منہ بدین مضمون پہنچی کہ آج

۴
 حکایت لایہ
 درجہ حرارت
 ۱۱
 مئی ۱۸۷۹

چند کس ترک سواران سرکار انگریزی مقام میرٹھ میں حلقہ اطاعت اور فرمان برداری کو
 ہوش سے نکال کر شامت ایام ناکام بعد ارتکاب اور فتنہ انگریزی میرٹھ کے مقام دہلی میں
 پونچے اور بالفصل زیر قلعہ ملی سرشورش اوٹھار کھایے اور صاحب کشت نہاد رعبہ دیگر
 صاحبان ایسے سرکوبی اور تدارک اونکے کے تشریف لے گئے میں اور محکوم دیا جیسے کہ
 سوار حلد نواب صاحب سے طلب کئے سو آپ پانسو سوار حلد روانہ دہلی فرمائے اور سپہ نواب
 خفیہ احکام بنام افسران مامورہ علاقہ جات بدین حکم جاری کئے کہ حسب ر سوار بر و جات
 میں مقیم ہیں اونکو شام تک سہارے پاس ہیچید اور اوسے وز دو گھڑی دن باقی رہے
 شتر سوار معہ عرضی نانی دیکھ دلی کے چھپر ہو کر ہو چکا اوس عرضی میں لکھا تھا کہ کمپنی پانچ لگان
 مامورہ قلعہ دروازہ دہلی ترک سواران باغی کے ہمراہ ہو گئیں اور تینوں پلٹن جو جہاد فی ملی
 میں مقیم ہیں اونہوں بھی مہم بغاوت میں لیا اور سرشورن فرزند صاحب کشتند دہلی معہ چند
 صاحبان دیگر عند المقابلہ ہاتھ باغیان بدکیش سے رحلت فرمای عالم بقا ہوئے اور باقی
 صاحبان حال شورش اور محارمے فوج کا دیکھ کر کرنال کی طرف چلے گئے اب بیان دلی میں
 سگامہ باغیان برپا کوئی حاکم صاحبان علی شان سے موجود نہیں ہے ہیچا سوار ونگا
 ملوئی رکنا چاہئے دفعہ ۳۵۷ یہ حال سن کر ہی نواب بہت متوش اور ملول ہوا
 کہہ دیر تک حالت سکوت میں رہا پھر ایک خطہ مقمن اندراج کیفیت واردات دلی کے بنام
 جناب کالون صاحب اور لفٹنٹ گورنر مقام اگرہ کے تحریر کیا اور اس میں اخیر کو لکھا کہ
 اب تمکو کیا حکم ہے اور وہ خطہ اسی وقت ہمدست اکبر علیخان سپر کرنل محمود خان کے
 روانہ کیا اور اسکو بہت تاکید کی کہ جہاں تک حلدی ہو سکے جواب اس خطہ کالا اور
 آپ ہی اوس وقت کا نوڈر سے سوار ہو کر شہر چھپر ہو چکا اور دس ضرب توپ قلعہ

کا تو تیسے معہ سواران آمد علما فجات عمراہ لایا دفعہ ۳۹۸ نواب نے چہر من ہو چکر
 گرد فوج دہلی میں جاسوسان اپنی واسطے خبر رسائی واقعات کے یقین کئے اور تجویز
 بہرئی کرتے فوج جدید کی کرنے لگا اسی عرصہ میں جبار وزیر بستر جان مشکف صاحب
 جنت محشر دہلی معہ ایک اور صاحب نسر برہٹ کے بحال آہستہ دھڑاں چہر من
 ہوئے نواب نے باستانع خبر ہوئے پر دو صاحبان کے عبد الصمد خان اپنے خسر اور
 منشی امداد علی حاکم عدالت کو اونکی خدمت میں بھیجا اوہوں نے اون دونوں صاحب کو
 ایک مقام بنگلہ میں متصل قلعہ کے فروکش کیا اور غسل کر کے بعد اور تروئے لباس انگریز
 کے ہندوستانی کپڑہ پہنا اور کچھ کھانا کھلوا یا اسی اثنا میں جرجا آمد دونوں صاحبان کا
 لشکر میں ہو لگا اور اکثر لوگ باگ مقام گاہ صاحبان موصوف میں جمع ہوئے یکے
 اور یہ بھی شہرت ہو گئی کہ ترک سواران باغی دہلی سے بھان آتے ہیں اس واسطے نواب نے
 مصلحتاً قیام اون صاحبان کا چہر من غلامیہ نامناسب سمجھ کر اونکو ہمراہی دو گنہاری
 بانوان خاصہ دانہ کوٹھی جو چک اس کا کر دیا اور بہادر علیخان داروغہ کوٹھی کو
 کو کھلا بھیجا کہ صاحبان موصوف کو بخاطر داشت وہاں کھے جہانچہ مطابق اوہیکے
 وی دونوں صاحب کوٹھی جو چک اس میں پہنچ گئے اور معاف ان صاحبان کے
 ایک سوار مسلہ کسی حرا زادہ آدمی کا بلا اطلاع نواب صاحب کے جو چک اس
 پہنچا اور اوہیں داروغہ کوٹھی کو جا کر کہا کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ ان صاحبان کو
 یہاں سے روانہ کر دو سو داروغہ نے اسی وقت اونکو وہاں سے سوار کر کے ہمراہی
 دو گنہاریوں کے حضت کر دیا کہتے ہیں کہ جبوقت داروغہ مصر و انکیان مشکف صاحب
 کا ہوا تو اسوقت صاحب موصوف کو تکان اور ماندگی راہ اور نیند نہایت غالب تھی

اور گزاوناجی اوس مقام کے چہوڑنے کو نہ کرتا تھا لیکن مجبوری اوس وقت نصف شب میں اٹھ کر
 خدی کریم کے کہ ذات پاک اسکی حامی بکیان اور دستگیر در ماندگان میں چل نیکی اور داروغہ
 سوطیش کھا کر چلتے وقت کہہ گئی کہ اگر ہماری زندگی اور سرکار انگریزی کی عملداری باقی رہی تو
 نتیجہ اس اعتدائی کا نواب صاحب بکین کے دفعہ ۳۹۹ اور نواب صاحب نے بعد روانہ ہو جانے
 جان سکف صاحب کے بجانب چوچک اس رات کو اپنی صحت اندیشوں سے مشورہ کیا کہ ان
 صاحب کو کہاں اور کس طرح رکھنا چاہئے تو صلاح یہ ہوئی کہ زمانہ برائے نواب صاحب کو تارفع
 فساد گدی بایل پر گئے مارنول میں جو ایک جگہ مامون اور محفوظ ہے مقیم رکھنا چاہئے سو بعد اس
 مشورے کے مسلمان زبر علی وسعد الدین سپاہیان ملٹن نجیان کو جو اسی فوج کے فرائض
 اور واقف حال اہل گھاٹ کی تھی سو روپیہ دیکر روانہ کیا کہ تم دونوں صاحبوں کو کوٹھی چلے
 سہ ماہ لیکر بارام تھام موضع بایل میں پہنچا دو اور تم خود اونکی خدمت میں تاقیم گدھی کوٹھی
 حاضر ہو اور جب کچھ اور خرچہ ضرورت ہو تو اطلاع دو کہ بھیاں بھیدیا جا بجا جائے دیو
 سپاہی مطابق حکم کے روانہ ہو کر بعد آدھی رات کے چوچک واس پہنچی وہاں جا کر
 حال کی منکشف ہوئی جو کہ اسوقت دانگی صاحبان کو صرف دو گہری کا عرصہ گزرا ہوگا
 داروغہ مضطرب ہو کر تلاش صاحبان کی کرنی شروع کی اور جاردون طرف جنگل کے آدمی
 دوڑائے مگر نشان اونکا ملا جا نہ دیا سو سپاہی تو اسوقت رات کو لوٹ آئے اور نواب کو
 دو گہری کے ترکہ خواب سے بیدار ہوتی ہی اطلاع اس ماجر کی کی اور کہہ دیں جڈھے داروغہ
 بھی آیا اور اوسنے کیفیت برہمی مزاج جان سکف صاحب کی مفصل بیان کی اسوقت نواب
 منہایت متفکر اور اندیشناک ہوا اور تلاش اس سوار کی جو پہلی داروغہ کے پاس گیا تھا کرائی
 جہانچہ سوار نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ مجھے ہا کر شا لوسنگہ نے حکم دیا تھا مگر شا لوسنگہ اسوقت

منکر ہو گیا اور لوگوں نے چنانچہ کہیے نواب کو خیالات دور اندیشی سے باز رکھا۔
 دفعہ ۴۴ آٹھ سات روز بعد اکبر علیخان سوار جو خرطیہ نواب کا لیکر خدمت جناب الفشت
 گورنر بہادر مقام اگرہ کیے گیا تھا بجال شکستہ اور خراب لٹا کھڑا سوار جواب لیکر واپس آیا نواب
 محتشم الہیہ اپنے جواب میں نسبت نواب صاحب کے بہت خوشنودی بنی ظاہر کی تھی اور یہ ارفاق
 فرمایا تھا کہ مستر ہاروی صاحب اجبٹ گورنر مقام دہلی مقرر ہو کر بھیجے جاتے ہیں تم مد صاحب
 موصوف کی جن طرح وہ چاہیں کرنا دفعہ ۴۵ جو کہ غدر باغیانہ کار و زبیر زیادہ ہوئے لگا
 اور دہلی میں جا بجا یہ افواج سرکار نجات کر کے آئے لگی اور بہادر شاہ بادشاہ کو فرمانروا
 ہندوستان قرار دیکر فرامین اسکی طرف سے لوگوں کے نام جاری کرنے لگی اور کچے گندہ لوگ
 مدد ہم یہ خبریں سنہو کرنے لگے کہ انگریز لوگ مایہ گئے اور سلطنت ہندوستان کی قائم ہو گئی اس واسطے
 پای ثبات دل نواب کا جادہ حقیقت سرکار انگریزی سے لغزش کہا کرتے تذبذب میں پڑ گیا اور
 عقل نواب اندیش اسکی سلامت اور زہر جاری اور ایسی تدبیریں سوچنے لگا کہ دونوں ہلو قائم
 رہیں یعنی بجانب مفسدان ملی ہی ربط بنا رہی اور سرکار انگریزی سے بھی قطع تعلق نہو حالانکہ
 نقیضین سی سلوک کہنا محالات تھی یہ ۵ ہم خدا خواہی دہم دنیای دون + این خیال است
 و محال است و جنون + العرض مقام دہلی سے بعض کونہ اندیشیان ہرزہ در اور دشمنان
 دوست غمانے نواب کو کہا کہ مقام افسوس بھی کہ اب تک تم دہلی میں آئی اور نہ کوئی معتد اور
 فوج انہی پہنچی بہتر ہے کہ تم بذات خود دیہان آو اور اپنی فوج بسر کردگی کسی سردار معقول اور
 معتبر کے پیچید و در نہ غرق فوج شاہی ہو چکے چہر کو تاخت اور تاراج کر دیگی اور پھر اپنے
 عبد الصمد خان اپنی خسرو اور ابراہیم علیخان اپنے دادا کو حکم دیا کہ تم معہ تین سو سواران دہلی میں
 جا کر فوج بادشاہی میں شامل ہو کیونکہ تم لوگ تجربہ کار ہو اور پہلی مہم لاسور میں بھی تم جکی ہو

۲
 فتح اول
 نواب سلوک
 موصوف دوم
 دل مجبور
 دودہ مینا
 نند مینا
 اوسسی خبر
 معلقا و خبر
 منتہی کرنا

او وقت اول نو شخصوں نے نواب کو سمجھایا کہ حکومتیں حکم میں کچھ عذر نہیں تھی لیکن آپ نہیں
 بنای ہوئی سرکار انگریزی کے میں آپ کو سرکار کے مقابلہ میں فوج بھیجنا مناسب نہیں ہے اول فوج
 انکو لازم ہے کہ ہم لوگوں کو آپ سرکار انگریزی کی امداد پہنچیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کا نام
 کرانے کے جس طرح سے پھلے ہم لاہور اور ننگرہار میں مسندہ ملتان کے آپ کی نیک نامی ہوئی تھی
 اور اگر یہ نہیں کرتے تو وہ جگہ سے کہیں فوج مت بھیجوا رہی دیکھو کیا ہوتا ہے حاجت وقت
 دو پہر کے جب یہ تقریر ہوئی تو قصہ ناتمام ہوا اور کوئی امر طے نہیں ہوا پھر نواب کو اوسیکے
 بعض مصاحبین کو تنہا میں نے یہ استغاثہ کیا کہ غریب پرورد عبد الصمد خان جو ہم لاہور
 میں انگریزوں کے یہاں سے خلعت جرنیلی کا پہن آیا تھا اوسکو وہی پاس چلا جاتا ہے اسوا
 نواب نے تمام کو وقت عبد الصمد خان اور ہریم علی خان دونوں کو بلا کر حکم قطعی جانے دلی کا
 دیا ناگزیر وہ دونوں شخص تین سو سوار لیکر روانہ دلی کے ہو گئے اور دلی میں ہمراہ افواج
 باغی کے فوج سرکاری ہی کئی دفعہ لڑے مگر از بسکہ یہ دونوں شخص آدمی سنجیدہ اور عاقبت
 اندیش تھے جب دلی میں پہنچے اور وہاں ایک خود سری اودے انتظامی فوج باغی کو دیکھی
 تو اونہوں نے نواب کو کہا کہ ہم تو آپ کے اور بقصد مو جھے لیکن اب ہی کچھ نہیں کیا یہ
 آپ اپنا کام درست کر لیجئے اور اس تحریر سے یہ ایسا تھا کہ تم فوج سرکاری میں خود جاو یا
 اپنی بددیواری دفعہ ۲۰۲ اسی عرصہ میں ایک چٹنی انگریزی جناب نواب لفسٹ گورنر
 بہادر مقام اگرہ موسومہ صاحب کمانڈر انچیف مامورہ ہم دلی بذریعہ عرضی وکیل حکمران
 محکمہ لفسٹ گورنری نیوخی اور عرضی وکیل میں لکھا تھا کہ لام افواج سرکار ابد بادر کا
 واسطے سرکوبی باغیان کے مقام کرناں جمع ہوتا ہے اور تباریخ یکم جون ۱۸۵۷ء کو لا فوج
 فوج سرکار کا موضع علی پور سے دلی پر ہوگا سو آپ کو قبل از تاریخ مذکور معہ اپنی فوج کے

شامل ہونا چاہئے اور یہ چھٹی نواب لغت گورنر بھادرنی نام صاحب کمانڈر نجف بہادر واسطے
 حفظ مراتب اور نگاہت عظمت اور توقیر آپکی کے لکھی ہے اس پر نواب نے ارادہ اپنا دربار میں
 لام کرنا لکھی مصمم کر لیا اور نظر احتیاط زر موجودہ خزانہ چھہر جو قریب سات لاکھ روپیہ تھا بطریق
 دکنی اور دو سو سو سو اور دھڑ توپ سیر کر دگی شالونگہ اور منشی امداد علی کے قلعہ کا نوڈ کو
 جو جای امن و ذخیرہ اندوزی حملہ اجناس کی تھی روانہ کیا اور افسران فوج کو بلا کر دربار کیا
 اور بیان کیا کہ گورنر کے ہاں یہ حکم شامل ہوئے لام کا آیا ہے اب ہماری اس معاملہ میں کیا
 صلاح ہے ویسے لوگ سب کو سکرست ہو گئے اور دانگی کرنا ل بر مطلق نہاد ہوئے مگر بظاہر
 یہ تقریر کی کہ جو آپکی صلاح ہے وہی ہماری صلاح ہے ایسی تجویز نکالئے کہ آج گھر بنا رہے اور
 شالونگہ اور منشی امداد علی کو بھی کا نوڈ سے لوٹا دینے دیجئے جو کہ نواب خود ہی بزدلتا دانگی
 تقریریت دل نے اونکی کم ہمتی کو ایک اور تقویت دیدی اس واسطے سردست خاموش ہو گیا
 اور دلیمن اور دھیرن کر نیے لگا کہ جاؤں بارہون اسی فکر میں تھا کہ رات کی وقت ایک خط
 مستر ولیم فورڈ صاحب کلٹر گورگاہ کا طلبہ ہموار اور ایک بلٹن اور دھڑ توپ
 بنا برقع فساد میوایان کے جو فوج ہوٹل پہلویں سرسورس اوٹھائے ہوئے تھے پہونچا اسپر
 جب افسران فوج واسطے رٹ معمولی کے آئے تو نواب نے اونکو حکم دیا کہ دو سو سو سو اور
 بلٹن جسنی معہ دھڑ توپ کے آج ہی روانہ گورگاہ کی سو جائے چنانچہ اسی وقت اس
 فوج آمادہ سفر ہو کر مذہب بار برداری کا کرنے لگے دفعہ ۳۰۳ ہنزور دانگی فوج
 کی حمل میں ہین آئی تھی کہ گردن چرخ دوار نے ایک رگل کھلایا اور نیزگی تقدیر نے ایک
 نازہ رنگ جایا شرح اوسکی یہہ ہے کہ جب شالونگہ اور منشی امداد چھہر سے خزانہ پہونچے
 کا نوڈ گئے تو منشی امداد علی تو خزانہ قلعہ ارکا نوڈ کو تفویض کر کے واپس چلا آیا

اور شاہ لو سنگہ تبریک شادی اپنی بیٹی کے دین دیا گیا اور مکان خاص کچہری نوابین
 مغل قصہ سرود کی سفقتی اور سند جلوس نواب کی دہان بجا کر اوسیر جاگرن سوارانجا
 اہل فوج اوسکی لڑا تختہ الیون سے دل میں خاریدہ اور پرچہ و تاب تھی یہ حرکت اوسکی تعبتکا
 دلا تا بزرگی نیاری بدست بہ بجائے بزرگان نباید نشست بہ سپاہی بہرہ والہ کو سخت
 ناگوار گزری اوسنے شاہ لو سنگہ کو اس فعل ناپائستہ سے روکا شاہ لو سنگہ نے اوسکو گالی دی
 اس بات پر اوس سپاہی نے شاہ لو سنگہ کے تلوار ماری کہ خفیف سا اوسکے سر میں زخم آیا لوگوں نے
 اوسپر حملہ کیا وہ دہان سے بھاگ کر اپنے تبریک چلا آیا کہ پیچھے سے شاہ لو سنگہ کے آدمیوں نے
 اگر تلواروں سے اوسکو قتل کر ڈالا اور اوسکے ہاتھوں میں رسی بند ہو کر قلعہ سے باہر کھنکھار
 ڈال دیا اور جو دور سالہ شاہ لو سنگہ نے بعد غدر کے بہتی کئے تھے اوہنیں سے ایک سوار کے
 ہاتھ عرضی شکایت زیادتی سپاہی کی ارسال کی جب سوار مذکور عرضی لیکر آیا تو عرضی تو
 اندر قلعہ کے نواب کے پاس گئی اور باہر جہاں وہی میں اہل فوج کیفیت ماکہ جا سپاہی اور ذلت
 نفس اوسکی کے منکر پر ہر فساد ہو گئے اور بگل کر کے سب لوگ سنگامہ کنان قلعہ برجہ آئے
 اور برجہ نواب نے اوسنے کہا کہ تم صبر کرو میں شاہ لو سنگہ کو جتیا گرفتار کر کے منگو ایسے
 دیا ہوں اور دیگر اہل کاران سے ہی فحائش کرائی مگر اہل فوج نے ایک بانی اور خود سری
 کر کے تمام توہین قلعہ سے اوتار لین اور بالہ ہر کاری اور زندقہ پونگی رتہ کے میل بکر
 توہنہ قلعہ سے باہر لے گئے اور کل فوج روانہ موضع کوتانی مسکن شاہ لو سنگہ کی ہوئی اور قلعہ اور
 محل کا نواب اور جہزہ مقامات جہان جہان بہرہ بندی تھی خالی جھوڑ گئے اور سرد
 کچہرہ بر و اتھائی نواب یاترک نگاہ دشت ریاست گاہ کی بلی گواشاں راہ سے افسران فوج
 نے کچہرہ لوگوں کو واسطے بہرہ جات ضروری کوٹا دیا القصد کوتانی پر جا کر حویلی شاہ لو سنگہ

ضرب گولہ ہاں تو پکے شکست کردی وراثت اہلیت اسکا لوٹ لیا اگلے روز جب وہر کو
 فوج دہلی آئی تو نواب نے اسکو نیے قابو دیکھ کر لطیفہ اور لگی خاطر داری کی ساتھ پیش آیا
 اور بیان کیا کہ تمہنی خوب کیا جو تمہارا دشمن تھا وہ ہمارا ہی دشمن ہے جاؤ مگر کہو لو وہ
 اگرچہ نواب کو فکر پہنچے فوج کا حسب تحریر ستر فورڈ صاحب کلکتہ گورگانوہ کے دانیکہ خانی مگر
 ازبکہ فوج خود سر ہو گئی تھی اور نواب کو کرٹان کہتے لگی تھی عید انخصوص تلنگہ ملین بالکل ستر
 بے مہار اور مطلق العنان ہو گئی تھی اسواسطے نواب کا منہ نہ بڑا کہ اون لوگوں کو اسطے روانگی
 گورگانوہ کے حکم دیا مگر رسالجات خود اسجون میں جو اکثر سردار معقول تھے اونسے کہا کہ کیا
 غضب کرتے ہو نہ تو لام کرناں میں شامل ہونا ہوا اور نہ کچھ تدبیر روانگی فوج کی بجانب
 گورگانوہ ہوئی آخر کار نتیجہ ان خود غلیو کا اچھا نہوگا تب اون لوگوں نے سو سو فرما
 کر کے روانہ گورگانوہ کیے سو سو لوگ جہیز سے منسلک تمام کوچ کر کے فوج نگر میں جو جہیز سے
 دس کوس پائتا راہ میں واقع ہے جا کر ٹہرے رہے جب دو تین روز بعد سن لیا کہ فوج
 باغیان آمد دہلی اور سیوا تیان وغیرہ دیہات گردنواح نے گورگانوہ پر یورش کر دیا
 اور فورڈ صاحب ہاں سے چلے گئے تین روز بعد جہیز کو لوٹ آئے بلکہ جو سالہ سواروں کا
 پہلے سے گورگانوہ میں تعینات تھا اوسکے سوار ہی سو اقدار خوش سالہ دار کے کہ وہ جب
 سواروں سے ہمراہ فورڈ صاحب کے گیا فساد کی وقت باکسی مدد ہی کے جہیز کو چلے آئے
 دفعہ ۲۰۵ بعد اوتھ جانے عملداری ضلع گورگانوہ کے جنڈیمین کسی حادثہ باغیان
 سے بھی ہوئے خضیہ نواب کے پاس پہنچن اوسنے رات کے وقت اونکو رتوں میں سوار
 کر کے محبت مدراسین داروغہ تو شک خانہ کے قلعہ کا فونڈ میں پہنچا دیا اور نا اختتام سوار
 باغیان اونکو وہاں رکھا جب اہل فوج ہو گئی اور فوج سرکاری ریواری میں اسطے قلعہ

نولارام امیر نواڑی کے کہ جو وہاں بحیثیت کثیر طبل بغاوت بجا رہا تھا پہنچی تو نواب نے
 اونکو کاغذ سے فوج سرکاری میں پہنچا دیا اگرچہ واقف کاران چھپرے سے یہ تحقیق نہیں ہو سکا
 وہ میں کون تین لاکھ تیسے الیا پایا جاتا ہے کہ شاید قبائل مسترحین خدا وغیرہ مقرر
 انگریزی ضلع گورگانوہ کے ہوں خباخہ مرزا حسین داروغہ اور جلال اسکا مسعدی قلعہ تو
 کو بھلے خدمت گزار امین نمون کے بان بان سو وہ تمام ہی ملا اور آئندہ کے واسطے جوالا اسکا
 مذکور کی کمیشن مقرر ہو گئی دفعہ ۴۰۶ اٹھویں ماہ اگست ۱۸۵۷ء کو امجد علی نامی سادا
 بحیثیت ساتھ نذر سواران ملی سے معہ قطعہ فرمان بادشاہی ایک بنام اہل فوج نواب اور
 دوم بنام خاص نواب کے چھپرے صاحب ایمای نواب کے ڈیرہ اوسکا اوپر پرٹ سواران بارگہ کے
 نصب ہوا اور اسے اولاً افسران فوج کو واسطے سماعت مضمون فرمان کے طلب کیا اوہوں نے
 اولاً قلعہ میں جاکر نواب صاحب سے استمراج کیا اور بعد حصول اجازت نواب کے افسر
 فوج امجد علی رسالہ دار آمد دہلی کے ڈیرہ پر گئے امجد علی نے اون لوگوں کو اتنی ہی دیکھ کر اپنے
 سواروں کو طیار کر کے حسب عہدہ اونکی سلامی سوخت طرم اور سر کرنے بار مبادیوں کے کی آواز
 بہرہ تپاک ڈیرہ میں لجا کر ٹھہرایا اور چھین ایک جو کی بھائی گئی پہر ایک مولوی صاحب
 جو عمر امجد علی رسالہ دار کے پیچھے فرمان شاہی کو سر پر رکھ کر لائے اور جو کی پر بیٹھ کر
 اوہوں نے اولاً مضاحت اور خوش تقریری کے ساتھ کچھ تمہید بیان کی اور بعد اوسکے
 فرمان کو پڑھ کر سنایا خلاصہ مضمون فرمان کا یہ تھا کہ تم لوگ اہل اسلام ہو اور ہمیشہ سے تمہارے
 بزرگ ہمارے خاندان کے ملک خمار سے ہیں اور اب لشکر اسلام اور رضا راہ میں مقابلہ ہے ملکوں سے
 کہ تم دہلی میں اگر شریک لشکر اسلام ہو خباخہ افسران فوج نے مضمون فرمان کا سن کر وہ فرمان
 لیے لیا اور بیان کیا کہ ہم بھی فرمان سب لشکر کو سنا کر پیچھے سے جواب دینے کے دو سر روز تو

اون لوگوں کو قلعہ میں بلایا تو وہ لوگ اپنے ساز و سامان اور وردی وغیرہ سے درست ہو کر اور
 ایک ہاتھی پر فرما کر کشتی میں لیکر بیٹھے اور بڑے توڑک کے ساتھ دروازہ قلعہ پر پہنچے وہاں یہ
 توپیں سلامی کی سر موٹیں اور فہریش نواب نے آکر استقبال فرما کر کہا اور اسکو باعزاز
 لیا اور بڑا مخلصہ مضمون اوسکے کا یہ تھا کہ تمہارے بزرگ قدیم ہماری بیان کے نمک خوا
 ہیں اور تم اور لشکر تمہارا اہل اسلام ہی چاہئے کہ تم صدق دلی سے نزدیک حال ہمارے ہو کہ
 اس میں تمہارا بیٹا اور بیٹا دو نو جوان لکھے اور بالفصل پانچ لاکھ روپیہ نقد اور نصف فوج اپنی
 بھیج دو نواب نے جواب دیا کہ بالفصل زر نقد میری پاس موجود نہیں ہے میں غفر یہ سب اوسکی
 کر کے بھیجوں گا اور اسوقت تمام مہاجران بازار کو برائے نام واسطے ظاہری کے قہر
 کر کے اکیسے مان طلب کیا اور جواب فرما کر عرضی لکھ دی کہ بند و بست روپیہ کرنا ہو
 پیچھے سے روانہ کروں گا اور عیدہ اذ القیاس باب بھیجے فرجے کچھ اسی طرح کا حلیہ حوالہ
 لکھ دیا اور بعد چلے جانے محمد علی کے مہاجران مذکور کو چھوڑ دیا دفعہ ۴۰۷
 جب سب سپردہ و زنگیاب کسٹرف سے انکی وعدہ بریل زر کا ہوا تو دوبارہ پسر
 محمد علی سالہ دار معانی جمعیت کے واسطے طلب روپیہ کیا اور بجایے معمولی سابق خود
 مقیم ہوا اور نواب سے مطالبہ روپیہ کا کرتار بنا اور اوسکے انکو چھ سات وز گدے بونگے
 کہ عرضی ستار حسن تحصیلدار بادی کی بد مضمون ہو چکی کہ محمد عظیم نامی شہزادہ معین ضرب
 توپ جمعیت سوار اور پیادہ کے دہلی سے براہ خف گدہ قصبہ بادی میں آیا اور اوسنے تحصیل
 اگر قیدیان ل کورما کر دیا اسوقت نواب نہایت غضبناک ہوا اور افسران فوج کو بلا کر کہا
 کہ آج تک کوئی امر میں تمہارے خلاف نہیں کیا اور برابر میں ان بد معاشوں کی خاطر
 کرتار یا اب ان لوگوں نے بیان تک سر اوٹھایا کہ میری تحصیل میں دست اندازی کرنے لگے

اور یقین ہی کہ کچھ انسداد اونکا نہ ہوگا تو وہ چہرہ کوٹ کر چھٹی لیل اور خوار کر نیکی اب نگو کیا منظور
 افسران فوج فی عرض کی کہ آپ کچھ تر دو نکلیجی ہم اکی سا نہہ میں جب ہم آب برنار سولین گے اوسوقت
 آپ تک نوبت پونہچی گئی تب نوائے حکم دیا کہ ابھی بادلی چلی جاو اور اونکو جا کر قتل کرو اور رہے کچھ
 رسالہ دار جو یہاں تھرا ہوا ہی اگر کچھ سرائو نہاوی تو ابھی اوسکو معہ اوسکی سواروں کی بارڈالو
 چنانچہ اوسوقت لشکر میں بگل ہو گیا اور پلٹن خجیان اور بانسو سوار اور چار ضرب توب
 طیار ہو کر جہاونی سی باہر نکل آئیں بہ حال ویکہ امجد علی رسالہ دار گھبرا یا اور نواب سے
 بنت و ساجت پیش کر کہا کہ آپ دو گھنٹہ تک کوچ فوج کا ملتوی رکھیں میں تن تنہا
 بادلی ہواؤں اور میری کل سواروں کو آپ اپنی تفویض میں رکھیں اوسو سٹی سر دست ردائگی ہو
 ملتوی رہی اور میر امجد علی رسالہ دار معہ دو سواروں کی بادلی گیا اور پھر چہرہ گہر کی صصہ میں لوٹ آیا
 اور بادلی سی عرضی تحصیلدار نے بضمین لکھوالا یا کہ نہرا دی فی فیہ می ہمار واپس دیدی اور
 خود بالا بالا روانہ رہتک کا ہو گیا پس سرکشی موقوف ہو گئی اور امجد علی رسالہ دار نے
 چار روز ہر کمبض ہضیہ مر گیا اور سواران ہمراہی اوسکی دہلی کو لوٹ گئی دفعہ ۴۰
 جب سواران ہمراہی امجد علی رسالہ دار متوفی کی دہلی میں اس پونہچی نواؤں ہونے وہاں
 جا کر بیان کیا کہ نواب روپیہ دینی کو تیار تھا مگر بسبب وفات امجد علی کی بصال اوسکا بخیر
 التواء اوسو سٹی بمقتضا طمع نفسانی خضر سلطان نے شہزادہ معہ جمعیت سواروں کی اسوار
 فیل و انس و احمول بڑ چہرہ میں آیا نواب نے اوسکا انا سنکر پہلی ہی دروازہ قلعہ کا بند
 کر دیا اسٹی دخل اوسکا اند قلعہ کی نہوا لاچار وہ کوئی نواب فیض علی خان والی بن جو قلعہ کے
 متصل واقع ہی چلا آیا اور وہاں سواری سی اور تر کر نواب کو و سٹی ملاقات کے طلب
 کیا مگر نواب بغیر سواری نہیں آیا اور جو کہ کوئی نہ کوئی میں سیکرین بہر اسواتھا اسو
 سطے

پیام او سکا اور جگہ غیر مناسب سمجھا گیا اور حسب ایما ہی نواب کے اہلکاران یاست او سکو
 پہنچا لیتے تھان والی بن لکینی وہاں نجاست وغیرہ پڑی ہوئی دیکھ کر فراج او سکا برافروختہ
 ہوا اور حالت بخشش بن دہلی کو واپس لوٹ چلا جب لو والہ بالاب پر پونچا تو شہر والہ او سکو نسالائی
 اور دوندی خان سالہ دار سالہ دار کی مکان پر پھر یا شام کی وقت اہلکاران نواب مدد سرفراز
 علیخان سپر کلان او سکی فرو دکاہ شہزادہ پرگنی اور او سکو پڑی دہوم دہام سی لی اسی اور
 غجہان آرا میں بجائے گول گہر فروکش کیا اور بعد نماز مغرب کے قلعہ میں لاکر نواب سے
 ملاقات کرائی اور اگلی روز پیام سلام مطالبہ زر کار ہوا بنے او سکو کوراجواب یاتب
 بچار ہو کر وہ لوٹ گیا وقوعہ ۱۰۹۴ھ بمطابق ۱۶۸۲ء کو لشکر فیروزی اثر سرکار انگر پڑی نے
 دہلی تو بے فیصل شہر کی دہا کر دہلی پر ملے کیا اور کمال شجاعت اور دلیری سی
 اندر شہر کی دخل کر لیا اور اندر جا کر لڑائی ہوئی لگی اس وقت عبدالصمد حسر اور ابراہیم
 علیخان دادا نواب کے جو دہلی میں داخل فوج باغیان تھی حمید علیخان دوسری داد
 نواب کے جو پہلی سی دہلی میں سکونت رکھتا تھا فارم کو کنجہر میں آئی اور کیفیت حال دہلی کے
 نواب سی بیان کی اور اس روز سی خلقت دہلی کی بہاگ کنجہر میں جمع ہوئی گئے
 اور اس قدر اجتماع لوگوں کا ہوا کہ شہر اور چہا دنی میں گنجایش بالکل باقی نہ رہی اور تیسری دن
 باغیوں نے دہلی میں نقصان عظیم انہا کر شکست فاش کہای اور دہلی خارج ہو کر جد ہر کو
 سکا موہہ انہا بہاگ گیا اور سرکار ابد بادیارنی تسلط اپنا کامل دہان کر لیا اور وہاں
 احکام سرکاری نواب کے نام واسطی گرفتاری باغیان مفور کی جاری ہوئی لگی جنانچہ
 نواب نے احمد علیخان خیر بادشاہ بادشاہ دہلی اور حکیم عبدالحق مختار ریاست بلب گدہ
 وغیرہ باغیان کو پکڑ کر بھیجا اور اکثر گھوڑی اور ستیار سواران باغی کی تلاش کر گئی

اور جو کچھ حکم دہلی سے آتا تھا قلیل اوسکی کرتار ہوا و قلعہ ۱۰۰ حب تسلط دہلی سے سنسکر
 انگریزی کو اطمینان اور فرحت ہو گئی تھانہ لیکن سرکار بطرف انتظام مقامات گرویش کے
 جہان منسند لوگ مدخلت رکھتے تھے متوجہ ہو کر چنانچہ کرنل ڈک لارنس صاحب بھاد
 وستر جان ملک صاحب جنٹ محسرت دہلی و ستر ولیم فورڈ صاحب کلکتہ گورگانوہ و
 کپتان ہارسن صاحب غیرہ سات آئے صاحب ایک کپنی گورہ اور قریب تین ہزار فوج بھارا
 جموں اور ایک ہزار فوج سرکاری کی۔ ملی ہے کہ کہ کے ساتوین اکتوبر شبہ ۱۸۵۷ کو بمقام باؤدی کی
 اور جو کہ اکبر علیخان رئیس باؤدی کو ایام قدرین باغی لوگوں نے بہت تلک تھانہ اور باؤ شہید اول کو لگے
 رئیس مذکور نے اوکا کچھ رخ نہیں کیا تھا اسوا سیطریاست اوسکی بجالا اور سب تو ر قایم رہی
 اور فوج سرکاری نے کسی طرح کی مضرت اوسکو نہ دی مگر اس کے راوتلا رام سیر قصبہ ریواک میں بحالت بغاوت
 راجائی کا بہر تانہ اگلے روز باؤدی سے سنسکر سرکاری لغرض گوشمالی نامبرہ کے ریواری
 کسٹیف روانہ ہوا لیکن نام گرفتہ اوسی روز بہریت اور بدبہ عا کر مضور کے دہان سے نفور
 ہو گیا اور چہر روز تک قیام فوج کا دہان لغرض انتظام اوو آبادی رعایا کے رہا ساتوین روز
 دہان سے اوسکا کچھ ہو کر موضع جاٹو سانہ ضلع گورگانوہ جو موضع باؤدہ علاقہ چہر ملٹی اتحاد
 ہے مقام ہوا نواب چہر نے رخ فوج کا اپنی ریاست کی طرف دیکھ کر موضع باؤدہ میں نظام
 رسد فوج اور ضیافت افسران کا کیا اور خود ہی بلا فوج بھرا ہی ساتھ ستر سوار فیکے موضع کو
 میں ہو چکا اور اطلاع آئے اپنے کی سنسکر سرکاری میں کی اوسپر درگا پر شاد دکیل کی فوج
 جواب آیا کہ بالفعل غرم داری کلان کا اپنے دہان سے ولس اگر مقام چہر ملاقات ہوگی اور آئی
 مقام میں نہیں نفر سواران ملازم ریاست چہر جو موضع گوریانی میں لغرض انتظام اوس گانوہ
 کے مامور تھے ہشتاہ کسی سازش فاسد کے گرفتار ہو کر فوج سرکاری میں آئے ۱۵ اڈہ اکتوبر

کوچ لشکر کا بجانب قصبہ اداری جو چھپرہ ہی بناصلہ ۱۶ کروہ کے واقعہ ہے ہو گیا اور نواب بحالت
 مایوسی چھپرہ لوٹ آیا اور قصبہ اداری میں بہادر خلیفہ خان رئیس اداری سے بے ہمتیوں کا
 اور اس وقت اور کسی طرح کا مواخذہ اس سے نہیں کیا الا جو سوار نواب چھپرہ کے گرفتار ہو کر
 گئے تھے وہ بضرات کوئی بنا دیتی مارے گئے اور اسی مقام پر سحر ہا فوج صاحب اور کپتان
 پیر صاحب وغیرہ صاحبان جو کمپو ہائسی سے ہو کسی قدر فوج کے علیحدہ ہوئے تھے مقام ہوائی
 سے اگر شامل لشکر اداری ہوئے دفعہ ۱۱۴ء تاریخ اکتوبر ۱۷۵۷ء کو داری سے
 کوچ ہو کر ڈیرہ لشکر سرکاری کا موضع اچھ متصلہ پیر چھپرہ کا اس علاقہ چھپرہ میں ہوا اور صاحب
 فوج کوٹھی اور بانخ علاقہ چھپرہ کا اس میں فرو د ہوئے اور بنظر احتیاط کچھ فوج بھان
 بسر کر دی کپتان سہلی صاحب بہادر واسطے انتظام سرک کا فونڈ کے مقام نامہ علاقہ میں جا
 روانہ ہوئی اور مثنی رام چھپال بہمن ساکن قصبہ چھپرہ نائب داروغہ نوشکھانہ نوابکا جو نواب
 کطیفی و کالتا حاضر باش لشکر تھا بذریعہ مراسلہ صاحب فسر کمان فوج پاس نواب کے
 آیا اور نواب سے عرض کی کہ بدون سلاح صرف جمعیت دس سزہ آدمی کے تشریف لیجئے
 کیونکہ سب شیوکی ملاقات بدون ہتیار کیے ہوئے ہے اس وقت عبد الصمد خان اور ابراہیم
 علی خان نے صلاح دی کہ اب رائے ہماری مقتضی اس بات کی نہیں ہے کہ آپ توقع خیر
 واسطے ملاقات کے جاوین اور کچھ اوسکا ٹرہ نیک اوٹھاوین کیونکہ وہ زمانہ گزر گیا جب
 آپ ہمارا کہا مانا اور شیروں کو تہ اندیش کی رائے پر حکو جانب مسندانہ کیا اور سنا
 اور کار گزار دیلینہ خاک میں ملا دی اب طلبی آپ کی صرف بغرض گرفتاری کے ہے
 کیا معنی اگر واقعہ میں یہ امر ہوتا تو اولاً بمقام بالودہ آپ سے ملاقات ہوتی دم ایک پس نفر
 سواران جو نا کردہ گناہ گویانی سے بکڑے گئے تھے بدون آپ کے ہتھیار کے غارے جاتے

سوم صرف اپنی ملاقات کی واسطے ضرورت آنے جمعیت دس ہزار فوجی کیا تھی لیکن رستمی زندگین
 اب انگریزوں کے وقوع خیر کی رکھنا اور ان کے پاس خیال ملاقات کچھتی کے جانا فضول ہے
 ملکہ بہتر اور مصلحت یہ ہے کہ آپ خود سری اختیار کیجئے اور تعلقات ریاست کو ترک کر کے
 کسی طرف کو چلے چلے اگر کوئی شخص مارج آپ کو گا تو اس سے ہم لڑینگے اور آخر کار جو
 میں لکھا ہے وہ میں آویگا مگر لا جارہی موت مرنا مردوں کا کام نہیں ہے نواب نے ان کا
 کہنا مانا اور پتھیل حکم معہ مشرین رولیں صاحب اور منشی ادا علی اور محمود علی رلم چھپال
 وغیرہ چند اہلکاران کے جو جہک اس میں خدمت افسران فوج کے حاضر ہوئے انہوں نے
 سرسری ملاقات کر کے اس کو نظر بند کر لیا اور خط سرسندس صاحب کشتہ دہلی جو اس کے
 نام تھا اس کے حوالہ کیا اس میں لکھا تھا کہ ایام فدا میں تم سے کچھ نمک حلائی اور خیر خواہی
 سرکار کچھ ظہور میں نہ آئی اس واسطے ریاست مہاری ضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا
 برعکس خیر خواہی کے کچھ بدخواہی ہی تم سے ہوئی نہیں صاحبان کو رٹ مقام دہلی کرینگے
 دفعہ ۱۲۴ جب نواب خط کو پڑھ چکا تو صاحبان فوج نے اس سے کہا کہ آپ حکم بنام جمع
 ملازمان اپنے کے جاری کر دیں کہ ریاست ضبط ہوگئی صحیحی فوج سرکاری جھپر میں پہنچے گی
 جو سبب خزانہ اور مال ریاست اور سلاح جنگ تمہارے پاس ہیں وہ ملازمان سرکار انگریزوں کو
 سپرد کرد و چنانچہ نواب نے مطابق اس کے ایک پروانہ حملہ ملازمان فوج جھپر اور دوسرے قلعہ
 کاؤنڈ کے لکھنیا دفعہ ۱۲۵ جس وقت افواہا خبر گرفتاری نواب کی جھپر میں کچھ نہ بانی
 رہی پہنچی تو عبدالصمد خان خسر نواب کا مضطرب ہوا اور اس سے سب غریز اور اقارب نواب
 اور افسران فوج سے کہا کہ تم لوگ ذرا کمر بستہ باندھو اور میرے ساتھ یہ فوج جو جہک دس
 حلو تو میں سب کا فہم دار ہوتا ہوں کہ نواب کو قید سے زندہ چھوڑا لاؤ گا مگر کہنے اس کا کو

قبول کیا اور چپ پہرات گئی تو فشی امداد علی پروانہ نواب کا لیکر آیا تو اول اہل فوج نے زبانی
 بہت لاف و گداف کیا لیکن آخر کو کل فوج معہ عزیز اور قارب نواب کے رات ہی میں فرا
 ہو گئی اور اہل مشہر ہی سو آجندہ نمود کے سب جا بجا تشریف رکھ کر ہو گئے اور عیدِ ہذا القیاس یگمات
 نواب ہی سو ہی کافیہ یگم و خضر عبدالصمد خان کے قلعہ سے باہر نکل گئیں لیکن جب منشی
 امداد علی کو یہ خبر پہونچی تو او سے بجز اغرار محل اور نواب محل کے جو دستیاب ہنیں ہوئیں
 اور سب یگمات کو دلاٹ کر داخل مخلونکے کیا اور دروازہ وں پر باہر قفل شدہ دفعہ ۱۱
 اہلار دین اکو بر شمع کو صبح کی وقت فوج طفر موج چوہک اس کی طرف سے موافقت
 کے چھپرین داخل ہوئی تو او وقت ششیان بخش حسین کرنیل ملین حسینی اور جو اسنگہ حوالہ
 مہر و داروغہ یگمین و بخت سنگہ صوبہ دار و حسونت سنگہ محمد ار جو واسطے سپردگی
 سلاح و میگزین وغیرہ کے بریٹ ملین پر موجود تھے بضر بات گولیوں بندوں کے مارے گئے
 اور گار د سواران و سپاہیان گورہ بیر و بخت و دروازہ ہای و نواح چہانی پر ہر چہاں
 طرف تلباش و انتظام کسان مسلح و امن و حفاظت رعایا از دست برد فوج ہمتین ہوئے
 چنانچہ منور خان کو توان چھپر و رام بخش محمد ار تہا نہ چھپر اور دو جو کیدار اور بنالو اول
 کے غالباً مسلح ہو نیکے سبب سے مارے گئے اور دولاشین کشتوں کی گدھی دروازہ کے باہر
 مقفل جاہ کرم خان والہ کے اور دولاشین قلعہ کے نیچے پڑی ہوئی دیکھی گئیں اور علی
 ہذا القیاس کپتان سہلی صاحب جو معہ اپنی فوج کے مارے سے چھپر کو آئے تو اثناء راہ میں
 برسر سرک جو آدمی کا نوڈ کو جاتے ہوئے اوہنیں ملے اوں میں اکثر آدمی مارے گئے
 اور یقین ہے کہ تعداد کشتگان اثناء راہ کی سو تک پہونچ گئی ہوگی الغرض دیرہ فوج
 بریٹ چہاونی نواب پر بضر ہوا اور شام کی وقت نواب کو سواری ہالکی بہر اسی چاہی نہ کھٹ صاحب

وغیرہ صاحبان اور جمعیت کافی فوج معہ منشی امداد علی و میاں جی صنیاء الدین میر بہادر علی مرزا
 ملکداران خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش خدائش
 کپتان ہارسن صاحب معہ کچھ فوج کے بغیر من تصرف قلعہ کا ٹونڈ کے روانہ ہوئے کہ اوہوں نے
 وہاں جا کر قبضہ اپنا قلعہ کا ٹونڈ پر معہ توپخانہ و میگیزین و خزانہ کے جس میں تخمیناً نو لاکھ روپیہ کا
 کر لیا دفعہ ۴۱۵ جب کرنیل ڈک لارنس صاحب انسر کمان فوج فریڈیکا کہ کل شہر خائے
 بڑا اچھے اور کارخانہ نواب کا بھی پیادوں موجودگی ملازمان سابق کے نہیں لگتا تو صاحب
 موصوف نے منادی کرا دی کہ سب رعیت بدستور آباد ہو جاوے ملکہ چند گسان موجودہ کے
 معرفت اکثر رعایا کو جو دیہات فوادی میں چلی گئی تھی بلا بلا کر باطنیان تمام آباد کرایا اور
 واسطے انتظام شہر میں کو تو ال مقرر کر دیا اور ایک شہنشاہ سعادتی بندرہ روز بدھ بمقام
 کیا کہ سو اہل فوج کے حسب قدر اہل کار اور کارخانہ دار ریاست جھپڑ کے میں ہب حاضر ہو دیں
 ورنہ قصور و ارتکاب ہونگے چنانچہ ملازمان نواب بھی آنے لگے اور ہر چند کہ کرنیل ڈک لارنس صاحب
 نے براہ رحم دلی اور رعایا پر درمی کے جھپڑ کے لوگوں کی حفاظت میں کوشش فرمائی مگر فوج لالہ
 حتمی المقدور قابو پا کر دست بردی مال اور اسباب رعایا سے کوتاہی نہیں کی دفعہ ۴۱۶
 کرنیل ڈک لارنس صاحب بہادر جانب سرکار بنامرد عہدہ پولیس کل اجنت کے منتظم ریاست
 مضبوط جھپڑ کے مقرر ہوئے اور اوہوں نے انتظام علاقہ کا کرنا شروع کیا چنانچہ منشی
 ہر جیون لعل قوم کا تہہ جو پہلی ضلع گوڑ گاؤہ میں سرشتہ دار فوجدار می تھا سرشتہ دار صاحب
 کلکٹر و جسٹس ضلع مذکور سے مانگ کر مشاہرہ سو روپیہ مامواری سرشتہ دار مقرر کیا
 اور میں ابتدا میں ۲۲ اکتوبر ۱۸۵۷ء بمجلہ امیدواران حاضرین بعد دریافت حال ضلع
 و کارگزاری سابقہ بہر فی تحصیلداران و تہانہ داران معہ محرران ماتحت و محلہ صدر شروع ہوئی

اور تمام خزانہ اور حساب ادا گرفت باقیات اور پچھلا دقرر میں کا پیر دیوان بہال چند تھا
 وافر فوج جموں کے کیا گیا اور کام شہید سلسلہ وار انصرام ہوئے لگا دفعہ ۲۱۷
 ہر ماہ نو ابر ۱۲۵۰ء کو کرنل ڈک لارنس صاحب بہادر پولیسکل اجٹ حسب الحکم سرکار
 تشریف فرما داری ہوئی اور دھان جا کر اوس ریاست کو بھی ضبط کیا اور بہادر جنگیان
 رئیس کو معہ فتح جنگ خان بیٹے اوسکے کے نظر بند کر کے روانہ دہلی کیا اور باقی دھان
 اوسکے کو بہادر گڑھ میں بھیج دیا اور جو کہ مسمی گامان ساکن داری بایام سستی ڈاکشی
 مگر انگریزی متعینہ داری کو لضرب شمشیر مار ڈالا تھا اوسو سیٹے اوسکو خاص موقع پر بھیجی
 دیا اور حکم دیا کہ بندرہ ورتک لغش اوسکی اسی طرح آویران ہی اور بوجہ ضبطی ریاست
 بہادر جنگیان کے برگتات داری اور بہادر گڑھ ہی شامل ضلع کیے ہو گئے اور بندرہ
 تقرر تحصیلات اور تہا نجات ضلع جھیر کا حسب تفصیل ذیل عمل میں آیا :-

مقامات جن میں پورا عملہ تحصیل اور	مقامات جن میں پچاس پچاس روپیہ کے پیشکار معہ
سختانہ کا مقرر ہوا جھیر بادل	عملہ ضروری واسطے انصرام کا تحصیل اور اہالیان
	تہا نہ بدستور مقرر ہوئے
داری کا نوٹڈ کارنول	بہوانہ کانٹی بادل بہادر گڑھ

اور علاقہ تحصیل جھیر میں سو ای مقام خاص جھیر کے موضع سالہا واس میں ہی تہا نہ
 پولس کل مقرر ہوا اور کپتان ڈوائر صاحب بہادر اسسٹنٹ پولیسکل اجٹ کے مقرر ہو کر
 مقام کارنول کے تعینات ہوئے اور اسی موقع پر انتظام تقرر ڈاک خانات مقامات جھیر
 اور داری اور کارنول اور نارنول کا شن سابق کے ہو گیا دفعہ ۲۱۸ ماہ نو ابر
 ۱۲۵۰ء کے اوایل میں عبدالصمد خان خسر نواب کا جو حکام ورو د شکر سرکار کے جھیر
 سے فرار ہو گیا تہا باغیان نہریت خوردہ دہلی میں سے ایک جمعیت شائستہ فلاحیہ کے

بمقام نرنول یا اور تہانہ تحصیل سرکاری کو اوہا کر قبضہ اپنا قصہ کو رپر کر لیا اور سراج
 نرنول پر مورچہ قائم کر کے دارو گیر اپنی شروع کی اور لوگوں میں سے مصادرہ اوہر مالگاری
 تحصیل کرنے لگا جب نرنول میں پہنچی تو فکر استقبال اسیکے کا درپیش ہوا چنانچہ آخر کا
 فوج سرکاری کچھ تو جہر اور کا نوٹڈ سے اور کچھ دہلی سے روانہ ہوئی جب لشکر سرکاری اوہر
 اوس می کے جو وسط قلعہ کا نوٹڈ اور نرنول کے واقعہ میں پہنچی تو طلانیہ باغیان نے
 نہایت جلد کے ساتھ عبد الصمد خان کو آمد فوج قاہرہ سرکاری سے اطلاع کی اور جمعیت طلانیہ
 میں کچھ سوار لوگ بیدار ہوئے جنہوں نے آرمین کھڑے ہو کر لشکر سرکاری میں بند و قین پھوسے
 لگے اوس وقت فوج سرکاری کچھ حرکت عملی کے ساتھ فی الجملہ رک گئی تب سواران کو رپارڈ
 طرف روانہ ہوئے اور سواران سرکاری نے اونکا تعاقب کیا جس وقت سواران منصفہ پہنچے
 ہوئے زیر ہزاری جہیل کے جو نرنول سے لپٹ کر بفاصلہ تین کوں میں پہنچے وہ سواران
 ایکے وہ سواران باغی کا اور کھڑا ہوا تھا اونکی پشتی دیکھ کر یہ سواران مفرد رہ گئے
 اور سہوئے اتفاق کر کے سواران سرکاری کے لڑنا شروع کیا اور تھوڑی دیر باہم خوب
 شمشیر زنی ہوئی اور طرفین سے بہت آدمی کشتہ اور جہتہ ہوئے اس عرصہ میں فوج سرکاری
 جو پیچھے آتی تھی پہنچ گئی تب منصفہ لوگ خالی ہو کر عقب ہٹ گئی اور بھاگ گئے اور بفاصلہ
 دو کوں کے جوئے موضع نصیر پور پہنچے کہا یا تھوڑی دیر بعد فوج سرکاری اونکے پیچھے
 سیدھے رہتہ ٹرک کے روانہ ہو کر متصل موضع نصیر پور کے پہنچی اور بہانہ جرنیوں نے
 ٹرک کی اوہر ایک ٹہیہ کی آرمین چار ضرب توپ لگا رکھی تھیں سو طرفین میں اولہ
 گولہ اندازی انواب کے ہو کر نوبت بہ تلوار و سنگین پہنچ گئی اور کچھ عرصہ تک خوب آتش
 جدال و قتال کی مشغلہ رہی اور طرفین نے آدمی بہت کثرت سے مار گئے اور آخر کا

قد نصیر

دشمن بن ہوئے اور بہادران لکڑاگر نیری نے ہی اونکا پیچھا چھوڑا تاں لعل لعل
 چلے گئے جسوقت متصل نارنول کے باغ خیار پہنچے تو وہاں باغیوں نے نہایت مضبوطی
 اور انتظام کے ساتھ تو بخانہ چار کھاتھا اور کل جمعیت ہی اونکی دین ہی وہاں ہی پہلے
 لڑائی گولہ اور گراںب تو اپا و ربار بنا دیتی کی رہی پہر باہم نوبت دست و گریبان کی
 پہنچ گئی اور جانبین میں نہایت درجہ کی خونریزی اور زد و کشت ہوا اور ایک قتل
 بازار موت کا گرم رہا فقیں سے کسی نے موند نہ موزا حصو صا باغی لوگوں نے استقلال
 اور ثابت قدمی زیادہ کی اور سنوزد و نوطرف سے داد و تحاشت اور مردانگی کے دیئے جاتے
 تھے کہ ناگاہ فوج ناگہ ہی راج جے پور نے جو بظاہر رفیق باغیان اور بیاطن دگا رسکا
 تھے پیچھے سے باغیوں پر گولہ باندوق اور جزائر کی سرکرتی شروع کر دیں تب لاجا
 وی لوگ مجبور ہوئے اور گولہ کچھ عرصہ تک نا گون سے ہی مقابلہ کیا لیکن آخر کار ان
 اونکے اوکھڑ گئے اور سوکے ہاگئے گئے اور کچھ چارہ نہ بکھ کر و بفرار رہا اور فتح اور نصرت
 نصیب لبای دولت سرکار انگریزی کے ہوئی لیکن اس لڑائی میں فوج سرکاری کا زین
 زیادہ ہوا اور پھر پیر علی صاحب خیرہ کئی صاحب خمی ہوئے اور کرنل جواد صاحب معرکہ
 جنگ میں داد و تحاشت اور تہوری کی دیکر جان ہی مار گئے بعد فتح نارنول کے امین مان
 ہو گیا اور عایای قصبہ جو بسبب سختی عبد الصمد خان اور دیشی سنگامہ جنگ کے فرار ہو گئی تھی
 اون سب کو کرنل ڈک لائن حصہ لینے والا سادیکر بدستور آباد کر دیا اور تہانہ اور تحصیل کا
 قائم کر کے چھپرہ کو واپس چلے گئے دفعہ ۹۱۱م خسروزی سے نواب عبد الرحمان خان گنڈا
 ہو کر دہلی گیا تھا اسی روز سے وہاں تحقیقات اعمال اوکے کی شروع ہو گئی تھی دو مہینے
 سے زیادہ تک مقدمہ اسکا دائر رہا آخر کار یہ تجویز صاحبان کورٹ جرم بغاوت اور بغاوت

سرکار کا نسبت اوسکی ثابت ہوا اسی صاحبان کو رٹ نے اولا اوسکے چاروں ملک کو
 چھپرے ملا کر اوس سے ملاقات کرائے اور پھر ۱۲ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۵۵ء کو حکم
 سنایا گیا کہ تم کل بروز چار شنبہ چار بجے دیکے بھانسی پاؤ گے اگر کوئی آر تو رکھتے ہو
 تو بیان کرو نواب حکم شکر خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا اور اگلے روز غسل کیا اور باز
 نو دو حقہ خورات کو اوسکے ملازمن نے چاندنی لٹہ کی پہاڑ کر سی دیئے تھے پہنے اور کچھ
 اشرافیان جو سب جازت حکام واسطے خرچے اوسکے پاس تھیں وہ اپنے معرفت اپنے سقہ کے
 قید خانہ کے دیگر قیدیان اور اپنے ملازمان کو تقسیم کین اور کچھ کچھ وصیت نسبت تربت
 اپنی اولاد کے اپنے اہلکاروں کو کرتا رہا اسی عرصہ میں وقت موعود ہوا گیا ایک صاحب معہ
 جمعیت ضروری آئے اور اوسکو کراچی میں سوار کر کے کوٹوالی شہر میں لے گئے اور ہاں
 دو گھنٹی نہ بھے اوسنے پہانسی پائی اور لاش اوسکی کسی گڈھے میں بکوادی گئی +
 دفعہ ۲۴ بعد بھانسی نے نواب کے ضبطی مال اور سباب خانگی اوسکے کی ہونے
 لگی اور اتھام تلاشی محلہ نکا کپتان مکار صاحب کرنے لگے اور بعضی روز کرنیل کلاٹر صاحب
 خود اپنے روڑ بھی تلاشی کراتے تھے اور جو کچھ زرور یور و اتمشہ و اقسام جوہرات وغیرہ یہ
 برآمد ہوا سب ضبط ہوا اور یقین ہو کہ اندازا ایک کروڑ روپیہ کا مال و اثاثہ ضبطی میں آیا ہوگا
 اور منجملہ اوسکے جو اثاثہ پیش قیمت تھیں وہ دہلی بھیجی گئیں اور باقی اسباب سب برہی کپتان
 باؤم صاحب کے نیلام ہوا اور بعد تلاشی مال اسباب کے جو ایک ہفتہ تک برابر یہ جلے حوال
 و اطفال نواب کو محلہ پاپہ واقعہ قلعہ سینے خارج کر کے مکانات پرانی چھاؤنی میں بھیجا
 اور وقت نقل مکان کے سبکدات کی جامہ تلاشی ہی معرفت کئی میمن کے لی گئے دفعہ ۲۵
 جس روز چھپرہ میں عملداری سرکار انگریزی کی قائم ہوئی اوسی روز سے تحقیقات

باغی لوگوں کی باختیارات اپل کشنری و بر و صاحب پولیسکل اجنٹ بشکرت اور و صاحب
 موتی رہی اور بر شوٹ بنات ہوا اوہنے سرے موت بائی اور شہد اع تک فو طریقہ جان
 گئی کا یہ ہی رہا کہ مجرم کو سامنے کھڑا کر کے بندوق کی گولی سے مار دیتے تھے اور بعد اویکے
 عمل پہانسی کا جاری ہوا دفعہ ۴۲۲ فزوری شہد ع من دیوان نہال چند کو
 فوج جموں کے بعد عطای سارٹھکٹ حسن کارگذاری اور خوشنودی مزاج کے حضرت ہوئے
 اور دیوان موصوف نے بعد تقسیم تخواہ دو ماہہ باقی ماندہ ملازمان اہل قلم و شاگرد پیشہ
 نواب کے حبلہ حساب صول باقی قرضہ دادنی و گرفتنی عہد نواب کا اہلکاران دفتر سرکاری
 سوٹ یا اور منشی پر ہو دیال شہدہ دار و رام بخش نائب شہدہ دار اہلکاران سابق کو
 جلتے وقت بحضور صاحب پولیسکل اجنٹ بہادر کے واقف کا سمجھ کر بنا بر الضرام کام قیام
 کے پیش کیا چنانچہ تقرری اوکی عمل میں آکر کارروائی اکیال و ادایہ قرضہ ریاست جھیر
 و دادری شہدہ ضلع میں باہتمام ان و نو شخصوں کے ہوتی رہی آخر کار ۱۶ ماہ مارچ
 ۱۸۵۶ء کو کرنل ڈک لارنس صاحب بھادر پولیسکل اجنٹ ضلع جھیر سے تبدیل ہو کر
 اپنے عہدہ ضلعی مٹری سکرٹری چیف کشنری پنجا کے لاہور کو تشریف لے گئے اور کل
 کام ضلع کا تفویض کپتان ڈو ایر صاحب اسٹنٹ پولیسکل اجنٹ کے کر گئے ذکر
 کا رہ فرمائی مسترحان اسکاٹ کیمیل صاحب بھادر دفعہ ۴۳
 ۱۸ مارچ شہدہ اع تک کپتان ڈو ایر صاحب کل کام ضلع کا کرتے رہے بعد ازاں شہدہ
 کیمیل صاحب بھادر ضلع ریٹک سے تبدیل ہو کر رونق افروز ضلع جھیر کے ہوئے اور برس و
 تک حکومت ضلع کی کرتے رہے اور جو امور قابل یادداشت اوہکے عہدہ میں واقع ہوئے
 شرح اوہکی آئندہ کیجاتی ہر دفعہ ۴۴ جو پہلے واسطے دفتر کے مکان جو محلہ واصلہ

اور سکونت کا مقام کو واسطے کوٹھی اور نوگھر واقع پنج جہان آرا کا تجویز ہو گیا تھا اور مین صاحب
 موصوف نے یہ اصلاح کی کہ کوٹھی کلان نواب فیض علی خان الی منقلد قلعہ واسطے بچھری
 اور دفتر کے تعین فرمائی اور اسکی مسدیروں پر چار دیواری اونچی کر کے رخنہ مور چونکے
 اوس میں بنوادیے اور اس کے گوشہ مشرق اور شمال میں جو ایک مکان بطور رہائش تھا
 اسکی درستی کر کے وہاں جگہ خزانہ کی مقرر کی اور حبقدر کو اغذ دفتر عہد رئیس کے بچھے
 تھے اور حاجی مستشار و متفرق پڑے ہوئے تھے انکو فراہم کر کے مرتب کرایا اور حفاظت
 شامل دفتر سرکاری رکھا اور جس دفتر سرکیل صاحب ضلع جھیر میں تشریف لائے تھے اسی
 راس پر تاج سنگ صاحب ہی بھند کسٹ اسسٹنٹی مقرر ہو کر آئے اور انہوں نے سو ایک کام
 ضلع کے تحقیقات معافیات و جاگیرات و نزول کی فرمائی اور بعد اتمام اوس کام کے سلسلہ
 بند و لب جاری کیا دفعہ ۲۳۵ پہلے یہ جو انتظام ضلع جھیر کا بطور حکومت فوجی
 اور اس کے حاکم کو بولسکل اجٹ بولتے تھے سو یہ امر موقوف ہو کر ضلع مذکور شامل گورنمنٹ
 پنجاب کے ہو گیا اور حاکم اوس کا بلقب ہی کشن کے لقب ہو کر مانت کشنری حضار کا
 سمجھا گیا اور حملہ کار و باغدارالت کے مثل دیگر اضلاع سرکاری کے ہونے لگے دفعہ
 ۲۳۶ از انجا کہ حملہ اتواپ اور میگنرین نواب کی نسبت حکم بھیجے جانے دہلی کا تھا اس واسطے
 ۲۷ اپریل ۱۸۵۷ء کو وقت ان کے دیکے مزدور لوگ مکان میگنرین سے گولہ اور باروت
 وغیرہ کوٹھوں کے اندر سے نکال کر باہر لاتے تھے کہ دفعتاً ایک گولہ ہاتھ کیسے مزدور سے
 چوٹ کر دوسرے گولہ مجملہ باروت پر گر کر آگ لگ گیا اور اوس سے خام میگنرین میں آتش
 برپا ہو گئی اور دیوار اور کمری وغیرہ مکان میگنرین کی اوڑھ کر باہر قلعہ سے جا پڑیں اور
 قریب سو نفر مزدور کے جو اوس مکان میں میگنرین اوٹھارے تھے ان میں سے تیرہ یا اٹھارہ

آدمی معہ چند اسنگہ نائب فہدار کے صدر باروت سے اور کر اور مکان کے نیچے ذب کر ملاک
 ہو گئے اور فریٹنگ پل آرمیون کے زخمی ہوئے اور اس قدر آواز ہوئی کہ تمام کو بھی کچھری کی
 لرزگی اور آسمان ہی گولہ باری ہو گئی حکام اور اہلکاران موجودہ کو بھی کچھری کیے حال
 بہت ناک ہو گئی اور سردست یہ نہ سمجھ سکے کہ کیا بلاناگہانی پیش آئی اور ایک گنہگار کے
 بعد یہ آفت دفع ہوئی مگر بڑی خیر گزری کہ برابر کے دیگر مکانات میں جو میگزین بہرہ لو تھا
 ان تک آگ سے کچھ سیس پین ہو چکا ورنہ تمام شہر اور چھاؤنی میں تہلکہ مچ جاتا شام کو فوج
 جو بعض زخمی ملے ان کا معالجہ ہسپتال میں شروع ہو گیا اور سقہ ہا شہر کو فوج میں آسانی
 کے انعام ملا اور عہدہ جو بیوہ اور وارثان ان خاص دہ کے دستیاب ہوئے ان کو بطور گوارہ
 کشت انعام یا گیا دفعہ ۴۴۷ حسب وقت زر بقایا مالگہ اری برگتہ وادری بارگتہ
 فصلی کے وصول ہوا تو اس میں اولاً قریب ایک لاکھ روپیہ در وجہ تنخواہ تین سال الٹیہ
 از زمان رئیس برگتہ مذکور کی تقسیم ہوئی اور بعد ازاں زر بقیہ میں سے چند بڑی بڑی
 زمین قرضہ کی بھی ادا ہوئی اور مئی ۱۸۷۸ء میں برگتہ بہادر گڑھ بمطابق مناسبت موقع
 تامل ضلع رتھک کے ہوا اور اسی میں بندوبست تعین محصول برٹ ٹنک موضع سلاٹ
 اور زاہد پور وغیرہ دس سرونکا معرفت متر مرفی صاحب کلکٹر برٹ دہلی کے عمل میں آیا
 اور انہیں ایام میں قلعہ چھاؤنی چیمبر سرنگ لگا کے باروت سے بالکل اوڑا گیا اور جو کچھ
 سرنگ سے باقی رہا وہ جا بجایا دیا گیا دفعہ ۸۷۸ ماہ اگست ۱۸۷۸ء میں
 برگتہ مارنول کا مہاراجہ صاحب بیالہ اور برگتہ کانٹی اور بادل مہاراجہ صاحب ناہہ
 اور برگتہ وادری مہاراجہ صاحب عینہ کو جلدی خیر خواہی اور کارگزاری ایام دہلی
 بطور جاگیر سرکار سے دیا گیا اور ضلع چیمبر میں صرف چیمبر اور بادلی اوکلونڈ اور بدوٹ

چار برگتہ باقی ہے اس واسطے اس وقت کچھ تخفیف ملا زمان سرکاری کی ہی ہوئی اور نہ جمع
 سرسری برگتہ باقی ماندہ کی لحاظ رقبہ اور واسطہ وصول چھالہ ہا گدشتہ کی نسبت
 جمع عہد میں مغزول کی فی اکلہ نری کے ساتھ تجویز ہوئی دفعہ ۲۹ بعد الفضل
 مقدمہ بغاوت نواب عبد الرحمن خان میں جھپڑ اور بہا جنگ خان میں ادوی بہادر گدہ جوہن
 از ضبطی بابت کے جلا وطن ہو کر تقرر ایکہزار و پینسٹن ماہواری کے لاہور میں سکونت پذیر
 کیا گیا تھا تحقیقات اعمال افعال لواحقان و متعلقان اونکے کی عمل میں آئی تو نسبت
 ابراہیم علی خان لد عبد الرسول خان نواسہ مرست خان بن مصطفیٰ خان کی جنگ کرنا مقام
 دہلی میں مقابلہ کرانگریزوں ثابت ہوا اس واسطے اوہیں پھانسی پائی اور نواب صاحب خان
 ولد خواجہ محمد خان اور عبد الصمد خان عرف کلو خان ولد عبد الہی خان اور سید محمد خان
 و ملک محمد خان بہران سردار خان و محمد یوسف خان نواسہ عثمان خان سجدیان نواب
 عبد الرحمن خان جو قدیم یہ سہارنپور میں رہتے تھے اور آمدنی ریاست جھپڑ سے ملتا
 ہزار روپیہ سال پاتے تھے سونیک چلنی اونکی ایام مفسدہ میں پائی گئی ملکہ محمد شاہ خان
 اپنی ذات میں مقام ہوڈل بلول عیسیٰ ستر باروی صاحب بہادر وغیرہ صاحبان خیر خواہ
 سرکار مصروف رہا اس واسطے منجملہ زمینیں معینہ کے تنخواہ سواران رسالہ جو اونکی طرف سے
 خدمت کٹر میں حاضر رہا کرتے تھے وضع ہو کر بالنسب و بیہ ماہواری محمد شاہ خان اور
 ہزار روپیہ ماہواری اور اونکی زمین مقرر ہوئی اور کسی طرح کی مزاحمت اون سے نہیں ہوئی
 اور باقی لواحق نواب کے جو جھپڑ میں تھے اون سے زمانہ عذر میں نہ کچھ خیر خواہی ہوئی
 اور نہ بدخواہی اس واسطے بقدر گذارہ نہیں تو اونکی مقرر ہوئی مگر اونکی نسبت یہ بھی تجویز
 ہوئی کہ کل مراد عورت جو اولاد زمینہ رکھتی ہیں جھپڑ سے خارج ہو کر لدیانہ میں

اور باقی عورات پانی پت میں سکونت اختیار کرین چنانچہ مطابق اونیکے زینت محل زوجہ
 نواب فیض علیخان اور شوکت محل اور اشرف محل اور نزاکت محل اور سرت محل و جگان
 نواب عبدالرحمن خان کی مقام پانی پت اور سب مقام لدیانہ رہتی ہیں اور تفصیل مقادیر
 پیشین اونیکے کی جو بتاریخ چھبہ می ششاع منظور ہوئی ذیل میں لکھی جاتی ہیں
 تفصیل پیشین مامواری بیگمات نواب عبدالرحمن خان **والدہ**
 کافیہ بیگم عرفہ انور محل ممتاز محل نزاکت محل سرفراز محل نور محل عشرت محل
 امتیاز محل شوکت محل اشرف محل قزح محل سرت محل راحت محل گوہر کینز
 تفصیل پیشین مامواری اولاد نواب عبدالرحمن خان **اموال**
 سرفراز علی خان نور علیخان عشرت علی خان حلیل الرحمن خان پیاری بیگم دختر
 شوکت محل جہانگیر بیگم دختر گوہر کریم النساء حسن جہان بیگم و محرم النساء دختران
 اشرف محل محفوظ النساء دختر اشرف محل کبیر النساء دختر راحت محل نور جہان دختر
 سرت محل تفصیل پیشین مامواری ازواج نواب فیض علی خان **والدہ**
 نواب عبدالرحمن خان مبارک محل زینت محل عیش محل جواہر النساء
 والدہ نواب عبدالرحمن خان تفصیل پیشین مامواری علاقہ داران
 نواب عبدالرحمن خان علاوہ **الحاصل** روپیہ مامواری اون لوگوں کے
 جو سہارنپور میں سکونت رکھتی ہیں **الذیل** حیدر علیخان و خادم علیخان پسران
 عمر خان و امام خان و لد خضر خان و کلو خان و نواسہ خضر خان حصہ مساوی +
 محمد علیخان نیاز محمد خان وزیر علیخان پسران شمشیر خان + **نقطہ علیخان** خلف

حسن علیخان + علی محمد خان فیض الحسن خان اخلاف فیض محمد خان محبہ مساویہ
 رحمت علیخان خلف نواب فیض محمد خان یعقوب علیخان و یوسف علیخان و انس علیخان
 و دلاور علیخان و نریا بیگم اولاد نواب فیض علیخان عمار پیاری بیگم دختر نواب
 فیض محمد خان سرفراز علیخان احمد علیخان پسران محفوظ علیخان + امرا و بیگم دختر
 فیض علیخان از لطن کہ محل حسن جہان بیگم دختر فیض علیخان از لطن عیش محل ضیکہ
 کل مبلغ چار ہزار پانسو پانوں روپیہ نشین حیات ان لوگوں کی مقرر ہوئی اور
 سبجہ اونیکے حسب قدر لڑکیاں ناکتہ دامن اونکی نشین صرف تانہوئے شادی تجویز ہوئی
 اور بروقت شادی یہ بات قرار پائی کہ ایک ہزار روپیہ صرف مصارف شادیکا
 دیگر نشین مسدود کر دی جائی اور جواز واج بہادر جنگ خان رئیس ادری اور
 بہادر گڈہ کی ہتین اونیکے واسطے کچھ روک ٹوک ہین ہوئی اون میں سے جسکا
 جی جاہادہ بہادر گڈہ میں رہے اور جسکا جی جاہادہ لاہور میں اپنے خاندان کے پاس
 چلے گئے ذکر حکومت کپتان جان فنڈل صاحب بھادور
 ڈپٹی کمشنر دفعہ ۳۴۴ مارچ اپریل ۱۸۵۹ء کو ستر کھل صاحب ضلع
 جھیر سنی ہو کر بعد سر دگی کام کپتان ڈوئر صاحب اسٹنٹ کٹری کے اکہ اباد کو چلے
 گئے اور کپتان ڈوئر صاحب نے تا آخر اپریل بطور قائم مقام کے کار فرمائی حکومت
 ضلع کی کی یکم مئی ۱۸۵۹ء کو کپتان جان فنڈل صاحب بہادر ضلع لکھنؤ سے
 تبدیل ہو کر اوپر عہدہ ڈپٹی کمشنری ضلع جھیر کے تشریف لائے اور اوہوں نے
 کار انتظام ضلع پر تسلط ہو کر سو کار معمولی کے ایک بہ نئی بات نکالی کہ ہر ایک
 ہفتہ میں تین روز واسطے بارعام کے مقرر کیے کہ اون ایام میں سات بجے سے

نو بجے صبح تک ہر ایک شخص کو اجازت تھی کہ سواتنہ کرہ مقدمات مرجوعہ اور جو کچھ اوسکا
 جی چاہے بے تکلف اویسے اگر عرض کرے چنانچہ اوس جلسہ میں لبرداران قصبہ رئیسین جمہر
 اور دیگر دیہات کی مخلصانہ بطبع باریاب ہو کر حسبِ خواہ اپنے اوسنی گفتگو کیا کرتے تھے اور
 صاحب موصوف بھی اون امور پر جو مفید عام یا خاص ہو کریتے تھے لحاظ فرماتے تھے
 دفعہ ۳۴ مکتان فذل صاحب فی اپنی عہد حکومت میں حوالی شہر اور اندرون بازار
 شہر کے سرکھائی تختہ طیار کر ائیں اور واسطے صفائی اور سہولت اخراج پانی کی دونوں
 جانب بازار میں نالیان تختہ بنوا دیں اور بواہید تقسیم الحانی زمینداران پر گنتہ کا نوڈی
 اکثر دیہات کی جمع سرسری پر گنتہ مذکور میں تخفیف دی دفعہ ۳۵ غالباً ماہ مارچ
 ۱۸۵۷ء میں عہد الصمد خان فی بار دوم نواح نارنول میں قصبہ پاٹن تک اگر سرسبور
 اوٹیا تہا کہ اوسکے دفعہ کے واسطے فوج سرکاری متعینہ قلعہ کانوڈ اور افواج مہلا
 بیٹا چلو ریزہ ہوئی اور دخل اوسکا نواح مذکور میں ہونے لگا چار نامبروہ بس باسوگر
 رحبان کی طرف چلا گیا اور وہاں جا کر چند روز لوٹ کھسوٹ کرتا رہا مگر آخر کار
 اوس طرف سے فوج سرکاری اور راجاواٹیا نے اوسکو دبا لیا اور سرکاری ہی کشتیاں
 اس امر کا ہو گیا تہا کہ جس شخص نے ایام بے سیاستی میں کسی رعایا انگریزی کو دل سے
 قتل کیا ہوگا اور وہ ترک بجاوت کر کے سرکار میں حاضر ہو جائے گا تو قصور اوسکا معاف
 کیا جائیگا اور اگر وہ شخص سرغنہ اور سردار ہوگا تو جان بخشی تو اوسکی ہوگی لیکن وہ تحقیقات
 اور عود دیگر سزا سے بری نہ ہوگا سوا اگرچہ ہم امر مشکوک تہا کہ آیا نامبروہ سرغنوں میں دخل
 ہی یا نہیں الا اویسے مجبور اور نرغہ ہو کر اپنی تین مہاراج بکانیر کے حوالہ کیا اور اونیون
 اوسکی بہت سفارش اور شفاعت کی اور اور لوگ بھی اوسکے ساعی ہوئے لا محالہ اوسکی

سفارش میں گورنٹ کو ایک پورٹ خاص ہوئی جب اسکا مقصود اس شرط پر تھا
 ہوا کہ وہ اپنی گھر اگر قیام کرے چنانچہ محاراج میکانیر نے اسکو مقام سنور علاقہ منھاراج
 بیلاہ وطن اسکی میں پہنچا دیا کہ وہاں نامبروہ ڈیڈہ سال تک بلا خلش رہتا رہا
 آخر بتاریخ سوم ربیع الاول ۱۲۸۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۶۳ء اپنی قصاصیہ مرگیا دفعہ ۴۳
 از بسکہ قدیم سے ہندوستان میں یہ رسم جاری تھی کہ شادی اور عمی میں ہر کس نکاح
 مصارف زیادہ کیا کرتا تھا اور سہات کو اپنی اقران اور امثال میں موجب فخر اور نیکی
 سمجھتا تھا حالانکہ اس میں انکی بڑی قباحت تھی کہ جو لوگ مفلس اور تنگ دست تھے
 وہ بھی خواہ مخواہ برادری میں اپنی ناموری اور سرخروئی کے واسطے قرض کر کے یا جائیداد
 کو بیکراپی تو نگر اور مالدار بہائیوں کے برابر صرف کرتے تھے اور نتیجہ اسکا یہ ہوتا تھا کہ آخر
 زیر باری اور قرضداری کے سب سے خراب اور خستہ ہو جاتے تھے اسواسطے ماہ جولائی
 ۱۸۵۹ء میں سرکار نے براہ شفقت مرہانہ یہ بات تجویز کی کہ لوگوں کو فضول خرچی اور
 اصراف بجا سے بطور ستورہ فہائش کے باز رکھا جائے اور ہر ایک قوم اور فرقہ میں حسب
 راسی مردم دانا اور عقلائیے اس قوم اور فرقہ کے مصارف شادی اور عمی کے واسطے
 ایک تعداد مناسب مقرر کیجیادے کہ اس حد سے کوئی دولت مند اور متمول تجاوز نہ کرے
 تاکہ ناانہی حال بچارہ غریب اور نادار لوگ اسکی برابری کی حرص میں اپنے مقصد کو
 زیادہ صرف کر کے باعث اپنی خرابی اور تباہی کے نہ ہوں چنانچہ مطابق اسکی تجویز
 سرکار کے حلقہ تحصیلوں میں سرخنہ اور دالٹنڈ ہر ایک قوم کے بطور بچایت جمع ہوئے اور
 انہوں نے موافق فہائش تحصیلداروں کے باہم صلاح کر کے تعداد بچایت و اچھی واسطے
 مصارف شادی اور عمی کے مقرر کر لین اور پھر روبرو صاحبان دہلی کٹنر بہادر کے

جا کر حد و مقررہ کو تصدیق کر دیا سو اس انتظام میں رعایا میں ضلع چیمبر نے جو حد و خرچ
شادی و غمی کے قایم کی تھیں ان کو تین درجہ تہی اعلیٰ اوسط ادنیٰ پس اگر اس موقع پر
کیفیت اسکی مفصل درج کیجاتی تو ایک گونہ طوالت نامرغوب ہو جاتی اسو ایسے جو تاد
مصارف اعلیٰ کی سر ایک قوم اور فرقہ ضلع چیمبر میں مقرر ہوئی تھی اسکو بموجب نقشہ
ذیل کے درج کیا جاتا ہے خلاصہ تین حد و مصارف شادی و غمی رعایا ضلع چیمبر جو اہر
ماہ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو سرخون اور کھیا لوگوں کی طرف سے رو بروی و قتل صاحب ڈپٹی کمشنر
تصدیق ہوئیں

اہل ہنود

نام قوم	مصارف شادی و غمی	مصارف غمی و درجہ اعلیٰ
برہمن	سما	مار
اجار	مار	۵
مھاجن	امار	مار
دسہ مھاجن	امار	مار
راجپوتان	مار	مار
کائنات	المار	مار
دھوس	مار	مار
کاٹری	۵	۵
داگوت	۵	۵
گوچر	۵	۵
جائان	مار	مار

مالیان	۵	۵
امیران	۵	۵
زرگران	۵	۵
نخاران	۵	۵
حجامان	۵	۵
جولایه کیر مینی	۵	۵
بهر بونج	۵	۵
چینی	۵	۵
کهاران	۵	۵
اکریان نکساز	۵	۵
کهاران	۵	۵
اکریان بنیداران	۵	۵
کلال	۵	۵
موجی مندو	۵	۵
سینهار مندو	۵	۵
کشتیک	۵	۵
آمن گران	۵	۵
گا رده	۵	۵
نشینان	۵	۵

۴	۴	خماران
۴	۴	خاکروبان
۴	۴	دبانک
۴	۴	صیقل گر
مسلمانان		
۴	۴	شیخ سید پیمان بلوچ
۴	۴	کوجہران
۴	۴	راجوت
۴	۴	حجامان
۴	۴	جولانیہ
۴	۴	خیاط
۴	۴	نیل گران
۴	۴	موجی مسلمان
۴	۴	آہن گران
۴	۴	صیقل گران
۴	۴	کونجہ
۴	۴	سقا
۴	۴	سما
۴	۴	حمزہ

۵	۵	ہیٹار ان
۵	۵	میرانی
۵	۵	گاذران
۵	۵	تیلی
۵	۵	قصاب

اگرچہ وقت تصدیق حدود معینہ بالا کے صاحب دُپٹی کتھر کے روبرو سب سرخون
 یچون لی اقرار کیا تھا کہ ہم لوگ ان حدود معینہ سے تجاوز نہیں کریں گے اور جو اچھا ناگوی شخص
 اوس سے انحراف کر گیا اوسکو برادری سے خارج کرینگے لیکن پابندی اون حدود مقررہ
 کی جیسی کہ جائی آئندہ کو نہیں ہوئی اور وقتاً فوقتاً مقدور لوگ اوس سے عجاوہ
 کرنے لگے اور اہل برادری نے کچھ تدارک اوسکا نہیں کیا لیکن سرکاری سے ہمیشہ لوگوں کو
 نصیحت اور فہمائش ہوتی رہی ہے کہ اصراف اور فضول خرچی سے جو دین اور دنیا میں
 نتیجہ بد رکھتی ہے باز میں اور فقین ہے کہ طبقہ رعایا ترغیب اور فہمائش سرکاری سے
 تدریج اس رسم مضوم اور حجابی اور کو چوڑ دی دفعہ ۴۳۴ آخر ۱۸۵۹ء
 میں کچھ کچھ محصول آمدنی اور اجرائے خرچات کا رعایا سے سرکار میں معرفت
 تحصیلداران کی لیا گیا مگر کچھ انتظام کامل شخص اوس کے کانین ہوا اور اسی سال کے
 ماہ دسمبر میں موضع ہزار پرتہ جھیر سے علیحدہ ہو کر متعلق تحصیل سانپہ کے ہوا دفعہ ۴۳۵
 ماہ مئی ۱۸۶۱ء میں بند و لبست سرکاری نسبت پیداوار نمک سرہ و موضع سلانہ
 وزاں پور و مبارک پور و سلطان پور وغیرہ دس سو نکا جمع رسدی ناسال
 ہیکہ ولدان کے نام کیا گیا دفعہ ۴۳۶ اس مہینے میں ذمہ داری انتظام مدارس

دیہاتی کی عہدہ صاحبان شستہ تعلیم سے منقطع ہو کر متعلق صاحب ڈپٹی کمنٹر ضلع کے
 کی گئی اور اس بند و بست جدید میں ڈپٹی انسپکٹر اور سب ڈپٹی انسپکٹر جو نگران حال مدبران
 اور لوگوں کو نگرانی تعلیم کی کرتے تھے موقوف ہوئے اور بجایہ ان کے ضلع میں ایک شخص مہتمم
 بنا کر حقیقی محری کے مقرر ہوا اور منجملہ محرران تحصیل کے ایک محری یا فنگل پانچروہ بیہواری
 صیفہ سکول فنڈ میں سے ذمہ دار تحریر کاغذات ضروری برکنہ متعلقہ کامت کا ہوا اور
 انصار مدارس اور ترقی تعلیم کا اور تحصیلداروں کے زیادہ ڈال گیا اور تعلق صاحب
 انسپکٹر اور ڈائریکٹر شستہ تعلیم کا مدارس دیہاتی سے صرف یہ باقی رہا کہ حسن و قبح کاروبار
 تعلیم کو ملاحظہ فرما کر اصلاح اور سبکی بطور مشورہ کے معرفت صاحبان اضلاع کے کرائے زمین
 دفعہ ۱۴۴۴ ۲۱ ماہ مارچ ۱۳۸۵ء کو کپتان ڈوئر صاحب اسٹنٹ کمنٹر جہاد
 جہیز سے تبدیل ہو کر ضلع راول پنڈی کو چلے گئے اور ماہ جون ۱۳۸۵ء میں کلر سے ملحق
 کسی مصلحت ملکی کے حکم سپر کی دیہات برکنہ کا نوڈ اور بدھوانہ کا اہالیان مھاراجہ بیٹا اور
 اوچند کو باعتبار اقبال علاقہ عطیہ سابقہ بقعہ تفصیل نام و تعداد جمع ہر ایک گنو کے نافذ ہوا
 چنانچہ شروع جولائی ۱۳۸۵ء میں جملہ دیہات مقبوضہ برخل اہالیان سر راجا صاحبان
 کا دلا یا گیا اور کل کو اغذ موجودہ دفتر جہیز بابت اون برگتات کے اوکو سو پ دئی گئے
 اور ضلع جہیز کا سخت ہو کر برگتات جہیز و بادللی شامل ضلع رتھک کے ہو گئی چنانچہ ۱۲ ماہ
 کو کپتان ہار صاحب ڈپٹی کمنٹر ضلع رتھک نے جہیز میں جو بکر کپتان فنڈل صاحب ڈپٹی
 کمنٹر جہیز سے سب کام سمجھ لیا اور ذکر ضلع کا رتھک کو روانہ ہو گیا اور کپتان فنڈل
 صاحب ڈپٹی کمنٹر ضلع گورداس پور میں بعد ۵ ڈپٹی کمنٹر می شراف لیگئے اور دیگر
 ملازمان شستہ صدر ضلع اور مضافات برگتات مقبوضہ کے تحفہ میں آگئے مگر ان

میں جو لوگ قدیم اور نئی جیسے اونیکے ناموں کی فہرست مرتب ہو کر حکم صاحب فائز کشن
 بھادر کے حلقہ اضلاع کشنزی ٹہلی اور حصار میں اس مناسبت سے بھی گئی کہ بروقت غلو کی کسی
 اسامی کی اول بروش اور لوگوں کی عمل میں آوی اور حکم راہیہ برتاب سنگ صاحب
 اکثر ایشنٹ کشن بھادر کا واسطی انصاف بند دست کے خاصہ چھبر میں بتو قائم
 ذکر حکومت کپتان ہار صاحب پٹی کشن ضلع ریتنگ میں ابتدا
 شمول تحصیل چھبر بادلی کا دفعہ ۱۸۸۴ زمانہ کپتان ہار صاحب پٹی کشن میں
 سلسلہ فروخت ہونی طلبہ اکثر مکانات عہد رئیس جاری ہو گیا چنانچہ طلبہ جو بی اور شتی مکان
 اندرون قلعہ کا فروخت ہوا دفعہ ۱۸۳۹ باہ اکتوبر ۱۸۶۷ء کے کل مالک محرومین
 حکم مقرر کیے جانے محصول کا ہر ایک قسم کی آمدنی اور منافع پر اور طلبہ کے جانے رسوم کا
 ہر ایک اہل حرفہ وغیرہ سے بدین شرط صادر ہوا کہ جن لوگوں کی آمدنی اور منافع سالانہ
 دوسو روپیہ سے زیادہ اور بالنسوس کم ہوا ان سے فیصدی دو روپیہ سالانہ محصول لیا جاوے
 اور جن لوگوں کی آمدنی اور منافع بالنسور وپیہ یا اوس سے زیادہ ہوا ان سے فیصدی
 چار روپیہ محصول سالانہ لیا جائی اور منجملہ آمدنی اس جنہ کے فیصدی تین روپیہ خسارہ
 عین المال میں اصل ہوا اور فیصدی ایک روپیہ طیارمی سڑکوں اور بلوں وغیرہ
 امور مفید عام میں صرف کیا جائی اور میعاد اس محصول کی پانچ برس من ابتدا سے
 ۱۳ جولائی ۱۸۸۴ء لغایت یکم اگست ۱۸۸۴ء مقرر ہوئی اور شرح رسوم اہل فون
 اور دوکانداروں کی بلحاظ حیثیت اجرائے اونیکے کار کے تین درجہ قرار پائی چنانچہ
 اول میں تعداد رسوم کی فی کس تین روپیہ اور درجہ دوم میں دو روپیہ اور درجہ
 سوم میں ایک روپیہ قرار پایا اور سبب مقرری ان کے درجہ ہوا کہ مفید ۱۸۸۴ء میں

جو بسبب بغاوت فوج کے ہند میں واقع ہوا ہمارے کار کو زیادہ نقصان اودھانا بڑا حصہ
جس سے تمام عین ملک معظہ و کٹور یادام سلطنت ہائے پنج مصلحت ملی کے اتمام عملداری ہندستان کا ایسا
کمپنی سے مسترد کر کے نظم و نسق اس کا اپنی ہمت والا نہمت پر لیا تو وقت استزاع مملکت
ہندوستان کے حساب کی رو سے کئی کروڑ روپیہ دادنی کمپنی کا ذمہ ملک معظہ کے برآمد ہوا
اس واسطے بغرض ادا یہ قرضہ ذمگی سلطنت برٹش انڈیا کے ایک معیاد مناسب کیواسطے
جس میں سلطان مملکت مذکور کو بار دیون لوگوں سے سبک دوشی ہو جائے تجویز تقریر
موصول کی عمل میں آئی چنانچہ واسطے تخفیف محصول پر گنہ جہیز اور بادیلی کے میرا قرار علی
محصیلا رسیس یعنی تخفیف کنندہ مقرر ہوا اور شہر داس تحصیلدار بادیلی کو حکم ہوا
کہ وہ نا اختتام بند و بست تخفیف محصول کی اتمام کام جہیز اور بادیلی دونوں تحصیلدار کا کرنا
کہ مطابق اوس کے میرا قرار علی رسیس تمام علاقہ جہیز اور بادیلی میں دورہ کر کے تخفیف
محصول آمدنی کی کی اور جب رسیس مطابق اپنی تجویز کے تخفیف کر چکا تو پھر اصلاح اور
منظوری اوس کی پیشگاہ کپتان ہار صاحب ڈپٹی کمشنر بھادریہ موٹی اور صاحب
موصوف نے واسطے نرخ نقص بند و بست کے بڑے بڑے قصوب اور دیات میں دورہ کیا
غرض کہ آخرتاً تمام میں تکمیل تخفیف بر دو قسم کے محصول یعنی آمدنی اور اجرایہ خرچیات کا
ہو چکا دفعہ ۴۴ اسی سال میں اساک بارش باران کا تمام ہندوستان میں اس
تک ہوا کہ دونوں فصلوں یعنی برسات اور مہاوٹ میں کوئی بارش کامل نہیں ہوئی
اور نتیجہ اوس کا یہ ہوا کہ ملک میں قحط سالی شدت ہو گئی یہاں تک کہ نرخ غلہ کافی روپیہ
۸ مار ہو گیا اور خلقت خدا کی بہک کے صدمہ سے ترہ ترہ گرینے لگی اور
غریب لوگ اپنے گہروں جلا وطن ہو کر اطراف اور اکناف عالم میں گداگری کیواسطے آوارہ

پھر نیلگی اور بقالون نے اپنی کتھون میں ایسا ایسا پیرانا غلہ دبا ہوا لگا کر خاطر خواہ دامون کو
 سجدہ لاکھ اگر اوسیکے دانہ کو چٹکی سے ملا جاویے تو مثل مٹی کے روڑے کی ہنس جاوے اور بولوں میں
 نالج نہ ملنے کے سبب سے درختوں کے جہالین اور گوکھرو یعنی خار خشک کو پس کی کہانا شروع کیا
 سو اوسیکے کہانے سے شکم پرور کا ہونا معلوم ملکہ اور اولیٰ خلقت مبرض اسہال مبتلا ہو کر
 مرز لگی اقصیٰ الحیٰ لت مختصہ کی عالم گیر ہوئی کہ اگر اوسیکے دفعہ میں سرکار انگریزی براہ
 علوتی انبیاء اور اہتمام سے شریک حال رعایا نہ ہوتی تو یقین تھا کہ کریزون آدمی الحوج
 الحوج کر لیتے مگر سرکار انگریزی ایسی دلداری اور محبت سے خط زدوں کی ہرشن
 اور چارہ گری میں مصروف رہی جیسے کوئی بڑا مربی مصیبت کی وقت میں اپنی اہل و
 عیال کی غمخواری اور درد شریک کرنا چاہے چنانچہ اول تو جن جن دیہات میں جس جس
 قدر اثر خشک سالی کا ہوا اسی قدر جمع مالگذاری اونکی معاف کر دی دوم جو ہمسایوں
 ٹیکس یعنی رسوم اجرائی حرجات وغیرہ کا بضرورت خاص الگ الگ گئے تھے سبب اسکے کہ
 اثر اسکا اکثر غریب اور کم سرمایہ لوگوں کے حق میں نہج خرابی بنا تحصیل اوسکی بالکل موقوف
 کر دی سوم شہروں اور قصبوں میں مقبرافروں اور رئیسوں کی معرفت خیرات خانہ
 مقرر ہوئی کہ وہاں شام کی وقت سے تقسیم غلہ کی شروع ہو کر رات تک جاری ہو کرے
 تاکہ تاریکی شب میں فیے لوگ بھی وظیفہ خواری سے محروم نہ رہیں جو دشمن علانیہ سب
 لوگوں کے سامنے خیرات لینا عار سمجھتے ہیں اور سو اوسیکے جو عورات پردہ نشین اور
 مرد خجور تھے اونکے پاس بھی گھر بیٹھے ہوئے کچھ وجہ کفاف پہنچنے لگا اور جا بجا کام
 تیاری شروع ہوئی اور صفائی راستوں اور کندی کی تالابوں کا جاری ہو گیا تاکہ کھیت
 لوگ مزدوری کے ذریعہ سے اپنی اوقات بسر کرین جہاں ایک صلا عام ہوئی

کہ جو شخص برکت والا اپنی ہمت اور توفیق سے کسی قدر روپیہ کسی صورت سے محتاجوں کی
 پرورش میں صرف کرے گا اس قدر روپیہ سرکاری اور کسی سرمایہ خیرات میں شامل کر دے گی
 اور اسی تجویز کے شامل کرنے کے واسطے تحصیلدار لوگ موجب حکم کے اپنے علاقہ کے ہر ایک
 گائون میں دورہ کر کے دیکھنے لگے کہ کوئی محتاج وہاں ہے یا نہیں اور حسبہ رکھنے والے لوگ
 اپنے ان کی فہرست بنائی اور وہ ان کے مہاجران اور مالدار لوگوں کو ترغیب دیکر کچھ کچھ
 زرخندہ جمع کیا گیا اور حسبہ زرخندہ جمع ہوا اس قدر روپیہ سرکاری سے شامل ہو کر اس میں سے
 خبرگیری قوت روزمرہ ان کے کیلئے لگی محاصل ایسا انتظام کہ سختی اور سخت قحطی نہ خلالت
 نہایت کم اثر کیا علاوہ اس کے جب چون شمع میں بارش ہوئی تو کاشتکار لوگ
 اجرائی کار زراعت میں بالکل مجبور اور دسترس تھے کیونکہ کال کی شدت سے
 زرگاوان زراعت بچا رگی کی حالت میں مر گئے تھے اور ان لوگوں کو یہ استطاعت
 نہ تھی کہ اپنی پاس سے بیل اور بیج خرید کر ٹھاکہ کھیتی کا پہلا دین یا کہ نا طیار ی مانہ
 فصل آئندہ کے روٹی کہا سکین اس واسطے سرکاری نے ان لوگوں کو واسطے خریدنے
 بیل اور بیج اور قوت بری کے تقاوی دی اور اس تقاوی میں زمین رکھیں ایک
 خیراتی اور دوسری سرکاری تقاوی خیراتی اس سرمایہ میں سے دی گئی جو واسطے
 پرورش سقیم اطفالان قحط کے جمع ہوا تھا اور اسکی نسبت یہ تجویز ہوئی کہ آئندہ کو
 اگر لوگوں کو مفاد ادا کر نیا ہوگا تو بہولیت وصول ہوگی ورنہ زمین اور تقاوی
 سرکاری دہتی جو خزانہ عین المال سرکاری دی گئی تھی اسکی نسبت یہ خصوصیت
 تھی کہ وہ روپیہ زمانہ فائز البالی میں بطور قسط بندی تدریج کے ساتھ وصول کیا
 جاویں چنانچہ ہر گتہ ہجرت میں روپیہ تقاوی خیراتی کا اور مال روپیہ تقاوی

سرکاری کار عیاری زراعت پیشہ کو تقسیم ہوا تھا دفعہ ۱۹۴۱ء جنوری ۱۹۴۱ء میں لین
برسٹ کی جو قصبہ مہم علاقہ رینگ سی راہ موضع مدینہ و خاص رینگ موضع کپہر اور علاقہ
تحصیل سانبلہ خاص سانبلہ و موضع مہنہ کی بچا بن اگر وہ جہانسی وغیرہ پورب و دکن کے
جاتی ہے وہ اپنی جگہ معمولی سے جنوب کی طرف بھائی گئی اور اس نظام میں لین برسٹ کو
علاقہ تحصیل جہر اور بادی میں قیام پذیر ہوئی چنانچہ قصبہ جہر میں سرشتہ اسٹڈ گرو اور
مخت سرشتہ گرو اور قصبہ بری علاقہ رینگ اور قصبہ بادی میں خود سرشتہ گرو اور
مقرر ہوا اور مطابق نظام مجاریہ سرشتہ برسٹ کے پان پان سو قدم کے فاصلہ پر ایک
جو کی بھائی گئی سو سرحد موضع دھوڑ علاقہ تحصیل جہر سے لیکر موضع لوسٹ علاقہ بادی
تک لوسٹ جو کیات قائم ہوئیں اور سر ایک جو کی بر جہر چار سہا ہی اور دو جو کی پر
ایک ایک مسجد اور مقرر ہوا تاکہ وہی لوگ موافق آئین برسٹ کے روک نوک ملک نہ
و پورہ وغیرہ بھائی خیر مرگ کے جو بلار و نہ بطور نا جائز لائی جائے کر تے رہن اور خط لین
کیکر و کرخوہ وغیرہ دختان خاردار نہایت گجان اور جو کم ساتھ جائے گئے اور پس
اونکر بار جہر بری کی رکہ کر ایسی مستحکم طیار کی گئی کہ آدمی کا نو کیا دخل جاوڑ نہی
اور دہ کو گذرے نہ پاو اور اسیطے دہ آمد برآمد عوام الناس کے جا بجا مواقع مناسب
ناکہ بنائے گئے کہ وہ دن کھیلے رہن اور شام کو بند ہو جاوین اور خاص ایک ناکہ
جہر اور کپہر میں تحصیل کا محط کو آمد رفت ملازمان وغیرہ کی زیادہ ترستی ہر ایک
نوحے تک کشادہ رہے دفعہ ۱۹۴۲ء یکم ماہ مئی ۱۹۴۲ء سے بنظر مصلحت کے تحصیل برگنہ
بادلی شکست ہو کر ملازمان اوسکے تحفیف میں آگئے اور منجملہ اسے موضع علاقہ برگنہ مذکور
کے موضع جہر پور ایک م شامل تحصیل سانبلہ ضلع رینگ کے اور اسے م بدین

تفصیل کالیاداس اقبال پور جہانچروا سلطان پور مبارک پور
 خانی پور دومان خورم پور فاضل پور جونیاداس بربری
 کندولہ لکاکا سوہدہ دالودہ کڈیہ علیم الدین پور
 شہد پور ہالری جرادن برہہ شیخوپور بارہ راجو پور کوانہ
 کانوالہ سحانہ فرید پور شامل ضلع گورگانوہ اور مخم بدین تفصیل
 اسحاق پور سحانہ - اسحاق پور غریب دیکھاسہ مبارک پور عرف فیض اللہ پور
 غالب پور دیوانی دیوالہ شامل ضلع دہلی ہوئے اور باقی ضلع
 متعلق تحصیل جھیر کے کئے گئے کہ نام ان کے انشا اللہ تعالیٰ جلد دوم میں بذیل تفصیل
 دیات تحصیل جھیر کے لکھے جائینگے اور اسی انتظام میں بدین تفصیل جھڑانہ
 بہدانی بردانہ جرائی ریواری کہہہ سرخ پور سہ جولی کیلا کھیری آسرا
 گورا اور متانار پور برگنہ جھیر سے خارج ہو کر داخل تحصیل سانبہ کے ہوئے
 دفعہ ۳۴ مئی ۱۹۶۱ء میں سرستہ پولس جمنیشہ سے متعلق صاحبان محسب متا
 عدالت فوجداری اضلاع یہ علیحدہ ہو کر انتظام اسکا اس طرح عمل میں آیا کہ ایک
 صاحبان سرعید تمام پولس پنجاب کا بلقب انسپکٹر جنرل پولس متعلق لوکل
 کے لاہور میں مقرر ہوا اور تمام اضلاع پنجاب کو باعتبار کارروائی پولس کے
 چار حلقوں میں تقسیم ہوئے اور ہر ایک حلقہ کی سرکشی کے واسطے چار صاحب
 بلقب انسپکٹر جنرل پولس تحت صاحب انسپکٹر جنرل کے مقرر ہوئے اور ہر ایک
 انسپکٹر جنرل کے تعلق کئی کئی ضلع کیے گئے اور ہر ایک ضلع میں ڈائریکٹر
 ایک بلقب سرکٹ برنڈنٹ اور دوسرا نائب اسکا بلقب اسٹنڈنٹ سرکٹ برنڈنٹ

مقرر ہوا اور ماتحت اونیکے بقدر ضرورت ایک فوج مختصر ایسی سوار اور پیادہ کی تعینات ہو کر حصہ مقام ضلع میں تعینات ہوئی اور اس فوج پر ایسی ایک افسر اعلیٰ بلقب انسپٹر اور چند افسر اسکے نیچے بلقب پی ایس انسپٹر اور سارجنٹ سوار اور پیادہ کے مقرر ہوئے اور جو سپاہی پیادہ تھے بلقب انکا کمنڈنٹ کہا گیا چنانچہ ہر ایک تھانہ میں انتظام کے واسطے ایک ایک پی ایس انسپٹر اور دو سارجنٹ اور ایک ایک کمنڈنٹ اور جہاں ضرورت ہو وہاں ایک ایک کمانڈر سوار مامور ہوئے اور بندوبست کار تحریر پرستہ تہانہ کا اسطرح ہوا کہ اکثر متجملہ مرد سارجنٹان مامورہ تہانہ کے ایک سارجنٹ خواندہ اور نیز جماعہ کمنڈنٹان میں ایک کمنڈنٹ خواندہ مخصوص واسطے اجرائے کار نوشت خواندگی کے متعین ہوا اور انہیں کمنڈنٹوں میں انکے شخص واقف کا سرانجام براری کار کہا گیا تاکہ وہ ضرورت کیوقت کام کھوج کا کریے ورنہ ہمیشہ کار معمولی کرتا رہے اور سرشتہ صدر و سرکت سپرنٹنڈنٹ میں کئی کئی ڈپٹی انسپٹر اور سارجنٹ خواندہ واسطے انصرام کار تحریر انگریزی اور فارسی کے متعین ہوئے پس اس انتظام میں کچھ تعلق غزل و نصیب لکھی صاحبان مجسٹریٹ ضلع میں باقی بہنیں رہا مگر بان اسقدر واسطہ انکا البتہ بحال تاکہ وہ مگرانی حسن قبیح کاروائی پولیس کی کرتیے رہیں اور جو لوگ اور کاغذات پولیس سے سچی جاوین اوکی نسبت احکام مناسبین اور مقدمات جالانی کو تفصیل یا سپرد ورہ کریں اور پولیس کی طرف سے عدالت میں ایک ایک افسر بلقب کورٹ انسپٹر اور کئی کئی نائب اور ایک بلقب سٹنٹ کورٹ انسپٹر کے تعینات ہوئے تاکہ وہ لوگ مقدمات جالانی میں درستی اسامیان اور انتظام اداب عدالت کا کرتیے رہیں اور بڑے بڑے مقدمات میں جو رات کے وقت گشت اور حفاظت کے واسطے جماعت جو کیداران کی مقرر تھی وہ بھی اس انتظام جدید میں برخاست ہو گئی

اور اپنی جگہ ہی کثرت بلان قواعد دان بہرتی ہوئی اور اگرچہ تنخواہ انکی موافق معمول
 شہر کے لوگوں سے ملتی رہی مگر تعلق عزل غضب اونکے کا بھی سستہ پولس سے ہو گیا اور
 اسی قسم کے ملازمان پولس بقب شہر پولس کے نامزد ہوئے مگر سوک اونکے جو جو کیدار دیا
 تھے موقوفی بحالی انکی بہتور خبر بیان اضلاع کے اختیار میں رہی دفعہ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷
 میں جو جہادتی عہد ریس کی سبب غلطی ریاست ویران پڑی ہوئی تھی زمین اسکی سوتہ حالت
 باستثنای مکانات باغ جہان آرا اور اندرون قلعہ کے بعد دریافت حقیقت تقریر بیان
 مالکان سابق کو بخشی گئی اور جمع اسکی شخصیں ہو کر اون لوگوں کے ذمہ سال بسال بفضل
 واجب الا گردانی گئی دفعہ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰
 حصول حضرت دو ماہ کوہ کاگلرہ کو گئے اور انکی جگہ کپتان ہارن صاحب اسٹنٹ شہر
 انبالہ قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہو کر آئے اور انکے عہد میں تاریخ ۲ نومبر ۱۸۶۱ء انتظام
 تخفیف و تجدید عہدہ جات اور کمی بیشی تنخواہ ملازمان صدر اور مفصل کا عمل میں آیا
 چنانچہ جو کچھ اثر انتظام مذکور کا سستہ تحصیل اور محکمہ رائے برتاب سنگہ صاحب اسٹرا
 اسٹنٹ کمشنر مقیم جہڑ میں ہو چکا کیفیت اسکی ضمن ہائے آئندہ میں لکھی جاتی ہے
 ضمن اول تنخواہ مامواری میراقرار علی تحصیلدار کے دوسو روپیہ سے مامواری
 اور تنخواہ مولچند نائب تحصیلداروں سے ۵۵ اور تنخواہ قبول سنگہ واصل باقی پولس
 ۵۵ سے ۵۵ اور تنخواہ رنجیت رائے قانون گومی کی ۵۵ سے ۵۵ اور تنخواہ
 میرا لعل فوطہ دار کی ۵۵ سے ۵۵ اور گنگا سہای جعدار کے ۵۵ سے ۵۵ اور شہر روپیہ
 ہو گئے اور ایک آسامی نائب قانون گوئی کی جدید مقرر ہوئی اور تین نفر جہڑ میں
 تحصیل کے تخفیف میں آگئے ضمن دوم حال محکمہ رائے برتاب سنگہ صاحب اسٹنٹ شہر

کا یہ ہے کہ چنے اونیکے حکم میں حسب تقصیل ذیل علم مقرر تھا چھن زراں ستر دھام جہاں
 سر زراں محرر پر اس تنظیم جدید میں فی سب خاصت ہوئے مگر منجملہ اونیکے
 بھی زراں تو محکمہ بند و بست میں اور ام جہاں سامی نائب قانون گوئی پر اور سر زراں
 محوری جو ذیل تحصیل جہاں پر مقرر ہو گیا دفعہ ۴۷۴ م اسی سال میں تحسین لٹ
 کونسل ہی ایک قانون نامزد ایکٹ ۱۹۱۱ء نافذ ہوا کہ اوکی رو فیہ سرکار کو
 اختیار ہو گیا کہ سوایہ سکوک طلا و نقرہ و مس کے ایسے کاغذ ہی جاری کرے جو معاملات
 لین دین میں نقدی میں بجایہ سکوک کے رائج اور وان زمین جیا منجہ مطابق اوکے
 سے زیادہ تعداد کے کاغذات مالک و سہ سرکار میں بخوبی شائع اور مزوج ہو گئے
 اور اس قسم کے ہر ایک کاغذ میں وہی تعداد منقوش ہوتی ہے جس مقدار نقد بر چلانا اوکا
 ملک میں منظور ہوتا ہے دفعہ ۴۷۴ م جب بعد الفضای معیاد حضرت دو ماہ کے کپتان
 ہار صاحب لوٹ آئے تو اونہوں نے قریب بیڑہ ٹھینے کے ضلع رستک میں تپاں بھا
 اور ہر تبدیلی اونکی ضلع شاہ بور ملک پنجاب کو ہو گئی اور اہل ماہ و سہرہ ۱۱۱۱ء کو بجا
 اونیکے کپتان اسٹن صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر تشریف لائے ذکر حکومت کپتان
 اسٹن صاحب میجر کریم صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر ان دفعہ ۴۷۴
 ۲۲ ماریا ۲ تاریخ ماہ دسمبر ۱۱۱۱ء کو کپتان اسٹن صاحب نے کام ضلع رستک کپتان
 ہار صاحب ڈپٹی کمشنر سے لیا اور گیارہویں ماہ مئی ۱۱۱۱ء تک یہاں قیام رکھا
 اور ایک دفعہ آخر ماہ مارچ سنہ مذکور میں میجر کریم صاحب ہی ضلع دہلی سے عہدہ ڈپٹی
 کمشنری ضلع رستک مقرر ہو کر آئے تھے کہ آٹھ دس روز قیام رکھ کر کسی او ضلع
 کو تشریف لے گئے اور کپتان اسٹن صاحب بدستور بحال ہے ان صاحب کو خاص

قانون
 جاری

میں کوئی کوٹھی واسطے قیام کے دستیاب نہیں ہوئی اس واسطے اولاً وہ ورہ ضلع کا کرتے
 رہے اور تھینا دو ماہ مقام جھیر میں اندر کوٹھی باغ جہان آرا کے مقیم رہے دفعہ ۴۴۹
 یکم جنوری سنہ ۱۸۵۸ء کو عیدہ العموم تمام ہندوستان میں دو کتابین ہدایت کی ایک
 ایکٹ ۱۸۵۸ء سنہ ۱۸۵۸ء کے طور اصول قانون موسوم مجموعہ تعزیرات ہند و زوم ایکٹ ۱۸۶۱ء
 کے طور دستور اصل موسوم مجموعہ جدید ضابطہ فوجداری واسطے عمل آوری کا حکم شدت
 فوجداری کے سرکاری ہوٹن اور ان کے اجراء سے سوک قوانین مختص الاموال
 مختص المقام کے مجملہ قوانین سابقہ فوجداری کے رد اور منسوخ ہو گئی دفعہ ۴۵۰ مئی
 سنہ ۱۸۵۸ء میں کتابین اسٹیشنر نے اصلاح و صواب دیکر پر تائب نگہ کیا
 اسٹیشنر نے کتابین جھیر کے تھخیص جمع بند و سب قانونی دھیات علاقہ تحصیل
 جھیر کی کی لیکن اس بند و سب میں کچھ توجیر جمع بندی کی از روی رنٹ ریٹ اور
 رنٹ ریٹ کے نہیں ہوئی جو جمع سابق سے بند و سب سرسری کی چلی آئی تھی اس میں
 کچھ خبر دی گئی تھی کہ دی گئی جہانچہ سابق میں جمع سرسری بقداد ۱۰۰۰ روپے کے
 کی تھی بجلد اوسکے موٹے دیات میں ۱۰۰۰ روپے کی کمی ہوئی اور باج دیات میں
 حاصل کی تھی ہوئی اور رقم تھی کی رقم کی سے مجرا ہو کر اصلی بقداد رقم کی کی ہو جائے
 رہی سولہ ہتائی اوسکے کے بقداد جمع بند و سب سرسری سے ۱۰۰۰ روپے جمع بند و سب
 حال کے قائم ہوئی دفعہ ۴۵۱ اولاً بتاریخ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۵۸ء سرکار سے حکم معافی
 لیسٹنگس یعنی رسوم اجراء ہر فجات کا صادر ہوا کیونکہ اوسکی لاگ سے سرکار کو
 کچھ چند ان فائدہ نہ تھا حالانکہ غریبا لوگ کو اوسکے ادا کرنے میں تکلیف اور اذیت
 بہت تھی اور پھر بتاریخ چوتھی ماہ مئی سنہ ۱۸۵۸ء کو حکم آیا کہ جن لوگوں کی آمدنی اور منافع

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

دوسروں پر سالانہ سی لیکر کم از باسور و پیہ سالانہ تک ہے اور اولیٰ سے فیصدی دو روپیہ
 انکم ٹیکس یعنی محصول آمدنی لیا جاتا ہے وہ بھی معاف کیا جاوے گا سو اسٹے جو محصول ثانی
 یعنی فیصدی چار روپیہ اون لوگوں سے لیا جاتا ہے جسکی آمدنی اور منافع سالانہ باسور
 روپیہ اور اس سے زیادہ ہے غالباً تین سو روپیہ محصول اسٹے خبر نقصان قرضہ وغیرہ
 سرکار کے کافی ہو جاوے گا ذکر حکومت کرنل فرائل صاحب نے پی کشن
 دفعہ ۲۵۴ تاریخ ماہ مئی ۱۹۲۳ء کو کرنل فراسیس لیٹ فرائل صاحب بہا
 بعد سکتگی تھانیر کے رہتک میں ہو چکے عہدہ ڈپٹی کمشنر پر مشلٹ ہوئے جہاں
 ایک سب تو رہا قائم ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیشہ انکو قائم رکھے کہ آدمی نہایت صاف طہیت
 اور راحم اور مصنف ہیں اور کام از بس مستعدی اور جلدی کے ساتھ انجام دیتے ہیں
 جو معاملات اونکے عہد میں خاص علاقہ جہر کے نسبت قابل یادداشت ہیں وہ آئندہ
 مذکور ہوتے ہیں دفعہ ۲۵۳ اگرچہ شخص جمع ذہیات تحصیل جہر کے بعد بکپتان
 اسٹن صاحب قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہو چکی تھی مگر تیار ہی کمپوت وغیرہ تکمیل
 کا خدات بند و سب کی باقی تھی سو انجام اوسکا صاحب موصوف نے بہ نگرانی اپنے
 زیر اہتمام رایہ پرتاب سنگ صاحب کپتان اسٹنٹ کے ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء میں فرمایا
 اور رپورٹ خاتمہ کار کی فرمائی کہ لوکل گورنٹ نے اوسکو منظور کیا اور خوشنودی
 اپنی نسبت اسلوبی کارگزاری بند و سب کے ظاہر کی دفعہ ۲۵۴ اس سال میں بارش
 شدت ہوئی اور اوسکے سبب سے ندی سہابی نے نہایت طغیانی کی کہ اوسکے سیلاب میں
 رقبہ ذہیات ڈہری نواح بادلی اور بعض ذہیات جنوبی قصبہ جہر کا غرق ہو گیا تاکہ
 آب دگی زمین کے سبب سے سال بہر تک ابر دھاقین کو موقع زراعت کا نکلا اور زمینداروں

غرقی کے باعث یہ روپر و حکام کے تحصیل معاملہ سرکار میں رعایت جاہی اوسپر اولاً
تحصیل دار بر گنہ نے کئی ذفہ اوسکو جا کر دیکھا اور پھر دو دفعہ سٹراٹھ صاحب اسٹرا
اسٹنٹ کٹر شہر نے ملاحظہ زمین آب زدہ کا کیا اور آخر کا حسب سفارش حکام کی پٹا
مقتضیہ ذیل کو ادا یہ معاملہ سرکار میں مبلغ سات ہزار اٹھتر روپیہ کی تخفیف ہوئی +

نمبر شمار	انہامی دیہات	تقداد تخفیف		بیزان کل
		خریف	ربیع	
۱	اوکھلیچانہ	مالیہ	مالیہ	سما
۲	جہانگیر پور	مالیہ	.	مالیہ
۳	سورہ	مالیہ	.	مالیہ
۴	کیلوئی	مالیہ	لہ	مالیہ
۵	منعم پور	لویہ	لویہ	مالیہ
۶	کواڑوہ	سے	مار	مالیہ
۷	ماموہ	مالیہ	.	مالیہ
۸	دادری	لویہ	مالیہ	مالیہ
۹	سونڈی	مالیہ	مالیہ	مالیہ
۱۰	نیرانہ	لہ	مالیہ	مالیہ
۱۱	بہسہ	مالیہ	مالیہ	مالیہ
۱۲	لقیوب پور	مالیہ	مالیہ	مالیہ
۱۳	بادلی	مالیہ	مالیہ	مالیہ
۱۴	سلانہ	مالیہ	.	مالیہ

۱۵	سلطانی کھیتو	نمائے	مارس	مارس
۱۶	سلطانی ناظم	نمائے	مارس	مارس
۱۷	بابرہ	مارس	.	مارس
۱۸	اورنگ پور	.	مارس	مارس
۱۹	زائد پور	.	مارس	مارس
۲۰	فتح پور	.	مارس	مارس
۲۱	عماد پور	.	مارس	مارس
۲۲	میران کل	مارس	مارس	مارس

وقوعہ ۱۵۵۴ء جو کہ انگلستان میں لاکھوں آدمی گزراوقات اوپر حضرت کاری
 جسٹس دئی کی تھی اور وہاں آدروئی کی ہمیشہ ملک امریکہ سے ہوتی تھی ازسبکہ کئی سال سے
 دربان قابضان ممالک جنوبی اور شمالی امریکہ کے جنگ جلد شدت سے ہوئی اس
 سبب سے بہو پنجاروی کا ملک برٹن میں بند ہو گیا لاجرم وہی لوگ نہایت غفلت و غیبت
 ہو کر قوت روزمرہ سے تنگ ہو گئے اور انجا کہ خط سالی نہ ملتا تھا وہاں میں اہل برٹن نے
 چند جمع کر کے ہندوستان کی سدرستی کے واسطے وہاں سے کئی لاکھ روپیہ بھیجا تھا لہذا
 ضرور ہوا کہ ایسی تقیم اٹھائی میں ہندوستان کی طرف سے بھی کچھ خبر گیری محتاجانِ لایت
 کی کیجائیے خباہت تمام ہندوستان سے تجویز فرامی زرحبہ بقدر توفیق رضامندی کے ساتھ
 کرائی گئی تو اس تجویز میں ساکتان علاقہ تحصیل جھیر نے بھی اپنی خوش فہمی سے بکشا دہ
 پیشانی چند جمع کر کے مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ ماہ جنوری ۱۸۵۳ء میں واسطے خبر گیری محتاجان
 رولی کے ولایت انگلستان کو روانہ کرائے وقوعہ ۱۵۵۴ء ازسبکہ سبب و دوی رسد

رسد روئی کے ملک امریکہ سے ولایت انگلستان میں وہ کارخانہ جات خلل پیر ہو گئے
 جو روئی کے ذریعہ یہ جاری تھے اس واسطے ہندوستان سے روئی بکثرت انگلستان کو جانے
 لگی اور اس وجہ سے ہندوستان میں گرانی روئی کی یہاں تک ہوئی کہ نرخ روئی کافی
 روپیہ سیر سو سیر ہو گیا اور کئی سال تک ایسا ہی نرخ گران رہا جب دریافت خواہش
 روئی کے تمام ہندوستان اور دیگر ولایتوں قریب ہوا انگلڈ میں زراعت روئی کی
 بڑھائی گئی اور پیداوار اس کی کثرت سے ہوئے لگی اور جا بجا یہ انگلڈ میں رسد روئی کی
 پہنچ گئی تب نرخ روئی میں فی اہجہ ازانی واقعہ ہوئی دفعہ ۱۸۵۷ء اسی سال میں
 لحاظ قریب اور بعد مسافت دیہات کے تحصیل کی کھریون سے بند و بست مدخل اور
 محتاج بعض دیہات کا ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں ہوا اسی انتظام میں کم
 می شہارے سے لوگانہ تقصیل ذیل تحصیل سانبہ سے خارج ہو کر تحصیل جھیر منڈل
 ہوئے بردمانہ گراور چھوڑانی بہدانہ بہدانی چھوٹی نرخ پور کیلانیہ
 تاتار پور جیٹ رو دفعہ ۱۸۵۸ء اسی سال میں کئی دفعہ ٹیڈی اکثر دیہات علاقہ
 تحصیل جھیر من نہایت زور شور کے ساتھ آئی اور اوسکے سبب سے فی اہجہ سر کشتکاری
 زراعت اور تیر نقصان زراعت استادہ کامو اچانچہ اولاً شروع ماہ جولائی سے
 لغایت ۵ ارمہ اگست ۱۸۵۸ء تک غلبہ ٹیڈی اور انڈیہ بچے اوسکے کارہا اور بعد
 اوسکے ماہ ستمبر میں دل کے دل دیہات جنوبی قصبہ جھیر من آکر پڑ گئے اور انہوں نے
 کچھ نقصان زراعت باجرہ کا کیا کہ اوسکے ضایع کر نیکو خور دستر و صاحب قائم مقام
 ڈپٹی کمشنر ضلع رتھکے بسبب لینے حضرت دو ماہ کرنل ایل صاحب متقل دہلی کے
 دہلی سے تشریف لائے تھے دیہات میں گئے اور تحصیلدار اور نائب وغیرہ ملازمان

ہی جا بجا میڈیوں کے مارنے میں مصروف ہوئے مگر حقد رحمت اور تردد و متبہاول میں
 کرنا بڑا تھا ویسی دقت اور تکلیف اس دفعہ میں نہیں اٹھانی پڑی کیونکہ ایک مرتبہ
 میڈیوں نے یہاں کچھ انڈیے بچے نہیں دیئے جا رہا پنج روز کے بعد شرق کی جانب اور نی چلی گئیں
 دفعہ ۴۵۹ پہلی دفعہ جب میڈی آئی تھی تو تحصیلدار چیمبرغنی مولف کو بہ سبب
 مصروفیت انتظام دفعیہ میڈی کے ہر طرح کا تجربہ اسکی مامیت کا حاصل ہو گیا تھا
 اس واسطے ایک بورڈ مفصل مولف نے بطور کتاب موسوم تجربہ ملخ (اس نام میں
 تاریخ تالیف کتاب کی سن ہجری میں برآمد ہوئی ہے) واسطے فائدہ عام کے تیار کر کے
 خدمت صاحب دہلی کشنر کے بھیجی تھی کہ کتاب مذکور چھپ ہی گئی ہے اوسکے
 مطالعہ سے کلی حال میڈی اور تداویر دفعیہ اوسکے کی کماحقہ مفہوم ہو سکتی ہیں +
 دفعہ ۴۶۰ سرحد کہ ملک پنجاب میں پہچانے گئے میڈیوں نے زور بہت کیا
 مگر سرکار نے ہی اپنی رعایا کو اونیکے گزند سے بچانے کو واسطے اونیکے دفعیہ میں حد سے
 زیادہ کوشش کی کیا معنی جا بجا تحصیلداران و خیر ملاذبان کو اونیکے ضایع کر تیکے
 واسطے مامور کیا اور ایک شہنشاہ عام کر دیا گیا کہ جو شخص انڈہ یا بچہ میڈیکے لاوی گا
 اوسکو حساب فی انارم رانعام ملے گا سو اس انتظام سے نوبت فنا ہونے لکھو کہا من
 انڈہ اور بچہ اور سالم جانوران میڈی کی پہونچی ہوگی اور نہزار بارو یہ سرکار کا اوسکے
 مصارف میں بڑا سو گا چنانچہ برگنہ چیمبرغنی جناب مستر چارلس لیم لیکس صاحب کاشت
 کمشنر بہادر واسطے انتظام اندفاع دہلاکت میڈیوں کے تشریف لائے اربکہ ملاذبان
 تحصیل خبکے تعلق مصروفیت اس کام کی تھی نہایت کم تھے اور یہ کام ایسی کثرت سے
 تھا کہ تمام برگنہ میں انڈہ بچہ میڈیوں کے پہیلے ہوئے تھے از انجا کہ خدا موصوف نہایت مدد

مدبر و دانائین و ہون نے اپنی حکمت علی اور دانائی سے وہ تدبیر نکالی کہ خود بخود
 بلا کسی صرف کے ایک فوج مرمان کی واسطے مارنے میں یونیکے کھڑی ہو گئی
 یعنی اول تو جو لوگ معزز و نامی برگنے کے تھے اونکو براہ الستیام و تالیف قلوب
 اس معاملہ میں مصروف کیا دوم ملازمان پولس جو حسب دستور اپنے سرستہ کے
 اکثر کشت و بہا میں تھے انکا تعلق بھی اس کام میں کیا گیا سوم پواریان
 و چوکیداران دیہاتی کو حکم ہوا کہ ہمراہ ملازمان تحصیل کیے رکھ کر میدان
 دیہات کو ضایع کرنے میں اندھ بچہ بیڈیوں میں مصروف کریں کہ اس تدبیر سے
 دفعیہ بیڈی میں کہ وہ ایک کام بڑا مشکل معلوم ہوتا تھا نہایت سہولیت
 اور آسانی پیدا ہو گئی اور اگرچہ ابتدائی مباحی اختراع ان تجویزات
 احسن کے صاحب محشم الیہ تھے مگر جبکہ صاحب موصوف یہ کام ناقام
 اس برگنے کا چھوڑ کر برگنے کو مانہ کی طرف چلے گئے تو بعد میں جناب را
 پر تائب ہو کر صاحب اکثر اسسٹ کسٹرمین جہم نے بھی کہ جو ثانی احوال
 اس کام پر مامور ہوئے تھے ایسی کوشش اور تندہی فرمائی کہ خاتمہ اس کام کا
 اچھی طرح ہو گیا اور نوبت تلف ہونے اندھ بچوں بیڈی کی حسب تفصیل

پہونچی تعداد اندھ ضایع شدہ تعداد بچہ ضایع شدہ ایک پدم
 بانج کروڑ ۸۰ لاکھ ۸۰ کروڑ ۸۰ لاکھ ۸۰ کروڑ ۸۰ لاکھ

سوائے انعام فی انار کے اور ان اشخاص معزز کو جنہوں نے اس کام
 میں سرکار کو تہ دل سے مدد دی تھی سفارش اور سعی جہاں لیم لیکسٹ

اکثر است کثرت نجات در کے حسب تقضیل ذیل خلعت ملا

علامہ بنی	محمّد ادر	شیخ نجیب الدین	علی سنگہ ساہیوٹ
مولف		دینی انسپکٹر جہم	پولس جہم
مک و شالہ		مک منڈیل پیش قیت	مک منڈیل

محمّد خان فیض خان عبدالستار خان	گامی خان دہلی محمد خان سو داران
جمعیت راکمبدراران اوتہی خان	جہم اور گلاب سنگہ ٹہیکہ دار بئر
نیشن خوار سرکار دھاکر اندر سنگہ	جہم چک اس دہاکر سلطان سنگہ
رئیس کوتالی	لمبردار کبیری پانودہ

منڈیل	تہان بن ریب	للمہ دستار
-------	-------------	------------

دفعہ ۴۱۱۳۳ عین شادی کتختائی برٹش آف دہلی شانہ زادہ کلان
ملکہ والا بارگاہ ملکہ و کٹوریہ فرمان فرمای سلطنت کرٹ برٹن کی عمل میں آئی
سوا سکی نہت کی تقریب میں یہ تجویز ہوئی کہ رعایا یہ برٹش انڈیا کی طرف
بہی کہہ تحائف حضور انور ملکہ مدد و حصہ پیش کش کے طور پر بھیجے جاوین
چنانچہ خاص ضلع رشتک میں ایک نہار و پیہ کی تحفہ بھیجنے کی صلاح ٹہیری
اس واسطے جاوون تحصیلدار کو حکم ہوا کہ اپنے علاقہ سے دھامی ڈھامی
سور و پیہ کی سبیل دن ریسون پیہ کر ایک ہیجڈ یون جو اپنے جاوے اس
تہتیت میں شریک ہونا چاہیں مگر اس معاملہ میں کسی حکام جبر یا قندی نہ کیا ویک

جناحہ مطابق اوسکے ماہ اگست ۱۹۲۳ء میں علاقہ تحصیل جھیر میں بھی لوگوں نے
 اپنی خوشی اور طبعاً طریقہ سے ۱۵۰۰ جمع کر کے تحصیلدار کی معرفت بخدمت صاحب
 ڈپٹی کمشنر بھیج دیے دفعہ ۲۲۴۲ نظام ایکٹس میں جو جو اون لوگوں سے
 مفیدی چار روپیہ لئے جاتے تھے جنگی آمدنی اور منافعہ سالانہ بانسور روپیہ یا
 اوس سے زیادہ تھا اور منجملہ اوسکے تین روپیہ خزانہ عین المال میں داخل ہوتے
 تھے اور ایک روپیہ سرمایہ طیاری سرک پل و تالاب وغیرہ عمارات مفید عام میں
 جمع کیا جاتا تھا از انجا کہ تعین اس محصول کا لغایت ۳۱ جولائی ۱۹۲۳ء
 صرف بضرورت ادا می قرضہ ذمگی سلطنت برٹش انڈیا کے ہوا تھا سو قرضہ یہ معلوم
 ہوا کہ اگر محصول مذکور میں سے کسی قدر کمی کیجا ویے تو بھی معیاد متعینہ تک ادا
 ہو جانا قرضہ ذمگی گورنمنٹ کا ممکن ہے اس واسطے ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء میں منجملہ محصول
 مذکور کے جو مفیدی تین روپیہ خاص واسطے اذخار خزانہ سرکاری کے لیا جانا
 تھا اوس میں سے ایک روپیہ چھوڑ دیا گیا اور آئندہ کو صرف مفیدی تین روپیہ
 محصول بدین تفصیل باقی رہا واسطہ اذخار عین المال منصف واسطہ سرمایہ سرک
 وغیرہ ۳۴۴۴ دفعہ ۳۴۴۴ اگرچہ روندی سہابی کی ۱۹۲۳ء میں بھی آئی اور
 اکثر دیہات نواح بادل کی کار قبہ ہی غرقاب ہوا مگر مثل سال گذشتہ کے کچھ بہت
 زیادہ طغیانی اوسکی بہن ہوئی اور پانی اوسکا جلد خشک ہو گیا اور زمین
 سیراب میں نرد و فضلہ سیر کا بہت ہوا مگر چند دیہات میں اس مرتبہ بھی قیام
 پانی کا زیادہ عرصہ تک رہا اور ان کے اکثر قطعات زمین میں آب زدگی
 کے سبب سی و نو فصلین ماری گئیں اس واسطے بعد معائنہ تحصیلدار اور را

لگام انہی ساخت قصبہ گوریانی اور سنگ لڑان پیدائش کوہ کلیانہ علاقہ داوری
 اور موتی ہائی لقرہ ساخت موضع کینہ علاقہ کانوڈ معرفت مولف کے بھیجے گئے سو
 کئی عجیب خانہ میں اشیاء مرشد ہوئیں اور کئی سیے اویسے شکرانہ میں ایک مٹلا
 خلیفہ محمد اسلمین مٹف ہو کر راقم کو محنت ہوئی ذکر صاحبان دسرت
 سپرنڈنٹ تک جس سے تحصیل چھ متعلق یہ
 دفعہ ۲۶۶ ابتدای انتظام جدید پولس یعنی ماہی شائع میں
 کپتان ٹیٹ صاحب دسرت سپرنڈنٹ ضلع ریتک کے مقرر ہوئے تھے اور
 جب سی اے تک دستور قائم میں مگر مان و دفعہ اولامن ابتدای کم گت
 لغایت آخر اکتوبر ۱۹۲۳ ع اور ثانیامن ابتدای ۱۷ جولائی لغایت ۱۸ اکتوبر
 ۱۹۲۳ ع ضرورت خاگی اور بیماری کے سبب سے صاحب موصوف حضرت
 لیکر جانب کوہستان وغیرہ کے گئے تھے اسوقت البتہ مستر کلی صاحب نے
 تقایم مقامی صاحب موصوف کے یہاں کام دسرت سپرنڈنٹ کا کیا تھا اور
 اصل یہ ہے کہ کپتان ٹیٹ صاحب آدمی نہایت زیرک اور منظم اور ساکا
 میں اونہوں نے بذولت پولس کا اس ضلع میں نہایت خوب اور مستحسن کیا
 اور غالب ہے کہ جیسے خوش نظمی کے ساتھ کارروائی پولس کی صاحب موصوف
 کی بدولت ضلع ریتک میں ہوتی ہی اسی اور اضلاع میں کم ہوگی چنانچہ
 لوکل گورنٹ نے ہی انتظام کپتان ٹیٹ صاحب کو نہایت پسند کر کے
 تعریف خوش نظمی پولس ضلع ریتک کی بورڈ سال تمام ۱۹۲۳ ع میں راج فرمائی
 ذکر تحصیلداران علاقہ تحصیل چھ دفعہ ۲۶۶

جو کہ یہ کتاب خاص علاقہ تحصیل جھجر کی بنی ہوئی ہے اس واسطے اس میں لکھا کہ کیفیت
 حال تحصیلہ اران علاقہ مذکور کا بھی بموقع ہنہین معلوم ہوتا ہے اور از بسکہ علاقہ
 تحصیل جھجر سابقاً بادی اور جھجر دو تحصیلوں پر مشتمل تھا اس واسطے دو نو تحصیلوں
 تحصیلہ اران کا ذکر کرنا ضروری ہے سو حال تحصیلہ اران جھجر کا دفعہ آئندہ میں
 لکھا جائیگا اس دفعہ میں ذکر تحصیلہ اران بادی کا کیا جاتا ہے کہ اول بعد
 ضبطی ریاست جھجر کے گمانی لعل کا تہہ متک جو زمانہ نوابی میں تحصیلہ اران تھا ۱۲
 ماہ نوامبر ۱۲۴۵ء کو بدستور اپنے عہدہ پر بحال ہا پہر نامبرہ سبب نابو اقصیت
 کام کے برخاست ہوا اور بجایے اوسکے تقرری بشمبر داس کا تہہ سکندر آباد ضلع
 بلند شہر کی ۱۲ ماہ جون ۱۲۴۵ء کو عمل میں آئی پرستمبر ۱۲۴۵ء کو بشمبر داس
 تحصیلہ اران میں بدل گیا اور ہریال سنگہ کا تہہ ساکن قصبہ سومنہ ضلع گورگانہ
 اوسکی جگہ ہان سی آیا پر وہ چند روز کیواسطے جھجر بدل گیا تو ۱۲۴۵ء فروری ۱۲۴۵ء
 کو اوسکی جگہ گوجرل سرشتہ دار فوجداری جھجر قائم مقام ہو کر آیا زان بعد
 اقرار علی ساکن قصبہ تھور علاقہ بخنور عہدہ تحصیلہ اران جھجر پر مقرر ہوا اور
 ہریال سنگہ بدستور بادی کو لوٹ گیا اور گوجرل سرشتہ دار فوجداری جو
 عارضی مقرر ہوا تھا عہدہ اپنے پر آگیا ۱۳ جولائی ۱۲۴۵ء کو ہریال سنگہ
 ضلع گورگانہ میں جا کر نوکر ہو گیا اور بشمبر داس جو کا نوڈیہ بسبب ڈپٹی
 علاقہ مذکور کے مہاراجہ پٹالہ کو برخاست ہو گیا تھا اوسکی جگہ مقرر ہوا آخر کار
 یکم مئی ۱۲۴۵ء تحصیلہ اران دلی شکست ہو کر متعلق تحصیل جھجر کے ہو گئی اور اگلے زمانہ
 اوسکے تخفیف میں موقوف ہو گئے دفعہ ۲۶۸ بعد ضبطی ریاست جھجر کے

جواب تمام انگریزی ہوا تو ہر دیا لکھ گائیہ مذکورہ دفعہ بالا ۲۴ مارچ ۱۸۵۶ء کو
 کو عہدہ تحصیل داری چھپرہ مقرر ہوا پھر ۲۴ جون ۱۸۵۶ء کو بدلی اوسکی تحصیل
 کالوڈین ہوئی اور ہر دیاں سنگہ قوم مہاجن سراوگی ساکن قصبہ سلطان پور
 جلاکناہ ضلع سہارن پور عہدہ تحصیل داری مذکور پر قائم ہوا جب ستر جان کھیل
 صاحب ڈپٹی کنسٹریبل چھپرہ اضلاع مغربی کی طرف بدل گئے تو نامبرہ بھی حسب
 الطلب صاحب صوف کے ضلع شاہجہان پور کو جلا گیا اور بعد چلے جانے
 اوسکے کے شاہجہان پور کو یکم دسمبر ۱۸۵۶ء سے لغات ۲۳ فروری ۱۸۵۷ء
 ہر دیاں سنگہ تحصیل اربادلی نے تحصیل چھپرہ میں اگر کام دیا پس ازان میں
 اقرار علی ضلع لیتے ہیں اگر چھپرہ میں مقرر ہوا اور ہر دیاں سنگہ بدستور اپنی جگہ پس
 جلا گیا چنانچہ میرا قرار علی کئی سال تک چھپرہ میں رہا آخر کار طبیعت اوسکی چھپرہ
 ناراض ہوئی لہذا اوسنے وہاں سے تبدیلی اپنی چاہی اوسپر یکم اگست کو بدلی
 اوسکی تحصیل گوبانہ ضلع ریتک میں ہو گئی اور وہاں سے غلام نبی ساکن شہر میرٹھ
 یعنی مولف نسخہ بد ابدل کر ۲۴ ستمبر ۱۸۶۲ء کو کام تحصیل داری چھپرہ پر مستلظ ہوا پھر
 منشی پرچون لعل تحصیل داری سانبلہ بدل کر ۱۷ مئی ۱۸۶۷ء کو چھپرہ میں آیا اور مولف
 اوسکی جگہ سانبلہ بدل گیا چنانچہ منشی موصوف اب تک چھپرہ میں قائم اور موجود ہے

ہر کہ خواندہ عاطف مع دارم

زانکہ من سبہ گنہگارم

تم الکتاب

بعون الملک الہاب

خاتمہ لطیف

قادر ذوالجلال کا شکر ہے کہ مجھے کتاب ماہ جولائی

میں شیخ احمد کے اہتمام سے مطبع فیض احمدی

تمام و کمال مطبوع ہو چکی اب مجھے آرزو ہے

کہ تالیف مجھ کی سیرابی مضمون و شادابی

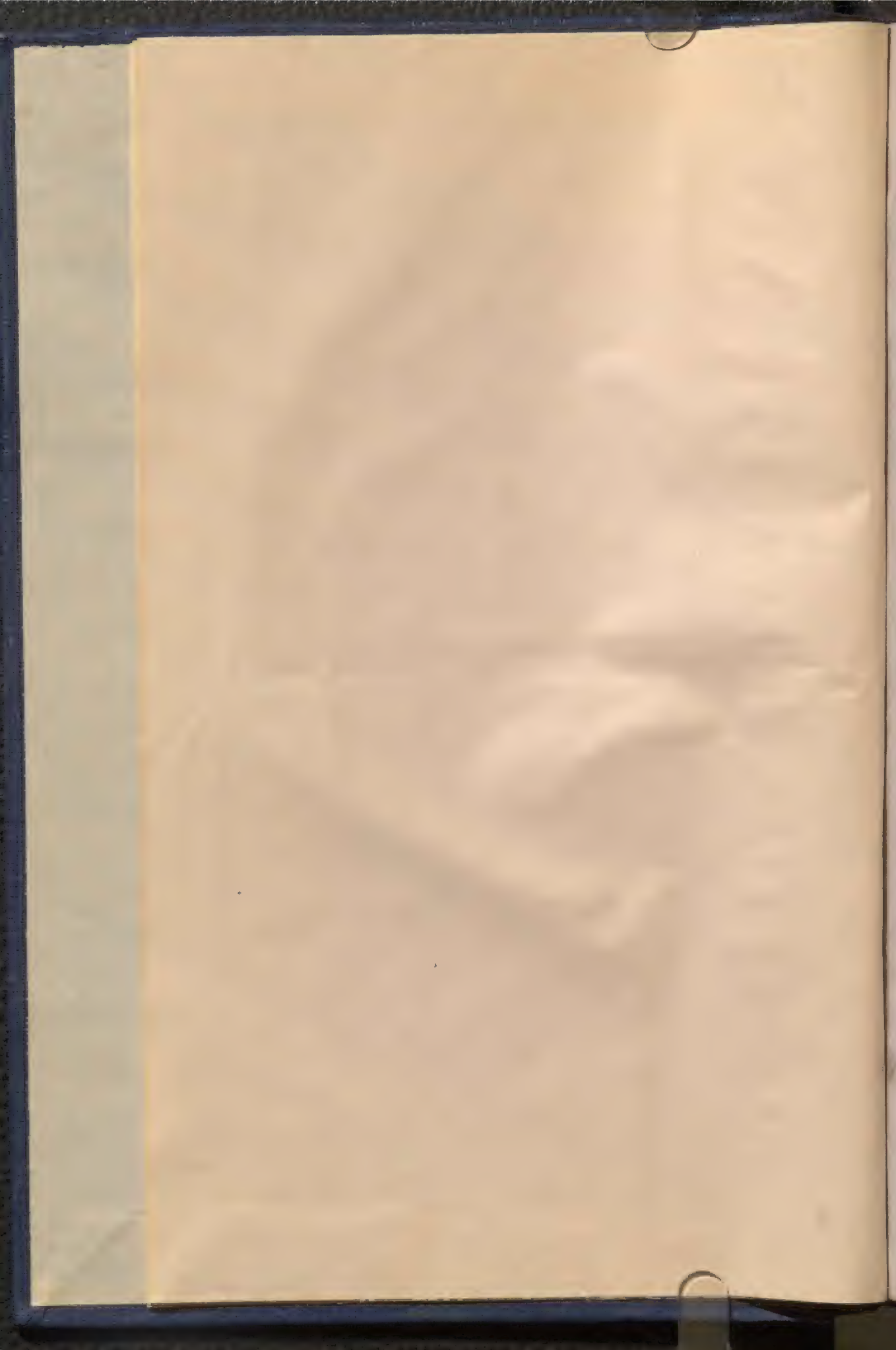
مطلب سے حریفان بادہ شوق کی

صراحی نوش آنیز اور ساقیان

بزم علم کا پیالہ

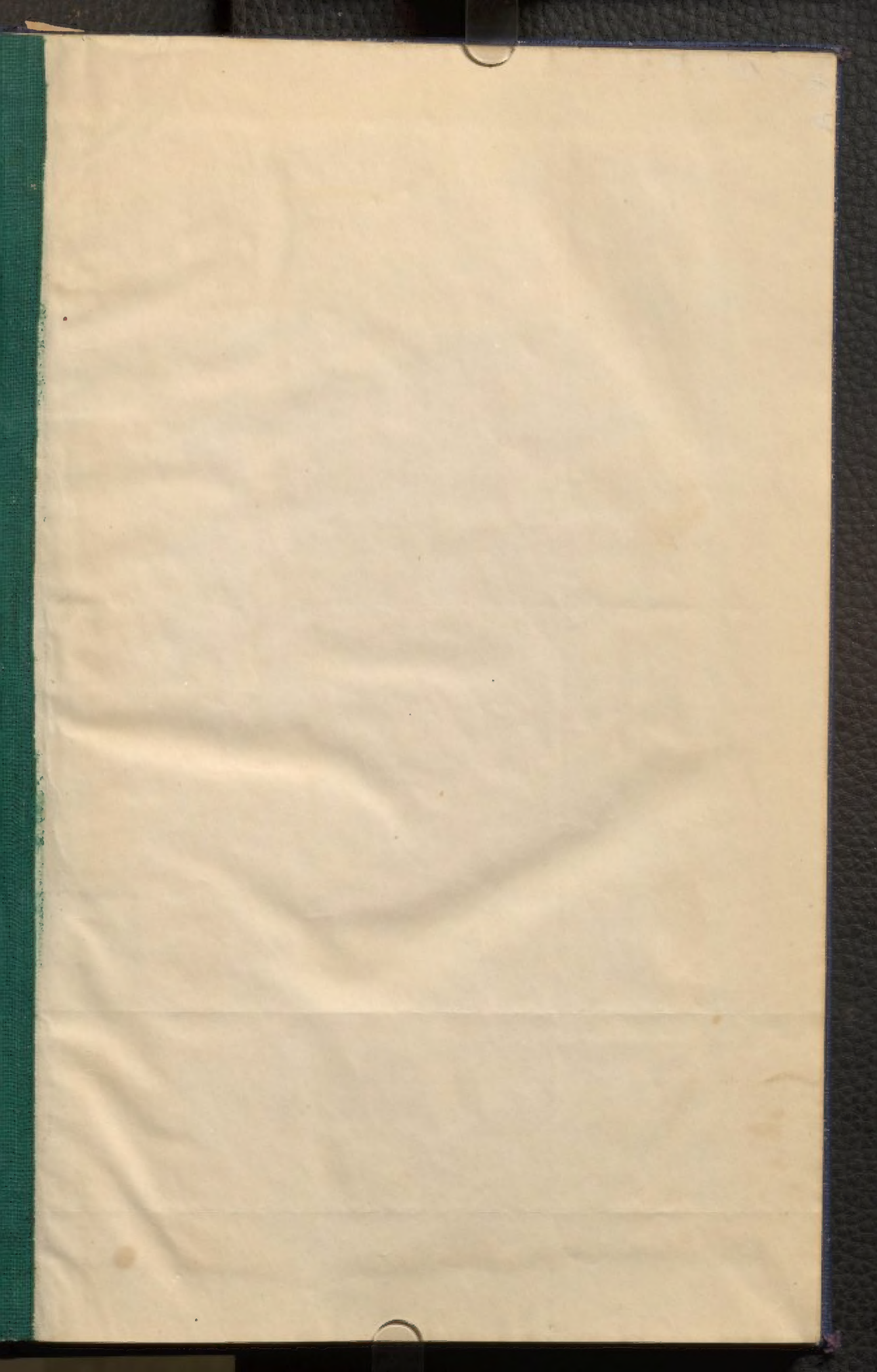
مسرور

ہے
فقط









SHASTRI INDO-CANADIAN INSTITUTE
156 Golf Links,
New Delhi-3, India
